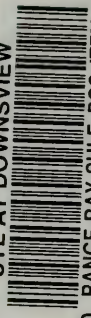


UTL AT DOWNSVIEW



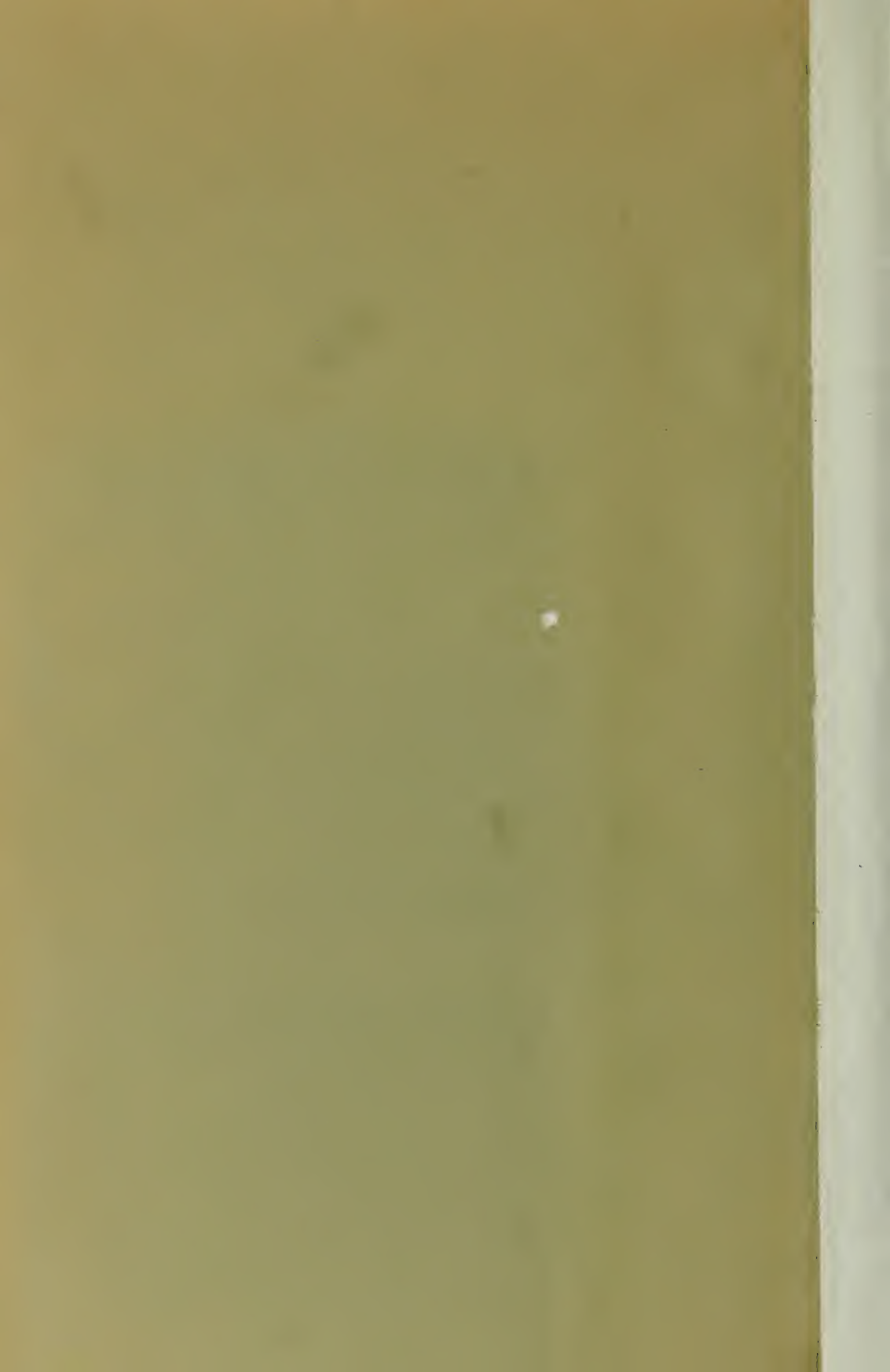
D RANGE BAY SHLF POS ITEM C
39 13 18 20 02 009 5

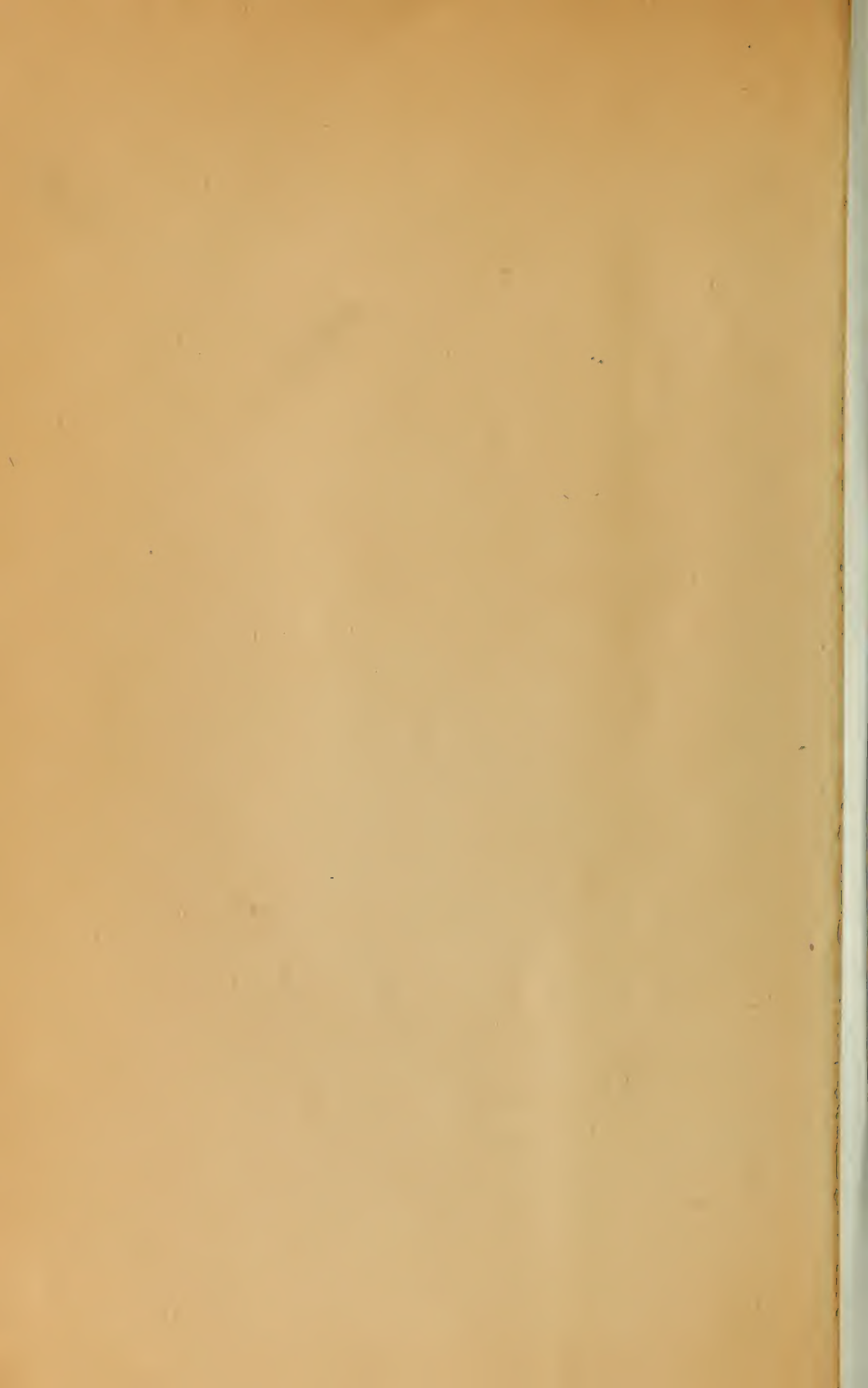
D
107
M83
1894

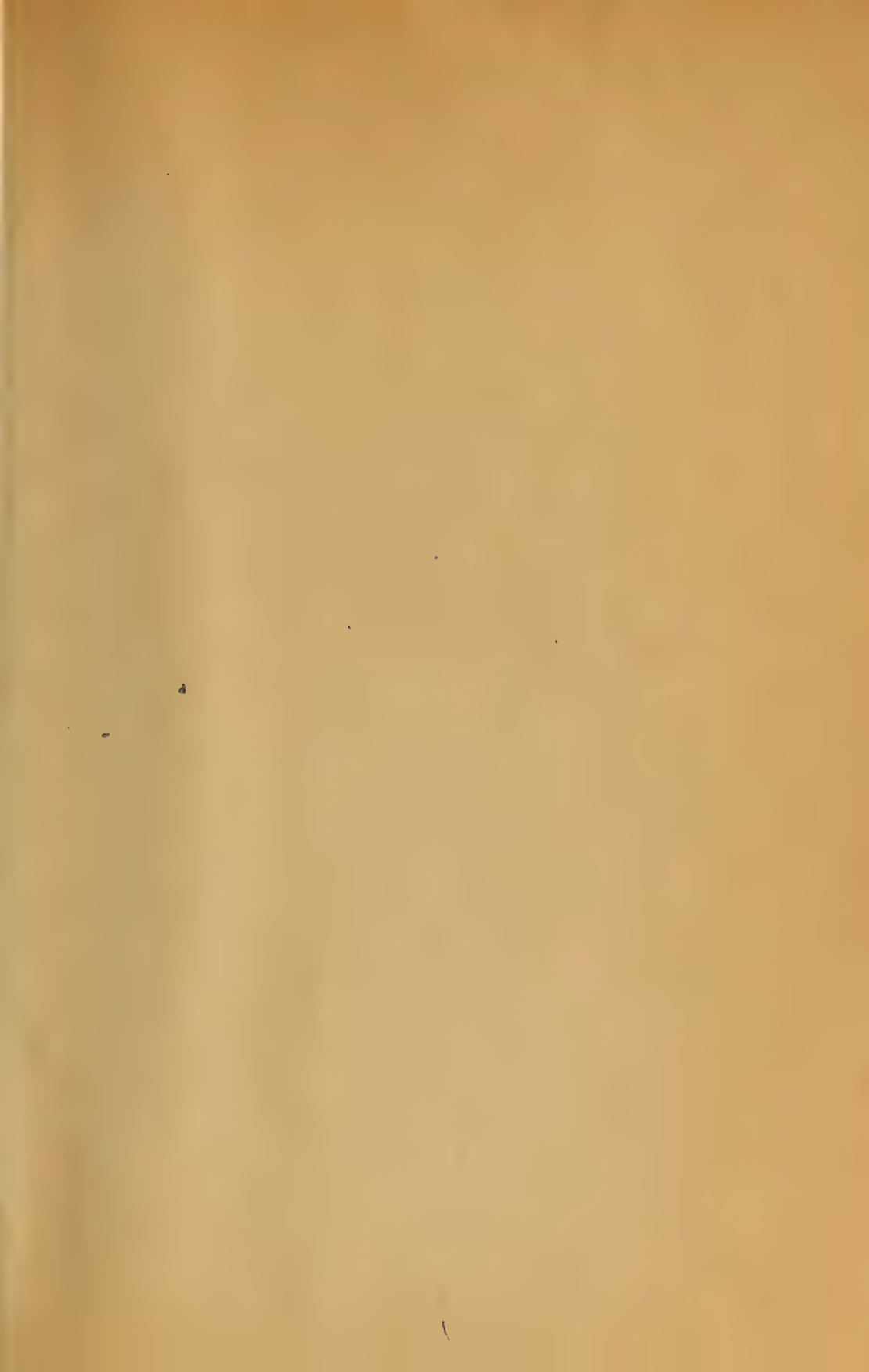
Muhammad Husain Khān
Aḥkam al-tarikh

PLEASE DO NOT REMOVE
CARDS OR SLIPS FROM THIS POCKET

UNIVERSITY OF TORONTO LIBRARY







نذر

بمجد دولت ابد مدت دارالحی سپهرستان کیالی نرفته ایست
 آن علحضرت قدر قدرت خداوند نعمت حضور پر نورستم دوران مظفر اندک
 فتح جنگ نظام الدوله نظام الملک آصف جاہ طلب سانی علیحضرت میر محمد خان
 باوشاہ وکن خلد اللہ ملکہ و دولہ و افاض علی رؤس الانام برہ و احسانہ
 Muhammad Husain Khan

بیناچہ سند ہدیہ

بگرامی خدمت فیض و رحمت

اعضاء و السلطنۃ ناصر الملک علی القاب عالیجناب ہلال رکاب کنند جنگ قبائل الدولہ
 افتد ار الملک قارا الام نواب محمد فضل الدین خان بہار وزیر اعظم دولت اصفیہ
 ادام اللہ اقبالہ و اجلا الہ بعد ادب بامید قبولیت۔

بسرپرستی و کمال پروری مصطفوی

گوہر مقنوی تبار غلامہ تحریر اقلیدس تحریر عالیجناب نواب مومن جنگ
 عماد الملک بہادر ناظم تعلیمات دام اقبالہ پیش کیا جاتا ہوجو
 کہ قبول افتد زکے ع و شرف

Ah Kam - al - Lari Kl

کندرا سیدہ

فدوی خاص محمد حسین عثمی

KITAB KHAR

DEALER IN MANUSCRIPTS,
 2410 SHIBPUR LANE, KANZIL,
 BALLIMARAN, DELHI

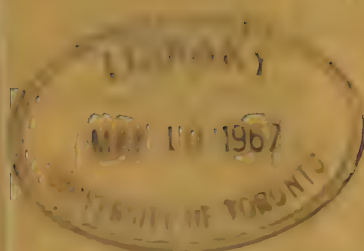
D
107
M83
1894



فهرست خلاصه مضامین کتاب حکم التاریخ المعروضه بمحبوب السلاطین

تاریخ	مضمون	تاریخ	مضمون	تاریخ	مضمون
۱	۶	۳	۴	۵	۶
۲	تقریظ کتاب از عرشی حسا	۲۵	شاه پوریاد شاه کاحال	۴۹	خضال پسندیده بامردن
۷	حمد و نعت	۲۵	عمده خضال پسندیده بهم	۴۹	بادشاه اسلام کاحال
۸	مقدمه کتاب	۲۶	گویند یزد حیر کاحال	۷۹	عمده خضال پسندیده ابو
۱۱	ذکر کاجادشاه اسلام	۲۶	عمده خضال پسندیده خسرو	۷۹	جعفر المستقر بالله اسلام
	اعلی حضرت میر محبوب علی خان		پرویز بادشاه کاحال		کاحال -
	خلد الله ملکه و دوامت	۲۷	عمده خضال پسندیده خسرو	۸۳	عمده خضال پسندیده ابی
۱۱	سبب تالیف کتاب		بروز بادشاه کاحال		اسحاق محمد مهدی بالله بادشاه
	و تذکره مولف	۲۷	عمده خضال پسندیده خسرو		اسلام کاحال -
۱۷	عمده خضال پسندیده سکندر		عمر بن عبدالعزیز کاحال	۸۶	عمده خضال پسندیده ابو
	رومی بن فیلقوس بادشاه کاحال	۵۵	عمده خضال پسندیده ابو		عبدالله المقدسی بامر الله
۲۱	عمده خضال پسندیده متوکل		جعفر منصور دوانیقی بادشاه		بادشاه اسلام -
	بن ایرج بن فریدون بادشاه کاحال		کاحال -	۸۹	عمده خضال پسندیده ابو
۲۳	عمده خضال پسندیده اردشیر	۶۷	خضال عمده پسندیده ابو		احمد المستظهر بالله بادشاه اسلام
	باگان ساسانی بادشاه کاحال		عبدالله محمد المهدی بادشاه		کاحال -
۲۴	عمده خضال پسندیده هریر		اسلام کاحال		

127
1783
1894



ردیف	موضوع	ردیف	موضوع	ردیف	موضوع
۱	تقریظ کتاب از ...	۲۵	شاه پور بادشاه کا حال	۴۹	خصائل پسندیده مارون
۲	حمد و نعت	۲۵	عمده خصائل پسندیده بزم	۴۹	بادشاه اسلام کا حال
۳	مقدم کتاب	۲۶	گورین یزد حیر کا حال	۴۹	عمده خصائل پسندیده ابو جعفر المستقر بالله اسلام کا حال
۴	ذکر حامد پادشاه	۲۶	عمده خصائل پسندیده خسرو پرویز بادشاه کا حال	۴۹	عمده خصائل پسندیده ابی اسحاق محمد مهدی بالله بادشاه اسلام کا حال
۵	اعلی حضرت میر محمد	۲۶	عمده خصائل پسندیده خسرو پرویز بادشاه کا حال	۴۹	عمده خصائل پسندیده ابی اسحاق محمد مهدی بالله بادشاه اسلام کا حال
۶	خلد الله ملکه	۲۶	عمده خصائل پسندیده خسرو پرویز بادشاه کا حال	۴۹	عمده خصائل پسندیده ابی اسحاق محمد مهدی بالله بادشاه اسلام کا حال
۷	سبب تالیف	۲۶	عمده خصائل پسندیده خسرو پرویز بادشاه کا حال	۴۹	عمده خصائل پسندیده ابی اسحاق محمد مهدی بالله بادشاه اسلام کا حال
۸	وتذکره	۲۶	عمده خصائل پسندیده خسرو پرویز بادشاه کا حال	۴۹	عمده خصائل پسندیده ابی اسحاق محمد مهدی بالله بادشاه اسلام کا حال
۹	عمده خصائل پسندیده	۲۶	عمده خصائل پسندیده خسرو پرویز بادشاه کا حال	۴۹	عمده خصائل پسندیده ابی اسحاق محمد مهدی بالله بادشاه اسلام کا حال
۱۰	رومی بن فخر	۲۶	عمده خصائل پسندیده خسرو پرویز بادشاه کا حال	۴۹	عمده خصائل پسندیده ابی اسحاق محمد مهدی بالله بادشاه اسلام کا حال
۱۱	عمده خصائل پسندیده	۲۶	عمده خصائل پسندیده خسرو پرویز بادشاه کا حال	۴۹	عمده خصائل پسندیده ابی اسحاق محمد مهدی بالله بادشاه اسلام کا حال
۱۲	بن ایر	۲۶	عمده خصائل پسندیده خسرو پرویز بادشاه کا حال	۴۹	عمده خصائل پسندیده ابی اسحاق محمد مهدی بالله بادشاه اسلام کا حال
۱۳	عمده خصائل پسندیده	۲۶	عمده خصائل پسندیده خسرو پرویز بادشاه کا حال	۴۹	عمده خصائل پسندیده ابی اسحاق محمد مهدی بالله بادشاه اسلام کا حال
۱۴	بالکمال	۲۶	عمده خصائل پسندیده خسرو پرویز بادشاه کا حال	۴۹	عمده خصائل پسندیده ابی اسحاق محمد مهدی بالله بادشاه اسلام کا حال
۱۵	عمده خصائل پسندیده	۲۶	عمده خصائل پسندیده خسرو پرویز بادشاه کا حال	۴۹	عمده خصائل پسندیده ابی اسحاق محمد مهدی بالله بادشاه اسلام کا حال
۱۶	اسلام کا حال	۲۶	عمده خصائل پسندیده خسرو پرویز بادشاه کا حال	۴۹	عمده خصائل پسندیده ابی اسحاق محمد مهدی بالله بادشاه اسلام کا حال

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۹۰	خصائل پندیدہ یوسف بن یاسقین سلطان مغرب کمال	۱۰۹	عمدہ خصائل پندیدہ سلطان محمود غزنوی		نوا با فضل الدولہ بادشاہ دکن کا حال -
۹۳	عمدہ خصائل پندیدہ ابو ظفر یوسف المستعجد باندہ بادشاہ	۱۲۵	عمدہ خصائل پندیدہ سلطان محمد عثمان خان غازی بانی	۱۵۳	حکمرانی رعیت کی نگہبانی کی تعریف -
	اسلام کا حال -		سلطنت روم کا حال	۱۵۶	خدا ترسی کا حال
۹۵	خصائل پندیدہ ابو محمد حسن المنقعی بالله بادشاہ اسلام	۱۲۸	خصائل پندیدہ سلطان علاء الدین خلجی بادشاہ	۱۵۹	نیکی اور بدی کا حال -
۹۷	تاریخ سلاطین اسماعیلیہ عبد بن شامان مصر شہ	۱۳۱	ہندوستان کا حال خصائل پندیدہ سلطان سکندر لودھی بادشاہ	۱۶۶	خودی کا حال
۹۹	خصائل پندیدہ ابو العباس احمد ناصر الدین اند بادشاہ	۱۳۱	ہندوستان کا حال -	۱۶۹	طاقت خود اختیاری کی حفاظت اور خوش لیاقتی کا حال -
	اسلام کا حال -	۱۳۴	خصائل پندیدہ شہناش شاہ جهان بادشاہ ہندو	۱۷۵	دولت مندی و جہاندار کا حال
۱۰۲	خصائل پندیدہ ابو نصر محمد طاهر باندہ بادشاہ کا حال		کا حال -	۱۷۷	حضرت سلیمان علیہ السلام کی سلطنت کا حال
۱۰۳	خصائل پندیدہ ابو جعفر المتضرر باندہ بادشاہ اسلام	۱۸۱	خصائل پندیدہ نواب اصغر نظام الملک بانی سلطنت	۱۸۴	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حال
۱۰۵	خصائل پندیدہ ابو احمد عبد المستعصم باندہ بادشاہ کا حال		دکن کا حال -	۱۸۶	امیر المومنین حضرت ابو بکر الصديق رضی اللہ عنہ

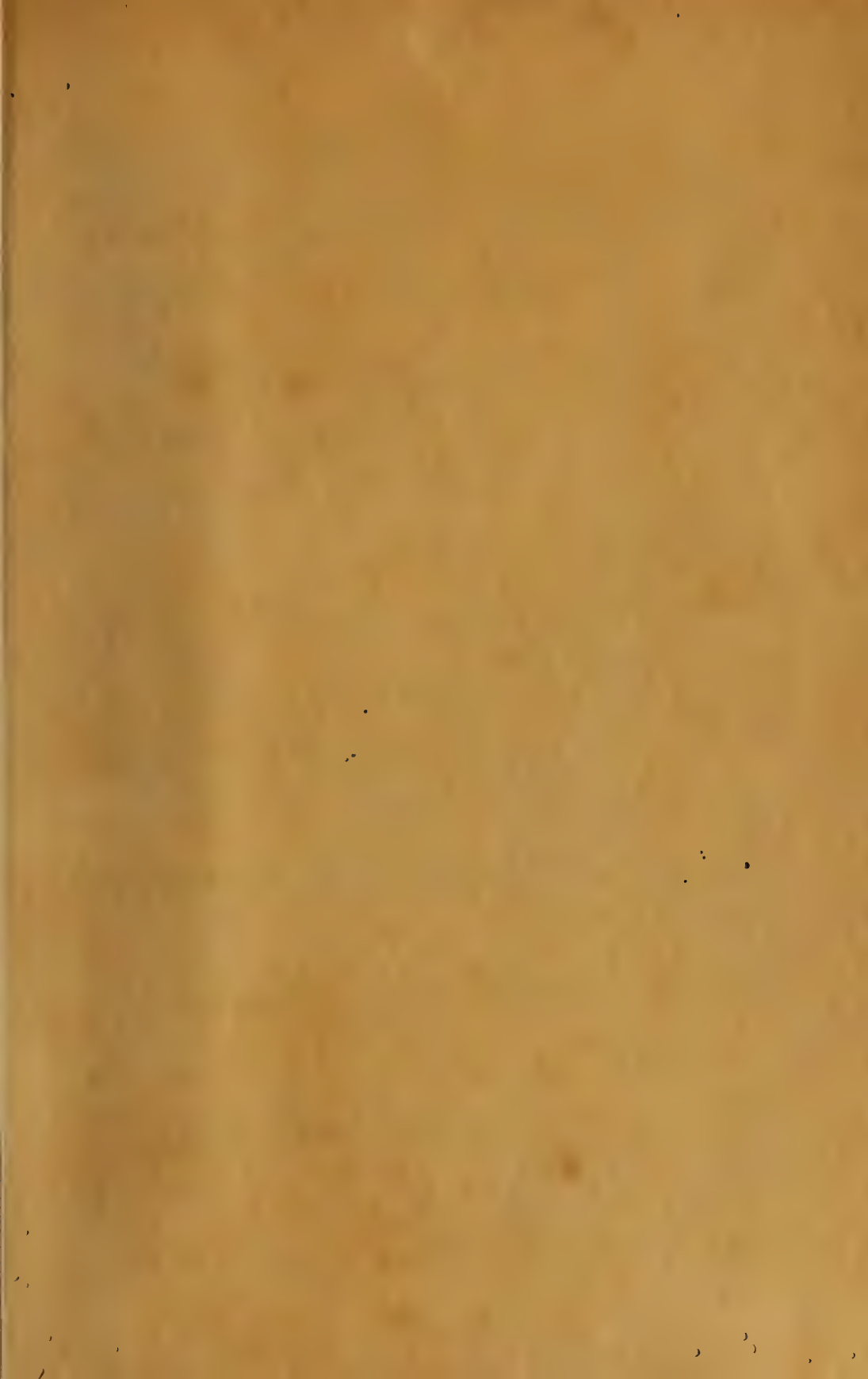
صفحہ نمبر	مضمون	پینج	مضمون	پینج	مضمون
۱۸۸	امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ	۲۲۸	عبدالرحمن کی حکایت	۲۴۱	نقشہ نامہائے سلاطین
	کی خلافت کا حال		نصیحت امیر		خلفاء اسپین
۱۹۹	امیر المومنین حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ	۲۳۵	حکایت نصیحت امیر	۲۴۳	نقشہ نامہائے سلاطین
	کی خلافت کا حال		بجلیفہ مضمورد و انقی		خلفاء بنی عباس دار الخلافہ
۲۰۲	امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ	۲۴۲	حضرت سفیان ثوری		بغداد -
	کی خلافت کا حال		کی نصیحت امیر حکایت	۲۴۷	نقشہ سلاطین خلفاء
	امیر المومنین حضرت علی	۲۴۹	عدل کی تعریف اور ظلم کی		مصر و شام وغیرہ -
	ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ	۲۵۰	برائی کا حال -	۲۴۹	حال ابتدائی سلطنت
	کی خلافت کا حال		نفس امارہ کا حال		عثمانیہ قسطنطنیہ سلطان
۲۲۱	علماء آخرت کے نصیحتیں	۲۵۲	بندوں کے حقوق کا	۲۵۰	نقشہ سلاطین روم
	کا حال		حال	۲۵۶	ہندوستان میں سلطنت
۲۲۱	ایک بڑھیا کی نصیحت	۲۵۸	اتمام ظلم کا حال		اسلامیہ کے اول زمانہ
	حکایت		خوش معاملگی کی تعریف		کا حال -
۲۲۲	ایک اعرابی کی نصیحت	۲۶۱	کا حال -	۲۵۷	اسمعیل سامانی کا حال
	امیر حکایت		تاریخ جدو ملہ سلسلہ شاہان	۲۵۸	سبکدین کا حال -
۲۲۵	ایک لڑکے کی نصیحت	۲۶۹	عرب و عجم	۲۵۹	سلطان محمود غزنوی کا حال
	امیر حکایت		نقشہ نامہائے سلاطین مشرق	۲۶۰	پرہیز راج کا حال -
			خلفاء بنی امیہ	۲۶۱	سلطان شہاب الدین

صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر
۳۰۰	عزری کے جنگ کا حال	۳۳۷	اس کے کا حال -	سلطان داود شاہ بہمنی کا حال
۳۰۱	نقشہ سلاطین غزنویہ کا	۳۳۸	چکیز خان کے قتل کا حال	سلطان محمود بہمنی کا حال
۳۰۲	سلطان محمود غزنوی -	۳۳۹	کا حال -	سلطان شمس الدین بہمنی کا حال
۳۰۳	نقشہ سلاطین غزنویہ	۳۴۰	شیر خان کی یورش کا حال	سلطان فیروز شاہ بہمنی کا حال
۳۰۴	نقشہ سلاطین غلامان	۳۴۱	امیر تیمور گورکانی کا حال	سلطان احمد شاہ بہمنی کا حال
۳۰۵	غوریہ دار السلطنت کا	۳۴۲	شاہ یابر کا حال	سلطان علاء الدین بہمنی کا حال
۳۰۶	نقشہ سلاطین خلجیہ	۳۴۳	نقشہ سلاطین تغلق شاہان	سلطان ہمایوں ظالم بہمنی کا حال
۳۰۷	ہندوستان	۳۴۴	ہندوستان مع نامہا کے	سلطان ہمایوں ظالم بہمنی کا حال
۳۰۸	نقشہ سلاطین تغلق شاہان	۳۴۵	شاہان انگلشیہ -	نظام شاہ بہمنی کا حال
۳۰۹	ہندوستان	۳۴۶	دار الخلافت دہلی کے معاصر	شمس الدین بہمنی کا حال
۳۱۰	نقشہ سلاطین سادات	۳۴۷	سلاطین اسلامیہ کا حال	سلطان محمود شاہ بہمنی کا حال
۳۱۱	بختر خانیہ شاہان ہندوستان	۳۴۸	ملکت دکن کی بنیاد کا حال	سلطان احمد شاہ بہمنی کا حال
۳۱۲	نقشہ سلاطین افغانان	۳۴۹	بہمنیہ اور اوسکی شاخوں کا حال	سلطان احمد شاہ بہمنی کا حال
۳۱۳	شاہان ہندوستان -	۳۵۰	سلطان علاء الدین حسن کا حال	سلطان علاء الدین بہمنی کا حال
۳۱۴	ہندوستان میں اسلام کے	۳۵۱	بہمنی گال -	سلطان علاء الدین بہمنی کا حال
۳۱۵	دوسرے زمانہ شاہان کا	۳۵۲	سلطان محمد شاہ بہمنی کا حال	شاہ ولی اقتدین سلطان
۳۱۶	مغلیہ کا حال -	۳۵۳	سلطان محمد شاہ بہمنی کا حال	محمود بہمنی کا حال
۳۱۷	مغلوں کے مورثا اعلیٰ	۳۵۴	حال -	

صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون
۳۳۹	شاہ ولی اللہ بہمنی کا	۳۳۷	بحری کا حال	۳۳۷	جمشید قطب شاہ کا حال
۳۳۸	حال و خاتمہ سلطنت	۳۳۶	سلطان حسین نظام شاہ	۳۳۶	سلطان ابراہیم قطب شاہ
۳۳۷	بہمنیہ	۳۳۵	کا حال	۳۳۵	کا حال
۳۳۶	سلطنت برید پور کا	۳۳۴	مرتضیٰ نظام شاہ کا حال	۳۳۴	سلطان محمد علی قطب شاہ
۳۳۵	سلطنت عادل شاہیو	۳۳۳	میران حسین بن مرتضیٰ	۳۳۳	کا حال
۳۳۴	حال جنگ پایہ تخت بیجا پور	۳۳۲	نظام شاہ کا حال	۳۳۲	سلطان محمد قطب شاہ
۳۳۳	سلطان اسماعیل عادل شاہ	۳۳۱	ابراہیم نظام شاہ کا حال	۳۳۱	کا حال
۳۳۲	کا حال	۳۳۰	بہادر شاہ و احمد نظام شاہ	۳۳۰	سلطان عبداللہ قطب
۳۳۱	ابراہیم عادل شاہ کا حال	۳۲۹	وغیرہ کا حال	۳۲۸	شاہ کا حال
۳۳۰	علی عادل شاہ کا حال	۳۲۸	مرتضیٰ نظام شاہ کا حال	۳۲۷	سلطان عبداللہ قطب شاہ
۳۲۹	سلطان ابراہیم عادل	۳۲۷	برہان نظام شاہ وغیرہ	۳۲۶	پر عالمگیر کا لشکر کشی
۳۲۸	شاہ کا حال	۳۲۶	کا حال	۳۲۵	کرنے کا حال
۳۲۷	محمود و عادل شاہ کا حال	۳۲۵	علاء شاہ سلطنت کا حال	۳۲۴	سلطان ابوالحسن شاہ
۳۲۶	سلطنت نظام شاہیو	۳۲۴	جنگ دارالحکومت ایلیپور	۳۲۳	کا حال
۳۲۵	حال جنگ تختہ احمد نگر	۳۲۳	بڑا رہتا	۳۲۲	عالمگیر کی فتح بیجا پور کا
۳۲۴	نظام الملک احمد شاہ بیک کا	۳۲۲	قطب شاہیہ سلطنت کا حال	۳۲۱	کا حال
۳۲۳	حال	۳۲۱	جنگ پایہ تخت قلعہ گوگندہ	۳۲۰	شاہزادہ محمد اعظم کے
۳۲۲	سلطان برہان نظام الملک	۳۲۰	سلطان قلی قطب شاہ کا حال	۳۱۹	جنگ تاشاد کا حال

صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون
۳۶۰	عالمگیر کے تسخیر قلعہ گو لکڑہ	۳۶۰	میسور کی دوسری لڑائی	۳۶۳	میر عالم کی وزارت کا حال -
۳۶۴	رستم دل خان صوبہ دار	۳۶۴	مرہٹوں کی لڑائی کا حال	۳۶۴	میر الملک کی وزارت کا حال
۳۶۵	عالمگیری وفات کے بعد	۳۶۵	میسور کی تیسری لڑائی	۳۶۵	پنڈت اردن کے قلعہ و قمع کا حال -
۳۶۸	نشاہزادوں کا لڑ جھگڑ کر	۳۶۸	کٹر لہ کی لڑائی کا حال	۳۶۸	مبارز الدولہ بہادر کی باغیانہ حرکت کا حال
۳۶۹	مرہٹ جانی کا حال	۳۶۹	مرشد زاوہ علیجاہ بہادر	۳۶۹	اور سپاہیانہ انگریزی کی لڑائی کا حال -
۳۷۰	دار السلطنت دہلی سے	۳۷۰	کی باغیانہ حرکت کا حال	۳۷۰	ایام ہیفینہ میں ہندو مسلمان کے جھگڑے کا حال
۳۷۱	صوبہ داروں کے علیحدہ	۳۷۱	میسور کی چوتھی لڑائی کا حال -	۳۷۱	شہادت ٹیپو سلطان کا حال
۳۷۲	ہو جانی کا حال	۳۷۲	شہادت ٹیپو سلطان کا حال	۳۷۲	نواب سکندر جاہ بہادر کی شادی کا حال -
۳۷۳	نظام الملک آصفیہ کا حال	۳۷۳	نواب سکندر جاہ بہادر کی شادی کا حال -	۳۷۳	میر عالم بہادر کی قید کا حال -
۳۷۴	ناصر جنگ شہید کا حال	۳۷۴	نواب سکندر جاہ بہادر کی شادی کا حال -	۳۷۴	میر اکبر علیخان سکندر جاہ بہادر کا حال -
۳۷۵	صلابت جنگ کا حال	۳۷۵	نواب سکندر جاہ بہادر کی شادی کا حال -	۳۷۵	میر اکبر علیخان سکندر جاہ بہادر کا حال -
۳۷۶	میر نظام علیخان بہادر کا حال -	۳۷۶	نواب سکندر جاہ بہادر کی شادی کا حال -	۳۷۶	میر اکبر علیخان سکندر جاہ بہادر کا حال -
۳۷۷	مرہٹوں کی لڑائی کا حال	۳۷۷	نواب سکندر جاہ بہادر کی شادی کا حال -	۳۷۷	میر اکبر علیخان سکندر جاہ بہادر کا حال -
۳۷۸	ملک میسور پر پہلی لڑائی	۳۷۸	نواب سکندر جاہ بہادر کی شادی کا حال -	۳۷۸	میر اکبر علیخان سکندر جاہ بہادر کا حال -
۳۷۹	کا حال -	۳۷۹	نواب سکندر جاہ بہادر کی شادی کا حال -	۳۷۹	میر اکبر علیخان سکندر جاہ بہادر کا حال -
۳۸۰	کا حال -	۳۸۰	نواب سکندر جاہ بہادر کی شادی کا حال -	۳۸۰	میر اکبر علیخان سکندر جاہ بہادر کا حال -
۳۸۱	کا حال -	۳۸۱	نواب سکندر جاہ بہادر کی شادی کا حال -	۳۸۱	میر اکبر علیخان سکندر جاہ بہادر کا حال -
۳۸۲	کا حال -	۳۸۲	نواب سکندر جاہ بہادر کی شادی کا حال -	۳۸۲	میر اکبر علیخان سکندر جاہ بہادر کا حال -
۳۸۳	کا حال -	۳۸۳	نواب سکندر جاہ بہادر کی شادی کا حال -	۳۸۳	میر اکبر علیخان سکندر جاہ بہادر کا حال -
۳۸۴	کا حال -	۳۸۴	نواب سکندر جاہ بہادر کی شادی کا حال -	۳۸۴	میر اکبر علیخان سکندر جاہ بہادر کا حال -
۳۸۵	کا حال -	۳۸۵	نواب سکندر جاہ بہادر کی شادی کا حال -	۳۸۵	میر اکبر علیخان سکندر جاہ بہادر کا حال -
۳۸۶	کا حال -	۳۸۶	نواب سکندر جاہ بہادر کی شادی کا حال -	۳۸۶	میر اکبر علیخان سکندر جاہ بہادر کا حال -
۳۸۷	کا حال -	۳۸۷	نواب سکندر جاہ بہادر کی شادی کا حال -	۳۸۷	میر اکبر علیخان سکندر جاہ بہادر کا حال -
۳۸۸	کا حال -	۳۸۸	نواب سکندر جاہ بہادر کی شادی کا حال -	۳۸۸	میر اکبر علیخان سکندر جاہ بہادر کا حال -
۳۸۹	کا حال -	۳۸۹	نواب سکندر جاہ بہادر کی شادی کا حال -	۳۸۹	میر اکبر علیخان سکندر جاہ بہادر کا حال -
۳۹۰	کا حال -	۳۹۰	نواب سکندر جاہ بہادر کی شادی کا حال -	۳۹۰	میر اکبر علیخان سکندر جاہ بہادر کا حال -
۳۹۱	کا حال -	۳۹۱	نواب سکندر جاہ بہادر کی شادی کا حال -	۳۹۱	میر اکبر علیخان سکندر جاہ بہادر کا حال -
۳۹۲	کا حال -	۳۹۲	نواب سکندر جاہ بہادر کی شادی کا حال -	۳۹۲	میر اکبر علیخان سکندر جاہ بہادر کا حال -
۳۹۳	کا حال -	۳۹۳	نواب سکندر جاہ بہادر کی شادی کا حال -	۳۹۳	میر اکبر علیخان سکندر جاہ بہادر کا حال -
۳۹۴	کا حال -	۳۹۴	نواب سکندر جاہ بہادر کی شادی کا حال -	۳۹۴	میر اکبر علیخان سکندر جاہ بہادر کا حال -
۳۹۵	کا حال -	۳۹۵	نواب سکندر جاہ بہادر کی شادی کا حال -	۳۹۵	میر اکبر علیخان سکندر جاہ بہادر کا حال -
۳۹۶	کا حال -	۳۹۶	نواب سکندر جاہ بہادر کی شادی کا حال -	۳۹۶	میر اکبر علیخان سکندر جاہ بہادر کا حال -
۳۹۷	کا حال -	۳۹۷	نواب سکندر جاہ بہادر کی شادی کا حال -	۳۹۷	میر اکبر علیخان سکندر جاہ بہادر کا حال -
۳۹۸	کا حال -	۳۹۸	نواب سکندر جاہ بہادر کی شادی کا حال -	۳۹۸	میر اکبر علیخان سکندر جاہ بہادر کا حال -
۳۹۹	کا حال -	۳۹۹	نواب سکندر جاہ بہادر کی شادی کا حال -	۳۹۹	میر اکبر علیخان سکندر جاہ بہادر کا حال -
۴۰۰	کا حال -	۴۰۰	نواب سکندر جاہ بہادر کی شادی کا حال -	۴۰۰	میر اکبر علیخان سکندر جاہ بہادر کا حال -

صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون
۴۳۴	ناصرالدولہ کا حال	۴۴۴	نواب میر تنہا علی خان	۴۶۱	مختار الملک کے سفر نامہ کا حال
۴۳۶	سکھ اور عروج کی لڑائی کا		بہادر افضل الدولہ کا	۴۶۲	دوسالہ قحط سالی اور اسکے انتظام کا حال
	حال -		حال -	۴۶۳	سفر دہلی علی حضرت اقدس علی کا حال
۴۳۷	جوانان لہین و درہیلون	۴۴۵	عذر بند وستان کا حال	۴۶۶	حضرت بند گانہ علی متعالی حضور پر نور کے ملا خط ملک کا حال -
	اور عروج کے مناسبتہ	۴۴۹	مختار الملک و درہیلون		غلام انشاں بکیش گاہ کلکتہ میں
	کا حال		پرفا تانہ حملہ کا حال	۴۶۸	نہ نفس نفیس علی حضرت اقدس علی جانیکہ کا حال -
۴۳۸	اہل حدیث کے دکن میں آنے کا حال -	۴۵۵	علی حضرت بند گانہ علی متعالی حضور پر نور میر محبوب علی خان بہادر	۴۷۶	حضرت بند گانہ علی متعالی حضور پر نور کے دولہ کے دربار کا حال -
۴۳۹	قلعہ قلعہ قمر نگر کیوں		خدا اللہ ملکہ و دولہ کا حال		شکار گاہ علی حضرت اقدس علی پر
	کا حال -		مصابین علی حضرت	۴۹۱	مستغنیہ کی وادری کا حال
۴۴۰	وزارت راجہ خدیوہل کا	۴۵۵	کا حال -		سفر نیلگیری علی حضرت بند گانہ علی متعالی کا حال -
۴۴۱	شیبہ و رُسنی کی لڑائیکا		مختار الملک کے پہلے دورہ کا حال -	۴۹۳	سفر علی حضرت اقدس علی بکیش گاہ علی حضرت اقدس علی پر
	حال -		دورہ کا حال -		سفر فرازی وزارت بہ نواب سر اسحاق علی خان
	سراج الملک کی دیوانی کا حال	۴۵۶	جلوسی سواری مبارک	۴۹۵	انتظام ملک اسوکی اصل و خونا
	کا حال		علی حضرت کا حال	۴۹۶	حال -
۴۴۲	سفر فرازی و وزارت نواب		افضل العلماء مولوی محمد	۴۹۹	کی شہادت کا حال
	مختار الملک کا حال		کی شہادت کا حال		حال -



بیای گزینش فیض و ناز

یہ تاریخ حسین و عظیم و حکمانی کی حکایت و فصاحت و علم کی سلاطین و بہترین مسمیٰ

احمد الشیخ
المعروف
بجانب السلاطین

جسکو مورخ نام و فرزند روشن گہر خباب شمس محمد حسین خاصا، توالیف فرمایا

بمطبع می رکن مطابع راجع عزرا طبع



الحمد لله رب العالمين

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

دیباچہ

نتیجہ فکر و شنش شاعر سامری فن یگانہ روزگار منتخب لیل و نہار رشک خاقانی و محقق ثنائی
 لمید و فرزدق خاقان ظلم و سخن ساسان ہشتم ملک الشعراء ابوالقاسم مولانا افضل رب
 عشی تاجیوری مدظلہ علی رؤس الانام شاعر خاص حضور نظام

اگرچہ اعیان روزگار کے حالات سے عربی اور فارسی تاریخین لبریز ہیں اور عجمی تازی
 زبانین ان نامورون کے واقعات سے مالا مال۔ مگر وہ چیرہ جکوزمانہ کی آنکھیں
 آج ڈھونڈ رہی ہیں اور موجودہ زمانہ کے جوہری جن موتیوں کی تلاش میں ہیں اوس
 گوہر شجرانغ سے بہہ دونوں صدق خالی ہیں۔ یا ان موتیوں کی اوین جوہریوں کو

قدر ہی نہ تھی یا دانستہ اُن گران بہا جواہرات کو اپنے مبارک جانشینوں کیلئے چھوڑ گئے یہ کہنا کہ اسلامی مورخین اس کو یہ سے تابلہ اور فن تاریخ میں کامل نہ تھے عقل انسانی کا خون کرنا ہے متعصب مورخین کے غلط فہمیوں نے اگلے تاریخ نگاروں کو مورد الزام بنایا ہے چونکہ دامن سلطنت ہمیشہ عیب پوش اور پردہ دار ہوتا ہے اسلئے اُن کی عہد حکومت میں اون کے عیوب پر نظر نہیں پڑتی آئندہ نسلیں ہمارے نگاہوں سے دوہین معلوم نہیں کس لباس اور کس حیثیت میں آنے والی ہیں۔ اور موجود تہذیب اور طرز تمدن کا کن تیاروں سے مقابلہ کرے والی ہیں۔

تاریخ جسکی آنکھوں کے سامنے حدوث و قدم اور وجوہ امکان کے سرپرست کھیلے ہیں عبرت کی نگاہوں سے بتلا رہی ہے کہ ہزارانہ کے مورخ اگلوں کے علمی اور علی کا زمانے حقارت کی نگاہ سے دیکھتے آئے ہیں اور اعتراضوں کے سیلاب گذشتہ تہذیب کی تحمات کو متزلزل کرتے رہے ہیں۔

صاحب السیف و القلم کی امت کے وہ بزرگ جو اپنے اپنے عہد کے ابوالاعزم نامور و کا کا زمانہ لکھ گئے ہیں اسی سیف و قلم کو پیش نظر رکھ لیا ہے زیادہ حصہ فتوحات اور فغانہ جنگیوں سے لبریز پائیگا اور باقی حصہ میں ایسے علمی جلسے نظر آئینگے کہ آپ ہر عہد کے آئمہ ہر عصر کے علما کی خیالی تصویر ایک خیالی لباس دیکھ لینگے مگر ادن کی معاشرت اونکی عادات اور اونکی پریوٹ زندگی کا کہیں پتہ نہ لگے گا جو موجودہ تہذیب کی نظر میں دلچسپ و قابل فخر واقعات ہیں اون کے مبارک جانشینوں (اہل یورپ) نے اس بار گران کو اپنے دوش بہت پراٹھا لیا اور ہمارے دو دور قی تصویر کھینچ کر ہمارے سامنے رکھ دی جس سے اوس تصویر کا عیب نہر حسن و قبح رفتار و گفتار صورت و سیرت

بلکہ خط و خال تک نظر آنے لگا مگر یہ ادس حالتیں ہے جب ایک ہی شخص کی لکھی جاتی ہے اور اوسکی علمی اور عملی کارنامے اور اوسکے تکلف یا سادہ پن کا خاکہ کھینچنا مقصود ہوتا ہے مگر وہ مورخین جو سلاطین عالم یا مشاہیر حکما کا مرقعہ نقبہ یا للنّاظرین پبلک میں پیش کرتے ہیں بجز اسکے کہ انکی تاریخ ولادت اور وفات لکھ کر خاموش ہو رہیں کیا کر سکتے ہیں۔ اسی گروہ کے ایک نامور مؤرخ ہیں ہمارے معزز دوست منشی محمد حسین خان صاحب جنہوں نے سلاطین ایشیا اور یورپ کے متعلق ایک بیسٹ تاریخ لکھی ہے اور اوسکو پانچ حصوں پر تقسیم کیا ہے۔

پہلے حصہ میں بادشاہوں کی ایسی دلچپ حکایتیں درج کی ہیں جس سے انکی سیر اور سوشل حالات کا مجملہ اندازہ ہو سکتا ہے اور ہر حکایت کی آخر میں اوسی حکایت ایسا معنی خیز اور سود بخش نتیجہ نکالا ہے جو برقی حرارت کی طرح رگ پر میں دوڑ جاتا،۔ دوسرے حصہ میں حکمرانی کی تعریف اوسکے حرف کا موقع حاکم کے فرائض اسکے مثالین عمدہ سپر ایہ میں بیان کے ہیں اور اخلاقی حالات کا فوٹو کھینچ کر سامنے رکھ دیا، جس سے مولف کی قوت نظر اور قدرت استنباط ظاہر ہوتی ہے۔

تیسرا حصہ علما اور سلاطین کے قابل قدر نصیحتوں سے لبریز ہے جو حقیقتاً لائق قدر اور قابل عمل ہے۔

چوتھا حصہ ظلم کے صفات کو ہمیدہ اور اوسکے بُرے نتائج سے متعلق ہے جسکو مولف نے معلوم کہاں کہاں سے قطرہ قطرہ فراہم کیا ہے تب یہہ موجزن دیا زمین سخن پر بہایا ہے۔

پانچویں حصہ میں سلاطین رومی زمین کو ایک نقشہ میں اسطرح دکھایا ہو کہ یہ

پیدا ہوئے اور کس کس میں سلطنت پائی اور کب اس سیمیا طلسم کو چھوڑنا پڑا -
 بے چین طبیعتیں جو ہمیشہ اشغال کے تلاشی اور علمی مطلوب کی جو یاں رہتی ہیں
 کچھ نہ کچھ مشغلہ دل بہلانے کا ڈھونڈ لیتی ہیں ہمارے معزز دوست جنہوں نے
 مدت سے اس سنگتانی اور ریتلی زمین میں قدم رکھا ہے اور تصنیفات کا عظیم بار مردانہ
 دوش بہت پراوٹھا لیا ہے جب اس تالیف سے فارغ ہوئے تو ان کا حسن ظن متوالیف
 او کو میرے پاس کھینچ لایا تاکہ اس بحر موج کو خار و خاشاک سے پاک کر کے زہر لگین
 موجوں کو شفاف اور شیریں لہروں سے جدا کر دوں اور ان کے جوش اور کمر می سولوی
 محمد عبدالخالق صاحب کے اصرار نے مجبور کیا کہ حریفانہ اس ناظرہ و دلفریب پر
 نظر ڈالوں اور اسکے خال و خط کو نقشہ ہائے نگارنگ سے رشک نگار خانہ از رنگ
 بناؤں - مگر مجھ کو شرمسار نہ کہنا پڑتا ہے کہ میں اس بھاری سل کو جیسا اور ج طرح
 چاہئے اٹھانے کا نہ اس خیال سے کہ میرا دوش نازک زخمی اور نگار ہو جائیگا بلکہ وہ چشمہ
 جو وجدانی سرزمین سے اوبلا تھا از دام آلام اور فراوانی افکار کی حدت تھارتے
 خشک ہو کر رہ گیا - اس میں شک نہیں کہ مولف نے مفید اور ضروری مضامین سے اس سرائے
 تند اور حیق عتیق کو دو آتشہ کر کے عالیجناب ہلال رکاب کیوان خدم جریس شیم
 بیسوں کے والی غریبوں کے مولانا اب سکندر جنگ اقبال الدولہ
 اقدار الملک وقار الامر بہادر وزیر اعظم سرکار دولت اصفیہ دام اللہ
 اقبالہ و جلالہ کے قدسی ملاحظہ میں نیاز گسترانہ بامید قبولیت پیش کیا ہے جو ہر طرح
 قابل قدر اور درخور آفرین ہے اگر کریم دریا دلی ہمت آبیاری کی گئی اور چشمہ کرم کے
 کناروں سے مثل ابرنیاں گہر بار ہوگی تو نہ صرف مولف کی چہرہ محنت کا غارہ بنیگی

بلکہ قوم کی جیب دامن کو گہرے شہوار سے بھر دے گی۔

التراف

الوالقاسم فضل رب عرشی تا جیور می۔

شاعر خاص اعلیٰ حضرت بندگانعالی متعالی مدللہ العالی ادم لستہ

تقوی

فروزندہ شعل ماہ و مہر
چوپاکان ز صورت ہمغنی گراے
ازین میکدہ ساغری نوش کن
دو صد دانہ برگیر زین خوشہ ما
درین میکدہ باش و دیوانہ باش
ازین شمع قندیل خود بر فروز
ازین خانہ بردار گنجینہ ما
پرمی را درین شیشہ کردست بند
صد فہا پر از گوہر شاہوار
پی گوش خود درکش آویز ما
از آویزہ این گرانمایہ در

بنام خداوند گردان سپہر
بیا اے خردمند پاکیزہ اے
نغم ہرچہ داری فراموش کن
بر آورد دانش از گوشہ ما
بر این شمع گرد آئی و پروانہ باش
چو پروانہ میباشش با ساز و سنو
چہ نازی بکالای پارینہ ما
چویم کہ چون ساحر نقش بند
بہ بینی درین بحر گوہر نثار
چو گوہر کشان زین گہر زما
آہی شود گوشش آفاق پر



بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہر قسم کی تعریف اُس مالک الملک شہنشاہ بے نیاز کو شایان ہے جس نے انبیاء عظام کو بتیں معجزات و آیات عطا فرمائے اور اولیاء کرام کو بدیہی کرامات و خرق عادات مرحمت کئے جن کے فیض عام سے انسان ضعیف البیان شکوک کے ظلمات سے نکلا کر نور یقین کو پہنچا اور مشعل ایمان اُس کے خانہ دل میں روشن ہوئی

اور اللہ پاک کا شکر ہے جس نے اپنے عاجز اور فرمان بردار بندوں کے واسطے وہ جنت بنائی کہ نہ کسی آنکھ نے دیکھی نہ کسی کان نے سنی اور نافرمان بندوں کی واسطے وہ دوزخ بنائی جس کے ایک دم گرم سے چھ مہینے تک سب زمیں پرتیش رہتی ہے اور ایک نفس سرد سے چھ مہینے ساری زمیں آب و آتش کا کام دیتی ہے اللہ پناہ دے اُس سے ہم سب لمان بہائیوں کو اور درود و سلام کا

تحفہ اُس سردار عالم محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر جس نے
ہم کو اس دوزخ کی آگ سے بچانیکلی ایسی صورت فرمائی جیسے شمع پر پروانہ گرتا ہو
اور کوئی بچا ہے۔ اس سے یہ مراد ہو سکتی ہے کہ ہم سب صرف نیا کے بازو نفع دیکھ کر
اپنے آپ کو قہرِ ملاکت میں گراتے ہیں اور وہ ہم کو اُس سے اس طرح پر بچاتے ہیں
جیسے کوئی شمع سے پروانہ کو اور ہزاران ہزار مدح و ثنا چاروں اصحاب کبار قانع دنیا
کفار کو لایق ہے جن حضرات بابر کا تے کمر سعی و اخلاص باندھ کر جان و دل سے
آپ کے مدد کی اور آپ کے بعد بھی ایسی جانفشانی و عرق ریزی اشاعت اسلام
کی کہ ستارہ اسلام کو چرخ ہدایت و ارشاد پر مثل آفتاب روشن و منور کر دیا اور دشمنان
خدا و حاسدان ملتِ بیضا کو ایسا تیغ کیا کہ نام کو بھی کہیں نامِ کفر نہ چھوڑا ان چاروں
حضرات کو اگر خانہ دین کا چارستون سلیم کریں تو حق ہے بلکہ اگر شخص اسلام کا چارستون بن جائے
- دین اور بادشاہیہ دونوں تو ام ہیں دین بنیاد اور بادشاہ
اوسکا نگہبان ہے جس چیز کا کوئی نگہبان نہ ہو تو وہ برباد ہوگی اور جو چیز کہ بے بنیاد ہوگی
وہ خراب ہوگی بادشاہ زمین پر خداوند عالم کا سایہ اور اُس کی مخلوق پر اُس کا
قائم مقام ہوتا ہے اور اسکی طرف سے اسکی حق کی رعایت کیواسطے ایک مقدمہ کہ جس سے
انتظام کا مل ہوتا ہے مثلاً امن رکھنا راہ بین پناہ دینا ضعیف کا قوی سے حاصل
ہونا درمیان خلق اور مظلوم کے جارمی کرنا سنن کا دور کرنا بدعت و فتن کا آباد کرنا
مساجد کا قائم کرنا مدارس کا بنوانا سڑکوں کا سزا دینا مجرموں اور زانیروں کا انصاف
کرنا مظلوموں کا فیصل کرنا خصوصیات کا حق رسی کرنا حقداروں کی فریاد رسی کرنا فساد
کی بیاہ دینا یتیموں و لاوارثوں کا کفن دفن کرنا غریبوں کا بچانا رعایا کا دستگیرین سے

حفاظت کرنا اہلک اوقاف کا قائم کرنا حدود و قصاص کا جاری رکھنا تغیرات کا اعتدال
 کرنا شعائر اسلام کا نصب کرنا قاضیوں اور مفتیوں اور اہل احتساب کا قیام کرنا ساتھ
 واجبات و فرائض و حقوق عباد کے اہتمام کرنا امر معروف و نہی منکر میں جمع کرنا سپاہ
 و لشکر کا واسطے حراست کے دشمن سے ہیار رکھنا سلاح کا حرب ضرب کیلئے تہیہ کرنا
 اعدائے دین پر تہذیب و بست رکھنا بیت المال کو روکنا مفسدین کا فساد و فتن سر رعب
 اور ہیبت رکھنا رعایا پر پس اگر بادشاہ نہ ہوتا تو انتظام نہ رہتا اور سب خاص عام برابر ہو جاتا
 بلکہ فتنہ و فساد خوب پھیل جاتا اور اضطراب شو بہت ہوتا اور لوگ من مانے کشمی اور
 مخالفت کرتے یہاں تک کہ اصلاح معاش و اصلاح عاقبت سے بالکل بے بہرہ ہو جاتے
 کیا خوب سرمایہ خلیفہ عمر بن عبد الغفر رضی اللہ عنہ نے کہ اللہ پاک سبب ملک
 ایسی باتوں سے روکتا ہے جس سے کلام نہیں روک سکتا ہے اور قرآن شریف سے
 تو وہی لوگ ڈر کر گناہوں سے بچتے ہیں جو عالم باللہ و عارف بالحق ہیں اور سلطان سے
 سب خوف کرتے ہیں اسلئے یہ خوف سلطنت کا اون کو بہت فعال محرم اور اعمال منکر سے
 باز رکھتا ہے۔ اور ایسا بادشاہ کون ہے کہ کلام اللہ کی آیتوں میں فکر کرے
 اور غور و تامل سے اُن کو دیکھے خداوند عالم نے رسولوں کو علامتیں دیکر بھیجا ہے
 اور اُن کے ساتھ کتاب اور تراز و اتواری کہ لوگ عدل و انصاف پر قائم رہیں اور لوہا
 اتواری کہ اس میں سختی و منفعت بہت ہے اس سے بہت کام نکلتے ہیں اور یہ معنی اس لئے
 خیال میں گزری کہ کتاب اور تراز و اتواری میں کچھ مناسبت ہی نہیں نہ ہم شکل میں
 نہ ہم جنس پھر انکو اس کلام میں کیوں جمع کیا آخری ہی ظاہر ہوا کہ قرآن و شریعت اور حکام
 دین کا دستور العمل ہے جس میں راہ راست کا بیان اور فرائض و محفل کی تفصیل اور تنبیہ

۱۷
 وزیر اعلیٰ احمدیہ
 جیسے شدید و مضامین
 لکھنا اس مسئلہ
 میں وزیر اعلیٰ غفر بنی علیہ السلام

جان کی مصلحت پر کہ زیادتی اور ستمگاری و سرکشی و خصوصیت باز رکھتا ہے اور جس
 قانون ملک کو عقلائے سلطنت دارکان دولت اپنی ذہن کی تیزی و طبیعت کی
 چالاکی سے بناتے ہیں اوس کو سیاست عقلیہ کہتے ہیں اور جو قانون قواعد شرعیہ
 لئے جاتے ہیں اسکا نام سیاست دینیہ ہوتا ہے۔ پہلے قانون کا نفع دنیا ہی میں حاصل
 ہے وہ بھی جب تک ٹھیک ٹھیک چلے ورنہ ہمیشہ اس قسم آئین و قانون کی ترمیم
 ہی ہوتی رہتی ہے یہی ترمیم دلیل ہے نقص قانون کی اور دوسرے قانون کا نفع
 دنیا و آخرت دونوں میں حاصل ہے اس لئے کہ مقصود خلق سے نرمی دنیا ہی نہیں ہے
 چونکہ دنیا فانی اور باطل ہے جسکا انجام موت اور فنا ہے اصل مقصود تو اُن سے قائم
 رہنا اُن کا دین پر ہے یہ قیام صاحب قیام کو سعادت اخروی تک پہنچاتا ہے۔

اصل حکم خلق پر اہل شرع کا ہے جیسے انبیاء خلفاء علماء اولیا ان کی حکمرانی میں مصالح دنیا
 اور آخرت دونوں ہوتے ہیں پھر جو امیر اور رئیس بادشاہ والی سلطنت اُن کی چال پر چلے تو
 وہ حقیقت میں اُن کا نائب ہے یعنی حراست دین اور سیاست دنیا میں ایسے نائب کو عرف شرع
 اور بھلا صالح اسلام میں خلیفہ اور امام کہتے ہیں عہد نبوت کا انتظام تو ظاہر ہی ہے کہ چار دہا
 عالم میں فتح و نصرت کا ڈنگا بجایا اپنی حسن تدبیر اور عدل و انصاف سے شیر اور بکری کو
 ایک گھاٹ پانی پلایا اور عہد صحابہ و تابعین و تبع تابعین کا بندوبست دیکھو کس طرح سے
 ہفت اقلیم میں اسلام کو پھیلادیا اور کس طرح کا امن اہل زمین کو بخشا حاصل یہ ہے کہ
 کہ پورا پورا تامل کرنے سے ظاہر ہو سکتا ہے کہ یہی سیاست شرعیہ و تدبیرات نبویہ
 عافیت دارین اور خیریت کونین کے چشمے ہیں جو کچھ ان کے سوا ہے وہی فساد کی جڑ
 اور قنہ کا گہر ہے جو عمدہ قوانین سیاست عادلانہ آج ملوک روس زمین کے ہیں اور نکا

ماخذ یہی شریعت اسلام ہے گو اون کی زبان بیان میں اُسکا اسم اور رسم جدا ہو سکتا
 ہو اگر جا معیت نہ ہوتی تو دین اسلام کا مل نہ بٹرتا حالانکہ خداوند عالم نے اپنے کلام
 کلام پاک میں خبر دے ہے کہ ہم نے اس دین کو کامل کر دیا ہے کمال کے یہی معنی
 ہوتے ہیں کہ اس دین کا پیرو کسی امر جزئی و کلی میں خواہ تعلق اس امر کا دنیا سے ہو
 یا دین سے کسی غیر اسلام کی عقل اور قانون کا محتاج نہیں ہو سکتا ہے فرمان ربانی
 ملک داری حکمرانی سب کا انتظام اسی شرع اسلام سے اور سارے حوادث کا حکم
 قرآن پاک اور حدیث شریف سے بادلہ خاصہ یا عامہ ہر وقت ہر زمانے میں قیام
 تک برآمد ہو سکتے ہیں۔ اور آسمان سے بارش اس لئے ہوتی ہے کہ زمین سے
 رزق پیدا ہو جسکو بقدر استحقاق ہر ایک تقسیم کرے نہ کوئی تغلب کرے نہ کوئی
 محروم رہے اس انصاف و برابری کے لئے ایک آلہ کی ضرورت پڑی سو اللہ پاک نے
 مخلوق کو اس طرف متوجہ کیا کہ تیرا زونبا وین اور اپنے لین دین میں استعمال کریں کہ
 آپس میں ظلم نہ ہو نہین تو خسر الدنیا والآخرہ کے مصداق ہونگے اور اسکی دلیل یہ کلام
 ہے کہ خداوند عالم نے آسمان بلند کیا اور میزان مقرر فرمائی کہ تم تول نے میں زیادتی
 نہ کرو بلکہ وزن انصاف سے کرو تا کم نہ ہو اور یہ برابری بے ترازو کے ممکن ہی نہیں آئے
 اللہ پاک نے اوس کو مقرر فرمایا اور یہ معلوم ہوا کہ کلام اللہ میں احکام خداوندی
 درج ہیں اور یہ ترازو انصاف اور برابری کیلئے بنائی گئی ہے اور ان دونوں کا
 اتباع اور ان کے احکام کا التزام صرف تلوار سے ہے اور ظاہر ہوا کہ سلطان اللہ کا
 خلیفہ اور اسکی امانت دار ہے اور خلق خدا پر فرمان روائی کے قابل وہی شخص ہوتا ہے
 جو خاندانی غرت اور وجاہت اور حسب و نسب کے علاوہ عدل و انصاف رحم و کرم کا

و مخزن ہو اور اخلاق الہیہ و علوم شرعیہ کا معدن اسلامی سلطنت تونہدوستی
 سے نکل گئی اور اب اس قوم کے ہاتھ ہے جسکو مسلمانوں سے نفرت ہے اور
 مسلمانوں کو اُن سے وحشت رہیں چھوٹی چھوٹی ریاستیں وہ خود نزع کی حالت میں
 ہیں صرف برائے نام بہوپال رام پور ٹونک جاوڑہ جونا گڑھ وغیرہ یہ دوچار
 ریاستیں ابھی سرزمین ہند میں باقی ہیں جہاں دوچار دس بیس ہندوستانیوں
 کی صورتیں نظر آجاتے ہیں مگر کوئی ایسی ریاست جو وقت پر سلطنت کی ٹکراوٹھا سکتے
 اور مسلمانوں کی ساتھ ایک خاص ہمدردی رکھتی ہو اور اہل فضل و کمال اسکے اترنیت
 میں پرورش پاتے ہوں رومی بومی رنگی فرنگی آفاقی بچاقتی غرض ہر قوم اور
 ہر فرقہ کے لوگ وہ بھی دوچار دس بیس نہیں سیکڑوں ہزاروں اسکے خوان کرم
 اور امیدہ احسان پر ہر وقت نظر آتے ہوں میری نظر میں تمام قلمرو ہند میں اگر کوئی
 ایسی ریاست آباد ہے تو وہ دارالسلطنت حیدرآباد صانہ افتد عن الشر والفساد ہے
 وہاں کا دار اسے روشن گہر فرمان رواے برجیس قدر جمال کمال جمال کشنوکا سرکوب
 جابر و کا خانہ روب امیر و کا امیر و مولی غریب و کا مرنی و انا عدل و کرم میں ثالث حام
 و کسری دولت و شوکت میں ثانی سکندر و دارا حضرت بندگان رفیع المکان جاہلون
 منزلت گردون قباب جزار کا ب سیر آرائے انجمن دولت و کام رانی صدر نشین
 بزم جہان داری و جہان بانی ناظم ممالک تدن و سیاست سالک ملک نصفت و معدلت
 دار اسے کشور فہم و گیاست و انائے کامل غوامض عقل و فراست صدر داور گاہ آثار
 و ریاست پیشوائے عسکر طفر پیکر شجاعت و بسالت مورد محاسن سینہ مرجع معارف زکیہ
 حضور پر نور رستم دوران مظفر الممالک فتح جنگ نظام الدولہ نظام الملک آصف جاہ

اعلیٰ حضرت نواب میر محبوب علیخان بہادر خلد اللہ ملکہ و دولتہ و افاض علی
رؤس الانام برہ و احسانہ بین امید پاک اس مید گاہ عالم و عالمیان کو اپنی حفظ و امان
میں سلامت با کرامت رکھے اجاب شاد اور سرور رہیں اور اعدائے دولت مبتلا سے
حوادث دہور ہو۔

رایت دولت بجاہت جاودان منصوباد	تا ابد چشم بد از جہا و جلالت و برباد
این دعا سے بندگان تست ہر صبح و صا	در پناہ جہا تو ملک دکن معمور باد

یہ وہ سلطنت ہے کہ اگلے مصنف بھی اس سلطنت کو دیکھتے تو اپنا سارا علمی کمال اس
دار الفضل کے تعریف میں صرف کرتے اور اپنے کلام کو اس ذکر سے زینت اور
اپنے قلم کو عزت دیتے ہو۔

اور تدبیر مملکت کے لئے اللہ پاک نے شعبہ مخزن معدلت شاخ شجرہ فاروق الاعظم
والعدالت جگر گوشہ حضرت فرید الحق والدین گنج شکر رح امیر ابن امیر اور کریم ابن کریم
مخدوم عالم و عالمیان چشم و چراغ شبستان والا یابیگی نو بہار بہارستان گرانمایگی
دریاد دل سحاب آستین سپہر آستان فرشتہ پاسبان جہیں شیم مہر علم کیوں خادم
میرنج چشم عالجناب سکن رجنگا قبال الدولہ اقتدار الملک و قسار الامرا نواب
محمد فضل الدین خان بہادر مدار المہام سرکار عالی دام اقبال کو منتخب
کر رکھا تھا جو سند امارت و وزارت پر جلوہ افروز ہیں اور اپنے زمانے کے آفتاب
اندھیرے گھر کے فہتاب ہیں اور لڑیوں کے موتی بلکہ انمول جواہر ہیں اور نگہبانی خلافت
اور حسن تدبیر میں یگانہ روزگار و رسوخاوت و دریادلی میں منتخب لیل و نہار ہیں جنکی دلیں
فضل و کمال کی امید گاہ ہے اور جگہ آستان فیض نشان اہل دولت و ایمان روزگار

کا بوسہ گاہ ہے -

واجب براہل مشرق مغرب عامی و
باقی مبادہر کہ نحو ابد بقا سے او

سبب تالیف کتاب تذکرہ مولف

اما بعد، سچدان اور زولیدہ بیان محمد حسین بن محمد امیر خان ابن محمد حفر
صدیقی غفری اللہ ہما و ذلہما دست و عیوہما فی الدنیا والاخری نک خوار دولت سرکار
ریاست نظام عرض پرداز خدمت ناظرین ہے کہ اگرچہ اصحاب سیر اور موزنین زمانہ
اگلے پرانے تذکرے جو آثار دولت و سلطنت سے چلے آتے ہیں ان کو اپنے کتابوں
میں بیان کر چکے ہیں جن میں سے یہ نہاچیز محض عمدہ بادشاہوں کی حکایات
عادلانہ اور خصال پسندیدہ کو بروجہ استفادہ عام ادھین رسالوں سے انتخاب کر کر
ہدیہ ناظرین کرتا ہے۔

اگلے تاریخین چونکہ اکثر فارسی و عربی زبانوں میں تہین اسلئے اسلئے کا فائدہ ایک خاص
گروہ سے مخصوص تھا اردو قلمرو کے سیاح ان جواہرات کو حسرت کی نگاہ سے دیکھتے
اور فائدہ نہ اٹھا سکتے اسلئے میں اردو زبان میں انکو اٹھا لایا کہ عوام بھی اپنی حیب
و دامن بھریں۔

اس تالیف سے بجز اسکے میر می اور کوئی غرض تھی کہ اگلے حالات دریافت کرنیکے
لئے ایک اگہی کا ذریعہ یا البناؤن اور ان میں تہذیب اخلاق ملکرانی سیاست مدن کی
تصویر کھینچ کر قوم کے پیش نظر رکھ دوں تاکہ انسان ان حالوں کو دریافت کر کے عبرت
حاصل کرے اور زمانے کے تغیرات و انقلابات پر غور و تامل کر کے اسکو ایسا تجربہ

حاصل ہو سکے جس سے اُن اوصافِ رذیلہ سے بچا رہے جن میں اہم سابقہ متباہتھی
یا جن سے اُنکا استیصال ہوا اور آپ کو ایسے اوصافِ حسنہ سے متصف کر سکو جنکی
بدولت اگلے لوگوں کو صلاح اور رشد حاصل ہوا۔

جھکوناظرین کے کرم اور اخلاق سے امید قومی ہے کہ اس رسالہ کو بنظر اصلاح ملاحظہ
فرمائینگے کیونکہ کوئی فروبتہ سہو و نسان سے خالی نہیں پس اگر کہیں کچھ غلطی خطا
اس سہرا یا غلط و خطا کی ملاحظہ فرمائیں بقسم اصلاح اور بد امن غلط و خطا پوش چھپائیں
و ما توفیقی الا باللہ چونکہ اس میں عمدہ نکات اور فوائد اور بادشاہوں کے عمدہ اور پسندیدہ
خصائل کا تذکرہ ہے اس لئے رسالہ ہذا کا نام تاریخی احکام التاریخ المعروف
بہ محبوب السلاطین رکھ کر پانچ حصوں پر منقسم کر کے ختم کیا پہلا حصہ بعض
بادشاہوں کی حکایات و نکات و فوائد اور خصائل پسندیدہ کے بیان میں دوسرا
حصہ حکمرانی و رعیت کی نگہبانی اور طاقت خود اختیاری کی حفاظت اور خدا ترستی
و نیکی و بدی و دولت مند سی و جہاندار سی وغیرہ کے بیان میں تیسرا حصہ قدیم
زمانہ کے علما کے وعظ و پند و نصائح جو خلفاء بنی امیہ اور عباسیہ وغیرہ سلاطین
کو کئے اسکی تشریح میں چوتھا حصہ ظلم اور اقسام ظلم کے ذکر میں پانچواں
حصہ تاریخِ جد و لیہ شایانِ عرب و عجم اور ہندوکن صیاناہ اند عن البشر و الفتن و متعلق ہے

حصہ اول

بعض بادشاہوں کی حکایات اور خصائل پسندیدہ کی نمائندگی

علی بن شوکانی نے لکھا ہے کہ مراد ملک یعنی بادشاہ سے وہ شخص ہے جو کسی قطریا شہر

یا جملہ اقطار اور بلاد کا مالک ہو دوسرے بادشاہ سے مدونہ لے اپنے اختیار سے اپنے ملک میں عامل مقرر کرے۔ پڑ۔

اللہ پاک نے مصالح عالم کے لحاظ سے چند لوگوں کو افراد بشر سے برصفت فرما کر روحانی و جہاندارسی منتخب کیا کہ افراد منتشرہ بنی نوع انسان کو جو آزادانہ و حاکمانہ زندگی بسر کرتے تھے ایک آئین خاص کے سلسلہ میں مقید کر کے رکھے جائیں کہ اپنے خیالات نفسانی اور قوت غضبی کو ہر جگہ اور ہر وقت بمقاعده کام میں نہ لاسکیں اور خالق خدا پر قانون الہی یا آئین ملکی کے موافق عدل اور انصاف کریں۔ ہتھام بن عروہ نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کہ بعد میرے تم پر دالی ہونگے نیک نیکی کے ساتھ اور بد بدی کے ساتھ تم ان کی بات سنو اور ان کا کہنا مانو اگر موافق حق ہے۔ پڑ۔

مورخین نے اپنی کتابوں میں سارے دنیا کے ملک اور روسا کا حال لکھا ہے ہر خاندان کی مدت حکومت کا ذکر کیا ہے جسکے دیکھنے سے یہ امر بخوبی ثابت ہو سکتا ہے کہ کوئی ایسی قوم نہیں گذری ہے جن میں سلطنت یا ریاست نہ آئی ہو مگر کسی خاندان میں صدیوں رہی اور کہیں برسوں اور مہینوں جب تک سلطنت آئین و قانون کی پابند رہی عزت دولت اُسکے ساتھ رہی مگر نقصانی خواہشوں اور شہوانی ارادوں کا تنعم اور شخصی سلطنت کی حالت میں مغلوب رہنا ایسا ہے مشکل تھا جیسا ایک ایسے قیدی کی جو زندان خانہ میں بغیر طوق و سلاسل نظر بند ہو اور اسکا کوئی محافظ نہ ہو غرض سلطنت نفس پرستی اور لذات دنیوی کے طرف مائل کیا تعیش اور سامان راحت نے دولت لٹانے پر آمادہ کیا جب قابلیت سلطنت رائیکی باقی نہ رہے قانون الہی کے انتظامی

قدرت نے عمان سلطنت دوسری خاندان کی طرف منتقل کر دی سلطنت کے ساتھ
عزت دولت جان و آبرو سب کھو بیٹھے۔

اسکندر رومی بن فیلقوس

یہ شخص روم کی ولایت کا بادشاہ تھا اور ارسطاطالیس سا حکیم نامور اوسکا وزیر اسکندر
بہت بادشاہوں کو اپنا باج گزار بنایا ایران و ترکستان کو روزِ تازہ ہوا ہند پر چڑھ
آیا اور اوسکو مسخر کر کے چین کی سرزمین پر جا کو داغ و خروش مشرق سے مغرب تک
کل رومے زمین کی بیاسی سلطنتوں پر اس نے حکمرانی کی چھ لاکھ بیس ہزار سوار
ہمیشہ اسکے ہمراہ رکاب رہتے تھے اسکے علاوہ جا بجافو چین نامور تھیں۔

حکایت

اسکندر نے اپنا راز ایک میر سے کہہ کر حکم دیا کہ اسکا اظہار کسی کے روبرو نہ کرنا دت
تک وہ امیر خاموش رہا مگر رہا نگیا ایک اپنے عزیز سے کہڈا لا رفتہ رفتہ وہ راز فاش
ہو گیا اسکندر نے جب اطلاع پائی اُسکو ماخوذ کیا اور بلیناس سے مشورہ لیا کہ ایسے
شخص کو جو بادشاہی امانت میں خیانت کرے کیا سزا دینی چاہئے اُس نے جواب دیا
کہ بادشاہ خود اس مقدمہ میں مجرم ہے جب بادشاہ اپنے راز کو اپنے خزانہ دہین
نہ رکھ سکا اور بے ضرورت دوسرے شخص کے حوالہ کر دیا تو دوسرا اوس شاہی
راز کو جبکا متعل بادشاہ نہ ہو سکا کیونکر ہو سکتا ہے۔ سکندر یہ بات شکر و وزیر کو انصاف
بہت خوش ہوا اور امیر مجرم کا قصور معاف کر دیا۔

نکتہ کم حوصلہ انسان کے روبرو اپنے دل کا راز افشا کرنا عیب ہے کیونکہ وہ فی الفور

اسکے افشا پرستند ہو جائیگا۔

اور سمجھنا مت اسے مرد امین

راز دل سفلہ سے مت کہہ ٹھیک

دل کے پردہ میں چھپا سکتا نہیں

کیونکہ تیرے راز کو وہ بے حجاب

سکندر موسوی ملت کا پابند تھا اور اسی شرع کے موافق ہر ایک کام میں کاربند ہوتا تھا
نفس پر حاکم اور شریعت کا محکوم تھا شجاعت اور سکلی خانہ زاد تھی اور سخاوت خداؤ
اسکے عمدہ قولوں سے کتابیں بھری پڑی ہیں انہیں سے چند قول ہدیہ ناظرین ہیں
قول سلطنت کی لذت چار چیزوں پر منحصر ہے ایک بادشاہ کا دشمن پر غلبہ پانا
دوم دوستانہ امانت و دیانت داروں کو اعلیٰ مرتبہ پر پہنچانا سوم مظلوموں
کی دستگیری چہارم محتاجوں کی خبر گیری۔

جس بادشاہ نے یہ چاروں باتیں پنائیں سلطنت کا کوئی مزہ نہ پایا۔

مستاد کا ادب اور اسکے مراتب کا لحاظ والد سے زیادہ چاہئے کیونکہ باپ
اسکو آسمان سے زمین پر لاتا ہے اور استاد اسکو زمین سے آسمان پر پہنچاتا ہے
نکتہ بہت کہنا اور تھوڑا کرنا مردی میں داخل نہیں بلکہ تھوڑا کہنا اور بہت کرنا مردوں
کا کام ہے۔

قول بادشاہ کے زیر فرمان چار قسم کے لوگ ہیں اول اہل شمشیر جن سے فوج
اور شکر اور سپہ سالار وغیرہ مرکوبین ثانی اہل قلم جن پر آئین و قانون اور دست
د فتر ریاست کا مدار ہے جیسے وزراء و معتمدین سلطنت وغیرہ ثانی تاجروں و بیوپاری
را بعا۔ زمیندار و اہل زراعت جن کی مشقت سے خزانہ شاہی ترقی پاتا ہے اور اسی سے
عام و خاص خلقت پرورش پاتی ہے پس ان چاروں کو چار عنصر کا نام دے

ساتھ نہایت مشابہت ہو سکتی ہے یعنی اہل سیف آگ ہیں دشمنان سلطنت کو آتش
 تیغ سے جلاتے ہیں اور بادشاہ کو اُن کے حملہ سے بچاتے ہیں۔ اور اہل قلم ہوا کو
 مانند میں کل سلطنت کا دار و مدار انکی تحریر و تدبیر پر ہے جیسے کہ جاندار کی جان ہوا کو بغیر
 تلف ہو جاتی ہے اسی طرح سلطنت ان کے بغیر بے جان تصور کی جاتی ہے۔ پانی کو
 ساتھ تجارت پیشہ کو تشبیہ دیا جاتی ہے کہ ان کے ذریعہ سے ملک و فلق پاتا ہے آب و
 تاب میں آجاتا ہے جن طرف وہ نکلتے ہیں تجارت سے قالب روح میں جان تازہ آجاتا
 ہے۔ زمینداروں کو خاک کے ساتھ تشبیہ دینا مناسب ہے کہ ہمیشہ زمین کے ساتھ
 اُن کا معاملہ پڑتا ہے اور جو چیز زمین سے پیدا ہوتی ہے اسکے ظاہر ہونیکا ذریعہ وہی
 زمیندار ہوتے ہیں گویا مدار تمام زمانہ کی زندگی کا اس قسم رابعہ پر ہے

ہین کچھ خوف دار السلطنت کو نخت اہل قلم پھر اہل شمشیر ہین پھر اہل تجارت اور زمیندار	ہین مضبوط گریہ چار ارکان کہ جن پر ہے مدار کار دوران یہ جسم حکم و دولت صورت جان
--	--

حکمت صاحب کرم ہمیشہ کرم رہتا ہے اگرچہ مفلس ہی کیون نہوا اور مسک بخیل ہمیشہ
 ذلیل و خوار رہتا ہے اگرچہ وہ مالدار ہو۔

ہے سخی مقبول ذات کبریا گنج قارون گرچہ رکھتا بخیل	گرچہ وہ مفلس ہے اور نادار ہے ساری دنیا میں ذلیل اور خوار ہے
---	--

ملکہ بادشاہی خزانہ خدا سے پاک کی ایک امانت ہے جو بادشاہ کی تحویل میں ہے
 بادشاہ کو چاہئے کہ وہ مال زندوں کے سپرد کرے یعنی اہل استحقاق و ارباب احتیاج اور فوج
 و لشکر کو دے نہ کہ مردوں کے پاس رکھے یعنی زمین میں دفن کرے نہ

در ملت ارباب سخا جرم صیح بہت

محبوس نمودن بہ نہان خانہ درم را

فائدہ بادشاہ ایک بڑا دریا ہے اور امر اچھوٹی نہرین جو اوس دریا سے نکلی ہوں
بہر مال اگر دریا کا پانی صاف ہے تو نہرین بھی صاف ہونگی یعنی بادشاہ وقت کے
خیالات کی اطاعت امرائے دولت پر فرض ہے اگر بادشاہ عدالت و انصاف کے
رہز رکیطرف چلیگا تو امر اس کے بل اوس راہ کو طے کرینگے اگر بادشاہ ظلم و جور اور فسق
و فجور کی گھاٹیوں میں قدم رکھگا تو اعیان سلطنت فرش راہ بن جائینگے غرض بادشاہ
وقت کے خیالات کی درستی عالم کی درستی ہے اور بادشاہ کی صحت سے عالم کی تندرستی ہو۔

شاہ عادل کو بھی مل بھی انصاف میں

صاف دریا ہے اگر نہرین بھی سکی نصا میں

سکندر نے جب اس جہان فانیہ کو چھوڑ کر عالم بقا کا رستہ لیا تو غمال نے اوسکے بازو
سے ایک تعوید کھولا اس میں تین نصیحتیں لکھی ہوئیں تھیں۔

نصائح اولیہ کہ دنیا کا ترک کرنا اور اسکی محبت میں گرفتار نہونا باعث سلامتی ہے
اور تقدیر پر بھروسہ اور قضا و قدر پر تکیہ موجب راحت ہے۔ ثانیاً حسن ظن باعث زیادتی
اعتبار و حسن خدمت باعث عزت و وقار ہے بذطنی باعث تکلیف و رنج ہے اور حسن
ظنی سبب حصول گنج۔ ثالثاً دنیا میں اگر کوئی گناہ نکرنا عفو کا وصف جو ایک عمدہ جوہر
انسانی ہے کبھی ظاہر نہوتا جس طرح کہ عنصر آتش کے مقابل قدرت نے پانی کو پیدا کیا
اور پانی اسکی حرارت کو بجھاتا ہے اسی طرح خطا کے مقابل عفو اور عطا ہے پس انسان
کو چاہئے کہ عفو کے صفت سے متصف رہے۔

بخستے کب جاتی گنہگاروں کے جرم

اگر نہوتا یہ ذریعہ عفو کا

حق نے پانی کو بنایا اس لئے

تا کہ فوراً آگ کو دیوے بجھا

منوچہر بن ایرج بن فریدون

یہ بادشاہ اولو العزم تاجداروں کی فہرست میں منتخب شمار کیا گیا ہے اس کی
 سلطنت کے وسط زمانہ میں حضرت شعیب اور حضرت موسیٰ علیہ السلام مبعوث ہوئے
 خندق کہو دنا اور تقارہ بجانا اسی بادشاہ نے ایجاد کیا اور بڑی بڑی قانونی
 کتابیں لکھوائیں ایک سو بیس سال سلطنت کی۔ اس کا قول ہے قول کسی طرح
 کے حقوق بادشاہ کے رعایا و فوج اور امرا پر ہیں۔ اول بادشاہ کا حق شہر پر یہ
 کہ وہ مطیع ہو اور اسکے دشمنوں کے ساتھ لڑے بادشاہی کام کو نامام نہ چھوڑے
 دوم فوج کا حق بادشاہ پر یہ ہے کہ اُن کا مقررہ وظیفہ ماہ بامہ پورا ان کو پہنچائے
 جان بازوں و نملک حلالوں کی قدردانی کرے جب نوکر ضعیف ہو کر لائق خدمت
 نہ رہے تو اس کو ضایع نہ کرے جو ملازم سرکاری نوکری میں مارا جائے اس کے متعلقین
 کی خبر لیتا رہے سوم امرا اور تابعین پر بادشاہ کا حق یہ ہے کہ اسکے ملک کو
 جو اون کے تفویض میں ہو آباد رکھیں زراعت و عمارت اور آبادی کو ترقی دین
 درخت بوئیں رعایا کو خرم و شاد رکھیں و حصول زر میں رعایا کو تکلیف نہ دین
 زیادہ طلبی و زیادہ ستانی نہ کریں چہاں ہم تابعین کا حق بادشاہ پر یہ ہے کہ
 کہ وہ انکی خدمات پر لحاظ کرے بحسب مراتب ترقی بخشی مخم بادشاہ کا حق رعایا پر
 یہ ہے کہ وہ بدل و جان بادشاہ کے حکم میں رہیں اس کو اپنا مالک سمجھیں راست با رہی
 اور سچائی سے پیش آئیں نہ تحصیل فصل بہ فصل خزانہ شاہی میں پنہاں حکم کی تعمیل
 میں دیر نہ لگائیں ششم رعیت کا حق بادشاہ پر یہ ہے کہ عدل کرے مظلوم کی

دام و ظلم سے لے انکی فریاد کیلئے اپنے دروازے بند نہ کرے خرچ کے لینے میں زیادتی نہ کرے ظالم اور جابر اعمال کو رعیت پر مسلط نہ فرمائے ملک کی آبادی اور عمارات کے بنوانے کیلئے رعایا کو خزانہ شاہی سے مدد دے ارضی و سماوی آفتون کو نقصان پہنچا کرے تاجروں کے ساتھ بہر بانی پیش آئے ہر ایک پیشہ وراہل ہنر صاحب فن اور علما و فضلا کو عزیز رکھے نئے نئے رسوم ایجاد کر کے رعایا کو نہ لوٹے انکی قوت سے زیادہ بوجہ او انکی سرون پر نہ ڈالے ہر ایک کام میں سہولیت بے طرح اور انواع و اقسام قریب کے دام حصول زر کیلئے نہ پھیلائے۔

فوج و لشکر بلکہ عام اور خاص پر تاکہ ہو آباد ملک اور خلق شاد سارے نوکر اور رعیت شاہ کی	چاہئے ہو شاہ ہر دم مہربان اور رہے آرام میں سارا جہان اسکی تحریفون سے ہون طلبان
---	--

نکتہ تین خصلتیں بادشاہ کی بادشاہی کو ترقی دیتے ہیں اول راستی اور وفا و خوش کلامی ثانیاً شجاعت اور سخاوت اور مروت اور الفت ثالثاً کم خشمی اور تحمل و بردباری اور حلم۔

زیب دیتے ہیں بادشاہی کو بردباری و حلم و کم خشمی	راستی و وفا و خوش گوئی اور عطا و سخا و خوش گوئی
---	---

بادشاہ کی مزاج میں عقوبت سے زیادہ عفو چاہئے اور غصہ سے زیادہ تحمل۔

چاہئے شانہنہ ملک جہان غلبہ ہو اسکے غضب پر حلم کو	نیک گوئی و نیک گوئی و نیک گوئی اور عقوبت سے زیادہ عفو
--	---

اردشیر با بکان ساسانی

اس بادشاہ کا عہد دوسو برس بعد اسکندر کے ہوا سب سے پہلے اس نے اپنے آپکو شہنشاہی کے خطاب سے مخاطب کیا خاندان ساسانیوں میں پہلے بادشاہ گزرا ہے آئین جہان داری خوب جانتا تھا کتاب کا رنامہ اور آداب الجیوش اسی کے تصنیف سے ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسی کے عہد میں مبعوث ہوئے تو اس نے آبائی مذہب چھوڑ کر عیسوی مذہب اختیار کر لیا۔ اسکا قول ہے :

قول عادل بادشاہ جب عدل کی طرف توجہ کرتا ہے تو رعایا بھی تقلید اوسی طرف جھک پڑتی ہے :-

ہوا گردنیا میں عادل بادشاہ	بندہ پرور سایہ گستر مہربان
رہتا ہے ہر وقت ہر دم ہر گھڑی	سزگون اسکی اطاعت میں جہان

نکتہ بادشاہ کی بادشاہی کا قیام اجتماع ام پر ہے اور لوگوں کی کثرت فراوانی خزانہ پر اور خزانہ کی معموری ملک کی آبادی پر اور آبادی ملک عدل و انصاف پر منحصر ہے

ہوا گر منصف شدہ دور زمان	ملک آباد اور رعیت شاد ہے
ہر بشر ہے مست صہبائے نشاط	دام غم سے ہر نفس آزاد ہے

حکایت

ایک روز اسی بادشاہ نے اپنے فرزند کو قیمتی پوشاک پہنے ہوئے دیکھا فرمایا کہ جیسے پوشاک تم نے آج پہنی ہے ایسا لباس عوام بھی پہنتے ہیں بادشاہوں کو چاہئے کہ وہ ایسی عمدہ پوشاک پہنیں کہ عام لوگوں کو نصیب نہو لڑکے نے عرض کیا

کہ وہ کونسا لباس پہنے فرمایا کہ بادشاہ روی زمین اپنے پہنے کا لباس ایسا بنائے
جسکا تار عدل اور پود سخاوت ہو ظاہر آرائی سے غرض نہو پڑ۔

شاہ عادل نیک خرمے و نیک نام	ظاہر آرائی سے کم رکھتا ہے کام
تن پہ ہے اسکے لباس عدل داد	تاج دولت زینت سر صبح و شام

فائدہ یہ بادشاہ شہر شاہی دربار عام کیا کرتا تھا جہاں کل رعایا حاضر رہتی تھی
دربار کی وقت اگر کوئی استغاثہ کرتا تو بادشاہ اسی وقت تاج شاہی سر سے اوتار کر
تخت شاہی سے اتر کر عام لوگوں میں کھڑا ہو جاتا اور وزیر کو حکم دیتا کہ ابھی مستغیث کے
حال کی تحقیقات ہو اگر دعویٰ مدعی دروغ و بے فروغ نکلتا تو اسکو سخت سزا دیتا
کہ دوسرے کو ایسی جرئت نہ پیدا ہو غرض جب تک مستغیث کا انصاف نہ ہو لیتا بادشاہ تخت پر بیٹھتا

ہرمز بن شاہ پور بن اردشیر

یہ بادشاہ نیک نامی اور رعیت پروری میں ضرب المثل تھا۔ اسکا قول ہے پڑ
قول نیک بادشاہ میں پانچ صفتیں ہوتی ہیں۔ او لاؤ کا ثنا نیا سخا ثنا ثنا
شجاعت رابعاً اہلیت خامساً پرمزاجی پس جس شخص نے یہ رتبہ پایا اس نے
مکومت کا مزا اٹھایا +

بود بارعب گر شاہ نگو خو	ذکی و با سخا و با شجاعت
نباشد دخل در ملکش عدو را	بود آ باد گنج و مال و دولت

پس بادشاہ کے ندیموں کو چاہئے کہ اپنے اور اقا کے مراتب کا لحاظ رکھیں
اور حد اعتدال سے قدم باہر نہ رکھیں عنایات شاہی پر مغرور نہ ہوں اور بے ضرورت

زبان کو متحرک نہ کریں مشورہ کیوقت بادشاہ کی رائے کو اپنی رائے پر ترجیح دین
اور اگر برخلاف اسکے کہنا منظور ہو تو اس طرز اور انداز سے کہیں کہ بادشاہ کے
مزاج پر گران نہ گذرے بادشاہ کے راز کے محافظ رہیں خیر خواہی اپنا فرض
منصبی سمجھیں شاہزادوں کا ادب کھیں کبھی خلاف انکے کام نہ کریں شاہی خدام و حاضر
باشوں سے نہرمی پیش آئیں :

بہرام گور بن نیرد جرد بادشاہ

یہ بادشاہ بڑا نیک نام تھا عدل و سخاوت اسکا کام تھا گور کے شکار سے اسکو کملا
رغبت تھی اسی سبب بہرام گور خرمشہور ہو گیا۔ بہادر و دلاور بادشاہوں میں
یہ شخص نامور گذرا ہے :

حکایت

ستہزادگی کے وقت ایک روز عرب کے ملک میں بہرام شکار کھیل رہا تھا ہرن اسکے
آگے سے بھاگ کر ایک گانہ میں چلا گیا اور قیضہ نام ایک عرابی کے گھر میں جنبی طئی
میں ایک معزز آدمی تھا جاگھسا بہرام بھی اسکے پیچھے گیا اور اعرابی سے ہرن مانگا
اس نے ندیا بہرام نے چاہا کہ ایسی حالتیں شاہی حیثیت سے کام لوں اعرابی نے
کہا کہ اس ہرن نے میرے گھر میں آکر پناہ لی ہے یہ مقتضائے مروت نہیں کہ میں
اسکو اپنے ہاتھوں اسکے دشمن کے حوالہ کروں جب تک کہ تو پہلے مجھکو نہ مار لیگا
ہرن نہ پائیگا اور اگر مجھے قتل کر لیا تو اسی وقت کل لوگ بنی طئی کے جمع ہو کر میرے
عیوض تجھکو مار ڈالیں گے پس اس سے بہتر ہے کہ ہرن کے عیوض میرا قیمتی گھوڑا

جو میرے دروازے پر بندھا ہے لے لے اور چلا جا بہرام کو یہہ جو انخر دی اعرابی
 کی نہایت پسند آئی اور واپس چلا آیا۔ جب بادشاہ ہوا اعرابی کو بلا کر سرفراز کیا۔
 فائدہ بہرام کے خیر خواہ ارکان دولت اسکی دوامی سخاوت سے تنگ آ گئے تھے
 ایک دن موقع پا کر باتفاق عرض کیا کہ بقاے سلطنت خزانہ پر موقوف ہے اور شاہی خزانہ
 ہر وقت خالی رہتا ہے فرمایا کہ اگر میں خزانہ جمع کرتا ہوں تو سپاہ اور دانا یاں روزگار
 جو میرے پاس جمع ہیں پریشان اور متفرق ہو جاتے ہیں اور اگر انکے جمع رکھنے
 کی فکر کرتا ہوں تو خزانہ خالی رہتا ہے ان دونوں امور سے جو بہتر نظر آئے کیا جا
 امرار دولت نے عرض کیا کہ خزانہ کا جمع رکھنا سب سے مقدم ہے اگر خزانہ معمور رہیگا
 تو ضرورت کے وقت ہی فوج اور اہلکار ملازم رکھ سکتے ہیں اور ہر طبقے کے منتخب
 لوگ بھی فراہم ہو سکتے ہیں بادشاہ نے یہ سن کر کہا کہ اسن عومی پر کوئی دلیل قومی
 لا سکتے ہو امرار ایک پیالہ شہد سے بھر اموالے آئے اور بادشاہ کے سامنے رکھا
 اسی وقت مکھیون کا ہجوم ہو گیا۔ فرمایا کہ اسکا جواب راکھو دیا جائیگا غرض رات کو سب
 ارکان دولت بلائے گئے اور وہی شہد کا پیالہ انکے روبرو رکھ دیا ایک مکھی بھی
 نہ آئی فرمایا اگر اسوقت مکھیون کے جمع کرنیکی ضرورت ہو تو پھر کیا تجویز ہو بادشاہ کا
 یہ جواب سن کر سب امرار جواب اور خاموش رہ گئے ۔

فہم کن در ابتدا انجام کار
 باش بہر اختتام امیدوار

فکر کار خویش پیش از وقت کن
 خچر کن بروقت گنج سیم زر

نوشیران عادل بن قباد

داو گرتا جدارون کی انجمن شاہی میں ہمیشہ یہ بادشاہ صدر نشین رہا ہے *
 کسریٰ اسکا خطاب تھا اس نے اپنی مفتوحہ اور مقبوضہ ممالک کو چار حصہ پر تقسیم
 کیا تھا اول خراسان و سجستان دوم عراق و عجم و اذربایجان سوم
 فارس و اہواز چہارم عراق عرب و سرحد روم۔ شہر رومہ اُسی نے آباد کیا۔
 اور مدائن کو تخت گاہ بنایا بابلہ کے شہروں کو فتح کیا اور انہرین جاکر خاقان پر
 نصرت پائی و بعد صلح واپس آیا دشت قباچ کے حاکم کو باج گزار بنایا اور قیصر روم کو
 زیر کر کے دوستی قائم کی ہند میں الچی بھیج کر قنوج کے راجاؤں کو باج گزار کیا
 یمن اول ہی لے چکا تھا غرضکہ ماوراء النہر خراسان جرجان اذربایجان فارس
 کرمان اور چند علاقہ جات ہندوستان و جزیرہ عمان و عراقین و بحرین و یامہ و شلم
 و سرحد روم یہ سب ممالک اسکے قبضہ اقدار میں تھے *

اس بادشاہ کی نصیحتیں اور طرز عمل کتب تواریخ میں بہت کچھ لکھا ہوا ہے جن میں
 چند اس مختصر میں یہ ناظرین ہیں *
 اس بادشاہ کے ہاتھ میں تین انگشت تھیں ہر ایک کے نیچے پر ایک ایک نصیحت
 کندہ تھی۔

اول یہ کہ صالح آدمی دوست و دشمن کے ساتھ صلح کرنا ہر کسی کی مخالفت پیش نہیں آتا
 دوم یہ کہ بے مشورت کام خراب ہوتا ہے اور بے تدبیر نہیں اتر سکتا جاتی ہیں۔
 سوم یہ کہ رعایت رعیت کی سب پر مقدم ہے *

بدنیام و صالح می کند صلح	بہرنیک و بد و بایا رواغبار
کند ہر دم رعایت بارعیت	نسازد در جہان بے مشورت کار

انصالح جوانی پر غور کر و خدا کو ایک جانو اوسکو بچھوڑو خود پرستی سے احتراز
 کرو کہتے ہوئے کام کو کیا ہوا سمجھو کی ہوئی عبادتوں کو ناکردہ جانو آج کا کام
 کل پر بچھوڑو مان باپ سے تمسخر کر و زندگانی دراز کو صرف ایک ہی دم تصور کر چھو
 کینہ ور اور کینہ توز آدمی سے ڈر دست اور دیوانے کے پاس بجاؤ عورتوں کی
 صحبت سے باز آؤ منشی اور شاعر سے دشمنی نہ رکھو اپنی روٹی غیر کے دسترخوان پر
 رکھ کر نہ کھاؤ تحصیل علم میں کسی وقت شرم نہ کرو ناخاندہ مہمان کسی کے نہ بنو آزمائے
 ہوئے کو نہ آزمائو دولت مندوں کے ساتھ عداوت نہ رکھو سلطان وقت کی اطاعت مقیم
 جانو دشمن کے مرنے پر خوشی نہ کرو تندرستی و صحت کو بڑی نعمت جانو دوست کی قدر
 پہچانو دیر کر کے سوؤ جلد اٹھ بیٹھو تھوڑا کھاؤ کم بولو بہت روؤ کم ہسو مرگ کو
 سچ زندگی کو جھوٹھ جانو عالم الغیب خدا کو پہچانو *

تاشوسی روشن باوج عز و جاہ
 نہ قدم اندر سلوک اہل راہ

بند ہر نا صحت شہوائے مہربان
 کن عمل برگفتہ اہل عمل

قول بہاری بوجھ کا اٹھانا اور دور لیجانا آسان امر ہے مگر غیر جنس کی صحبت
 میں جاننا مشکل کیونکہ جوہ اسکا جسم پر ہے اور بار اسکا روح پر ہے *

حقیقت میں ہے وہ غذا بلیم

برمی ہوتی ہے صحبت غیر جنس

نکتہ شاہی قلم و مین اگر کوئی پرانا پل شکستہ ہو جائے اور اسکی سوراخ میں بکری کا
 پاؤں توٹ جائے تو خداوند عالم کے روبرو اسکا باز پرس بادشاہ سے ہوگا :

از نکوئی و بدی و خیر و شر
 بیشک از فرمان روائی و ادگر

انچہ اندر ملک می یا بند طہور
 باز پرس دست پیش و الجلال

قول عقلمند بادشاہ امیرون کی تجویز و مشیر و مکی مشورت سے مستغنی ہر طرح
دانا عورت کو خاوند کی احتیاج خانگی امور میں نہیں ہے۔ نیک گھوڑا تازیانہ نہیں
کہا سکتا۔

نہا شد با وزیران احتیاج جس	بود لایق اگر شاہ زمانہ
ز شوہر بہت مستغنی از خج ب	خورد کے اسپ تازیانہ

نکتہ مرد مفلس بے آبرو ہے اور بے اولاد نابینا بے برادر بیکس ہے اور برون
بے عیش۔ جوان چارونہیں سے کچھ نہیں رکھتا وہ قید تعلقات سے بالکل آزاد ہے

مرد مفلس سر بسر بے آبرو است	شخص بے اولاد نابینا بود
بے برادر بیکس است اندر جهان	زن ندارد ہر کہ او تنہا بود
آنکہ او دارد نہ زینان پیچ چیز	بے غم و بے خوف بویروا بود

فائدہ دن مخلوق الہی کے حاجت روائی کیلئے مخصوص ہے اور شب خداوند
عالم کی عبادت اور شکر نعمت ادا کرنے کے لئے *

صبح سے تا شام جتنا وقت ہے	اُس میں کر لو اپنی ساری کاروبار
شب کو غیر از بندگی کچھ مت کر	تاکہ ہو راضی جناب کردگار

نکتہ جس فعل نے کسی کی غت پر حملہ کیا ہو اُس سے احتراز بہتر ہے۔

ہو چکا ہو جس سے بے غت کوئی	کام وہ کرتا ہے تو کس واسطے
خوار کیوں کرتا ہے اپنے آپ کو	ہوتا ہے بے آبرو کس واسطے

نکتہ صاحب محافظ بادشاہ ہے اور محافظ پر احتیاط واجب ہے۔

ڈرتے رہتے ہیں ندیم بادشاہ	خوف سے کرتے ہیں وہ ہر ایک کام
---------------------------	-------------------------------

بیقرار می ہے فقط آنکے نصیب	عیش و آرام آن پر رہتا ہر حرام
فائدہ چار چیزوں سے چار شخص دولت اٹھاتے ہیں بخل سے بادشاہ رشوت سے حاکم بے شرمی سے عورت ظلم و ستم سے عمال ۛ	
مملکت گرد و خراب خستہ حال اہل حکم از ظلم گرد و شر سار در صف مردان زنان بد خصال	بادشاہ باشد اگر مرد نجیل قاضی از رشوت شود خوار و ذلیل می شود آخر بخل بے قال و قیل
حکمت بادشاہ شکر کے ساتھ ہے اور شکر مال کے ساتھ مال خرچ کے ساتھ خراج ملک کے ساتھ اور ملک بادی کے ساتھ اور ملک کی آبادی عدل کے ساتھ ہے	
مملکت آباد ہے انصاف سے شکر آسودہ خزانہ جمع ہے	عدل ہے بیشک مدار نظام ہو اگر درپیش کار انتظام
نکتہ قیصر روم نے سنا کہ نوشیروان کے خزانہ میں روپیہ جمع نہیں رہتا بوقت ضرورت قرض بینی کی نوبت آتی ہے اس لئے اس نے نوشیروان کو لکھا کہ جمع رہنا خزانہ کا سلطنت کا جزو اعظم ہے اور یہ کمال افسوس کی بات ہے کہ تجھ جیسا بادشاہ عالی قدر عایا کا قرضدار ہو مناسب یہ ہے کہ بادشاہ فراہمی خزانہ کی طرف اپنی ہمت مصروف کرے کہ سلطنت کا محافظ خزانہ ہے۔ نوشیروان نے اس کے جواب میں لکھا کہ بادشاہ کیلئے جمع رکھنا شکر کا ضروری امر ہے نہ کہ خزانہ کا اور عند الضرورت رعایا سق قرض لینا عیب نہیں اسلئے کہ رعیت بادشاہ کی مددگار ہے اور بادشاہ رعایا کا محافظ ۛ	
ہست اموال رعیت مال شاہ مال یاران است با ہم مشترک	گر بود با ہم وفاق و اتفاق گر نباشد در میان بغض و تفاق

فائدہ ایک شخص نے نوشیروان سے پوچھا کہ عدل کی طرف کس چیز نے تجھے رہنبری کی فرمایا کہ ایک روز مین نے دیکھا کہ ایک شخص نے ایک کتے کے ایسی لکڑی ماری کہ اُسکی ٹانگ ٹوٹ گئی چند ہی قدم چلا تھا کہ ایک سوار کے گھوڑے نے اسکو لات ماری جس سے اُسکی بھی ٹانگ توٹ گئی تھوڑی دور وہ گھوڑا گیا تب تھا کہ گھوڑا پانوں زمین مین دھنس گیا گھوڑے نے چاہا کہ زور سے نکالے نکالتے وقت گھوڑے کی ٹانگ کو ایسی ضرب آئی کہ چلنے سے رہ گیا۔ اُسی دن سے مین نے عدالت اختیار کی اور خوب جان لیا کہ ہر ایک عمل کے عوض مین جزا اور سزا ملنے والی ہے اگر مین ظلم کرونگا تو اسکا عوض ضرور پاؤں گا اور عدل کرونگا تو صفت عدالت سے بلند آواز نہ ہوں گا +

برائی کے بدلے برائی ملیگی	بھلائی سے ہوتی ہے حاصل بھلائی
رہیگا نہ تو اور نہ تیرا زمانہ	رہیگی مگر یہ بھلائی برائی

حکایت

اذربایجان کے حاکم نے ایک ضعیفہ کی زمین اُسکے بے رضامندی لیکر اپنی حویلی مین شامل کر لی ناچار بڑھیا قیمت لینے پر راضی ہوئی تو قیمت بھی اُسکو دو برس تک نہ ملی اسلئے وہ دامن نوشیروان بادشاہ کے پاس آئی چھ مہینے تک اسکو بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہونیکا موقع نہ ملا کہ ن شکار گاہ پہونچی اور بادشاہ کو شکار کھیلتے ہوئے پا کر گھوڑے کی پاگ تھام لی اور اپنا حال زار بیدہ اشکبار کہہ سنائی بادشاہ نے ایک خدمت گار خاص خفیہ آذربایجان کو بھیجا اور حکم دیا کہ وہاں جا کر اصل حال اس مدعی کے دعوے کا دریافت کر کے

حضور میں بے کم و کاست عرض کرے خادم و مان پہونچا اور بعد تحقیقات واپس آکر عرض کیا کہ دعویٰ مدعیہ راست و درست ہے بادشاہ نے مدعا علیہ کو طلب کیا اور اس ظلم کی پاداش میں اسکی گردن ماری اور حویلی اسکی بڑھیا کو دمی اور خود تبنہ ہو کر اس روز سے اپنا عام دربار کیا اور حکم دیا کہ دربار کے وقت جو داخواہ آئے فی الفور رو برو پہونچایا جائے بلکہ اپنے خاص محل کی دیوار پاس بادشاہ نے ایک بڑی زنجیر لٹکائی اور گھنٹہ اوسین باندھ کر منادی کروائی کہ رات کی وقت جو ستغیت آئے اُس زنجیر کو ہلائے گھنٹہ کی آواز سنکر بادشاہ اوسی وقت ستغیت کا فریاد رس ہوگا ۛ

نکتنہ حاکم کو خدمت دیتے وقت پانچ امر کا لحاظ چاہئے اولاً نئے آدمی کو بے امتحان خدمت نہ دینا نوکر کر نیکے وقت اسکا قیافہ دیکھ لے کہ کس حیثیت کا آدمی ہے ثانیاً نوجوان نا آزمودہ کا کو بڑے کاموں میں دخیل نہ کرے رابعاً شریف اور نیک نفس آدمی کو خدمت دے کیونکہ رفیق ضرور خطا ہوتی ہے کبھی وہ خطا سے خطا نہیں کرتا اور شریف سے اگر کبھی سہواً خطا بھی ہو جاتی ہے تو وہ آئندہ کیلئے متنبہ ہو جاتا ہے خامساً قدیم ہلکار کی حقوق خدمت پر ہر وقت لحاظ رہے ۛ

تا نگر د امتحان دو ستند

بار در دربار خود ہر گز مدہ

کن نہ در کار کلاں با اختیار

نوجوان نا آزمودہ کار را

حکایت

نوشیروان جب اپنا محل بنوا چکا دربار عام کیا اور امیرون سے پوچھا کہ

محل شاہی تم نے دیکھا اس میں اگر کوئی عیب ہے تو بیان کرین سبہوں نے بالاتفاق عرض کیا کہ یہ عالیشان مکان ہر طرح کے عیب سے پاک ہے صرف یہی عیب ہے کہ حرم سرا کی دیوار کے نیچے ایک بوڑھا کپڑا ناگھر ہے وہ بے زیب معلوم ہوتا ہے اور اس کا ذہن خاص محل میں جاتا ہے اور شاہی دیواروں کو سیاہ کرتا ہے اہل حرم بھی تکلیف پاتے ہیں قلعہ کے اندر اسکا باقی رہنا کیا ضرور ہے اسکے عوض میں بڑھیا کو شہر میں مکان دیدیا جائے تو بہتر ہے فرمایا کہ کیا کروں بڑھیا میرا کہا نہیں مانتی پہلے میں اس سے کہا تھا کہ تو اپنے گھر کی قیمت جس قدر تیرا جی چاہے لے اور کہیں اپنا رہنے کیلئے مکان خرید لے اس نے نہیں مانا اور کہا کہ مجھکو اسی مکان سے محبت ہے میں یہاں سے نجاؤنگی پھر بھی اسکو سمجھایا کہ تو کھانا نہ پکایا کر شاہی باورچیخانہ سے تجھکو کھانا پہنچا کر گیارہ بات بھی اس نے منظور کی اور کہا کہ میں اپنے ہاتھ کی مزدوری سے کھانا پسند کرتی ہوں بڑھیا کے پاس ایک گائے بھی ہے اور اسکو مجلس اے عین دروازہ کے آگے باندھ دیتی ہے اُسکے بول و براز کی بدبو محل میں پھیل جاتی ہے اگر منع کریں تو کہتی ہے کہ یہ زمین میری ہی گاڑی کے باندھنے میں میرا اختیار ہے چونکہ زمین بڑھیا کی ملکیت تھی زبردستی کرنا قرین انصاف نہیں اسکے سوا حق ہمسائیگی مانع ہے ظلم کر نہیں سکتا کہ ظالم کا گھر دوزخ ہے اپنے اوپر تکلیف گوارا کر لیتا ہوں مگر غیر کی تکلیف نہیں دیکھ سکتا۔

ظلم ہے آخر عوض ہے ظلم کا	رنج کا بدلہ ہے آخر کار رنج
ہو اگر فرحت کے تم امیدوار	لوگوں کو پہونچاؤ مت زہن رنج

حکایت

نوشیروان کے عہد میں ایک جرمان نواز مدائن میں تھا لنگر اس کا ہمیشہ جاری رہتا تھا جسوقت کوئی مہمان مسافرتا محروم نہ جاتا اس امتحان کیواسطے نوشیروان بہ تبدیل لباس اسکے گھر گیا اس نے نہ پہچانا اور حسب عادت بڑی خاطر کی جو کچھ مانگا بلا تا مل دیا بوقت رخصت نوشیروان نے اس سے کہا میں بھی اپنے گھر کا امیر ہوں اگر کوئی چیز مرغوب خاطر ہو فرمائے بلا تو رسال خدمت ہوگی سوداگر نے کہا بہتر اگر تھوڑے انگور بھجوا دیجئے تو بہت مہربانی ہے بادشاہ نے کہا کہ خود ہی تمہارے خانہ باغ میں طرح طرح کے انگور موجود ہیں کیونہیں توڑ لیتے کہا میرے باغ کے انگور سب پک کر تیار ہو چکے ہیں مگر نوشیروان سخت غافل ہے کہ سلاطین عشر لینے والا عامل اس نے اب تک نہیں بھیجا اگر سلاطین حصہ لیجاتا تو انگور مہمانوں کے کام آتے اب میں اپنے باغ میں کچھ تصرف نہیں کر سکتا ڈرتا ہوں کہ بادشاہ کی غفلت سے میں بھی خا میں نہ بجاؤں اور رفتہ رفتہ خیانت کی مجھ کو بھی عادت پڑ جائے۔ بادشاہ یہ بت سن کر دیا اور کہا کہ وہ غافل بادشاہ اور بے خبر حاکم میں ہی ہوں۔ اس روز سے ہر ایک میں غفلت چھوڑ دی +

نکتہ عادل بادشاہ کے لئے سترہ اوصاف موجب قیام سلطنت ہیں +
 اول پیشہ عدل اختیار کرے اور ظلم کی داد ظالم سے لے دو م عقل کے مشورے سے کام کرے سو م رعایا نواز ہو اور رعیت کی آبادی ملحوظ رکھے
 چہارم مال اندیش ہو ہر کام کے آغاز میں انجام سوچ لے پچم رحیم ہو بندگان

خدا پر رحم کرے ششم حلیم ہو علم اور نرمی سے کام لے ہفتم قدردان ہو
اہل شہر و قلم کو عزیز رکھے ہشتم سخی ہو غریب و فقراء کی خبر لے نہم بہادر ہوئے
جب جنگ کا موقع آ پڑے بروز ششم دشمن پر فتح یاب ہو۔ دہم دلیہر سلطنت
کے کام میں سستی اور کاہلی نہ کرے یازدہم بے تعصب ہو ایک کی دوستی
سبب دوسرے پر ظلم روا نہ رکھے دوازدہم عابد ہو خدا کی عبادت ہر کام پر
مقدم سمجھے سیزدہم خود رائے و خود پرست نہ ہو کوئی کام شہر و ن کی مشورت
بغیر نہ کرے چہار دہم علم دوست ہو علما و فضلا کی توقیر کرے اہل علم و ہنر کو
عزیز سمجھے پانزدہم مردم شناس ہو دوست دشمن کو پہچانے ثنائزدہم
بازل ہو اپنا خزانہ فوج کا حق جانے ہفدہم منصف ہو رعایا کے فیصلہ کی طرف
نڈت خود متوجہ ہو امور سلطنت کا رپر دازان کے اختیار اور بھر و سہ پر نچھوڑے۔

شاہ با انصاف ایسا چاہیے	خوش ہو جسکے خالق سے سارے جہان
ہو بہادر عقل مند اور بردبار	حق شناس و مہربان و قدردان

حکایت

ساسانی بادشاہوں کے مان رسم تھی کہ اگر کوئی اُن کے روبرو کوئی اچھی بات
یا لطیفہ کہتا اور اُس سے بادشاہ خوش ہو کر آفرین کا کلمہ زبان پر لاتا تو ایک ہزار
درم انعام میں اسی وقت ملجاتے۔ کہیں ایک روز نون شیروان جنگل میں
سیر کر رہا تھا اتفاقاً ایک زمیندار سو برس کی عمر رسیدہ خرمی کا تخم بوتا تھا
بادشاہ دیکھ کے ہنسا اور کہا کہ اس درخت کے ثمر لانے تک تو زندہ رہ سکیگا

پس تو کس امید پر اپنا وقت رائیگان کرتا ہے زمیندار نے عرض کیا (کشتند
 خور دیم کاریم خورند) بادشاہ کو یہ بات پسند آئی اور کہا آفرین خادرنے
 اسی وقت ہزار درم کی تھیلی زمیندار کے حوالہ کی زمیندار نے کہا کہ دیکھئے میرا
 بویا ہوا تخم پیدا ہونے سے پہلے ہی پھل لایا اور میں نے اسی وقت کھا لیا یہ برکت
 بادشاہ قدردان کی تشریف آوری سے ظہور میں آئی بادشاہ یہ تقریر سنکر پھر
 اور کہا آفرین خزانہ دار نے دوسری تھیلی بھی اسی دم زمیندار کے حوالہ کی
 زمیندار نے عرض کیا کہ اور زمینداروں کے درخت ایک سال کے بعد ایک ہی
 دفعہ پھولتے پھلتے ہیں اور میرا تخم کہ ابھی زمین سے باہر بھی نہیں نکلا دمبد
 پھل نیتا ہے یہ لطیفہ سنکر بادشاہ نے پھر تبسم کیا اور کہا آفرین خزانچی نے
 تیسری تھیلی بھی زمیندار کے آگے رکھ دی زمیندار بادشاہ کی مہربانی کا پھل کھا کر
 نہال ہو گیا۔

تجھ سے پہلے بول گئے تھے جتنے لوگ	انکی محنت کا ثمر تجھ کو ملا +
سعی کرتے تو بھی کہ تیری سعی سے	لوگ پائین تا قیامت فائدہ

حکایت

نوشیروان کے عہد میں ایک روز ایک آدمی جنگل میں کہیں شکار کو جانکلا دیکھا تو
 ایک آدمی کو کسی نے قتل کر کے الہ قتل اس کے سینہ پر رکھ دیا ہے اس واقعہ کو
 دیکھ کر حیرت زدہ آکر قتل اٹھا کے دیکھ ہی رہا تھا کہ اہلکار پولیس آ ہی پہونچے
 اور اس نا کردہ گناہ کو مقتول کا قاتل جانکر گرفتار کر لیا چند روز بعد ماخوذ کو پھانسی

دینکے لئے چوک میں لائے پھانسی پر چڑھایا جاتے تھے کہ مجمع سے ایک شخص نکل آیا اور آواز دی کہ اس مقتول کو میں نے قتل کیا ہے قصاص اُسکا مجھ پر جاری کرنا چاہئے ملازمان شاہی نے اس کردہ گناہ کو چھوڑ دیا اور مجرم قبائی کو نوشیروان کے روبرو حاضر کیا بادشاہ نے اسکی رہائی فرمائی اور کہا کہ اگرچہ اس نے ایک شخص کو قتل کیا ہے لیکن دوسرے کی جان بچائی ہے اور اُسکے بچانیکے لئے موت کی بلا اپنے سپرد لی ہے ایسے شخص کو پھانسی دینا نچا ہے پہلے یہ قاتل تھا اب فدائی ہو چکا ہے

نکتہ کسی کی راضی دلانی بچاؤ کے سبب سےج بات کا چھپانا اور جھوٹھ کہنا سراپا منع ہے

ازراہ راست سپر سچ ایدوست	گردان راہ خوف جان باشد
ایمن ست از جهان و اہل جہان	ہر کہ از کذب در امان باشد

حکایت

ایک مخبر نے نوشیروان سے مخبری کی کہ خزانچی نے خزانہ شاہی سے بے اجازت بہت سارے روپیہ غریب و فقرا کو دیدیا اور زر و خطیر خیرات میں صرف کیا ہے فرمایا کہ جس قدر روپیہ خزانچی نے سکیں اور محتاجوں کو دیدیا ہے وہ ہمارے ہی خزانہ میں جمع ہے کہیں نہیں گیا

دولت مال کی حفاظت میں	کیون اٹھاتا ہے تو مصیبت رنج
خرچ کر راہ حق میں دولت و مال	جمع کر عاقبت کو گھر میں گنج

حکایت

نوشیروان اکثر اوقات رات کے وقت دو چار خدام خاص کو ساتھ لیکر رعایا کی خبر گیری کیلئے پھر کرتا تھا ایک روز ایک خیر خواہ امیر نے بعد اداب و کورنش عرض کیا کہ بادشاہ کا اس حالت سے شہر میں گشت کرنا اچھا نہیں ہے اندیشہ ہے کہ موقع پا کر کوئی دشمن کسی طرح کا صدمہ پہنچائے فرمایا کہ کچھ اندیشہ نہیں ہے کیونکہ عادل بادشاہ اور منصف حاکم کا حافظہ حقیقی پاسبان ہے

زانکہ عدل و ست ہر دم پاسبان
در جہان ہر روز و ہر شب ہر زبان

شاہ عادل از تنہائی چہ غم
ناصرش باشد خداوند کریم

حکایت

نوشیروان کے وقت میں ایک شخص بازار میں کہتا پھرتا تھا کہ میری تین باتوں کا مول تین ہزار دینار ہے اگر کوئی خریدے تو میں اسکو بتلاؤں نوشیروان کو خبر ہوئی اسکو طلب کیا اور فرمایا کہ ہم نے تیری باتوں کو خرید لیا کہو وہ کون باتیں ہیں وہ بولا کہ اول یہ بات ہے کہ دنیا میں دوست نہیں ملتا دوم ناچا دشمن سے بھی ملنا ناچا ہے سوم اُسے ملو جسے ضرورت ملنا پڑ جاو نوشیروان نے یہ باتیں سن کر حکم دیا کہ تین ہزار دینار اسکو دیدو و حکیم نے دینار نہ لئے اور کہا کہ میں اس بات کا امتحان کرتا تھا کہ آیا حکمت کے باتوں کا بھی کوئی خریدار دنیا میں باقی رہا ہے یا نہیں ؟

کسی دشمن سے دوستی کر لے
حاصل آرام زندگی کر لے

دوست کوئی بھی گر نہ ہو پیدا
کام اپنا چلائے دنیا میں

حکایت

ایک روز ایک کوتاہ قد داد خواہ نوشیروان کے روبرو آیا اسکو دیکھ کر فرمایا کہ کوتاہ قد آدمی شراکیز و مقری ہوتا ہے کیا عجب اسکا دعویٰ بھی سچ نہ ہو جب تحقیقات ہوئی بادشاہ کا قیاس درست نکلا چند روز بعد اور ایک شخص کوتاہ قد غیث آیا بادشاہ پھر وہی حرف سخن زبان پر لایا داد خواہ نے عرض کیا کہ میرے چھوٹے قد کو دیکھ کر مجھکو چھوٹا نہ سمجھے میرا مدعا علیہ مجھے بھی زیادہ پست قامت ہی بادشاہ ہوا اور اسکی حق رسی فرمائی *

بندہ کوتاہ قد کوتاہ عقل	آفتین کرتا ہے برپا سیکڑو
شتر اٹھاتا ہے ہزاروں شیر	مخمس کرتا ہے پیدا سیکڑون

نکتہ یہ کہ کے عذاب سے مزہ بہتر ہے کہ سفلوں کا کھانا ان کے احسان کا بار اٹھانا ہے

اہل ہمت گرسنہ میرد اگر	دست پیش سفلوں کے سازد دراز
زیر بار ہمت دون ہمتان	سنگون گردنہ مرد راست باز

نکتہ دنیا میں جسکی زلیست بامراد نہیں دل اسکا شاد نہیں اسکو زندہ نجا نومردہ پہچانو

زلیست کی راحت نہو جبکہ نصیب	محض حاصل ہے اسکی زندگی
بہتر ایسی زندگی سے مرگ ہے	خوش نہو جب زلیست میں انسان کا

حکایت

ایکے وزیر ایک مصاحب نوشیروان کی خدمت میں حاضر ہوا اور مبارکباد دیکر کہا کہ آج فلاں دشمن اس خاندان کا مرگیا ہے فرمایا کہ آخر مجھکو بھی دمان لیجائیں گے

جہاں وہ گیا ہے پس کیا موقع خوشی اور مبارک باد کہنے کا ہے بلکہ مقام حسرت و افسوس کل

اگر بعد وعدہ جانشادمانی نیت	کہ زندگانی مانیز جاودانی نیت
-----------------------------	------------------------------

تذکرہ جب نوشیروان مرگیا تو اسکی وصیت کے موافق تابوت اسکا تمام شہر مین پھرایا گیا اور تابوت کے آگے منادی ندا کرتا جاتا تھا کہ جس مظلوم و قرض خواہ کا حق اس بادشاہ کے ذمہ ہوا سوقت حاضر ہو کہ حق رسی کی جائے لکھتے ہیں کہ کہ کوئی داد خواہ نہ آیا۔ اس بادشاہ عادل کے تابوت کو ساتھ ہزار ماخلوق تھی اور ہر ایک یہ سمجھتا تھا کہ آج میرا وارث دنیا سے اٹھ گیا ۛ

خسرو پرویز بادشاہ

یہ شخص نام آور بادشاہوں مین شمار کیا گیا ہے پرویز اسکا خطاب تھا عجب بہنیں کہ اسکی شیریں کلامی نے اس خطاب کا مستحق کیا ہو۔ اسکے پاس آٹھ خزانے تھے انہیں سے ایک کا نام باد آور تھا لکھتے ہیں کہ قیصر روم نے وہ خزانہ جہاز پر لا کر کسی بحیرہ کو روانہ کیا تھا اتفاقاً دریا مین ہوا کا طوفان آیا ہوا تھا اور طوفان کے زور سے جہاز اس بادشاہ کے علاقہ مین آگیا اسکے عملداروں نے وہ خزانہ لیلیا اور بادشاہ کے پاس بھیجی یا اُس خدا داد خزانہ کو دیکھ کر بادشاہ بہت خوش ہوا اور اسکا نام گنج باد آور رکھا ۛ

فائدہ اس بادشاہ کے خزانہ مین بیس ہزار زین مرصع بچاس ہزار قیمتی گھوڑا بارہ ہزار اونٹ خاصا ہی اسباب دنیا کا نو سو با تھی خاص سواری کرتے تھے

دوسو غلام خوشبو کے ڈبے سواری کے ساتھ لئے رہتے تھے تاکہ سواری
 کیوقت بھی معطر ہوا بادشاہ کے دماغ میں پہونچتی رہے ایک ہزار سقا بادشاہ کی
 سواری کے آگے آگے پانی چھڑکا کرتا تھا بادشاہ کے گھوڑوں کے نعلین بھی
 سونیکے تین تین آسمین لکڑی لگائی جاتی تھیں اس غرض سے کہ وہ نعل
 جلد گر پڑیں اور لوگ اٹھا کر لیجائیں فیض پائین اور اسکے عوض میں نئے لگائے جائیں
 فائدہ اس بادشاہ کے پاس ایک کاسہ تھا ایک مرتبہ اس میں پانی بھر کر اگر تمام
 اہل دربار پیتے تو وہ خالی نہوتا۔ بارہ ہزار خوبصورت کیزین اسکے محلہ سرے میں
 رہتی تھیں اور شیریں جیسی عورت جمیلہ جو حسن و خوبی میں دنیا کا روشن ستارہ تھی
 اسکی منگوہ تھی۔ بادشاہ کا حصہ کے لئے جو بزرگالہ ہر روز بچ کیا جاتا تھا اسکے پکانے
 میں دو ہزار دینار روزانہ صرف ہوتا تھا۔ پہلے بزرگالہ زرد رنگ ارزق چشم بھڑکی
 دودھ سے پرورش کیا ہوا ہر روز ہم پہونچایا جاتا ایک تنور چاندی کا بنا کر عود کی
 لکڑیوں سے تپایا جاتا مشک اور زعفران بھی جلایا جاتا پھر بزرگالہ ذبح کر کے
 اور چاندی کے طشت میں رکھ کر تنور کے اندر رکھا جاتا جب تک چمکتا تو سونے کے
 طشت میں رکھ کر سونے کی چھری سے اسکے گوشت کے ٹکڑے کئے جاتے اور
 بہت سا جوہر قیمتی سپاہیوں پر ڈالا جاتا خوشبو دار مصالحہ پر ذائقہ انواع اقسام
 کے اسپر ایزاد کئے جاتے جب بادشاہ کھانے سے فراغت پاتا وہ چاندی کی تنور
 و طشت طلائی و نقری وغیرہ روزانہ مساکین پر تقسیم کر دے جاتے اور آئندہ کیلئے ہر روز
 نئے تیار ہوتے غرض کہ یہ بادشاہ بڑا تکلف اور کریم تھا۔

ایک روز کسی مجھنے ایک امیر کی نسبت بخبری کی کہ وہ بادشاہی مال میں سب سے بہت روپیہ کھا گیا
 ہر بادشاہ نے اس کی تحقیقات کیلئے حکم دیا جب جرم ثابت ہو چکا تو امر سے دربار سے اس کی منادی
 کر لئے مشورہ لیا گیا سب نے اس کے قید کر نیکی راہ دے مگر بادشاہ نے برخلاف انکی راہی کے اس کا تہہ پہل
 دو چند بڑھا دیا جاگیر و منصب زیادہ کر دیا یہ حال دیکھ کر تمام مراد دربار حیرت میں آئے اور بادشاہ
 سے اس عنایت و مہربانی کا باعث پوچھا فرمایا کہ تمہاری تجویز اس کے باب میں یہ تھی کہ میں اس کو
 قید کروں پس احسان و مروت زیادہ اور کون قید ہے اسلئے میں نے اسے احسان کیا اور ایسی بخیر
 مروت کے اس کے ہاتھ پاؤں میں ڈالی کہ تادم زیست وہ کبھی گردن نہ ہلا سکے کیونکہ ظاہری قید
 صرف جسم ہی پر ہوتی اور احسان و مروت کے بند اس کی روح اور جان پر ہے

بند احسان است بندین	کا ذرا تان زیست است بند	بند بندش میں کہ دیندیت	روح بخوش است جم جانت بند
---------------------	-------------------------	------------------------	--------------------------

امیر المومنین عمر بن عبد العزیز

یہ آٹھویں خلیفہ آل مروانیہ سے تھے انکی عدالت اور خدا پرستی ضرب النثل ہے۔ سلیمان بن
 عبد الملک کے بعد مسند خلافت پر بیٹھے۔ انکی خلافت نے دفعہ حکومت مروانی کا رنگ بدل دیا
 اور تمام ملک میں عدل و انصاف۔ علم و عمل۔ خیر و برکت کی جان تازہ ڈال دی حضرت علیؑ
 علیہ السلام پر خطبہ میں جو لے کر پڑھا جاتا تھا ایک تخت موقوف کر دیا شہزادگان بنو امیہ
 کے ہاتھوں سے جاگیریں چھین لیں۔ جہاں جہاں ظالم عمال تھے یک قلم معزول کر دے
 سب سے بڑے صکر یہ کہ علوم الہیہ کو وہ رونق دی کہ گھر گھر یہی چرچے پھیل گئے۔ امام نہری
 کو حکم دیا کہ حدیثوں کو یکجا کریں یہ مجموعہ تیار ہوا تو ممالک اسلامیہ میں اسکی نقلیں بھجوائیں
 مناقب کے پیشار میں اس مختصر میں انکی تحریر کی گنجائش نہیں مگر تہ کا و تمنا شستہ نمونہ آخر وار بدیہ ناظرین میں
 فائدہ رات کو امیر المومنین عمر بن عبد العزیز رحمہ کو رقت پیدا ہوئی اور بے اختیار دانا

شروع کیا فاطمہ انکی منگوہ نے دیکھا تو آپکا تمام چہرہ اور ریش مبارک آنسوؤں سے تر تھے جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ کی منگوہ نے پوچھا مزاج کا کیا حال ہے اور یہ روئنا کس لئے ہے فرمایا میں امور امت مرحومہ کا ایک مقعد اور امانت دار ہوں مجھے نہایت فکر و اندیشہ ہے کہ میرے قلم و مین صد مابندگان خدا ننگے بھوکے خستہ حال ورتبا ہی کے عالم میں مبتلا ہوں گے فردائے قیامت حاکم علی الاطلاق جب مجھے پوچھ چکا کہ ان لوگوں کو ساتھ تو کیا سلوک کیا تو میں جانتا ہوں کہ مجھے جانبین پڑیگا اور غدر میرا قبول نہوگا اسلئے مجھ کو اپنی نفس پر رحم ہوا اور تیر پیدا ہو پسند سونیکے لئے رات کو بستر پر نہجاؤ جب تک کہ تمام دن کا حساب نہ کرو کہ آج میں نے کون کون عمل نیک اور کون کون بد کیا ہے پس جو عمل بد یاد آئے اسکے کرنے پر تپاؤ تو بکر کے بخشو اونیک عمل پر خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرو اور دعا مانگو کہ آئندہ بھی وہ تم کو نیکی کی توفیق دے

چہرہ سے دنگی سیاہی ساری دھو لور اٹکو

جس قدر تم رو سکو چھپ چھپ کے رو لور اٹکو

فائدہ امیر المومنین عمر بن عبدالعزیزؓ خلافت سے پہلے ہزار درہم کی قیمت پر پوشاک پہنتے اور فرماتے تھے کہ کیا عمدہ لباس ہے اگر اس میں خشونت نہ ہوتی اور جب تخت نشین ہوئے تو پانچ درہم سے زیادہ قیمت کی پوشاک کبھی نہ پہنی جبکہ نسبت فرماتے کہ کیا عمدہ پوشاک ہے اگر اس میں تنعم نہ ہو تا اس پر لوگوں نے عرض کیا کہ سب اختلاف کا ان دونوں حالتوں میں کیا ہے فرمایا میرا نفس لامہ آفت کا پرکار ہے جو نعمت خدا پاک فرما دے اور اس کو دہل میں مزید کا خواہش مند رہتا ہے اور خدا پاک نے ہمیشہ اسکی خواہش بل میں مزید پوری کی اب تخت نشین ہوئے بعد بھی وہی خواہش بل میں مزید باقی ہے مگر دنیا میں تو اس خلافت پر بل میں مزید ممکن ہی نہیں باقی رہی لہذا سے عقبی وہ بغیر دنیا چھوڑے ملتے نہیں اس لئے آخرت کی خواہش نے دنیا چھوڑا دی +

تین چیزیں چھوڑ دے اسے نیکنام
وال سے دنیا و دولت و اسلام

زہد کا رتبہ اگر مطلوب ہے
زیب زینت ز آسماں اور لباسی ہوا

فائدہ باوجود اس قدر امارت اور دولت و حکومت کے امیر المومنین عمر بن عبد العزیز ہمیشہ دیوان تحقیقات و فصل خصومات میں فرش زمین پر اجلاس فرماتے تھے اسپر لوگوں نے عرض کیا کہ اگر آپ سطح رونق افروز زمین گے تو ہیبت و سطوت و فرو شوکت سلطنت و خلافت کا باقی نہیں رہیگا آپ نے فرمایا کہ مجھے تکلف سلطانی سے کچھ غرض نہیں ہے تو کل درکار ہے

نکتہ خدا کے متوکل ہو کر خاکستر کے فرش پر بیٹھنا اور فقیر کہلانا اس سے بہتر ہر
نسر عون کی طرح تکبر و تجمل کے ساتھ تخت پر بیٹھنا اور احکم الحاکمین پر پہرہ و
نر کھنا:

گہر قطرے کو سمجھو اور خاکستر کو نہ سمجھو

کرو حق پر تو کل بندگان حق اگر سمجھو

حکایت

ایک روز مسلمہ بن عبد الملک عمر بن عبد العزیز رحمہ کی عیادت کو آیا دیکھا تو ان کے
کپڑے میلے کچیلے تھے اونہوں نے اپنی بہن فاطمہ سے جو امیر المومنین کی منکوحہ
تھیں کہا کہ آپ کے کپڑے بدل دو اور جو کپڑے پہنے ہیں اونکو دھلوا دو فاطمہ
نے کہا اے بھائی میں کیا کروں اون کے پاس اس لباس کے سوا دوسرا کپڑا
ہی نہیں ہے

نکتہ میلے جسم اور ناپاک بدن پر پاکیزہ لباس پہننا پاک لوگوں کے نزدیک منع ہے

اسطرح اپنی پاک روح کو بدسی اور افعالی کے میل سے ناپاک رکھنا اور جسم کو دھونا
عیب ہے +

نجات سے نہو جب تک کہ دل پاک	عبث ہے اس تن خاکی کا دھونا
بہلا جب تک پلید اپنا ہو باطن	ضرورت کیا بظاہر پاک ہونا

فائدہ امیر المومنین عمر بن عبدالعزیزؒ نے ایک حکم نافذ کیا کہ بنی امیہ نے
لوگوں سے براہ ظلم و خیر جو کچھ کیا ہے وہ سب ان کے مالکوں کو مسترد کر دیا جا
اس پر ارکان دولت و اعیان سلطنت نے عرض کیا کہ حضور آپا یہ حکم صادر فرما
میں اور اپنی قوم کے رنج و مال سے نہیں خطر کرتے فرمایا مجھ کو حکم الہامی میں کا
خوف ہے اور کسی سے ڈرتا نہیں +

پسند حاکم علی الاطلاق سے جو ڈرتا ہے ان سے سب خلقت ڈرتی ہے اور
جوشہنشاہ جل و علا سے نہیں ڈرتا اس سے کوئی بھی خوف نہیں کرتا +

لوگ ڈرتے ہیں ان کو سایہ سے	جو کہ اپنے خدا سے ڈرتے ہیں
جو نہیں ڈرتا اپنے خالق سے	لوگ کب اس سے خوف کرتے ہیں

حکایت

رجا بن حیات روایت کرتے ہیں کہ میں ایک رات عمر بن عبدالعزیزؒ کے خدمت
شریف میں حاضر تھا اتفاقاً چراغ گل ہونے لگا میں نے چاہا کہ اوٹھ کر بتی دست
کردن لیکن مجھے پشت پر خود ہی امیر المومنین نے چراغ درست کر دیا میں نے
عرض کیا یا امیر المومنین خادم کے ہوتے مخدوم کو تکلیف اوٹھانے کی کیا ضرورت تھی

آپ نے فرمایا کہ میرا کیا گھٹ گیا جب میں اٹھ کر گیا تب بھی عمر ہی تھا اور دست
کر کے آیا تب بھی عمر ہی ہوں +

نکتہ فخر انسان کا اس میں ہوتا ہے کہ وہ فخر کے لائق ہو اور افتخار نگری باوجود
مہتری کے اپنے آپ کو کمتر جانے دولت اور حکومت کی حالت میں تواضع اور
انکساری اپنا پیشہ کرے +

گرچہ ہو تم صاحب غر و قار
یا واپسے حق سے تاج افتخار

دوست و فخر اپنا مت ظاہر کرو
بندگی پر باندھ لو اپنی کمر

حکمت اپنے متعلقین اور خدمت گاروں کو اپنا اعضا تصور کرنا چاہئے کیونکہ
اگر وہ نہ ہوں تو ہر کام اپنے ہاتھ سے کرنا پڑے نوکر کو سخت تکلیف دینا چاہئے
کوئی وقت ان کے آرام کیلئے بھی مقرر کرنا چاہئے +

گرترا در بندگی خدمت گزار
تا تیرا خوشنودار و کردگار

بندہ از بندگان حق بود
دان غنیمت خاطرش خورسند او

نکتہ نوکر کو چاہئے کہ وہ اپنے اقامی خدمت گزاری و جان نثاری میں ہمیشہ
حاضر و سرگرم رہے ہر کام میں دیانت داری و خیر خواہی کو مقدم سمجھے حق نمک
بیچانے مالک کو مالک جانے اور اسکے راز کا محافظ رہے +

بندگان اہل دین اہل یقین
فخر پاتا ہے امانت سے امین

ہیں گے مستحکم دیانت پر دام
ہے عزیز خلق مرد خیر خواہ

حکمت شجاعت کے متعلق دس چیزیں ہیں اول کبر نفس یعنی مغلی یا توکر
یا مدح یا مذمت کو یکساں جاننا دوم تقویت یعنی سخت مصیبت کی وقت نہ گھبرانا

قوی دشمن سے نہ ڈرنا سو ہم سکون یعنی ہر حالت میں مستقل رہنا آجکا کام
 کل پر نچھوڑنا چہاں ہم ضبط مزاجی یعنی جوش میں نہ آجانا غصہ کو ضبط کرنا دشمن پر
 غلبہ پا کر درگزر کرنا پنچم ثبات یعنی دشمن کی جمعیت دیکھ کر پریشان نہ ہونا اور نیک
 کام کرنے میں حریص رہنا ششم تحمل نیک کام کرنے میں ہفتم غیرت اور ہمت
 قوم و رقبہ کی پرورش پرستعد رہنا آٹھم غیر کا محتاج نہ ہونے دینا اور انکی آبرو کا
 محافظ رہنا ہشتم تواضع سب کو اپنے ذات سے اچھا جانتا اور سب سے بھلا
 پیش آنا نہم علو ہمتی اچھے اعمال و اخلاق کی طرف راغب رہنا بدعا توں سے
 باز رہنا خداوند عالم کی راہ میں زرتار کرنا کسی کی بھلائی کے لئے اپنے آپ کو تکلیف
 میں ڈالنا و ہم رقت لوگوں کی پریشانی و غمگینی کی حالت دیکھ کر خود پشیمان
 ہونا کسی کی بد حالت دیکھ نہ سکنا اپنے گناہ میں یاد کر کے رونا اور غم کرنا +

کبر نفس و تقویت صبر و سکون اور تواضع غیرت و حلم و ثبات اپنی ہمت اور تحمل سے ہمیش	ہیں یہ سب مرد بہادر و کرشنان ہیں اسی کو واسطے اندر جہان کام کرتا ہے وہ کتنا زمان
--	--

حکایت

تقریب عید الفطر میں امیر المومنین عمر بن عبدالغفر زرح کی بی بی نے آپ سے
 شکایت کی کہ کیا امیر المومنین آپ کے تخت نشینی میں ہم نے کچھ بھی فائدہ نہیں اٹھایا
 اور مرہ نہ پایا دیکھو محلہ کے لوگوں نے اپنے لڑکوں کے لئے نئی نئی پوشاکیں اور
 اور عمدہ عمدہ لباس تیار کر لیا ہے مگر ہمارے لڑکے وہی پٹھے پرانے پیوند لگے ہوئے

کپڑے پہنتے ہیں مجکو نہایت شرم آتی ہے اس پر آپ نے خزانہ دار بیت المال کو شفق لکھا کہ ہمارا حق خلافت مقرر ایک مہینہ پیشگی بھیج دو مہتمم بیت المال نے عرض کیا کہ تعمیل حکم میں تو کچھ عذر نہیں مگر یا امیر المومنین یہ کیونکر یقین ہو سکتا ہے کہ آپ ایک مہینہ تک زندہ رہیں گے جس کا حق آپ آج چاہتے ہیں آپ نے فرمایا یہ سچ ہے اور آپ نے اپنی بی بی سے فرمایا کہ ہمارے زر کو ان کیواسطے جنت میں پوشاک لطیف تیار ہے یہاں نئی پوشاک در عمدہ لباس کی کچھ احتیاج نہیں فائدہ حضرت سیدنا امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے عہد خلافت میں حق خلافت ایک لاکھ تیس ہزار درہم سالانہ سے زائد تھا اور عمر بن عبد العزیز کے زمانہ تک مسلسل فتوحات جدیدہ نے اس حق خلافت کو الضاعف کر دیا تھا لیکن عمر بن عبد العزیز نے اپنا کل حق بیت المال سے بجز دو درہم روزانہ کے نہیں لیتے تھے بلکہ جس وقت وہ صدر نشین خلافت ہوئے اپنا کل ذاتی مال بھی داخل بیت المال کر دیا آپ کے فضایل اور کمالات جو مورخین زمانہ نے لکھا ہے اس سے یہ امر ثابت ہو سکتا ہے کہ آپ انسان فرشتہ نہ صلت تھے نکتہ بادشاہ وہ ہے جو کسی کے آگے دست سوال نہ پھیلائے خدا پرست وہ ہے جو خودی کے دام میں اسیر نہ ہو نیک وہ ہے جو کسی کے ساتھ برائی نہ کرے

دوست دشمن نیک بند و گستاخ

جس نے لینے کو نہیں پھیلائے ہاتھ

نیک وہ ہے جو نہیں کرتا بدی

شاہ کہتے ہیں اسے شاہ و گدا

نکتہ سخی وہ ہے جو اپنا مال کسی کو معاوضہ کی امید پر نہ دے اپنے ملک کو وقف جانے اور ون کے مال کی حفاظت رکھے کیسے نقصان کار وادار نہ ہو

نذار در عوض امید احسان
بال دیگران باشد نگهبان

بہ بخش چون بسکینان سخی مال
ہمیشہ مال خود را وقف داند

حکایت

امیر المومنین عمر بن عبدالعزیز کو معلوم ہوا کہ مسلمہ بن عبدالملک کے باورچیانہ میں روزانہ ایک ہزار درہم صرف ہوتا ہے آپ نے ایک وزان کو پیغام بھیجا کہ آج کھانا ہمارے ساتھ کھائیں اور آپ نے اُس روز ہر قسم کا کھانا تکلف کوا یا منجملہ اور کھانوں کے آتش مسور کی پیاز و روغن زیتون سے چرب کی ہوئی آپ کے خاصہ کی تھی آپ نے مسلمہ کو اتنا باتو نہیں لگایا کہ انہر بھوک کا غلبہ زاید ہو گیا اور آپ نے پیشتر ہی سے خدام کو کہہ رکھا تھا کہ جب میں کھانا مانگوں تو قبل اسکے کہ اور کھانے لاؤ پہلے وہی مسور کی آتش لے آنا پس خدام نے پہلے وہی آتش پیش کی مسلمہ کو بھوک تو خوب ہی لگی تھی وہ آتش پیٹ بھر کر کھائی کہ اور کھانیکلی گنجائش نہ رہی جب تکلف اور پردا لیتے کھانے چنے گئے تب عمر بن عبدالعزیز نے مسلمہ سے کہا کہ ہاتھ کیوں کھینچا عمدہ کھانا تو دسترخوان پر اب آیا ہے مسلمہ نے عرض کیا یا امیر المومنین میں خوب کھا چکا ہوں اب اور کھانیکلی گنجائش نہیں ہے عمر بن عبدالعزیز نے فرمایا سبحان اللہ تم صرف اس مسور ہی کی آتش سے شکم سیر ہو گئے جس میں ایک ہی درہم کو خرچ سے دس آدمی شکم سیر ہوتے ہیں پھر ایک ہزار درہم جو تم ہر روز اپنے باورچیانہ میں بیجا صرف کرتے ہو کتنا بڑا اسراف ہے خدا سے پاک سے ڈرو کہ قیامت کے دن تمہارا نام مسرفوں میں لکھا جائے اگر وہی مال جو اس طرح بیہودہ اور بے موقع

خرج کرتے ہو وہی ارباب احتیاج پر صرف کرتے اور ننگے بھوکون اور سکیون کو کھلاتے تو آخرت میں تمھارے کام آتا اور خدا اور رسول تم سے خوش ہوتے مسئلہ نے عرض کیا کہ انشاء اللہ اب ایسا ہی کروں گا ۛ

نکتہ کھانا اس قدر کہ اشتہار رفع ہو جائے اور پانی اتنا پینا کہ تشنگی نہ رہے پوشاک ایسی پہننا کہ بدن برہنہ نہ رہے گھر ایسا بنانا کہ جس میں گزارہ ہو سکے انسان کی حاجت روائی اور ضروری آسائش کے لئے کافی ہے لذت کھانے کھانا اور معطر اور سرد شربتوں کا پینا قیمتی لباس کا پہنا اور اونچے و بلند مخلوق کا بنانا سب برباد و اسراف ہے ۛ

گذاردہ کر لو اس دنیا میں بیشک	گذردن جائیں جس سے زندگی کے
تکلف جتنے تم کرتے ہو چھوڑو	نہیں یہ کام اچھے آدمی کے

حکمت صرف کرنا تین قسم پر تقسیم ہے اول خیرات اس میں تین طرح کی رعایت چاہئے اول یہ کہ دل کی رضا مندی سے دیوے دیکر افسوس نہ کرے دوسری ایسے کو دے جو سبب شرم کے کسی سے سوال نہ کر سکتا ہو تیسرے پوشیدہ دے ریائے نیچے دیکر احسان نہ رکھے دوم خرچ ضروری اس میں بھی تین قسم ہیں اول اپنے زن فرزند وغیرہ متعلقین کو دینا اور اپنے کھانے پینے پہننے و ذاتی خرچ میں صرف کرنا دوسرے فائدہ کی امید پر کسی میر دولت مند کی خدمت میں نذر کرنا تیسرے دفع ضرر کیلئے صرف کرنا یعنی جباہی جان پر آفت آئے یا حرمت میں خلل پڑ گیا اندیشہ ہو جائے تو خرچ کرنا پس دو قسم اول و دوم میں اپنی توفیق و حثیت پر لحاظ رکھنا ضرور ہے مگر تیسری قسم میں حثیت سے زیادہ بھی خرچ کر دینا

مضانقہ نہیں ہے کہ اُسکے خسر چنگز نے مین آبرو کا خوف ہے تیسری قسم تواضع
وانعام و مہانداری و دوست نوازی وغیرہ اس قسم کے اخراجات بھی اچھے ہیں
مگر حقیقت کا لحاظ اس میں بھی ضروری امر ہے :

منا سب خرچ جو کرتا ہے کرے	اڑا بیجا نہ ہرگز دولت و مال
نکرا سدا فی اساک اس میں	مگر رکھ اعتدال اس میں بہر حال

حکایت

فاطمہ بنت عبد الملک بن مروان منکوحہ عمر بن عبد الغریز کی ملکیت میں ایک لٹدی
تھی جس کے ساتھ آپ کو عشق پیدا ہو گیا تھا آپ نے اسکو اپنی بی بی سے مانگا کہ
اسکو بہہ کر دین فاطمہ نے بہ سب غیور سی اور حد کے ندمی اور جب آپ تخت نشین
ہوے تو فاطمہ اسکو لباس مکلف سے آراستہ پیراستہ کر کے آپ کے پاس لائیں
اور کہا کہ اسکو میں نے بخوشی آپ کو بہہ کیا آپ نے اوس سے جب خلوت کرنا چاہا
تو پہلے اُس سے فرمایا کہ کپڑے اتار ڈال جب اُس نے سارے کپڑے اتارے
خلیفہ نے کہا اگے پھٹا کہ تو پہلے کسکی ملکیت میں تھی اور فاطمہ کے پاس کیونکر آئی
اوس نے عرض کیا کہ حجاج بن یوسف نے عامل کو فہ کا تمام مال و متاع ضبط
کر لیا تھا میں بھی اوسی عامل کی ملکیت میں تھی مجھکو حجاج نے عبد الملک بن مروان
کے پاس بھیج دیا اور میں کم عمر تھی عبد الملک نے مجھے اپنی بیٹی فاطمہ کو بہہ کیا
آپ نے پوچھا اب وہ عامل کہاں ہے اُس نے کہا وہ مر گیا پھر آپ نے پوچھا
کہ آیا اب اور کوئی اُسکی اولاد میں سے ہے اوس نے کہا مان فی الحال ایکادسکا

فرزند وہ بھی مفلس اور بُرے حال میں ہے آپ نے اوس لونڈی سے مواصلت
 نکلی اور فرمایا کہ اپنے کپڑے پہن لے اور اوسی وقت عبدالحمید عامل کو فذ کر
 نام حکم صادر فرمایا کہ نامبروہ کو بذریعہ برید جلد دار الخلافت میں بھیج دو جبہ حصو
 اعلیٰ میں باریاب ہو چکا تو آپ نے اُس سے پوچھا کہ حجاج نے تمہارے باپ کیا کیا
 مال ضبط کیا تھا جو اُس نے بتلایا وہ سب بیت المال سے اوسکو واپس کر دیا اور وہ لونڈی
 بھی اوسکے سپرد کی اور فرمایا کہ تم کم سن ہو احتیاط کرو اسکے ساتھ صحبت سے شاید تمہارے
 باپ کے تصرف میں نہ آئی ہو اُس نے عرض کیا یا امیر المومنین میں نے یہ لونڈی نجی نشی
 آپ کو بہ کی مگر آپ نے نا منظور کیا پھر اُس نے عرض کیا کہ اگر امیر المومنین میری
 نذر قبول نہیں فرماتے ہیں تو اسکو مجھ سے مول لے لیں آپ نے فرمایا اگر میں خرید
 لوں گا تو اس آیت کریمہ کے مضمون میں داخل نہوں گا۔ **وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ**
رَبِّهِ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَىٰ فَنَازِلُ الْجَنَّةِ هِيَ الْمَأْوَىٰ
 نکتہ اپنے نفس کو محکوم رکھنے والا کسی محکوم نہیں ہوتا ہر ملک نام نہ اسکا محکوم ہوتا اور وہ سب پر حکم

بہارِ نبوت کی خاطر
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 اسے بجا دینے کے لئے
 غصے سے بجا دینے کے لئے
 تمہارا راجع الخلافت

اگر حاکم شعوی برکشور دل	ہلک جسم و جان باشی شہنشاہ
کسی بر نفس نافرمان اگر حکم	باقسیم جہان باشی شہنشاہ
پند تلکی و تنگدستی کی حالت میں کسی مفلس محتاج کا حال نہ پوچھو ورنہ اُسکی خبر گیری کرو	
نہ پوچھو حال زار تنگدستان	زبان تقریر میں انکی نہ کھلاؤ
وگر پوچھو تو اُس حالت میں پوچھو	کہ کچھ اپنی گرہ سے فیض پہنچاؤ

حکایت

بنی امیہ نے مصالح ملکی کے لحاظ سے سب اہل بیت بنو ت جائز کر رکھا تھا یہاں تک

کہ خطبوں میں الفاظ سب شتم خلیفہ چہارم و آل فاطمہ کے نسبت درج ہو گئے تھے
 اور خطیب ممبروں پر اون الفاظ کو بقوت ادا کرتا تھا جب عمر بن عبد العزیز سربراہ
 خلافت ہوئے تو آپ نے اس بدعت شنیعہ اور طریقہ مذمومہ کو اس مخفی سے خارج کیا
 کہ لوگوں کی ہمتیں پست ہو گئیں اور وہ رسم مذموم ہمیشہ کیلئے نیست و نابود ہو گئی تدبیر
 یہ تھی کہ عمر بن عبد العزیز نے ایک یہودی بطیب جو بظاہر دربار رس اور صاحب
 خلیفہ تھا مخفی طور پر کچھ تعلیم کر رکھا تھا ایک ن وہ یہودی دربار عام دار خلافت
 میں جہاں تمام خاندان بنو امیہ اور آل مروانی حاضر تھے خلیفہ سے درخواست کی کہ
 آپ اپنی صاحبزادی کے ساتھ میر نکاح فرما دیجئے کل مرا سلطنت اور خاندان بنو امیہ
 یہ جملہ سنتے ہی دست قبضہ ہو کر فروختہ ہو گئے عمر بن عبد العزیز نے ہنرمی اس
 فرمایا کہ یہ امر کیونکر ہو گا کہ میں مسلمان ہوں اور تو یہودی ہمارے شریعت اس امر کو
 جائز نہیں رکھتی ہے یہودی نے عرض کیا کہ آپ کے پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ
 وسلم نے جو اپنی صاحبزادیکہ نکاح امیر المومنین سیدنا علی بن ابی طالب
 کرم اللہ وجہہ کے ساتھ فرمایا ہے عمر بن عبد العزیز نے کہا وہ بہت بڑی عظمت
 ملت محمدی سے تھے یہودی نے عرض کیا پھر ایسے شخص کے نسبت خطبوں میں
 ایسے الفاظ نا ملائم کیوں پڑھے جاتے ہیں عمر بن عبد العزیز نے رُوسے شام
 و اہل خاندان بنو امیہ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تم لوگ اس یہودی کا جواب دو اُن
 لوگوں سے کوئی جواب بجز سکوت بن نہ پڑا پس اُسی وقت عمر بن عبد العزیز نے
 حکم قطعی نافذ فرمایا کہ خطبوں سے وہ الفاظ ناسزا بالکل نکال ڈالے جائیں اور بجا

اون الفاظ کے اس آیت شریف کی تلاوت کرین ان اللہ یا مہر بالعدل والا
حسان وایتاء ذی القربیٰ وینہی عن الفحشاء والمنکر والبغیٰ ط
چنانچہ اب تک تلاوت اس آیت شریفہ کی خطبوں میں جاری ہے ۔

نصیحت بدکلامی سے زبان کو بخش نکر وغیبت سنکر کانوں کو پلید نہ بناؤ غیر کی
محبت دلیں رکھکر کافر نہ کہلاؤ ۛ

نیک بندوں سے ہمیشہ آئیگا
اور برا آخر برائی پائیگا

خوار ہوگا مرد بد گفتار اگر
نیک کو نیکی ملیگی عاقبت

تذکرہ مہر میں عمر بن عبد العزیز کے عمر یوسن باللہ مخلصا کندہ تھا ۔ اور جب
آپ کے تین شخص تھے ایک آپ کا غلام جبکا نام حمی تھا اور دو مقیس سوم مزاحم
اور دو شخص منشی تھے ایک لیث بن ابی رقبہ دو سکر رجا بن حیات مکندی اور
کو تو ال آپ کے عہد میں نرید بن قیس سکسی تھا اور عبد اللہ بن سعد الارملی قاضی
عمر بن عبد العزیز نے دیر سمان جو حمص کی زمین ہے وہاں پر انسہ بھری میں
وفات پائی کل اثنائیس برس ایک مہینہ کی عمر میں دو برس پانچ مہینے مسند آرا
خلافت رہے سپا یک الذہب میں آپ کو خلیفہ صالح خاص خلفاء راشدین لکھا ہے
اور حضرت سفیان ثوری رحمہ نے لکھا ہے کہ خلفاء راشدہ میں پانچ ہیں یعنی امیر المؤمنین
حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر بن خطاب اور حضرت عثمان غنی اور حضرت سیدنا
علی ابن ابی طالب رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اور عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ
اخراج کیا ہے اس روایت کو ابو داؤد نے اپنے سنن میں کثرت آپ کی ابو حفص تھی
صلوان ایک قریہ ہے مصر میں وہاں آپ تولد ہوئے جب عبد العزیز بن مروان

آپ کے باپ مہر کے حاکم تھے باختلاف روایت ۶۱ یا ۶۲ میں اور مان آپ کی
 ام عاصم حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی پوتی تھیں اور نانا اون کے
 عاصم بن سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تھے اور نانی آپ کی دودھ لڑکی تھی جسکو دودھ دھنے
 کیوقت انکی مان نے کہا تھا کہ اس میں پانی ملاوے تو اس نے جواب دیا تھا کہ المیزین
 سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے دودھ میں پانی ملا نیکو عموماً مانعت فرمائی ہے
 مان نے کہا کیا اسوقت امیر المومنین یہاں کھڑے دیکھتے ہیں لڑکی نے جواب دیا کہ
 قسم ہے خدا کے پاک کی یہ مجھ سے ہرگز نہ ہوگا کہ ظاہر میں اونکی تابعدار ہی کروں اور
 مخفی اونکی نافرمانی چنانچہ اتفاقاً جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بھی کہیں عنقریب انکے
 رونق افروز تھے ان دونوں کی تقریر آپ کے گوش حق نبوش میں پڑی اور اس
 لڑکی کی فطانت سے متعجب اور خوش ہو کر اپنے فرزند عاصم رضی اللہ عنہ کے ساتھ منگنی قرار
 دیکر نکاح فرما دیا تو اون کے پیٹ سے ام عاصم یعنی عمر بن عبد الغفران کی مان پیدا ہوئی
 نکتہ چارہ وصفون سے انسان نیک بختوں میں شمار ہوتا ہے اولاً منصف فراجی
 اور انصاف پرستی ثانیاً واقفیت اور باخبری ثالثاً کم گوئی اور کم خورسی اور
 کم خوابی رابعاً حلم اور تحمل +

در گذر کرتے نہیں انصاف سے	بندگان منصف سینہ صفا
با خبر رہتے ہیں سب کے حال سے	مہربان سب پر مین مردان خدا

ابو جعفر عبد اللہ منصور بن محمد بن علی بن عبد اللہ عباس رضی اللہ عنہ

آل عباس کا دوسرا خلیفہ ہے اس نے ۳۲ ہجری میں خاتم خلافت پائی شخص

بڑا دور اندیش اور تجلّاع تھا عزم و استقلال آباؤی ترک تھا علوم و شریعت عبادانی
میراث تھی لہو و لعب سے متنفر رہتا عدل و کرم دونوں صفتیں خالق نے عطا
فرمائی تھیں اسی نے پشت پر کتاب کلید و منہ کا ترجمہ سریانی زبان سے عربی
میں کرایا اور قانونی کتابیں بھی روم و فارس سے منگو کر ترجمہ کروائیں اسکو خلیفہ
نے منصور و دوانقی بھی لکھا ہے :

فائدہ دوانقی پچھلے زمانہ کا بہت ہی چھوٹا سکتا بنے کا اور عرب ملکوں میں
مثل ہندوستانی کوڑیوں کے چلتا تھا عوام میں خصوص ہندیوں میں بلفظ
دوانی مشہور تھا چونکہ منصور عمال سے کوڑی کوڑی کا حساب لیا کرتا تھا
اسی سبب دوانقی لقب پڑ گیا۔ اور خلیفہ منصور کے یادگار کا ایک بہت بڑا نشان
شہر بغداد ہے جسکا وہ بانی ہے پہلے اس مقام پر نو شیردان کا ایک باغ تھا
جسکو باغ داد کہتے تھے کثرت استعمال سے بغداد ہو گیا اور دوسری وجہ تسمیہ
مورخین نے یوں لکھی ہے کہ بنغ ایک بت کا نام تھا جسکو وہان کے مشرکین
پرستش کرتے تھے اور آد فارسی میں عطا کو کہتے ہیں تو بغداد کے معنی ہوے
عطا بنغ۔ الحاصل وہ مقام پر فساد جلد کے کنارے تھا اسلئے منصور کو پسند آیا
اسی مقام پر ۱۶۵ھ ہجری میں شہر کی بنا شروع ہوئی پہلے اینٹ بنا کی منصور نے
اپنے دست خاص سے رکھی حصار کی بنا نہایت مستحکم اور عریض ڈالی گئی بنیاد کا
عرض پچاس گز اور سردیوار کا عرض بیس گز تھا ۱۶۹ھ ہجری میں حصار کی بنا تمام ہوئی
ایک کرڑو ڈینار اسکی بنامیں صرف ہوا :

منصور کے نسبت مورخین نے بہت سی حکایتیں لکھی ہیں اور وہ ایک منظم شخص تھا

پنابچہ اسکا قول ہے +

قول بادشاہوں کو اپنے رفقاً اور مصاحبین کے جمیع امور خلاف ورزی کا تحمل ہو سکتا ہے مگر تین چیزیں ہرگز قابل برداشت نہیں اولاً شرکت ملک ثانیاً افتاء راز ثانیاً خیانت حرم میں۔ اور جس شخص کے مزاج میں مروت زیادہ ہوگی اوسکو صعوبت اور دشواریاں بھی بہت پیش آئیں گی +

فائدہ ایک روز منصور نے اپنے رفقاً اور مصاحبین سے کہا بادشاہ کو چار خصوصیات نہایت ضرورت پڑتی ہے جن کے بغیر انتظام مملکت کی طرح نہیں ہو سکتا بطرح سے تخت بدون چار پایوں کے قائم نہیں رہ سکتا اول قاضی یعنی حاکم عدالت کہ انفصال فصاحت و فصل خصومات بغیر مہانت و ارثاء کے عدل و انصاف سے کرے دوم کو تو ال کہ ضعیف کو قوی کے ظلم سے بچائے اچھو کا دوست رہے اور بدون کا دشمن سوم محصل خراج جو رعایا سے بغیر ظلم و سختی خراج وصول کرے چہارم وقایع گار جوان تین دن کے اعمال کی سچی خبر دین +

فائدہ بصرے کے قاضی نے سید حمیری کی سعایت میں ایک عرضی خلیفہ منصور کی خدمت میں لکھی اوس عرضی کو منصور نے بدین شرح واپس کر دی جعلی قاضی لا اسماعیلا ہنہ تکو قاضی مقرر کیا ہے کچھ جعلی ہو رہی کیواسطے نہیں مقرر کیا ہے +

نکتہ لوگوں کی شکایت و غماضی کرنا سخت عیب ہے اور برائی کرنے میں جلدی کرنا چاہئے بلکہ اپنے نفس کو جس قدر رک سکے اسکے کرنے سے روکنا چاہئے اور ایسی کوشش کرنا چاہئے کہ کسی نہ کسی طرح سے وہ عمل تم سے منہ زدنہوئی پائے

گزشتہ روزی بزرگانِ تفسیر نیک
تا نباشد دولت بدبیر نیک

بند کن بہائم خویش از گفتگو
در سخن گویا مشو چون ابلہاں

حکایت

ایک دن خلیفہ منصور اپنے مصاحبین کے ساتھ قریب دجلہ اپنے محل کی چھت پر بیٹھا تھا ایک تیراوسکے سامنے گرا دیکھا تو اوس تیر کے ایک طرف لکھا تھا کہ ایک شخص مظلوم ہمدان کا رہنے والا مجلس میں قید ہے منصور نے فوراً لوگوں کو جس میں بھیجا کہ شخص ہمدانی کو جلد حاضر کریں لوگ گئے دیکھا کہ مجلس کے ایک حجرہ میں ایک شخص رو بہ قبلہ بیٹھا ہوا اس آیت کی تکرار کر رہا ہے وَ سَيَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوا اَنَّهُمْ مُّقْلِبٌۢ بِقُلُوبِنَا ط ترجمہ اور قریب ہے کہ جانیں گے وہ لوگ جنہوں نے ظلم کیا ہے کہ کس کروٹ وہ پلٹیں گے اونہوں نے اوس شخص سے پوچھا کہ تم کہاں کے رہنے والے ہو قیدی نے کہا ہمدان میرا وطن ہے پس اسکو خلیفہ منصور کے سامنے لائے منصور نے سرگزشت پوچھی ہمدانی نے عرض کیا کہ میں ایک بزرگ خاندان و اشرف ہمدان سے ہوں آپ کے عامل نے جو ہمدان میں مقرر ہوا ہے اُس نے میری ریاست اور کل جائداد جس کا ہزار درہم محاصل تھا غصب کر لی ہے اور اس خوف سے کہ میں دار الخلافت میں فریاد کروں گا مجھکو مجلس میں بھیج دیا اور مجھے نہ ناحق جرم بغاوت اور خروج کا مقدمہ قائم کیا منصور نے پوچھا تم کتنے عرصہ سے قید ہو اوس نے عرض کیا چار سال سے اس پر خلیفہ نے خارجی طور پر دریافت کر لیا تو ظلم و ستم دہان کے حاکم کا پایا گیا فوراً

اسکی بیٹریان کٹوا دین اور فرمایا کہ اسے شیخ تمھاری ریاست مع زر چار سالہ خراج
 تمکو واپس دینے کا حکم دیدیا ہے اسکے سوا ہمنے تمکو ہمدان کا عامل بھی مقرر کیا تم جا کر
 اُس عامل معزول سے جس نے تمپر ظلم کیا ہے جس طرح چاہو بدلائلو اُس مرد مظلوم نے
 عرض کیا یا امیر المؤمنین ریاست میری جو مسترد ہوئی وہ تو میں نے قبول کی لیکن
 ہمدان کی حکومت قبول کرنیکی لیاقت نہیں رکھتا اور عامل نے جو جھجھپڑ ظلم کیا ہے وہ
 میں نے معاف کیا تب منصور نے اوسکو خلعت عنایت فرمایا اور اُس حاکم ظالم کو مورد
 عتاب و خطاب کیا ۛ

حکایت

ایک شخص نے منصور پر خروج کیا تھا جب وہ گرفتار ہو کر آیا تو قصہ کی حالت میں منصو
 گالی دے بیٹھا اوس نے کہا کہ کل تک ہم اور تم تلوار سے اپنی قسمت آزمائی
 کر رہے تھے تم کو خدا نے مجھ پر نصرت دی آج میں اس بیکسی اور مظلومی کے حالت
 میں جب آپ کے سامنے کھڑا ہوں تو آپ نے تیغ زبان کے جوہر دکھائے اگر میں
 بھی اپنی شمشیر زبان کو غلاف سے نکالوں تو آپ نادم اور پشیمان ہوں گے خلیفہ منصو
 یہ بات سنکر بہت پشیمان ہوا اور اُس کا قصور معاف فرمایا مگر ایک برس تک اُس
 سے ترک ملاقات کی ۛ

نکتہ بد آدمی اگر اپنے اختیار کے وقت بد می کر چکا ہو تو نیک کو چاہئے کہ جوت
 وہ اختیار پائے مکافات سے درگزر فرمائے ورنہ فریقین میں کچھ بھی فرق
 نہ ہوگا اور نیک و بد مساوی ہو جائیں گے

مرد باطن گر اپنے وقت پر	کر چکا ہو نیک بند و ن سربدی
-------------------------	-----------------------------

نیکون کو لازم ہے وقت اختیار
کچھ نہ لین بدلہ بغیر از نیکوئی

فائدہ بعض زمانے خلیفہ منصور سے براہ خیر خواہی عرض کیا کہ یا امیر المومنین
ایک دولت مند امیر مر گیا اور اسکی اولاد نابالغ ہے اگر اسکی جائیداد ضبط اور دخل
سرکار کر لی جائیگی تو سلطانی خزانہ کا بہت نفع ہو سکتا ہے منصور نے فرمایا کہ
جو شخص خلافت دوئے زمین سے جو افسد پاک کی عطا ہے سیراب نہو تو وہ بھلا تہمین
کے مال سے کب سیر چشم ہوگا۔

پند اپنے خدا سے دائمی تو نگر می ہمیشہ کی زندگی مانگو اور وہ دولت
طلب کر جو سپرزوال نہ آئے۔

بے بہا نعمت خدا سی مانگے

دائمی دولت کا کر حق سے سوال

استدرا عزت خدا سے مانگے

جسکے اخر میں نہو دولت نصیب

حکایت

ایک روز خلیفہ منصور کو ٹھہرے پر آمد تھا ایک بوڑھے فراش کو اپنے کام میں مشغول کیا
تو منصور نے اسکو بلا کر پوچھا کیا سبب ہے کہ ارباب حکومت اور دولت مندوں
کی بڑھی عمر نہیں ہوتی ہے اس نے عرض کیا یا امیر المومنین حکمران اور اہل
فرمان رزق مقسوم اپنا ایک ہی بار حاصل کر لیتے ہیں اسلئے انکی عمر دراز نہیں
ہوتی اور مفلس لوگوں کو تھوڑا تھوڑا تدبیر ملتا ہے اسلئے انکا رزق مقسوم
پورا ہونے کو انکی عمر بھی بڑھ جاتی ہے خلیفہ منصور یہ بات سنکر منہ اڑا
تین سو درہم اسکو انعام دیا ایک ہفتہ کے بعد اس بوڑھے فراش کی جگہ

ایک لڑکے کو کام کرتے دیکھا خلیفہ نے اوس لڑکے سے پوچھا وہ بوڑھا کہاں ہے اوس نے عرض کیا یا امیر المومنین اوس نے قضا کی اور میں اوسکا بیٹا ہوں منصور نے کہا تیرے باپ نے سچ کہا تھا جب وہ اپنا رزق پاچکا تو مر گیا :
نکتہ دو باتیں عقل کے برخلاف ہیں ایک مقسوم سے زیادہ رزق پانا :
دوم اجل کے آنے سے پہلے مر جانا :

زرق بے مقسوم ملینکا نہیں	مرگ آئینکی نہیں قبل از اجل
وقت پر انجام پا جاتی ہیں کام	باتیں ہو جاتی ہیں پوری محل

مذکرہ منصور کی طبیعت تفاؤل اور تطہیر وسعد و محسن کے طرف مایل تھی اور
چند روز قبل از انتقال یہہ دو شعر منصور کی نظر سے گزرے

ابا جعفر جاءت وفاتک والفصت	سنوک وامر الله لا ید و آفح
ابا جعفر مہل کا دھن لگا و منجم	لک الیوم من ضرب المدیة مانع

خلاصہ طلبان شعرون کا یہہ ہے کہ یا ابا جعفر تمھاری وفات آہو پچی اور
تمھارے عمر کے سال تمام ہوئے اور حکم خداے پاک کا خواہ خواہ واقع ہو گا
پس ایک کوئی کاہن یا منجم تمھارے پاس ہے جو آج تمکو موت کے پنجہ سے چھڑاسکے
منصور اسکو دیکھ کر منہم اور متاثر ہوا اور انہیں دنون بارادہ حج بیت اللہ شریف
بغداد سے کوچ کر کے قصر عبدویہ میں آترا۔ اور صبح کے وقت ایک ستار اٹوٹا
جسکی روشنی مثل آفتاب کے تھی الغرض منصور اپنے فرزند کو بلا کر امور مالی
اور ملکی میں وصیت اور نصیحت کر کے کوفہ سے ایک منزل روانہ ہوا ہی تھا
کہ بیمار ہو گیا اور میر میمون خارج از حد و مکہ معظمہ چٹی ذیحجہ ۵۸ھ ہجری میں

بجالت احرام پیٹ کے درد سے انتقال کیا سر برہنہ منہ کھلا ہوا ججون کے
باب شغب میں مدفون ہوا چونکہ برس کی عمر اور بائیس سال سات دن کم
سلطنت کی منصور کے مہر کا کندہ (اتق اللہ فانک ترد فتعلم) تھا جب
اونکا عیسیٰ بن یحییٰ اور سلیمان بن فخلد ہوا زسی وزیر تھا۔

ابو عبد اللہ محمد مہدی بن ابو جعفر المنصور محمد بن علی عبد عباس رضی

یہ تیسرا خلیفہ آل عباس ص کا ہے اس شخص نے رد مظالم میں بہت کوشش
کی اور ظالموں کے ظلم و ستم سے لوگوں کو بچایا اسکے ابرکرم نے احتیاج
کے دامن کو بھردیا اور اسکی قدردانی ابو جہر شناسی سے ہر گروہ و ہر طبقہ کو
اہل کمال بغداد میں جمع ہو گئے اور شہر بغداد علم و ہنر کا معدن بن گیا رعایا
اسکے عہد خلافت کو عیش ورامن کا گہوارا سمجھتی تھی ملاحدہ اور زنادقہ کا دشمن
تھا یہ اول خلیفہ گذرا ہر جس نے ملاحدہ اور زنادقہ کے رد مذہب میں کتابیں
علماء اسلام سے لکھوائیں +

روضۃ الصفا ناطق ہے کہ مہدی تخت خلافت پر اجلاس کرتی ہی پہلے حکم قیدیوں
کے رہائی کیلئے باستثنائہ خونینوں کے نافذ کیا +

امروز الذہب میں مذکور ہے کہ چھ لاکھ درہم اور ایک کروڑ چالیس لاکھ دینار
جو خزائنہ دار الخلافت میں جمع تھا عموماً مستحق و غیر مستحق کو تقسیم کر دیا خزائنہ
نے کل کنجیان خلیفہ مہدی کے سامنے رکھ دیں اور عرض کیا کہ تمام صندوق
خالی پڑے ہیں یہ کنجیان اب کس مصرف کی رہیں تھوڑے ہی روز گذری تھے

کہ اسقدر کثرت کے ساتھ ملکوں سے تحصیل کار و پیہ دار الخلافت میں آیا کہ خزانہ دار کو اس کے رکھنے اور اوٹھانے کے سبب سے کئی دن تک فرصت ملی کہ خلیفہ مہدی کے دربار میں باریاب ہو سکے جب وہ فارغ ہو چکا تو حاضر ہوا۔ خلیفہ نے پوچھا کئی دن سے تم کیوں نہیں آئے اوس نے غیر حاضری کا سبب عرض کیا مہدی نے کہا احمق کبھیون کے ہمارے روبرو رکھنے سے ایسا تھی کہ خزانہ خالی ہے عطا کہاں سے ہوگی دیکھا دینے والے نے کس حکمت سے کیونکر اور کتنا دیا +

نکتہ چار چیزوں سے چار چیزیں حاصل ہوتی ہیں اولاً خاموشی سے بے خوفی و ایمنی ثانیاً سخاوت سے عزت و سرداری ثالثاً عبادت سے قبول و قرب رابعاً شجاعت سے مال و دولت +

چپ سے ہو جاتی ہر حاصل ایمنی	اور سخا سے عزت و محرم و کمال
یا دگے تم بندگی سے قرب حق	اور شجاعت سے مضاعف ملک و مال

فائدہ خلیفہ مہدی نے اطمینان امور مملکت کے بعد ارادہ حج کا کیا اور ایک بہت بڑا لشکر ہمراہ لے گیا کئی ہزار آدمیوں کو آمد و رفت کے مصارف و حمت فرمایا پانچ سو ہزار شتر صرف برف و یخ کے لئے ہمراہ تھے۔ اگلے خلفا جب حج کر نیو جاتے تھے بیت اللہ شریف پر ایک غلاف نیا بنوا کر چڑھاتے تھے وہ سب جمع ہوتے ہوتے دیوار اور چھت پر بڑا بوجھ ہو گیا تھا مہدی نے وہ کل غلاف اتر واکر فقرا اور سکینوں کو تقسیم کر دیا اور دیوار و وقف کو مشافہت و عذرانہ سے معطر کرا کے دو غلاف زر بفت کے ڈال دئے۔ پھر مدینہ منورہ کی تیار

گو گیا اور ہر ایک سائل کو اپنے جود و کرم سے مالا مال کر کے دار الخلافت بغداد
 واپس آیا دو لاکھ دینار اور تین لاکھ درہم اس سفر میں خرچ ہوا +
 نکتہ سائل کو خوش کرنا چاہئے اور احسان ماننا چاہئے کہ اس نے تملکو سخاوت
 کرنے میں مدد دی اگر سائل نہوتا تو تم سخی نکہلاتے

تیرے سپر پر سخی حق کو دلی
 جس سے تو دنیا میں کھلایا سخی

ہر یہ سائل کی مروت سب لبر
 لے گیا وہ راہ حق پر تیرا مال

فائدہ رعایت و سیاست بغیر دوا امر کے ناقص ہے اول سخاوت ہے
 و دوم شجاعت بلکہ دین اور دنیا دونوں کی اصلاح بغیر ان کے نہیں ہوتی
 اسلئے قانون قدرت جبکہ ان صفوں سے متصف پاتا ہے اپنا خلیفہ دوسرے
 زمین پر گردانتا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ یا ایہا الذین امنوا مالکم اذا قبیلکم
 انفقوا فی سبیل اللہ انا قلنا انما کذبوا ان صدقتم بالحیوة الدنیا من کذب
 فما متاع الحیوة الدنیا و الاخرة الا قلیل الا منفر و الاعداء کم عذابا الیما
 و یتبدل قوم غیرکم ثم لا یتکونوا امثالکم وقال اللہ تعالیٰ لا یستوی
 منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل اولئک اعظم درجۃ من الذین
 انفقوا من بعد و قاتلوا۔ ان آیتوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جب ایک
 قوم موافق حکم خدا کے کام نہیں کرتی تو خداوند عالم اوسپر دوسری قوم کو
 مسلط کرتا ہے۔ جب تک عدل کے ساتھ سخاوت اور سیاست اپنے اپنے
 محل میں صرف ہوتی ہے بادشاہ اور رعیت دونوں اپنے حالت پر قائم رہتے ہیں
 ملک آباد اور رعیت شاد رہتی ہے رحم و کرم خاصہ بادشاہ عادل کا جو جس میں

یہ صفت بدرجہ کمال ہوتی ہے اوسکی سلطنت بھی قوی اور استحکم ہوتی ہے جو بادشاہ ظالم یا بخیل ہوتا ہے لشکر نالان رہتا ہے اور ملک تباہ اور ویران ہو جاتا ہے ملک کی تباہی رعیت کا افلاس سلطنت کی بنیاد متزلزل کر دیتا ہے

حکایت

مہدی کے وقت متفق نام ایک مشعبد نے اور النہرین خدائی کا دعویٰ کیا، بہت سے جاہلون کو اپنا معتقد بنا لیا وہ بڑا شعبدہ باز تھا چنانچہ اوس نے ایک مسلم چاہ نخب بین بنایا تھا کہ کنوے سے ایک مڈور اور روشن چیمڑنگلی تھی جس سے دو فرسخ مربع تک روشن ہو جاتا تھا جو شعراء کی زبان پر بہ ماہ نخب مشہور ہے خلیفہ مہدی نے یک جہاں شکر اوسکی ہر کوئی کو بھیجا تو وہ بھاگ کر قلعہ کش مین محصور ہوا مدت تک محاصرہ مین رہا محاصرہ کی وقت بھی وہ سرشام اندھیری راتوں مین یک مصنوعی چاند چاہ نخب سے نکال کر آسمان کے نیچے نمودار کر دیتا تھا جسکی روشنی دو دو فرسنگ تک جاتی ایسے ایسے اور بھی شعبدے دکھلا کر اپنی خدائی کا ثبوت دیتا مگر شکر اسلام اوسکے دم مین نہ آیا اور محاصرہ مین اوسکو سخت تنگ کیا جب اوس نے اپنی رمائی کا کوئی رستہ نہ دیکھا تو پہلے اپنی ہماہیوں کو شراب مین زہر دیکر مار دیا اور ان کی لاشیں تیراب کے خون مین ڈال کر گلا دین اخیر کو خود بھی ایک خم مین بیٹھ کر تیراب مین گل گیا اس عمل سے اُسکی غرض یہ تھی کہ مرگ کے بعد بھی اسکے معتقد اعتقاد رکھیں کہ ہمارا خدا ہمراہیوں کے قلعہ کے اندر سے غائب ہو گیا ہے مگر یہ فریب دسکا کھل گیا کیونکہ اوسکی

ایک نوڈھی نے جو قلعہ کے اندر تھی متفق کو شراب میں زہر ملا تے ہوئے دیکھ لیا
تھا وہ شراب دس نے نہ پیکر چھپ کے ایک گوشہ قلعہ میں جا بیٹھی تھی جب
وہ مر گیا تو اس نے قلعہ کا دروازہ کھول دیا اور شکر اسلام کو اندر بلا لیا سب حال
کہہ بنایا مسلمانوں نے وہ تیراب کے خم دیکھے تو کوئی لاشہ موجود نہ پایا صرف اون
لوگوں کے بال پانی پر تیرتے ہوئے نظر پڑے اور فتنہ اور کافروں کا ہوا گیا مگر مدت
تک چند سفید پوشوں کا بیچ معدوم نہ ہوا ان کا اعتقاد یہ تھا کہ ابن متقی آسمان
پر عروج کر گیا ہے ایک وقت معبود میں پھر ظاہر ہو گا۔

مکتبہ دعویٰ دہونا ایسے دعوے کا جس کا ثبوت بہم نہ پہنچ سکے مدعی کو دروغ
گوئی کی نشانی ہے :

دعوے تو دعوے بے آگہی
عین نادانی و جہل مدعی ست

گر نباشد پیش تو مدعی ثبوت
گفتن ناراست پیش اہل عدل

حکایت

ایک دن خلیفہ مہدی تفریح طبع کیلئے جانب نبارز رونق بخش تھا ناگاہ اس کے
پاس ربیع بن یونس ایک کپڑے کا ٹکڑا لے ہوئے آیا جس پر کوئلے سے کچھ
لکھا ہوا تھا اور اس پر مہر خلافت بھی تھی جو مٹی سے کوئلے میں ملا کر کیگئی تھی
ربیع نے عرض کیا یا امیر المومنین یہ عجیب واقعہ ہے ایک اعرابی نے مجھے کہا
کہ مجھے بتاؤ ربیع بن یونس کہاں ہیں جو یہ کپڑے کا ٹکڑا میں ان کے پاس
لیجاؤں خلیفہ مہدی اس کو ہاتھ میں لیکر نہا اور کہا کہ یہ حقیقت میں میری لکھا

اور مہر بھی میری کی ہوئی ہے میں تم سے اسکا ماجرا بیان کرتا ہوں کل میں
 کچھ بات باقی رہے شکار گاہ چلا گیا تھا جب صبح ہوئی تو شدت سے پانی برس لگا
 اور سب غم و حشم مجھ سے اتفاقاً چھوٹ گیا اور مجھ کو بھوکھ پیاس کی شدت ہوئی
 چونکہ تمام کپڑے آب باران سے تر ہو گئے تھے اس لئے سردی نے بھی سخت ستایا اور وقت
 مجھے ایک غایا دانگنی جو میں نے اپنے باپ دا سے سنی تھی کہ وہ حضرت ابن عباس
 رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے تھے جو شخص شام و پگاہ یہہ دعا پڑھا کر گناہ کی مصیبت
 میں مبتلا ہو تو حرق و غرق و دبا کر مرنے سے یا اور کسی بُری طرح کی موت سے اسکو
 اللہ تعالیٰ محفوظ رکھتا ہے اور جس مصیبت میں مبتلا ہو نجات پاتا ہے وہ دعا یہہ

بِسْمِ اللّٰهِ وَ بِاللّٰهِ وَ لا حَوْلَ وَ لا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ جب میں نے یہ دعا شروع
 کی تو مجھ کو دُور سے ایک دشمنی نظر پڑی میں اوسط ف جھپٹا اور دیکھا تو ایک عربی
 اپنے خیمہ میں آگ جلا رہا ہے میں نے اوس سے کہا کیا ہمارے عیناف کر سکتے ہو
 اوس نے کہا ہاں کر سکتا ہوں میں گھوڑے سے اتر پڑا اعرابی نے اپنی جوڑو سے
 کہا جو جو رکھے ہیں اوسکو پیکر جلد روٹی پکا اور میں نے پانی مانگا تو اوس نے
 مجھے دو دھدیا جبین پانی ملا ہوا تھا میں نے پیا تو ایسا مزہ ملا کہ مجھ کو عمر بھر کسی
 شربت میں وہ ذائقہ ملا تھا۔ اوس نے ایک مہین کپڑے کی چادر دی جسکو میں
 اوڑھ کے سویا تو ایسا آرام ملا کہ پھر کبھی سونے میں ایسا آرام نہ پایا اور جب
 میری آنکھ کھلی تو دیکھا کہ اعرابی بکری ذبح کر رہا ہے اور اوسکی جوڑو پیچ رہی ہے
 کہ بڑی افسوس کی بات ہے تو نے ہلو ہلاک کیا اسی ایک بکری پر تو ہمارے زندگی
 تھی جسکو تو نے ذبح کر ڈالا پہلا اب اپنی معاش کی کیا فکر کر دے میں نے کہا کچھ تم

تردد نکر د پھر مین نے بکریکا کلیجہ اپنی چھری سے نکالا اور آگ پر رکھ دیا جب ہتھن
 گیا تو مین نے کھایا اور اعرابی سے کہا تمہارے پاس کلا خد وغیرہ ہے جو مین
 اوس پر کچھ لکھوں اوس نے مجھے یہہ کپڑا نکرا دیا تو مین نے کوئلے سے اوپر
 یہہ لکھا اور اپنی مہر بھی اوسی کوئلہ سے کر دی پھر کہا کہ ربیع کا نام پوچھ کر یہ تحریر
 اوسکو پہونچاؤ اوسمین لکھا تھا کہ پانچ لاکھ درہم اس اعرابی کو دیدینا خلیفہ
 مہدی نے کہا مجھکو منظور پچاس ہزار درہم دلوانا تھا مگر غیب سے پانچ لاکھ ہاتھ
 سے لکھ گئے اب مین اوس سے کم نہیں کر سکتا یہہ رقم اوس کو دیدو اوسنی وقت
 اعرابی کو دیدے گئے اور وہ اعرابی امیر کبیر ہو گیا اوس نے ایک بہت بڑا عمدہ
 مکان بنایا اور وہ مکان اس نام سے مشہور ہو گیا کہ مکان میزبان امیر المومنین مہدی
 حجاج اور مسافرین وہاں آرام لیا کرتے تھے ۛ

مذکرہ مسامرہ میں شیخ اکبر محی الدین ابن العربی سے صاحب تاریخ الخلفاء نقل
 کرتے ہیں کہ مہدی بائد سلسلہ چھری میں سریر آرا سے خلافت ہوا اور ۶۹۱ ہجری
 میں قضاکی ستائیس برس کی عمر پائی دس برس دیڑ مہینہ اوس نے نیک نامی
 سے سلطنت کی اوسکے مہر میں حبشی اللہ کندہ تھا اور حاجبا اوسکے ربیع بن
 یونس اور عبد اللہ بن علامہ و عاقبہ بن زید قاضی تھے اور ابو الحکم و فضل بن
 ربیع و سلامۃ الابرش منشی تھے۔ مہدی کے انتقال کے متعلق مختلف روایتیں
 بعض مورخ نے لکھا ہے کہ اوسنے ایک شکار کے تعقب میں گھوڑا ڈالاجو ایک کنڈیر
 میں چلا گیا تھا اور اوسی کنڈیر میں مہدی بھی گھوڑا لیگیا راستہ اچھا تھا وہاں پر
 کوئی ایسا صدمہ پہونچا کہ فوراً روح پرواز کر گئی اور بعض مورخ نے لکھا ہے کہ ایک

لوٹدی نے زہر دیکر اوسکا کام تمام کیا ۛ
 نکتہ اولاً شکاری کا روں کا کام ہے ثانیاً شکار جانے سے پہلے جنگل کی مصیبت
 اور تکلیفوں کو سوچ لینا چاہئے نہ کہ صحرا میں جانے کے بعد غور کرنا چاہئے ۛ

پہلے صحرا کے مصائب جانچ لو	پہلے صحرا کے مصائب جانچ لو
سوج لو ہو جس طرح انجام کار	سوج لو ہو جس طرح انجام کار
شوق سے پھر جاؤ تم بہر شکار	شوق سے پھر جاؤ تم بہر شکار

ابی جعفر مارون الرشید بن محمد المہدی بن ابی جعفر منصور دوانیقی
 بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس

یہ پانچواں خلیفہ بنی عباس کا ہے بڑا فصیح و بلیغ اور عالم و عابد تھا ایام خلافت میں
 بھی سو رکعت نماز پڑھا کرتا تھا اور اپنے مملوکات خاص سے روزانہ ہزار درہم خیرات
 کرتا ہمیشہ علما اور مشائخ کے ساتھ صحبت رکھتا اور ریاکاروں کا دشمن تھا اور بڑے
 گناہوں پر اکثر روپا کرتا اور شاعروں کو انعام کثرت سے دیتا تھا۔

آل عباس میں یہ خلیفہ نامور گزرا ہے۔ حق تو یہ ہے کہ اپنے خاندان کا چشم
 و چراغ تھا۔ تمام اہل ہنر اسکے کمال پرور می سے دار الخلافت بغداد میں کھینچ
 اور ہر طبقہ کے اہل کمال اسکے دامن دولت میں پرورش پانے لگے ۛ

مورخ تاریخ الخلافہ لکھا ہے کہ مارون الرشید کی خلافت میں وہ محاسن جمع
 تھے جو دوسرے خلیفہ کو میسر نہ تھے وزراء اسکے ال برک سے یحییٰ اور جعفر
 تھے کل خلافت کا کام اور سلطنت کا انتظام انہیں کے رائے صائب پر چلتا تھا
 قاضی القضاۃ ابو یوسف تھے اور مروان بن ابی حفصہ سانشا عندیم تھا اور مصاحب

عباس بن محمد تھے اور حاجب فیصل بن ربیع اور مغنی ابراہیم موصلی تھا اور زبہ
اونکی زبیدہ خاتون تھیں یہ سب اپنے فنون میں یگانہ روزگار تھے جن کی ذات
سے خود فن نے شہرت اور ناموری حاصل کی ۴

۳۰ ہجری میں ہارون الرشید نے ارادہ بیت اللہ شریف کا کیا آہن اور
مامون اپنے فرزندوں کو بھی ہمراہ لیگیا اس سفر میں دس لاکھ درہم بچاس ہزار
دینار صرف ہوا مکہ معظمہ میں پہنچ کر اپنے کل ممالک مقبوضہ کے دو حصہ کیا بغداد
اور واسط اور بصرہ اور کوفہ اور شامات اور سواد عراق و موصل اور جزیرہ و حجاز
و مصر تا باقضاے مغرب آہن کے متعلق کیا اور اسکل دار الخلافہ شہر بغداد
ٹھہرایا اور کرمانشاہ و نہاوند اور قم و کاشان و اصفہان و فارس و کرمان اور سی
و توس و طبرستان اور خراسان و زابل و کابل اور ملک ہندوستان و ماوراء النہر
اور ترکستان مامون کو سپرد کر کے اسکا تخت گاہ شہر مرو مقرر کیا اور وصیت
کیا کہ جو دونوں میں سے پہلے انتقال کرے اس کے ممالک مقبوضہ دوسرے کے
قبضہ میں آوے اور باہمی جنگ و جدل اور خونریزی سے پرہیز کریں بلکہ دستاویز
اسی مضمون کی لکھی گئی اور آل عباس اور بنی ہاشم و عمائدین مکہ معظمہ کی ہمہ
ہونی کو بعد سقف کعبۃ اللہ میں آویزان کی گئی تاکہ اسکے خلاف کسی زمانہ میں کوئی
جرات نہ کر سکے ۵

ہارون الرشید کے ایک اور فرزند تھے جبکا نام قاسم تھا جسکی تعلیم اور اتالیق
عبد الملک بن صالح ہاشمی کے سپرد تھے جو ایک نامور شخص تھے انھوں نے
جب تقسیم ممالک کی خبر سنی تو ہارون الرشید کو لکھا کہ قاسم بھی تمھارے فرزند ہیں

اونکو محروم نہ رکھیگا غرض ہارون الرشید نے اکثر جزیرہ کے ممالک سے جو سرحد
روم سے متصل تھے اون کے نام زد کر کے قاسم کا لقب مؤتمن قرار دیا اور حین
شیرین میں عام لوگوں کو انعامات و صلوات سے خوش و خرم کیا ۛ

حکایت

فضل بن ربیع روایت کرتے ہیں کہ میں ہارون رشید کے ساتھ حج کو گیا تھا
جب کو فہ میں سواری پہنچی تو راستے میں حضرت بہلول رح کھڑے ہوئے مجزباً
بڑبک ہے تھے میں نے بہلول سے کہا چپ رہو امیر المومنین کی سواری آ رہی
ہے وہ چپ کے ہو رہے جب ہودہ سواری امیر المومنین کا اذن کے سامنے
ہو کر نکلا تو حضرت بہلول رح نے کہا یا امیر المومنین ایمن بن بابل نے مجھے کہا
کہ قدامہ بن عبد اللہ عامر نے اون سے روایت کی ہے کہ میں نے جناب سرور
سلطان دو جہان رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو متنی میں اونٹ پر
سوار دیکھا جس پر ناپا لان نہ وہ منقش تھا و نہ مذہب رنگین فضل بن ربیع نے
عرض کیا یا امیر المومنین یہ بہلول ہیں ہارون الرشید نے کہا ہاں پھر بہلول رح
نے کہا یا امیر المومنین میں کوئی شعر پڑھوں ہارون رشید نے کہا فرمائے
آپ نے صرف یہ قطعہ پڑھا ۛ

ہب انک اند ملکت الارض طرا	ودان لک العباد فکان ما ذل
الیس عذام صیرک جوق قبر	ولیس التراب هذا ثم هذا

خلاصہ مطلب یہ سکا یہ ہے۔ ہم نے مانا تم روئے زمین کے مالک ہو گئے

اور سارے خدا کے بندے تمہارے تابع رہیں گے پھر کل کے روز قبر کے پیٹ میں کینہیں جانا ہوگا اور مٹی کا ڈھیر منہ پر نہ آئیگا اسکو خوب یاد رکھو پھر یاد رکھو مارون الرشید نے کہا بہت ہی اچھا شعر سنایا کچھ اور بھی فرمائے بہلول نے کہا یا امیر المومنین جسکو پروردگار عالم مال و در جمال دو نوع عطا فرمائے پھر وہ اپنے جمال کے ساتھ پارسائی کرے اور مال سے لوگوں کے ساتھ موااسات و احسان کرے تو اسکا نام دیوان ابرار میں لکھا جائیگا۔ مارون الرشید نے جانا کہ اس کلام میں حسن طلب ہے فرمایا میں نے حکم دیا ہے کہ تمہارا سب قرض ادا کر دیا جائے بہلول نے کہا ایسا حکم نہ دیجئے۔ قرض ایکے ادا نہیں ہو سکتا ہے بلکہ اہل استحقاق کے حقوق ادا کیجئے گا اور پہلے آپ اپنے نفس کا قرض ادا کیجئے۔

مارون الرشید نے کہا میں نے حکم دیا ہے کہ آپ کے واسطے دوا کچھ مقرر کر دیا جائے بہلول نے کہا یا امیر المومنین ایسا حکم بھی نفرائیگا اور آپ کو میرے ساتھ برائی کرنے سے کیا حاصل ہوگا میرے لئے مقرر کرنا اوسى مقرر کرنے والے پر ہے جس نے آپ کی سب مقرر فرمایا ہے آپ کے مقرر کر نیکی مجھے کچھ احتیاج نہیں ہے۔

پند خدا کا احسان مانو اسکو اپنا خالق اور رازق جانو اسکی مخلوق پر احسان کرو جس طرح اس نے تم پر احسان کیا ہے۔

خدا نے تجھے جو احسان کئے ہیں	تو اس احسان کا شکر ادا کر
سخاوت سے زروں کا اپنا کبھی تھ	خدا کی خلق پر احسان کیا کر

نکتہ دنیا میں ہر ایک چیز فنا ہونے والی ہے مگر اعمال کہ فنا نہیں ہوتے ہیں اور انسان انکی جزا و سزا کیلئے نپا نے والا ہے۔

جہان فانی ہوا اور اہل جہان لیک	رہینگے یہ تیرے اعمال باقی
بدی بدکار کی نیکیوں کی نیکی	رہیگی ہر مہر و ہر سال باقی

حکایت

ایک روز مارون الرشید اطراف رقبہ کے شکار کھیلتا تھا ایک ہڈے سختی سے خلاف داب خلافت کے کلام کیا اور کہا کہ اسے مارون تو خدا سے نہیں ڈرتا اسپر مارون الرشید نے ابراہیم بن عثمان سے فرمایا کہ اسکو دار الخلافہ میں ساتھ لے آؤ اور جب میں شہر میں پہونچوں تو میرے سامنے لانا جب مارون الرشید قصر خلافت میں داخل ہوا تو کھانا مانگا اور زائد کو بھی اپنے ساتھ کھانا کھلایا اور بعد فراغت طعام زائد سے کہا مجھے آپ سے کچھ پوچھنا ہے اسکا جواب انصافانہ دیجیگا زائد نے کہا فرماؤ مارون الرشید پوچھا تمہارے نزدیک میں شہریر تر اور خبیث تر زیادہ ہوں یا فرعون زائد نے کہا فرعون اسواسطے کہ اوس نے دعویٰ الوہیت کا کیا اور انا سر بکم الا علی کہا پھر مارون الرشید نے پوچھا کہ آیا موسیٰ و مارون علیہم السلام آپ سے بہتر تھے یا آپ اوس سے بہتر ہیں زائد نے جواب دیا جھکو ان برگزیدہ لوگوں سے کیا نسبت ہے وہ پیغمبر خدا ہیں اور میں ایک دنی عبادت سے ہوں پھر مارون الرشید نے کہا جسوقت خداوند عالم نے حضرت موسیٰ و مارون علیہم السلام کو فرعون کے پاس بھیجا تھا تو ارشاد فرمایا قولا له قولا لينا یعنی اوسکے ساتھ ملائمت اور نرمی سے گفتگو کرنا حالانکہ وہ کافر اور گمراہ تھا اور میں تو بقدر طاقت بشری مامورات پر عمل کرتا ہوں

اور نہیات سے بچتا رہا ہوں پس فرمائی کہ آپ نے جو سختی میرے ساتھ برتنے اور خلافت کا بھی کچھ ادب نکلیا اسکا کیا باعث ہے زاہد نے کہا بیشک میں فی خطا کی اور اب میں اس حرکت بیجا سے استغفار اور توبہ کرتا ہوں اور امیدوار ہوں کہ اللہ پاک میری توبہ قبول فرمائے آپ بھی میرا قصور معاف فرمائیں ہارون رشید نے کہا پروردگار عالم تمھاری امرزش فرمائے اور آٹھ ہزار درہم ادا کرنے کے واسطے منگائے زاہد نے کہا میں ایک مرد سیاح ہوں مجھے اس مال کی احتیاج نہیں ہے اتنی میں ہر شے میں عین نے کہا اے مرد جاہل خلیفہ کے عطیہ سے انکار کرتا ہے ہارون رشید نے ہر شے سے فرمایا کہ تم چپ رہو اور اس معاملہ میں دخل نہ دو انکا معاملہ میرے ساتھ نہ تمھارے ساتھ بعد اسکے ہارون الرشید نے زاہد سے کہا کہ میں نے تمکو محتاج جا کر نہیں دیا بلکہ خلفاء کا یہ دستور ہوتا ہے کہ جس کے ساتھ انکو صحبت ہوتی ہے صلہ اور انعامات سے اس کو محروم نہیں چھوڑتے پس جب قدر آچکا جی چاہے اسمیں سے لیلو زاہد نے ہارون رشید کو دعا خیر دی اور دو ہزار درہم ادا کر کے اس سے اٹھا لیا مگر وہ سب روپیہ دار الخلافہ کے دربانوں پر تقسیم کر کے خالی ہاتھ چلا گیا۔

پندرہ باب میں گفتگو کے چپ رہنا اور کسی کے بلائے سے کہنا بہتر ہے اس سے کہ بلا اجازت بولو اور بے موقع تقریر کرو اور اہل مجلس تمکو چپ رہنے کیلئے اشارہ کریں

کر و مت بات اور ہرگز نہ بولو	نہ بے موقع زبان پر لاؤ تقریر
اگر بولو گے بیشک بے بلائے	کہان باقی رہیگی غرور و توفیر

تذکرہ ہارون الرشید نے مقام رقعہ میں ایک خواب دیکھا کہ میں تخت پر بیٹھا ہوں نیچے سے ایک ہاتھ نمودار ہوا جسکی تیلی میں سسج تھی ہے اور ایک وار بھی آئی کہ مٹی

نہایت سے بچتا رہا ہوں پس فرمائی کہ آپ نے جو سختی میرے ساتھ برتنے اور خلافت کا بھی کچھ ادب نکلیا اسکا کیا باعث ہے زاہد نے کہا بیشک میں فی خطا کی اور اب میں اس حرکت بیجا سے استغفار اور توبہ کرتا ہوں اور امیدوار ہوں کہ اللہ پاک میری توبہ قبول فرمائے آپ بھی میرا قصور معاف فرمائیں ہارون رشید نے کہا پروردگار عالم تمھاری امرزش فرمائے اور آٹھ ہزار درہم ادا کرنے کے واسطے منگائے زاہد نے کہا میں ایک مرد سیاح ہوں مجھے اس مال کی احتیاج نہیں ہے اتنی میں ہر شے میں عین نے کہا اے مرد جاہل خلیفہ کے عطیہ سے انکار کرتا ہے ہارون رشید نے ہر شے سے فرمایا کہ تم چپ رہو اور اس معاملہ میں دخل نہ دو انکا معاملہ میرے ساتھ نہ تمھارے ساتھ بعد اسکے ہارون الرشید نے زاہد سے کہا کہ میں نے تمکو محتاج جا کر نہیں دیا بلکہ خلفاء کا یہ دستور ہوتا ہے کہ جس کے ساتھ انکو صحبت ہوتی ہے صلہ اور انعامات سے اس کو محروم نہیں چھوڑتے پس جب قدر آچکا جی چاہے اسمیں سے لیلو زاہد نے ہارون رشید کو دعا خیر دی اور دو ہزار درہم ادا کر کے اس سے اٹھا لیا مگر وہ سب روپیہ دار الخلافہ کے دربانوں پر تقسیم کر کے خالی ہاتھ چلا گیا۔

وس جگہ کی ہے جہاں تمہارا مدفن ہو گا میں نے پوچھا میرا مدفن کہاں ہو گا اور یہہ
مٹی کس ملک کی ہے جواب ملا کہ طوس تمہارا مدفن ہے اور یہہ دین کی مٹی ہے پھر
وہ ہاتھ غائب ہو گیا اور آواز بھی منقطع ہو گئی چند روز بعد ہارون الرشید دار الخلافت
بغداد میں آیا +

یحییٰ بن اشعث کسی خاص ضرورت کیلئے اپنی جو رکھ سمرقند چھوڑ کر دار الخلافت
بغداد آیا تھا اسکی غیبت میں رافع بن ایث بن نصر جو ایک مکار اور عیش و مست تھا
موقع پاکر یحییٰ بن اشعث کی جو رجو ایک خوبصورت حسین اور مالدار عورت تھی اس
ہمشنائی پیدا کر لی اور اسکو ایسا بہکا یا کہ وہ اسکے قریب میں آگئی اور خواہشمند
ہو گئی کہ کسی طرح سے یحییٰ کے قید کلاخ سے چھوٹ جائے اسکو رافع نے سمجھا دیا کہ
اور کوئی صورت اس عمدہ تجویز و تدبیر سے ممکن نہیں کہ مذہب اسلام سے مرتد ہو جا تو
کلاخ باطل ہو جائیگا اور بعد اسکے تو بہ کر کے پھر مسلمان ہو جانا اس مکار کی عیاری ہی
کارہ گر ہو گئی اور عورت نے مذہب ترسانی اختیار کر لیا اور چند روز بعد پھر دائرہ
اسلام میں داخل ہو گئی اور بعد ختم ایام عدت رافع سے نکاح کر لیا +

یحییٰ بن اشعث نے اس مکار استغاثہ دار الخلافت میں ہارون الرشید کے
حضور میں کیا خلیفہ نے علی بن عیسیٰ حاکم خراسان کے نام فرما بھیجا کہ رافع بدعت
نا عاقبت اندیش کو گرفتار کر کے اسکا منہہ کا لاکر داور گرد سے پر چڑھا کے شہر میں
پھراؤ اور کوڑے مارو علی بن عیسیٰ نے وہ حکم سلیمان بن جنید مدعی کو امیر سمرقند
تھا تعیناً بھیج دیا امیر نے رافع کو فوراً قید کر کے اس عورت کو اس سے جدا کر دیا
مگر باقی احکام کی تعمیل بلحاظ اس کے ناموری کے نکی اور حفاظت بھی معمولی تھی وہ

قابو پا کر بھاگ نکلا اور بلخ میں آ رہا چند روز میں علی بن عیسیٰ جو دین تھا اوس کے پاس پیغام بدرخواست معافی تصویر پیش کیا علی بن عیسیٰ نے ناعاقبت اندیشی سے ایک قصور معاف کر دیا اور اوسکو حکم معاودت کا دیا تو پھر وہ سمرقند پہنچا چونکہ اُس عورت کو علانیہ اپنے پاس نہیں رکھ سکتا تھا چند مفسد اور عیاروں کو جمع کر کے لڑ بھڑ کر سمرقند پر قبضہ کر لیا اور پھر اوس عورت کے ساتھ علانیہ نکاح کر لیا :

علی بن عیسیٰ کو یہ خبر پہنچی تو ایک جمعیت فوج کی اپنے فرزند کی سپہ سردار بنیں روانہ کی رافع اوس جمعیت سے برسر مقابلہ ہوا اور ایک بڑا جنگ طرفین میں واقع ہوا علی بن عیسیٰ کے بیٹے کو شکست ہوئی آخر خود علی بن عیسیٰ آیا رافع سمرقندیوں کے مدد سے اوس سے بھی لڑا اور شکست دی جبہ سمرقند سے ہزیمت پا کر بلخ واپس آ رہا تھا وہاں کے لوگ بھی اسکی ظلم کیوجہ سے بگڑ گئے اور اوس کے نائب مار ڈالا اور گھربار لوٹ لیا تین کروڑ درہم جو ایک باغ میں چھپا رکھے تھے وہ سب ٹ لیگئے وہ ہنوز شہر مرو میں تھا کہ وقایع گارنے کی کیفیت جو سمرقند اور بلخ میں گذری اور علی بن عیسیٰ سے عام رعایا کی نفرت کیوجہ دار الخلافت میں لکھی بھیجی اور یہ بھی لکھا کہ علی بن عیسیٰ فوج اور روپیہ بھی جمع کر رہا ہے نرمی کے ساتھ اوسکو دار الخلافت میں طلب کر لینا چاہئے عجب نہیں کہ وہ بھی بغاوت کا جھنڈا کھڑا کرے

ہارون الرشید کے پاس دار الخلافت میں اسکے پہلے اور سیکڑوں عرضیان مظلوموں کی بھی آپہنچیں تھیں جن لوگوں پر علی بن عیسیٰ نے بڑے بڑے ظلم کیا تھا۔ خلیفہ ہارون الرشید نے ہرثمہ بن اعین کو ایک جہاز لشکر کے ساتھ خراسان کے طرف روانہ کر کے حکم دیا کہ اسے تم علی بن عیسیٰ کو اطلاع کرو کہ مجھ کو امیر المومنین نے تمہارے اعانت اور مدد کیواسطے

بھیجا ہے اور جب قابو میں آجائے اسکو قید کر لو اور اسکی کل مملو کات ضبط کر کے
 پانچویں اور شہیر کر دو کہ جسکو جو دعوی ہو وہ بالمشافہ دعوی کرے اسی طرح سے
 اس کے مظالم رفع و دفع کر کے مظلوموں کی داد رسی کر دی جائے +

ہرثمہ نے امیر المومنین کے حکم موافق اثنار راہ سے علی بن عیسیٰ کو اطلاع دی اور
 وہ جب استقبال کیلئے آیا تو ہرثمہ نے اسکو قید کر لیا اور حکمنامہ معزولی کا سنایا
 اور جامع مسجد شہر مرو میں علی بن عیسیٰ کو پابجولان بلو کر اشتہار عام دیا گیا کہ جس
 کسی کو علی بن عیسیٰ پر دعوی ہو وہ بالمشافہ دعوی کرے غرض اسی طرح سے جو کوئی
 دعوی دار ہوتا تھا وہ اپنے حق کو پہنچتا تھا جب اس سے فراغت پایا تو کل مملو کات
 علی بن عیسیٰ کے ہرثمہ نے ضبط کر لیا کل خراسانی ہرثمہ کے حکم کے مطیع ہو گئے لیکن
 ممالک ماوراء النہر کے لوگ رافع بن لیث کے مطیع ہو گئے تھے اور ان ممالک پر اسکا
 قبضہ داخل ہو گیا تھا اسلئے اولو گون پر ہرثمہ کے احکام کا اثر پورا پورا نہ پڑا ہرثمہ نے
 اس امر کی اطلاع مارون الرشید کو دار الخلافت میں بھیجی +

خلیفہ مارون الرشید نے یہ خبر سنتے ہی بذات خود دفع فتنہ و فساد اور دمنظام کیلئے
 خراسان کا ارادہ کیا امین کو دار الخلافت بغداد اور قاسم کو موصل میں قائم مقام
 مقرر کر کے روانہ ہوا۔ اُن دونوں مارون الرشید صحیح المزاج نہ تھا جب گرفتار
 پہنچا وہ ان سے مامون کو روانہ کیا اور فضل بن سہیل کو اسکا وزیر کر کے حکم دیا
 کہ تم شہر مرو میں قیام پذیر ہو اور ہرثمہ بن اعین کو حکم دو کہ وہ رافع کے مفید کو
 دفع کرے جب مارون الرشید گرگانہ داخل ہوا تو علی بن عیسیٰ معہ نقد و جنس
 اسی کڑوڑ درہم اور پندرہ سو مہار شتر کے مارون الرشید کے سامنے پیش کیا گیا خلیفہ

وہ کل مال داخل خزانہ شاہی کر لیا اور علی بن عیسیٰ کو پابزر بخیر بغداد بھیج دیا اور محمد امین کو حفاظت کیلئے تاکید کی ۛ

سرشمہ بن اعین دریا جھون سے رافع بن لیث کے دفع فتنہ کیلئے اتر کر سرحد بنجارا تک پہنچا تو رافع نے بشیر بن لیث اپنے بھائی کو ہمراہ فوج دیکر برسر مقابلہ بھیجا ہر شہ نے اوسکی فوج کو شکست دی اور بشیر بن لیث کو گرفتار کر کے مامون کے پاس پابجولان روانہ کیا مامون نے اوسکو خلیفہ کے پاس روانہ کر دیا۔

چونکہ مارون الرشید کا مزاج گرگانون میں زیادہ بگڑ گیا اور مرض کانکس کا وز ہو گیا تھا اسلئے اطباء کی رائے و تجویز کے موافق تبدیل آب و ہوا کی غرض سے طوس روانہ ہو چکا تھا وہاں بشیر بن لیث حاضر کیا گیا مارون الرشید نے اوس سے کہا اؤ دشمن خدا تو اور تیرے بھائی نے ظلم اختیار کیا اور بغاوت پر کمر باندھی آخر مجھ کو حالت ضعف میں حرکت کرنا پڑی تھی مجھ کو اس عذاب سے مارون کا جو صفحہ تاریخ پر ہمیشہ یادگار رہے گا ایک قصاب لہو کر گیا اور اسکے اعضا کے ٹکڑے کئے گئے جب چودہ ٹکڑے ہوئے اوسکی روح قفص غصہ سے پرواز کر گئی ۛ

مارون الرشید کا مزاج پھر بگڑ گیا اور ایک طبیب جو بادشاہ ہندوستان کے پاس سے آیا تھا جکے علاج سے پہلے کچھ مارون الرشید کا مزاج اصلاح پذیر ہو گیا تھا اوسکی رائے اور جبریل خنجر طیب ہمرائی کی رائے میں اختلاف ہوا جبریل طبیب کی رائے بظاہر غلطی پر ثابت ہوئی مارون الرشید نے اسکے مار ڈالنے کا ارادہ کیا تو اوس نے عرض کیا کہ یا امیر المومنین اگر کل تک صحت نہ ہو تو مجھ کو جو سزا چاہیں دیجئے باتفاق تقدیر دوسرے ہی روز شب شنبہ سوم جمادی الثانی ۱۹۳ھ ہجری امیر المومنین کا

قصائے فیصلہ کر دیا +

پنیا یسٹ برس کی عمر پائی تین برس خلافت کی - العظمت والقدرۃ اللہ عز وجل
نقش خاتم تھا اور فضل بن ربیع کو توال اور اسمعیل بن صبح غشی اور مسرور و رشاد و حسن خلم
اور قیس بن میمون اور محمد بن خالد بہر کی حاجب تھا +

نکتہ عورت کی دوستی شیطان کا زربان ہے جس راستہ سے وہ انسان کے جسم میں
آتا ہے اسے طح حرص و ہوا ہر ایک گناہ کا مادہ ہے جب حرص غالب ہو جاتی ہے
تو تمام گناہ اس سے سرزد ہوتے ہیں +

آتا ہے دل میں تیر جس راہ سے	حُب زین ہے زربان شیطان کا
کر نہ مائل عورتوں پر اپنا جی	مت بنا دل کو مکان شیطان کا

حکمت دشمن جب اپنے فریب و عداوت سے عاجز آ جاتا ہے دوست بن جاتا ہے
اور چاہتا ہے کہ عاجزی کے پیرایہ میں دشمنی کرے +

نہین پاتا جو مطلب دشمنی سے	نظاہر دوست بن جاتا ہے دشمن
بدلتا ہے نثر طرز اور نیا دھنگ	نئی صورت سر پیش آتا ہے دشمن

پند چھوٹے دشمن اور تھوڑی آگ کو حقیر نہ سمجھو کیونکہ دشمن چھوٹا بڑا ہوا
بریا کر سکتا ہے اور تھوڑی آگ گھر بار جلا سکتی ہے +

چھوٹے سے دشمن کو مت جانا حقیر	بلکہ رکھو اس سے ڈر شام و سحر
آگ جب تھوڑی سی ہو گی مشتعل	ایک دم میں اس سے جل سکتا ہے گھر

ابو جعفر المنصور باللہ بن متوکل بن معتمد بن ہارون الرشید

یہ گیاروان خلیفہ خاندان آل عباس کا ہے ^{۳۳} ہجری میں بعد قتل اپنے باپ کے
سیر آرا سے خلافت ہوا مرد عاقل اور انصاف پیشہ تھا سادات علویہ اور سکے احسانات کے
ممنون تھے یہ برگزیدہ گروہ بلا روک ٹوک آستان خلافت کا باریاب تھا۔ اس خلیفہ کا
قول ہے **قول** عفو کی لذت سے زیادہ شیرین کوئی چیز عالم میں نہیں ہے ^{۳۴} برا کام
قدرت کے بعد انتقام ہے *

نکتہ انتقام لینے سے عفو کرنا بہتر ہے اور غصہ سے رحم عزیز تر * *

گنہگار کا عفو کر دو گناہ	کر و رحم ہرگز نہ لو انتقام
بہ خلق خدا مہربانی کرو	کہ حق مہربان تم پر ہر صبح شام

حکایت

ابو علی یحییٰ منجم کے ہمسایہ میں ایک شخص کی جائیداد عمدہ تھی جو محل بیچ میں تھی اور
منجم کو اس کے خریدنے کی رغبت مگر اس کی کل قیمت ادا کر نیکی قدرت نہ رکھتا تھا اسی
وجہ سے رنج و الم میں رہتا تھا ہر شخص اس کے چہرہ حال سے قلبی کیفیت پہچان لیتا
ایک روز اوسمی حالت تھوین ابو جعفر المنصور باللہ کی خدمت میں باریاب ہوا خلیفہ نے
سبب تغیر پوچھا تو منجم نے سارا واقعہ عرض کر دیا خلیفہ نے پوچھا کہ اس کی کل قیمت
کیا قرار دہوئی ہے اور تم کس قدر دے سکتے ہو منجم نے عرض کیا کہ حضور تیس ہزار
درہم اس کی قیمت ہے اور میرے پاس دس ہزار درہم موجود ہیں جو دے سکتا ہوں
خلیفہ یہ سن کر چب ہور ہا اور بعد تھوڑی دیر کے دربار سے اٹھ گیا لیکن خلیفہ
برخواست کے آگے فحشی طور پر کچھ خادم کو لکھ کر دیدیا تھا اور منجم اسی طرح مغموم رہتا

خلافت سے دہلی میں یہ کہتا ہوا رخصت ہوا کہ افسوس کیا خلیفہ چاہتا تھا تو میری جہت
روائی نبوتی مگر میری تقدیر نے یادی ملی اور منجم جب گھر پہنچا تو اوسکے وکیل نے
کہا کہ خلیفہ کا ایک خادم میں ہزار درہم تمھارے نام دیکر مجھ سے رسید لے گیا ہے منجم
یہ روح افزا خبر سنکر خوش ہو گیا اور فرط خوشی سے چہرہ دھکنے لگا :
نکتہ سخی وہ ہے جو چھپکر سخاوت کرے جسکو کچھ دیوے پھر اسپر احسان رکھے
دیر خوش ہو :

سخی یونین بیشک سخی ہے ہی	جو لوگوں سے چھپکر سخاوت کرے
کرہ صرف جب مال خور سند ہو	جسے دیوے اسپر نہ احسان دھرے

حکایت

ابو عثمان سعید بن محمد بن الصغیر کو خلیفہ ابو جعفر المنتصر باللہ نے بعض بہات ملکی
کے لحاظ سے مصیبت پہنچا تھا وہاں اُسکو ایک پرہیزگار نوٹدی کے ساتھ محبت ہو گئی اور
وہ محل بیع میں تھی لیکن اوسکا مالک گران فروش تھا ابو عثمان اوسکا متحمل نہوسکا
اور کسی تدبیر سے کام نہ نکلا اور آتش شوق اندر ہی اندر اپنا کام کر رہا تھا اسی عرصہ میں
اوس کام سے بھی فراغت حاصل کر لیا جس مہم پر خلیفہ نے اوسکو بھیجا تھا ناچار
دار الخلافہ بغداد واپس آیا اور اوس مہم کے سرانجام میں جو تدبیر اُسکو کرنی پڑی
تھیں مفصل گوش گزار کیا خلیفہ نے پسند فرمایا اور پوچھا کہ تمھاری کیا حاجت ہے
ابو عثمان نے وہی اپنا قصہ عشق عرض کیا خلیفہ نے یہ سنکر منہ بہ پھر لیا اور کچھ جواب
ندیا اور اوس قصہ کو حکایتاً خلیفہ نے اپنے مصاحبین سے کہہ دیا جب ابو عثمان

دارالخلافہ میں باریاب ہوا مصاحبین اوسکو چھڑتے اور تنگ کرتے اور اوسکا عشق
 و دنا بڑھتا جاتا تھا ایک دن ابو عثمان غلیان شوق میں حاضر دربار ہوا تو پردے سے
 ایک عورت کے گانگی آواز آئی جسکو ابو عثمان نے پہچان لیا کہ یہ آواز اوسی معشوقہ
 دلارام کی ہے آواز سنکر بے اختیار ہو گیا اگر خلافت کا ادب مانع نہ ہوتا تو حالت
 بے خودی میں بے تابانہ اوس عورت سے لپٹ جاتا مہجور ہی اوس حالت اضطراری
 کو روکنا پڑا خلیفہ نے یہ حالت دیکھ کر پوچھا اسے سبب تمہارا فرج کیا ہے عرض کیا
 حضور کی بدولت انہارا چھ نظر آتے ہیں پھر خلیفہ نے کہا اس گانے والی سے آیام
 بھی کچھ فرمائش کر سکتے ہو جو وہ گائے ابو عثمان نے اوسی راگ کی فرمائش کی چوہند
 خاطر تھے جب اس نے گانا شروع کیا اسکی حالت متغیر ہونے لگی خلیفہ نے پوچھا
 یہ آواز تم پہچانتے ہو ابو عثمان نے عرض کیا یا امیر المومنین جب تک وہ آواز میں نے
 سنی تھی امید وصال منقطع نہ ہوئی تھی اب چونکہ حرم خلافت میں داخل ہو چکی ہے اسلئے اپنی امید
 کو شہید پاتا ہوں خلیفہ نے کہا اسے سعید اسکو میں نے صرف تمہاری ہی لئے خرید کر کے
 منگایا ہے اور جو وقت سے وہ آئی ہے ایک بار کے سوا اوسکی صورت میں نے
 نہیں دیکھی بعد اس گفتگو کے خلیفہ نے پھر وہ لونڈی کو زیور و لباس سے آراستہ
 کر کے ابو عثمان کے گھر بھیجوا دیا۔

پندرہ عورت کی صحبت کی طرف مائل ہونا مردوں کا کام نہیں کیونکہ عورتوں
 کی محبت خیالات کو تباہ کرتی ہے اگر قانون ضرورت مجبور کرے تو اس عورت سے
 ہم صحبت ہونا چاہئے جس میں گیارہ اعتقین پائی جائیں اول حسین ہودوم باوفا سوم
 غم خوار چہار شریفہ پنجم عقیفہ ششم فرمان بردار ہفتم خیر خواہ ہشتم بردبار نہم خیر پیشانی

دہم کار گزار یا زدم جوان اور اگر اسکے برخلاف ہو تو محمد ہی رہنا بہتر ہے۔

خانہ دوات بہت آن خانہ	چون بود خانہ دار نیکو کار
مرد بہت باعث فرحت	زن خوش خوش لقان خوش دیدار
ور بود بد از و پناہ خدا	وقتا رہنا عذاب النار

مذکورہ پہلے خلیفہ صرف چھ مہینے دو دن باختلاف روایت مسند نشین خلافت رہا آخر سترہم ہجری میں انتقال کر گیا اسکی وفات کے نسبت مختلف روایتیں ہیں سبای اللہ میں مرض الموت سے قضا کرنا لکھا ہے اور سامرہ میں ذات الجنب سے اور یافعی نے مرآۃ الجنان میں لکھا ہے کہ متصر کو سر سام ہو گیا تھا چونکہ امراء ترک کو خلیفہ کی طرف سے خوف پیدا ہو گیا تھا انھوں نے طیبہ بن طیفور کو ساتھ ہزار درہم دے اور حجام نے زہر آلود شتر سے فصلی اوسنی زہر سے وفات ہوئی چھبیس برس کی عمر پائی۔

یونانی الحذر من مانہ یا آنا من آل محمد اللہ والی محمد نقش خاتم تھا۔
وصیف اور مرزبان وغیرہ عاجبا و جعفر ہاشمی قاضی القضاۃ تھے۔

ابی اسحاق محمد المہدی باللہ بن والی بن خلیفہ نہم بن معصم باللہ
خلیفہ ہشتم بن مارون رشید

یہ چودھواں خلیفہ آل عباس کا ہے جسکی کنیت ابو عبد اللہ تھی اور سامرہ میں ابو جعفر لکھا ہے ۲۵۰ ہجری میں سریر آرا سے خلافت ہوا۔ یہ خلیفہ نہایت حلیم اور بردبار اور نیک مزاج تھا زہد و تقا کا بدرجہ کمال پابند اور صائم الدھر تھا عداوت و انصاف گویا اسکی سرشت تھی ہر جمعہ کو جامع مسجد میں نماز پڑھا کرتا تھا۔

فائدہ یہہ خلیفہ شریعت میضا کا پابند تھا تصویرین دار الخلافت سے نکلوا کر
 پہنکوا دین اور طلائی و نقرئی ظروف مسکوک کروا ڈالے شاہی بادرجیانہ میں جو
 روزانہ دس ہزار درہم کا صرف ہوتا تھا موقوف کر کے صرف سو درہم روزانہ مقرر کیا
 اور جتنے درند و گزند جانور کشتیرون میں بند تھے اُن سب کو مروا ڈالا اور جن جانوروں
 سے ضرر کا خوف نہ تھا صرف خلافت کے آرائش اور سلطنت کے زیبائش سمجھے جاتے
 تھے اُن سب کو چھوڑا دیا اور مطربوں اور راہشگروں کا بازار اسکے عہد خلافت میں سرد
 ہو گیا عرض کہ شریعت حقہ نے جن چیزوں کو حرام کیا ہے وہ سب موقوف کر دیا شراب
 خواری کی سخت مانعت فرمائی :

حکمت شراب مفسد قوائی و ماغیہ ہے اور مولد تشنج و رعشہ باعتبار منفعت کے
 مضرت زیادہ ہے اسکے اِسلام الحیث سے احتراز بہتر ہے +

چاہتے ہو دوستو گزینی خیر	دیکھنا ہرگز نہیں پینا شراب
اہل دین جتنے ہیں اونکے واسطے	دشمن ایمان ہے خانہ خراب
آب شر ہے فی الحقیقت اسکا نام	اس سے کیا حاصل خرنچ و غذا

فائدہ اس خلیفہ نے ایک محل گنبد دار بنوایا تھا جسکے چاروں طرف چار دروازے
 اسکا نام قبتہ النظام رکھا تھا اور اس محل میں خلیفہ بذات خود درمظالم اور فصل
 خصومات کیلئے اجلاس کیا کرتا تھا +

نکتہ منصف بادشاہ عدالت دوست وہ ہے جو جاہل اور کاہل نہو کسی سے تعصب
 نہ رکھے مستغیث اسکے روبرو جائے اپنا حال بے روک ٹوک کہہ سنائے اور نیک عیت
 وہ ہے جو اپنے بادشاہ کی خیر خواہ ہو خراج بلا جبر و کراہت ادا کرے ضرورت کیوقت

جان و مال سے حاضر ہوا دشاہ کو اپنا مالک جانے جس طرح کہ وفادار عورت شوہر کو اپنا
خاوند تصور کرتی ہے *

شاہ بیشک بندہ پرور چاہئے اور رعیت چاہئے خدمت گزرا	سایگ تر رحم دل بندہ نواز صاحب صدق و صفا بحر دنیا
--	---

نکتہ آفتاب عدل پہلے سینہ میں طلوع ہوتا ہے پھر دسکانور گھروالون اور خاص
لوگوں پر پڑتا ہے پھر اوسکی روشنی رعیت کو پہونچتی ہے *

فائدہ بعد وفات خلیفہ محمد مہدی باللہ کے حجرہ سے ایک صندوق نکلا لوگوں
کو گمان ہوا کہ اسمین گران بہا جو اہرات ہون گے جب کھولا گیا تو ایک موٹا جھوٹا
کمل کا کپڑا اور ایک طوق آہنی برآمد ہوا دریافت سے معلوم ہوا کہ خلیفہ رات کو کچھ تھوڑی
دیر سوتا تھا پھر اوٹھ کر وہ طوق گلے میں ڈال کر اور کمل کا لباس پہن کر صبح تک عبادت
حق میں مشغول رہا کرتا اور بارگاہ حدیث میں بہ تضرع تمام آہ و نالہ کرتا تھا *

پس خدا کے روبرو اچھے کام کام آئیں گے خوش روی و خوش گوئی و خوش
لباسی پر لحاظ نہوگا *

کام آئیں گے ترے اعمال نیک کچھ ندیلی کام تیرے جسم کی	روزِ حشر و نشر امی نیکو شعار خوبی و خوش خلعتی روز شمار
--	---

تذکرہ چونکہ اس زمانے میں ترکون کا غلو اور اونکا فتنہ و آشوب حد سے زیادہ بڑھ
گیا تھا جو خلیفہ اونکا مخالف ہوا اوسکا قیام متعذر تھا اور امر و دولت کو بھی جبرت
مخالفت کی نہ ہو سکتی تھی عام و خاص اس خلیفہ کی دینداری اور محرمات میں روک
ٹوک کرنے سے تنگ آگئی تھی آزاد طبیعت لوگ قیودات شرعیہ کے طلسم میں پھنسا

کب گوارا کر سکتے تھے تاہم خلیفہ مہدی باللہ اپنے تھوڑے زمانہ ایام خلافت میں
 جہان تک ممکن ہو سکا امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرتا رہا آخر یہ ہوا کہ ترک خلیفہ کے
 دشمن جان ہو گئے سیف و سنان کے استعمال کی نوبت آئی جو سردار خلیفہ کے معین
 اور انصار تھے قتل ہو گئے اور خیر بیگ ایک ترکی نے خلیفہ مہدی باللہ کو بھی رجب ۵۶ھ
 ہجری میں آب شمشیر سے غسل میت دیا تیرہ دن کم ایک برس خلیفہ رہا + -
 المہدی باللہ یقیناً نقش خاتم تھا اور صالح بن داود صاحب تھا -

ابوالقاسم عبد اللہ المتقدی بامر اللہ بن محمد عباسی

یہ تیسواں خلیفہ خاندان عباسیہ کا ہے ۷۶ھ ہجری میں تخت خلافت پر بٹھا
 اسکے عہد خلافت میں بہت سے نیکامور اور آثار خیر ممالک میں ظاہر ہوئے صنعت
 و حرفت ترقی کے آسمان کا ستارہ بن کر چمکی +
 فائدہ اس خلیفہ نے عموماً بزم سلع و سرود و موقوف کر دیا اور فاحشہ عورتوں
 کو ایک لخت دارا الخلافت سے نکلوا دیا اور حکم عام دیدیا کہ مرد ہوں یا عورت کوئی
 بے حیائی سے برہنہ نہانے نہ پائیں - اور کبوتر خانے سب برباد کر دئے گئے
 اور ملاحون کے نام حکم جاری کیا کہ ایک کشتی میں مرد اور عورت مشترک نہ سوار ہوا
 کریں +

نکتہ سعادتمند وہ انسان ہے جسکی آنکھوں میں شرم و حیا ہو طبیعت میں حلم
 اور کلام میں شیرینی ہو +

سعادتمند وہ انسان ہو بیشک	کہ جسکی آنکھ میں شرم و حیا ہو
---------------------------	-------------------------------

طبیعت میں مہوج کے حاصل	بزرگوں کی طرح صدق صفا ہو
یا حاکم سے خوف رکھے +	نکتہ حیا اس کو کہتے ہیں کہ گناہ یا بے گناہی کی حالت میں انسان اپنے بزرگ
باجیا باشد ہمیشہ عذر خواہ	گرچہ باشد بے گناہ یا باگناہ

حکایت

اس خلیفہ کی نسبت ملکشاہ سلجوقی سلطان خراسان کی لڑکی سے قرار داد ہوئی اور سن ۸۸۰ھ ہجری میں ملکشاہ نے بہرائی نظام الملک وزیر اور امرا سلجوقی و سامان خدم و حشم عروس کو خراسان سے دارالخلافہ روانہ کیا مورخین نے لکھا ہے کہ ایک سو تیس مہار شتر تھے جن پر دیباے رومی کی جھولین پڑی تھیں اور ان اونٹوں پر چاندی سونے اور سامان قیمتی لدے ہوئے تھے اور عماریان دولہن اور سپہیلیاں اتنی تھیں جنکو چوتھتر مہار شتر کھینچتے تھے اور ان کے گلوں میں سونے کے گھنٹے اور قلابے و نفیس مِصع نگار اور کارچوبی جھولین پڑی ہوئی تھیں اور چھ اونٹوں پر بارہ صندوق چاندی کے تھے اور ہر صندوق جواہر گران بہا بھرنا تھا اور تین سو تیس گھوڑے عربی ترکی گران بہا مِصع زیورات سے جن پر تمام قیمتی جواہر مثل الماس و نیلم وغیرہ نصب تھے اور زین ماسے مِصع زرین سے آراستہ تھے نقد و جنس سی پرتیاس کر لینا چاہئے جب امرا سلجوقی مع خدم و حشم بغداد کے قریب آپہونے دارالخلافہ کے سارے چھوٹے بڑے سوار و پیادہ مع سامان جلوسی استقبال کی واسطے نکلے اور خلیفہ نے اپنے وزیر کو شاہی شان و شوکت

عروس کی مان کے پاس بھیجا اور یہ پیغام کہلا بھیجا کہ ان اللہ یا مہر کہ ان تو دو
 الامانت الی اہلہا یعنی یہ تحقیق اللہ تعالیٰ حکم فرماتا ہے تیسرا مانوں کو پہنچاؤ
 اسکے مالک کے پاس۔ عروس کی مان نے کہلا بھیجا بالسمع والطاعت یعنی
 بسر و چشم امانت ادا کی جائیگی۔ الغرض رات کو دو لہن ایک جو اسر خیز محاذ پر سوار ہوئی
 اور اس کے ہمراہ تین سو جو اسر پوش کینزان ماہ پارہ تھیں اور دو ہزار سوار جلو میں خواجہ
 سرگرداگرد حجوم کئے ہوئے داخل شہر ہوئے اس رات نے کثرت چراغوں سے
 روز روشن بلکہ مہر نیمروز سے مقابلہ کا دعویٰ کیا تھا اور اس کا دعویٰ حق بجانب
 تھا۔ دوسرے دن خلیفہ کے طرف سے طعام ولیمہ کی تیاری ہوئی جس میں چائیں
 ہزارین شکر صرف ہوئی اسی پر اور سامان دعوت قیاس کر لینا چاہئے بعد اسکے عام
 دربار ہوا جس میں کل ارکان دولت و امراء سلجوقی کو ہر ایک کے موافق رتبہ خلعتیں
 اور انعامات سے سرفراز ہوئے *

چند روز بھی نہ گزرنے پائے تھے کہ عروس و خلیفہ میں شکر رنجی ہو گئی جس کا نتیجہ یہ ہوا
 کہ عروس اپنے باپ کی خدمت میں روانہ ہو گئی اور اصفہان پہونچ کر آغوش قبر میں پانا
 پہلا کر سو رہی *

پندرہ عورت کی دوستی جاہل کی محبت پر بھروسہ نہ کرنا چاہئے کیونکہ صندوق درخت
 اگرچہ سرد مزاج ہے مگر تیز ہوا چلنے اور شاخوں کے باہم ٹکرانے سے فوراً جل اٹھا
 اور تمام جنگل جلادیتا ہے اور اسکی سعلوں کی لپک سے درخت جل کر خاکستر ہو جاتے ہیں

الفت جاہل ندارد اعتبار
 ہوش دارا مرد دانا ہوش دار

محض بے اصل سب علم جاہلان
 مہر زن قہر خداے اکبر است

نکتہ غیور اور دو متمند عورت کے ساتھ نکاح کرنا ذلت کا سامنا ہے کیونکہ وہ متابعت کا بار نہیں اٹھا سکیگی اطاعت میں نہیں آئیگی بلکہ وہ چاہیگی کہ شوہر سے جدا ہو کر ہر تہ کے ساتھ بسر کرے ۛ

مار دی گئی تجھ کو اپنے زہر سے	اگر ہوئی زلف دقاسے دوستی
سانپ بہتر ہے کہ تیرا دوست ہو	پر نہ ہو سے بے وفا دوستی

مذکرہ خلیفہ مقتدی بامر اللہ کے وفات کے متعلق مورخین کے مختلف روایتیں ہیں۔ سب ایک الذہب میں اتالیس برس کی عمر میں مرگ مفاجات سے ششم ہجری میں قضا کرنا لکھا ہے۔ اور مرآۃ الجنان میں بھی یہی سنہ اور مرگ مفاجات سے انتقال کرنا درج ہے اور بعض مورخ نے ایک نوٹ دی کے زہر دینے سے مر جانا لکھا ہے اور بعض نے لکھا ہے کہ ایک رات خلیفہ نے کھانا کھایا اور وقت بجز قہرمانہ شمس النہار کے اور کوئی تھا مانتھا نہ صو کے بیٹھا اور شمس النہار سے پوچھا یہ سب لوگ کون ہیں جو بے اجازت چلے آتے ہیں شمس النہار نے اوصہر اوصہر دیکھا کوئی نہ تھا اور خلیفہ صرف اس قدر کہہ کر چپ ہو رہا مانتھا پاؤں سر اور بے قابو ہو گئے اور روح فی مفارقت کی انیس برس پانچ مہینے تخت نشین خلافت رہا اور چھپیس برس اٹھ مہینے سات دن کی عمر پائی وہ جوان صالح تھا ۛ

ابو عباس احمد المستطہر باللہ بن مقتدی بامر اللہ ۛ

یہ خلیفہ بعد انتقال خلیفہ مقتدی بامر اللہ پر خود سولہ برس کی عمر میں تخت خلافت پر متمکن ہوا اور ۲۸ ہجری میں انتقال کیا پچیس برس سلطنت کی بیالیس سال کی عمر

پائی بڑا خوش نویس و شاعر اور صاحب فضیلت و کرم الاخلاق تھا اسکے عہد خلافت میں رعایا رفاہ اور فلاح میں رہی چل خور اور شریر و بدگوئیوں کا بازار سرد ہو گیا۔ یہی خلیفہ نیک کاموں میں بہت جلدی کرتا تھا۔ اسکا قول ہے۔

قول آجکا کام کل پڑے لو اور کوشش کرو کہ جو اچھا کام تم سے آج ہی سرزد ہو جائے بہتر ہے پس ایسی جلدی و پیروی نیک کام کے کرنے میں چاہئے اور بد کام میں جب قدر توقف ہو مناسب ہے +

آجکے بس آج ہی کرو جو ہو دین کا روبا | کام گر چھوڑو گے کل پڑا جکا پچھاؤ گے
نکتہ بد نفس آدمی لوگوں کی بدیوں کا افتا اور نیکیوں کا اخفا کرتا ہے جیسے کہ مکھی ہمیشہ زخمی عضو پر ٹپکتی ہے اچھے عضو سے اسکو سروکار نہیں ہوتا +

سخن چین خبر سخن ہرگز نہ چنید
لیم الطبع بندہ می نشیند

نہ بیند دیدہ بدین بجز عیب
ہمیشہ چون گس جائیکہ مر دار

نکتہ عقلمند کی پہچان کم گوئی اور خاموشی ہے اور نادان کی شناخت یا وہ گوئی اور چرب زبانی و زبان درازی ہے۔

حکایت

خلیفہ مستطہر باللہ کے عہد میں حکم ربانی و گردش آسمانی ساتون ستارے سرطان میں جمع ہو گئے تھے جس طرح حضرت نوح علیہ السلام کے وقت ہوئے تھے اور طوفان نمودار ہوا تھا مستطہر باللہ یہ سنکر ابن عیسیٰ منجم سے اسکی کیفیت پوچھی منجم نے عرض کیا کہ حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے میں سب سے زیادہ کاجتماع

اور قرآن برج حوت میں ہوا تھا اس سال اسی برج میں چھ سیارے جمع ہوئے ہیں
مگر زحل اوس سے خارج ہے اگر زحل بھی اس میں ہوتا تو طوفان عالمگیر واقع ہوتا ہر
مگر میری رائے یہ ہے کہ کسی جگہ اس عالم میں جہاں ہر طرف کے لوگ بکثرت جمع
ہوں گے شاید ایک سیل عظیم آوے اور جمع کثیر کے ہلاکت کا باعث ہو اور لوگ کم بخت
اتفاقات سے اس سال کے حجاج جو قریب دو لاکھ آدمی حج سے فراغت حاصل کر کے
ایک خشک نہی پر اترے تھے جس میں برسوں سے پانی نہیں آیا تھا اور فقہا ایک سیل عظیم
نے چاروں طرف سے گھیر لیا لوگوں کو بھاگنے کا موقع ملا اس جمع سے بہت تھوڑے
لوگ جو اونچے درختوں اور بلند مقاموں پر چڑھ گئے تھے بچے اور سب ہلاک ہو گئے خلیفہ
مستطہر بائند نے ابن عیسیٰ منجم کا وہ حکم سن کر اس خیال سے کہ مبادا جلے کا سیل
بغداد کو تباہ کرے جن مقاموں سے شہر میں سیل آئے گا احتمال تھا اوس جگہ بہت
مستحکم بند بندہ ہوا یا اور جب یہ حادثہ حجاج پر واقع ہوا خلیفہ نے ابن عیسیٰ منجم کو
بنظر اسکے استخراج صحیح حکم کے خلعت فاخرہ اور انعام کثیرہ سے سرفراز کیا۔

بفضل و ہنرمند دم دور بین
وہ کہدیتے ہیں حال عرش برین

جو ہیں بندگان ستارہ شناس
ہمیشہ بفرش زمین بیہر

یوسف بن یاسفین سلطان مغربا بویعقوب بربر می

یہ شخص شہسہ ہجری میں اپنے زمانہ کا اکبر الملوک گزرا ہے بڑا شجاع و مدبر تھا
عدالت اور سخاوت سے موصوف کچھ اوپر تیس برس اس نے ممالک مغربیہ میں سلطنت
کی اور اپنی آخر عمر میں دکن عراق میں بھیجے اور خلیفہ مستطہر بائند عباسی عہد اپنی حکومت کا

طلب کیا خلیفہ نے خلعت فاخرہ اور نشان جو امور عطاے سلطنت پر دلالت کرتے
ہیں روانہ کر کے اوس کی سلطنت تحت دار الخلافت عباسیہ کے داخل کر لیا اس
بادشاہ کے خصائل میں مورخین لکھتے ہیں کہ اہل علم اور دیندار لوگوں کی اسکو بہت
صحت رہتی تھی بڑے بڑے کبار بھی اس کے عفو کے سامنے حنات سے بدل
جاتے تھے *

حکایت

ایک روز یوسف بن یاسین بہ تبدیل لباس پھر رہا تھا ایک مقام پر گزر ہوا وہاں
تین شخص بیٹھے ہوئے اپنے خیالی آرزو میں باہم بیان کر رہے تھے ایک
شخص نے کہا کاش ہزار دینار مجھ کو ملے کہ تجارت کی تمنا قبر میں نہ بیجا تا دوسرے
شخص نے کہا مجھ کو مدت سے امارت کی آرزو ہے تیسرے نے کہا مجھ کو سلطان
عہد کی ملکہ ملجائی تو کیا مزہ سے دن راتیں بسر ہوتیں۔ یہہہ ہنکر یوسف بن یاسین
چلا گیا اور ان تینوں شخصوں کو اپنے روبرو طلب کیا اول کو ہزار دینار اوس کے
آرزو کے موافق عطا کر کے کہا جا تجارت کر دوسرے کو اسکی خواہش کے موافق
کسی شہر کی حکومت دی تیسرے سے کہا اے مرد جاہل تو نے ایسی خواہش کی
جو تجھے نصیب ہی نہیں ہو سکتی یہہہ کہہ کر اوسکو اپنی ملکہ کے پاس بھیج دیا ملکہ نے اوسکو
ایک حیمہ میں لٹھ بند رکھا اور تین دن تک اوسکو حیمہ میں نظر بند رکھ کر ایک ہی
قسم کا کھانا کھلایا پھر اوسکو ملکہ نے بلوا کر پوچھا تو نے کھانا کھایا ہو کیا تھا
اوس نے عرض کیا ایک ہی قسم کا ذائقہ تھا ملکہ نے کہا او جاہل بڑو تو ف عورتوں سے

ایک ہی لذت حاصل ہوتی ہے تو تے کیوں ایسی آرزو اور بے ہودہ خیال کیا
 جو تجھ کو نصیب ہی نہ ہو سکے پھر اسکو کچھ نقد و جنس دیکر رخصت کر دیا +
 نکتہ انسان کو چاہئے کہ جاہل بے عقل کو ایسی نرمی و خوبی کے ساتھ سمجھائے
 جس سے وہ مطلب سمجھ جائے اور تسلی پائے جیسے طبیب معالجہ سے پہلے اپنی عرض
 گوئی سے بیمار کو شفا کا امیدوار کر دیتا ہے +

یاد دلاؤ وقت کلام و وعظ و نیند	موم شو با جاہلان بے عقل
نرم کن اول زمین ہنگام کشت	تا بر آید گل ازان ناکارہ گل

نکتہ نادان کو زبردستی سے سمجھانا اسپر تشدید ہو نچانا منع ہے جب تک کہ اسکا
 نفس سرکش بد اخلاقی و جہل کے پنجے سے رہائی نہ پائے سیدھی راہ پر نہ آئے۔

کفر کب جاتا ہوں کافر کسی سے تونو	نفس یہ کافر نہ مرکب تلک مرادو
----------------------------------	-------------------------------

ابو المنظر یوسف المستجد باللہ عباسی

یہ تیسواں خلیفہ خاندان عباسیہ کا ہے ۵۵۵ھ ہجری میں تخت خلافت پر بیٹھا
 اور ۵۶۶ھ میں بیمار ہو کر مر گیا گیارہ سال اس نے بالاستقلال سلطنت کی مرد
 حلیم و سلیم تھا راہ خلق و فلاح رعایا کا خواہشمند اور سرکش و فتنہ انگیز کا دشمن
 تھا۔ اسکا قول ہے۔

قبول سعایت اور نامی سے بڑھ کر عالم میں کوئی بدتر گناہ نہیں کہ اسکا اثر خلاق
 کی طرف متعدي ہوتا ہے +

نکتہ جفلور می اور جھوٹے سے ہزار طرح کی بدی پیدا ہوتی ہے اسی طرح شراب سے

صدما طرح کی شرارت +

سارو سنا دھوٹھہ سے پوہن آتھکار	شہر پوہن زمانہ کی پیدا شرارت
بچار میگا جھوٹھہ سے جو یا میگا نجات	بج جائیگا وہی جو بچیکا شرارت

فائدہ اس خلیفہ نے غمازون اور چلو روں کا عمدہ انتظام کیا جس سے خلق اللہ کو امن حاصل ہوا۔ ایک شخص کو اسی جرم میں گرفتار کر کے قید کر دیا اور اسکے کسی دوست نے خلیفہ سے درخواست کی کہ عوض اسکے دس ہزار روپیہ جرمانہ داخل کرتا ہوں اگر رہائی فرمائی جائے خلیفہ نے فرمایا پہلے تم ایک ایسا شخص جو اس سے زیادہ بد نفس کہو میں سے پیدا کرو کہ اسکو قید کر کے اسکے شر سے خلق اللہ کو نجات دلاؤں اور اسکے صلہ میں دس ہزار روپیہ تم کو عطا کروں +

نکتہ بدون کے ساتھ نیکی کرنا بد کام میں انکو یاری دینا نیکوں کے ساتھ بدی کرنا
کار بد میں گرفتار کرتے ہو تم
خوب بد سمجھو کہ بد کرتے ہو تم

حکایت

ایک روز رات کیوقت سستی رہا نے ایک خواص کو بلوا کر فرمایا کہ اسوقت ایک سنار کے کام کر نیکیا آ رہی ہے جو چھت کے نیچے کام کر رہا ہے خلیفہ نے فرست دیا منت کر لیا تھا کہ اسوقت وہ قلب روپیہ بنا رہا ہے جس جگہ یہ آواز آتی ہو وہاں کچھ لوگ تعین کر دئے جائیں جب دروازہ کھلے سنار کو مہمانان مناعت حاضر کریں چونکہ خلیفہ کا نفس ٹھیک تھا اس آدمی کو مہمانوں کے جو اس نے بنایا تھا خلیفہ کے روبرو لائے خلیفہ نے جب اسکا امتحان کیا تو معلوم ہوا کہ وہ روپے

جو اوس نے بنائے تھے قلب نہ تھے بلکہ عینہ ویسے ہی روپیہ تھے جیسے دارالضرب
میں بنتے تھے سنا نے عرض کیا کہ حضور میں مفلس کے سبب سے یہ جرات کی مگر
نفع اوسی قدر ہوتا ہے جب قدر دارالضرب میں مزدوری کرنے سے حاصل ہوتا ہے
خلیفہ کو اُس پر رحم آیا اور حکم صادر کیا کہ جو کام وہ مخفی اپنے مکان میں کرتا تھا وہی
کام دارالضرب میں کرے اور کچھ اُس سے محصول وغیرہ نہ لیا
حکمت انسان وہ ہے کہ دولت مندی میں تواضع قدرت کی وقت عفو جانی
میں عبادت غصہ میں متحمل ہو

ہے جو دو تہمند مرد سر فراز
علم غصہ میں جوانی میں ناز

سر جھکاتا ہے تواضع میں بام
وقت قوت اسکو ہے نا قوتی

ابو محمد الحسین المستضیٰ بامر اللہ بن سرتنجی بامر اللہ

مرۃ الجنان اور سبایک لہب میں اس خلیفہ کا نام مستضیٰ بامر اللہ لکھا ہے اور
سارہ میں المستضیٰ باللہ اور روضۃ الصفائین المستضیٰ بنور اللہ ہے۔

یہ تینوں خلیفہ خاندان عباسیہ کے ۳۷۲ ہجری میں پیدا ہوا اور بعد اتمثال
اپنے باپ کے تخت خلافت پر متمکن ہوا اور ۳۷۵ ہجری میں اتمثال کیا نو برس ۳۷۵ ہجری
خلافت کی مردودیندار تھا۔

فائدہ اس خلیفہ نے تخت پر بیٹھتے ہی تحصیل مکوس یعنی محاصل خلافت شرع
ایک لخت موقوف کر دیا اسکے عہد میں بدعات رخص ایک دم موقوف ہو گئے اور اتحاد
میں موصوف تھا کثرت سے روپیہ بنی یا شتم کو دیا اور مدرسوں پر صرف کیا۔ اس خلیفہ

نظر میں روپیہ کی کچھ وقعت تھی اور ابن جوزی کو حکم دیا کہ مجلس و عطا قائم کریں جب
مجلس و عطا قائم ہوئی تو خلیفہ خود مجلس و عطا میں جا کر بیٹھا کرنا تھا اور صحبت میں نیکون
کے رہا کرتا مرد دین دار عادل و شجاع تھا +
حکمت دل کی سلامتی نیک صحبت پر منحصر ہے جسم کی راحت تجرید میں روح کی
تسل عبادت میں +

نر کھ صحبت بغیر از صحبت نیک	کہ ہر نیکون کی صحبت نیک انجام
عبادت کر کہ ہو حاصل تسلی	اکیدا ہو اگر چاہے ہر آرام

حکایت

اس خلیفہ کے عہد میں قطب الدین تیمار امیر الامراء بڑا ظالم و ستمگر تھا جسکو چاہتا
پکڑ کے قتل کر ڈالتا تھا اُس نے خلیفہ کو مسلوب الاختیار کر دیا تھا ایک وزیر الامراء
نے ظہیر الدین خازن کی گرفتاری کا حکم دیا وہ جان بچا کر دار الخلافت میں خلیفہ کے
پاس چلا گیا تیمار نے اس کا گھر لوٹ لیا اور اس میں آگ لگا دی اور غصہ میں آکر
دار الخلافت کے محاصرہ کا حکم دیا خلیفہ یہ حال سن کر لب بام برآمد ہوا دیکھا تو امیر
کی فوج کا ہجوم قلعہ کے چاروں طرف ہے اور شہر کے تماشائی اوباش بھی کھڑے
ہیں خلیفہ نے ان لوگوں سے فرمایا کہ تم سب سی دم جا کر امیر الامراء کو قید کر لاؤ
اور اسکے مال میں سے جو پاؤ لوٹ لو یہ حکم پاتے ہی عام و خاص دوڑ پڑی جاہلی
امیر الامراء کا گھر سار کر ڈالا اور سب اس کی ظلم کی کمائی دست برد کر لئے ہجوم عام
کے روبرو اس کی کوئی تدبیر پیش نہ ہوئی آخر جان بچا کر بھاگ نکلا اور چاہا کہ

موصول اپنے وطن کو پہنچ جاے چونکہ پایادہ اور تنہا تھانا واقفیت
جنگل بے آب میں جا پڑا انجام کار اُسی دشت بے آب میں اوسکی
لاش بے گور و کفن طعمہ زناغ و زرعن ہوئی ۔

حکمت ظالم کو دشمن کے ہاتھ سے ہلاک کرانا عین مصلحت ہے
یعنی اگر دشمن نے ظالم کو مارا تو ظالم مرا اسکے اندیشہ سے واپسی
ملی اور اگر دشمن مارا گیا تو بھی آئندہ اسکے شر سے خلاصی پائی۔

آمین جب یہ دو نون ہونے لگے
ہونے لگے مر جائیگا آخر یا عدو

موزمی کو مارو عدو کے ہاتھ سے
مخلص پاؤ گے بیشک ایک سے

نکتہ چار چیزوں کو بقا کم ہوتی ہے اولاً ظالم کے ظلم کو
ثانیاً مومن کے غضب و غصہ کو ثالثاً عورت کو پیار اور محبت کو
رابعاً ناجنس اور نادان کے التفات و صحبت کو۔

ظالموں کا ظلم بیشک بے حد
اور نہ عورت کی محبت اور پیار
دل پہ مومن کے اگر آئے غبار

دار دنیا میں کبھی رہتا نہیں
غیر کی صحبت نہیں ہے دیر پا
ایک دم پھر میں ہوا جو باتا ہے

فائدہ یافعی زمرۃ الخائنین ۱۳۵۰ کو تابعین بلکہ کچھ اہل مصر میں سلطان صلاح الدین عین

موصول اپنے وطن کو پہنچ جاے چونکہ پایادہ اور تہا تھا نا واقفیت سے
 جنگل سے آب میں جا پڑا انجام کار اوسی دشت بے آب میں اوسکی
 لاش بے گور و کفن طعمہ زناغ و زغن ہوئی ۔
 حکمت ظالم کو دشمن کے ہاتھ سے ہلاک کرنا عین مصلحت ہے
 یعنی اگر دشمن نے ظالم کو مارا تو ظالم مرا اسکے اندیشہ سے وائی
 ملی اور اگر دشمن مارا گیا تو بھی آئندہ اسکے شر سے خلاصی پائی ۔
 مودسی کو مار و عدد کے ہاتھ سے
 مخلص پاؤ گے بیشک ایک سے
 آئین جب یہہ دونوں مودسی بزد
 مودسی مر جائیگا آخر یا عدد
 نکتہ چار چیزوں کو بقا کم ہوتی ہے اولاً ظالم کے ظلم کو
 ثانیاً مومن کے غضب و غصہ کو ثالثاً عورت کی پیار اور محبت کو
 رابعاً ناجنس اور نادان کے التفات و صحبت کو ۔
 دار دنیا میں کبھی رہتا نہیں
 ظالموں کا ظلم بیشک برسر
 غیر کی صحبت نہیں ہے دیر پا
 اور نہ عورت کی محبت اور پیار
 ایک دم بچھین ہوا ہو جاتا ہے
 دل پر مومن کے اگر آئے غبار
 فائدہ یافتہ زمرہ الخائن
 کو تباہی میں لکھا کہ ہر سال مصر میں سلطان صلاح الدین عین
 دار دنیا میں کبھی رہتا نہیں
 ظالموں کا ظلم بیشک برسر
 غیر کی صحبت نہیں ہے دیر پا
 اور نہ عورت کی محبت اور پیار
 ایک دم بچھین ہوا ہو جاتا ہے
 دل پر مومن کے اگر آئے غبار
 فائدہ یافتہ زمرہ الخائن
 کو تباہی میں لکھا کہ ہر سال مصر میں سلطان صلاح الدین عین

کا خطبہ موقوف کر کے مستضیٰ بامر اللہ عباسی کے نام کا خطبہ پڑھا جو دو سو نو برس سے موقوف تھا خلیفہ مستضیٰ بامر اللہ نے دو بڑے بہاری خلعین صلاح الدین سلطان مصر اور نور الدین سلطان شام کو جو خلیفہ کے طرف سے نائب تھے بھیجیں مگر سلطان نور الدین کیواسطے منجملہ اور اشیاء کے دو تلواریں آبدار بھی تھیں جس سے اشارہ تھا کہ ممالک شام اور مصر تمھارے تحت حکومت ہے۔ سلطان نور الدین اور سلطان صلاح الدین کے درمیان امارت مصر پر نوبت یہاں تک پہنچی کہ طرفین سے بہادری کی تلواریں میانوں سے باہر نکل آئیں۔ صلاح الدین کے باپ نجم الدین ایوب نے بیٹے کو روکا اور مصالحت پر مجبور کیا بالآخر طرفین میں صلح ہو گئی۔

نکتہ صلح کے ذریعہ سے انسان ایسے مقام پر پہنچ سکتا ہے کہ ظلم اور سختی سے نہیں پہنچتا۔

صلح ہے اصلح کا رد و جہان	صلح ہے جس پر ہر دنیا کا مدار
ظلم اور سختی بہت بد کام ہیں	جن سے ہے بنام ظالم پکار

نکتہ ہر کام کی ابتدا میں اسکے انجام کو سوچنا ناچاہئے ہر امر کی ابتدا میں انتہا کا خیال رکھنا چاہئے +

ہر کسی کو ابتداءے کار میں	کچھ نہیں معلوم حال انجام کا
پر سنور جاتا ہے کام اس کو	ابتدا میں ہو خیال انجام کا

حکمت اپنے ہم جنس بھائیوں سے دوستی رکھنا خدا کے دوستوں کا حق دوست خدا پرست اسکا نام ہے +

صلح کل دار و بہر یک صلح کل	خلق و زو با ہمہ خلق جہان
----------------------------	--------------------------

حالات نیک بد سے سچ سچ خبر دیا کرتے تھے اور خود بھی راتوں کو دار الخلافت بغداد کے ہر محلہ اور کوچوں میں گشت لگاتا تھا۔

دہی پاتا ہر لذت سلطنت کی	جو عادل ہو و سواہل شہنشاہ
ہوں جبکہ قہر سے مقہور دشمن	رہیں مطلوب سبوت کے بدخواہ
عزیزوں کو ملے ہر وقت عزت	رہیں خوشدل ہوا خواہان درگاہ
خبر گیری ہو مطلوبوں کی ہر دم	جو ہو محتاج پائے دولت و جا

حکایت

۱۴۰۰ھ ہجری میں سلطان محمد قطب الدین بن سلطان تگش خوارزمی دار الخلافت بغداد پر فوج کشی کی اوسکا ارادہ ہوا کہ عباسیوں کو خلافت سے بیدخل کر کے حکومت کا تاج سید علاء الملک ترمذی علوی اپنے مرشد کے سپرد کرے یہ خبر خلیفہ ناصر الدین کو معلوم ہوئی خلیفہ نے اس غریت بد کے بار آئیکے لئے شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی کو برسم رسالت روانہ کیا شیخ نے پہونچکر طریقہ سنت الاسلام کے موافق سلطان کو سلام کیا اوس نے براۃ کبر جواب سلام دیا اور بیٹھنے کے لئے اجازت دی شیخ نے کھڑے ہی کھڑے ایک خطبہ عربی زبان میں پڑھا جس میں فضائل آل عباس اور بالتخصیص صفات حمیدہ خلیفہ ناصر الدین اللہ کے اور ایک حدیث ممانعت ازیدارسانی آل عباس کی نقل کی سلطان نے نہ حسنی اور تین لاکھ پیادہ اور تین لاکھ سوار ہمراہ لیکر دار الخلافت بغداد کو روانہ ہوا جب اسکی فوج عقبہ علوان تک پہونچی تبامید اقبال ناصر الدین اللہ فصل خریف کے ابتدا و موسم میں اسقدر بے موسم

برف کی بارش ہو سی کہ شکر کے ہزاروں آدمی بیکار ہو گئے راستے بند ہوئے سلطان نے راستہ بدلنا چاہا مگر وہاں بھی خبر پہونچی کہ چنگیز خان تاتاری ایک بھاری لشکر کے ساتھ سلطانی علاقہ میں داخل ہو گیا ہے اسلئے یہہ براہِ نیشاپور بخارا پہونچا اور جو جی خان چنگیز خان کے بیٹے کے ساتھ لڑ کر شکست کھائی جنگ سے اول اسکے ہمراہ چار لاکھ فوج تھی مگر اس نے اپنے کم بختی سے وہ فوج بخارا و عراق و خوارزم کی حفاظت کو بھیج دی پھر شکست کھا کر یہہ منتخب کو چلا گیا اور اپنی والدہ ترکان خاتون و عیال و اطفال کو معہ خزانہ و جواہر مازندران میں بھیج کر قلعہ قاپلان میں رہنے کا حکم دیا منتخب کے قریب چنگیزی فوج گئی تو یہہ عراق بہاگ گیا وہاں سے گیلان پہونچا اور خبر پائی کہ قلعہ مارون مغلوں نے لے لیا ہے اور اہل و عیال و طفلان خود سال معہ نقد و جنس مغلوں کے قیضہ میں آ گئے یہہ سنکر سلطان کو غشی آ گئی اور بیہوشی میں مر گیا خیمہ و اسباب شاہی اس کے فوج نے لوٹ لیا سلطان کو گفن تک نہلا -

منہ بے نفس اور صلح کل انسان سے مناظرہ منع ہے اور جواب دینا بے پرچھے جہل و نادانی ہے۔

دوستوں سے اکڑنا منع ہے	سزگنوں ہو جو کہ اپنے سامنے
صلح کے خواہاں سوا لڑنا منع ہے	ناروا ہے دوستوں سے دشمنی

حکمت تین کام کر نیکی وقت انسان کو تامل و توقف درکار ہے اولاً جب کسی کے ساتھ بدی یا گناہ کرنے پر استعداد ہو ثانیاً جب معترض کے سوال کا جواب دینے لگے ثالثاً اس وقت جب کسی غیر نا محرم آدمی کے روبرو اپنے دل کے راز

کینہ کا ارادہ ہو جاتا ہے *

نفس بد آرد ترا اگر بر بد سی	در توقف کن دے چند انتظار
فسکر کن ہنگام آغاز عمل	تا نگر دی منفعل انجام کار
راز خود بر غیر خود افشا کن	تا نگر دی منفعل انجام کار

ابو نصر محمد طاہر یاسد بن ناصر الدین اللہ

یہ پینیسوان^{۳۵} خلیفہ خاندان عباسیہ کا ۲۲^{۳۵} تہ ہجری میں تخت نشین ہوا اس نے محال خلاف شرع معاف کر دیا اور جو لوگ بنظر مطالبہ دیوان خلافت میں قید تھے او کو آزاد کیا اور دس ہزار اشرفیان دارالقضار میں بھیج کر قاضی کو حکم دیا کہ جو لوگ بعلت مطالبہ قرض مانو ذہین اوں کے مدعیوں کو دیکر مانو ذہین کو چھوڑ دین۔ اس نے کل نوہینے پندرہ دن سلطنت کی آخر ۲۳^{۳۵} تہ ہجری میں دنیا راہل دنیا کو چھوڑا مرد دانشمند اور عا پرور تھا اس کا قول ہے *

قول بندگان خدا کی عیب جوئی کرنا بدترین عیب ہے *

حکمت کینہ آدمی کی چار علامتیں ہیں اولاً اپنے عیب سے چشم پوشی کر کے غیر کے عیبوں کو دیکھتا ہے ثانیاً بخل سے بھرا ہوا ہوتا ہے ثالثاً بد خلقی کرتا ہے رابعاً خدا کی عبادت میں کابل دست رہتا ہے *

فی الحقیقت ہے کینہ آدمی	سبے ادب بد سیرت و بے اہد
کابل و بد خوئی و بد خلقی و بخل	دستوں کا عیب جوئی و عیب گوئی

پسند انسان کو چاہئے کہ اخلاق الہی سے مہذب ہو اگر کسی کے عیب پر نگاہ پڑ جائے

اوسکا پردہ پوش بنے نہ پردہ در تا کہ مقبول خالق و عزیز خلائق ہو -

خدا کرتا ہے سب کی پردہ پوشی	اُسی کا نام ہے ستار و غفار
اگر تو بھی کسی کا عیب دیکھے	چھپا مت لا زبان پر اسکو ز نہار

نصیحت اپنا اور غیر کو عیب نہ کہو کیونکہ جب پیشہ پردہ درسی کرتا ہے تو اپنی دیگر کثرت و کثرت ہے

اپنی لت کا نہ ہو جک خیال	اپنے عورت بیشک ف کر	بند چالاک اور بے باک سے	خوف کراؤ بندہ پر و خوف کر
--------------------------	---------------------	-------------------------	---------------------------

پندرہ جو شخص تیرے روبرو کسی کا عیب نہ بان پر لایگا یا چغلی کہا یگا تیرا عیب بھی اور کسی کے پاس پہونچا یگا

بد زبان جو آ کے تیرے روبرو	عیب لوگوں کے زبان پر لایگا
رکھہ یقین بیشک کہ وہ تیرے عیب	کان میں ہر ایک کے پہونچا یگا

ابو جعفر منصور المستنصر بالله عباسی

یہ چہ چہ سیوان خلیفہ خاندان عباسیہ کا ہے ۳۲۳ھ میں بعد انتقال اپنے باپ کے خلافت کے تخت پر متمکن ہوا سولہ برس و مہینے سات دن سند آراے حکومت رہا آخر ۳۲۷ھ ہجری میں اس خلیفہ نے دینا اور اہل دنیا کو نصحت کیا - عدالت پیشہ ور عایا پرور تھا - اہل علم و دیانت داروں کی صحبت غنیمت جانتا - اسلام کی تقویت اور تائید کی طرف زیادہ مائل تھا - جمعہ کے دن خلیفہ کے نام جب خطبہ پڑھا گیا روپیہ اور اشرفیوں کے تھیلیاں حاجتمندوں پر اٹھار کی گئیں - شعرا نے قصائد پڑھے اور ضلعت و جائزہ سے سرفراز ہوئے - عیدین کے دن علما اور مشائخ اور مسجد کے اماموں کو انعامات و صدقات سے مالا مال کر دیا دار الخلافہ بغداد کے محمولوں میں

دارالضیافت مقرر کیا وہاں ہر قسم کے کھانے پینے کے سہولتیں تھیں جو حاجتمندوں اور
 داردین و صادقین کے لئے وقف تھیں۔ اسکے وقت علم نے کمال ترقی پائی
 نظامیہ مدرسہ کے علاوہ ایک اور مدرسہ سلطانی تعمیر کرایا جس میں ایک بڑا کتب خانہ
 رکھا۔ حنفی و شافعی و مالکی و حنبلی مقلدین اور علمائے معقول و منقول درس کیلئے
 مواجب کثیرہ پر مقرر کئے گئے اور ایک دارالقرآن بنایا گیا اچھے اچھے فارسی تعلیم
 قرأت کیلئے مامور کئے گئے طلباء و علمائے کئے کھانا پینا سب سہولتوں سے بہرہ
 اور ایک دارالشفاء جاری کیا گیا جہاں بیماروں کو دوا اور غذا ملتی تھی۔ اس خلیفہ
 کے عہد خلافت میں عراق عرب رشک بہشت آسمانی تھا۔

حکایت

ایک بار عید کے دن یہ خلیفہ صبح کے وقت لب بام برآمد تھا دیکھا کہ لوگوں کے
 گھروں کی دیواروں پر دھوکے ہوئے کپڑے سوکھ رہے ہیں وزیر سے اسکا
 سبب پوچھا وزیر نے عرض کیا کہ آج عید کا دن ہے لوگوں نے عید گاہ جانیکہ
 لئے کپڑے دھو کر سوکھنے کے لئے ڈالے ہیں جب سوکھ جائیں گے پہن کر عید گاہ
 جائیں گے یہ سنکر خلیفہ نے جانا کہ میری رعایا ایسی مفلس و نادار ہو گئی ہے کہ دھوئی
 سے کپڑے دھلائی کی بھی وسعت نہیں رکھتی انکی خبر گیری ضرور ہے پس یہ تجویز
 کی کہ بیشمار سونیکے گولیاں بنوائیں اور حکم دیا کہ جب ہم رات کے وقت لب بام
 آئیں غلام یہ گولیاں غلیوں میں رکھ کر پھینکا کریں کہ وہ گولیاں لوگوں کے
 گھروں میں جا پڑیں اور وہ ان سے آسودہ حال ہوں۔

حکمت جیسے کہ سائل سخی کی سخاوت کا محتاج ہو اس سے زیادہ سخی کی سخاوت
سائل کے حاضر ہونے کی محتاج ہے پس اگر سائل صابر و شاکر ہے تو سخی کی سخاوت
خود اس کی تلاش میں مصروف ہوگی اور جس جگہ وہ مقام میں وہ ہوگا دھونڈھکر
حصہ پہنچائیگی کیونکہ کریم کا صبر و توقف اس کا نقص ہے اور مفلس محتاج و نادار
کا صبر و استقلال اس کا کمال

رزق مت دھونڈھو کہ وہ رزاق کریم	جس جگہ ہو گے وہاں پہنچائیگا
تم سر زیادہ تمہیہ خود عاشق ہو رزق	تم کو خود وہ دھونڈھنے کو آئیگا

ابو احمد عبد اللہ شمعون باند عباسی

یہ آخری خلیفہ خاندان عباسی کا ہے ششمہ ہجری میں پیدا ہوا اور ششمہ ہجری میں
تحت خلافت پیرمکن ہوا سولہ سال اس نے سلطنت کی ششمہ ہجری میں ہلاکو خان
نے اس کو شہید کیا۔ یہ خلیفہ بڑا دولت مند اور صاحب سطوت و حکومت تھا اسکے وقت
خلافت نے یہ زینت پائی تھی کہ کبھی ظہور میں نہ آئی تھی سلاطین شرق و غرب
و شامان عجم و عرب اسکے باج گزار اور فرمان بردار ہو گئے تھے۔ مورخین نے
لکھا ہے کہ جب سواری اس خلیفہ کی عید گاہ یا جامع مسجد اور بعض مقامات تبرک
کو جاتی تھی تو لوگ سر راہ نشست گاہیں کرایہ لیکر بامید زیارت بیٹھتے تھے ایک
مرتبہ حساب کیا گیا تھا تیس ہزار دینار جو اس زمانہ کی اشرفی تھی مالک مکانوں کو
کرایہ ملا تھا ایک لاکھ چوبیس ہزار سواری خلیفہ کے رکاب میں رہا کرتے تھے۔

ششمہ ہجری میں موحید الدین خلجی منصب وزارت سے سرفراز ہوا جو کمر شمشیر تھا

اسی خلیفہ کے فرزند محمد ابو بکر کو اسکے ساتھ مذہباً عداوت ہو گئی اور باہمی نزاع
 نے یہاں تک طول کھینچا کہ وزیر ملک حرامی پر آمادہ ہو گیا اور اپنے تعصب ہی
 سے اتنی بڑی سلطنت کو ہلاکو کے ماتھے سے تباہ کرادیا اس نے چاہا تھا کہ بجا
 آل عباس کوئی علوی نسب خلیفہ مقرر ہو کہ مذہب باطل یعنی رفض کو عروج ہو گا اور
 آثار می وحشی نے نہ آل علی کو خاتم خلافت دی اور نہ اوس کا فرعت علقمی کو اوسکے
 اعانت کا صلہ دیا بلکہ اس کفران نعمت و منافقانہ چال کی پاداش میں آپ شمشیر سے
 اوسکی پیاس بجھائی اسی کا ایک دست نصیر الدین طوسی شیعی مذہب تھا کہتے ہیں
 کہ یہ طوسی ختنی تھا اور سید مجد الدین محمد بن حسن طوسی شیعی اور بدر الدین یوسف شیعی
 نے جو بڑے امیر تھے انہوں نے وزیر سے ملکر دار الخلافت بغداد کو برباد
 کرایا *

پنانچہ شیخ سعدی رح نے زوال ملک خلیفہ مستعصم باللہ میں جو مرثیہ نظم فرمایا ہے
 بدیتا ذیل میں حوالہ قلم ہے *

فی مرثیہ المستعصم

آسمان راحی بود گر خون بیار دوزخین	برزوال ملک مستعصم امیر المومنین
امی محمد گز قیامت می بر آرمی نر خاک	سبر بر آردین قیامت در میان خلق میں
نازنینان حرم را خون خلق نازنین	ز آستان بگذشت و بار خون دل آرتین
زینہار از دم گیتی انقلاب روزگار	در خیال کس نگشتی کا پنچان گرد چنن
دیدہ بردار یکہ دیدی شوکت بیت المحرام	قیصران روم سبر رخاں خاقان جبین

خون فرزندان عم مصطفی شد در سینه
 ده که گر بر خون آن پاکان فرو آید گس
 بعد ازین آسایش از دنیا نباید چشم داشت
 و بده خون آبست نین پس گر مد شر شریب
 رو به دریا در هم آمیزین حدیث هولنا
 گر نه یهودست و یحیاصل بود شستن آب
 نوحه لایق نیست بر خاک شهیدان آنکه هست
 لیکن از روی سلمانی در راه مرحمت
 باش تا فردا که بینی روزا در رستخیز
 در زمین خاک قدمشان تو طیار چشم بود
 قالب مجروح گردد خاک خون غلط چه پاک
 تکیه بردنیا نشاید کرد دل بروی نهاد
 چرخ گردون با زمین گوئی دو سنگ سیاه
 روز بازوی شجاعت بر نیاید با اجل
 تیغ هندی بر نیاید روزی از نیام
 تجربت بے فائده ست آنجا که برگردید بخت
 گرگ سانس از پی مراد دنیا جنگجی
 ملک دنیا را چه هست حاجت یافت از خدا
 یارب این رکن مسلمانان بجا آباد دار

هم بران خاک کی که سلطان نهاند جبین
 تا قیامت تلخ گردد بردمانش انگبین
 مرد را انگستری ماند چه برخیزو نگین
 خاک نخلستان را کند با خون عجبین
 می توان است برویش رموج افتاده چین
 آدمی را حیرت از دل هست از داغ چنین
 کمترین دولت مرایشان راهت بزرین
 مهربان را دل بسوزد در فراق نازنین
 کز لحد باروئے خون آلوده برخیزد دفین
 روز تحشر خون شان گلگون رخسار عین
 روح پاک اندر جوار لطف رب العالمین
 کاسمان گاهی میهرست ای برادر گه به کین
 در میان هر دو روز و شب دل مردم به بین
 چون قضا آید نماز قوت را در زمین
 شیر مردی ماکه باشد مرگ پنهان کین
 حمله آوردن چه سود آنرا که برگردید زمین
 ای برادر گر خرد مندی چو سمرغان نشین
 کو نگه دارد بهر ملک ایمان و تقسیم
 در پناه شاه عادل پیشوای ملک دین

خسرو صاحبقران غوث زمان بوجہ سعادت
مصلحت بود اختیار را می روشن بین او
لاجرم در بحر و برش اعیان دولت اند
روزگار ت با سعادت باد و سعدی ح گوئی

آنکہ اخلاقی سپیدست و ادعا نشین
زیرستان سخن گفتن نشاید جز چنین
کے ہزاران آفرین بر حالش از جانی فرین
راستت منصور و بخت باد و اقبال قرین

فائدہ برافتہ جس سے ملک میں تباہی اور قوم میں افلاس آجاتا ہے وہ فتنہ
مذہب کا ہوتا ہے جب کوئی قوم تعصب اختیار کر لیتی ہے آفت اور بلا اس قوم
کی عاشق ہو جاتی ہے انواع و اقسام کے فتنہ اوشھ کھڑے ہوتے ہیں جس نے
کتب تواریخ کی سیر کی ہے وہ سمجھ سکتا ہے کہ جس سلطنت میں مختلف مذاہب اور
مختلف خیالوں کے لوگ عامل اور حاکم ہوئے ہیں وہ سلطنت ایک نہ ایک دن
مٹ کر رہی +

نکتہ تین چیزیں تین شخصوں کو مضرت رسان ہیں اولاً امر اردولت اور درکان
سلطنت کا فساد ثانیاً علما کی طمع ثالثاً فقر کی ریاکاری +

ملک میں گرمو کہیں پیدا فساد
فاضل طامع فقیر باریا

پہونچکا اس سے ضرر حکام کو
کرتے ہیں بدنام اپنی نام کو

نکتہ پچیس آدمیوں سے نفرت کرنا ضرور ہے اول ناشاکر دوم بدعہد
سوم مفتربی چہارم دروغ گو پنجم منافق ششم خائن ہفتم غابن
ہشتم غاصب نہم فاسق دہم فاجر و ہم شرابی یازدہم قمار باز و لڑو
چودہم سیر و ہم فتنہ انگیز چہارم نک حرام پانزدہم فریبی شانزدہم
بیوفا ہفدہم دغا باز ہشروہم شہوت پرست نوزدہم بے علم و جہل

بستم عالم نے عمل بست ویکم بے حیا و بے شرم بست و دوم
زود رنج بست و سوم پر غصہ کینہ تور بست و چہارم بخیل بست و پنجم
ماسد -

نکوئی بابت گزر زمانہ	تو در ہزم نکو کاران قدم نہ
سہرا یا کن گریز از صحبت بد	نہ بردوش خود بارالم نہ

حکمت دشمن تین طرح کے ہوتے ہیں اولاً خالص دشمن ثانیاً منافق ثالثاً
ماسد - خالص دشمن جانکا دشمن بظاہر و باطن ہوتا ہے منافق بظاہر دوست
و باطن دشمن ماسد صرف جاہ و مال عزت کا دشمن ہوتا ہے -

دشمنوں سے چھوڑو بیشک دوستی	دیکھت چہرہ کسی بد خواہ کا
دوست جتنے ہیں تیری انفاق	دام میں اس کے نہونا مبتلا
آنے مت دینا کبھی ماسد کو پا	و نہ غم کھائیگا اور پچھتا یگا

سلطان محمود غزنوی

یہ سلطان اولو العزم بادشاہوں میں گزرا ہے اسکے وقت غزنی کی سلطنت کے
کمال رونق پائی ملک وسعت میں آئی جس ہم پر بہت کر لیکر گیا فتح و نصرت
استقبال کو آئی قانون الہی کا پابند اور آئین محمدی کا مطیع فقراء کی خدمت
میں منجھلوص و عقیدت حاضر ہوتا تھا شیخ الشیخ ابو الحسن خرقانی نے اپنا فقر
مرحمت فرمایا تھا جنگ سومنات میں جب اسکی میدانے یاسر کا چہرہ دکھایا تھا
اسی خرقہ کے توسل سے اعدا دین پر فتح نمایان حاصل کی شریعت بریضا کی

حایت اور توحید کی اشاعت اسکا اصلی مقصود تھا ابو العباس قادر باللہ بن
 اسحاق خلیفہ عباسیہ نے اسکو خلعت سلطانی بھیجا اور سیف الدین بہمن الدولہ خط
 بخشا اس سلطان غازی کے مفصل حالات مبسوط کتابوں میں مندرج ہیں۔
 فائدہ سلطان محمود اول سیستان کے ملک پر قابض ہوا اور وہاں کے پادشا
 کو مغلوب کیا و وہم راجہ بیئر کو جبکا قلعہ بہکانیر کے شمال اور تمان کے جنوب
 میں تھا مغلوب کیا سووم لڑائی اسکی راجہ جیپال والی لاہور کے ساتھ بمقام پشاور
 ہوئی راجہ شکست کہا کر مفید ہوا چہارم پشاور کے فتح کے بعد اس نے ہند کو فتح
 کرنے کے ارادہ پر قدم بڑھایا اور قلعہ ٹہنڈا تک جا کر اسکو فتح کیا مال و دولت بہت
 سالیبا اور راجہ جیپال کو بہت ساندرا نہ لیکر قید سے غلصہ دی اور تاج بخشی کی مگر
 راجہ لاہور میں جا کر غیرت کے مارے آگ میں خود بخود جل کر گیا انگپال اپنے بیٹے کو جانتیں
 کر گیا چہم بڑی بہاری لڑائی سلطان محمود کی ایک خان والی ماورالنہر کے ساتھ
 ہوئی اسکا مجملہ حال یہ ہے کہ پہلے ان دونوں پادشاہوں میں کمال اتحاد تھا اور ایک
 کی ہڑکی محمد کے نواح میں تھی مگر جن دنوں میں کہ محمود ہندوستان گیا ایک خان نے
 یونانی کر کے خراسان پر قبضہ کر لیا یہ خبر پا کر سلطان محمود بلغار خراسان پہنچا اور
 ایک خان کی فوج اور عاملوں کو نکال دیا پھر آٹک خان بذات خود شکر لیکر آیا اور جنگ
 میں شکست پا کر بہاگا آخر پکڑا گیا اور بہت سا خراج دینے کے بعد رہا ہوا۔
 ششم حملہ سلطان محمود کا تمان پر ہوا اور ابو الفتح علی کو سید ہا گیا گذشتہ سال کا
 اوس سے یا بہتھم اس سفر میں مقابلہ سلطان محمود کا راجہ انگپال سپر راجہ جیپال
 ہوا وہ شکست کہا کر لاہور سے کٹھ کر بہاگ گیا بہتھم و اس کے مہاجرین سلطان محمود نے پہنچا

کو کوچ کیا انگپال راجہ لاہور بہا ننت پیش آیا اور راجہ اجین و کالجو دہلی اور اجسیر وغیرہ
 سے اوس نے مدد طلب کیا اور سب ملاتامل اپنی اپنی فوجیں مسجد بن اور قوم کھٹڑ
 کو ہستانی ہندو بھی انگپال کے مدد کو آہونچے اور تمام جمعیت چار لاکھ سے زیادہ
 ہتی اور کئی ہزار ماتی اور پنجیتی اون کے ہمراہ تھے سلطان محمود کے ہمراہ صرف
 یارہ ہزار سوار جراتھے سلطان محمود نے پہلے چار ہزار سوار کو ہندون پر حملہ کر سکا
 حکم دیا جب وہ حملہ آور ہوئے تو قوم کھٹڑ کو ہستانی چستی کے ساتھ اون کے مقابل
 ہوئے کہ سلطانی سوار نصف سے زیادہ کام آئے سلطان محمود نے اور سوار اگلی مدد کو
 بھیجا و نیز استاد ہندو جمع ہو کر آئے کہ وہ ان کے نجوم میں نظر نہیں آتے تھے یہ
 حال دیکھ کر سلطان نے کل فوج کو آگے بڑھیکا حکم دیا جب لڑائی خوب گرم ہوئی وقتاً
 ایک تیر حکم تقدیر انگپال کے ماتہی کے پیشانی پر ایسا لگا کہ ماتہی کے منتر تک پہنچا
 ماتہی تیر کہا کر چیتا ہوا اٹھا بھاگا لشکر ہندو نے جب راجہ کو بھاگتے ہوئے دیکھا سب
 سب بھاگ نکلے سلطان محمود نے تعاقب کیا تمام خزانہ اور بہت سامان نصیب کیا
 ہوا اس فتح کے بعد سلطان محمود قلعہ ہیم و کوٹ لینے کا نگڑہ گیا وہاں بھی نصرت
 و فخر نے اسکا ساتھ دیا پھر حوالا دیوی کے مندر کا رخ کیا پوجاریوں نے فی الفور
 مندر کے دروازے کھول دئے سلطان محمود اوس میں داخل ہو کر مندر کے بڑے
 خزانہ پر متصرف ہوا ساڑھے لاکھ دینار طلائی نقد سات سو من سونے و چاندی کی
 ایشین دو سو من سونا خالص و ہزار من چاندی پیش من جواہر اور مو نگا ہتیر لال موتی
 نیلم زمرہ سبزہ فیروزہ وغیرہ جو ہیم سین کی وقت کا اوس میں تھا یہ مال لیکر محمود
 غزنی کا راستہ لیا۔ ہم شہر ہجری میں محمود پھر ملتان تک آیا اور ابو الفتح حاکم ملتان کو

قید کر کے لیکیا دہم ^{۱۱۱} میں سلطان محمود نے کوہ خور پر چڑھائی کی اور فتح پاکر
 محمد سورجی اور حسن اسکے بیٹے کو قید کر لایا یا نہ ہم سلطان محمود و غرستان پر چڑھائی
 کی اور قوم ساڑ برقع پاکر ابو نصر حاکم کو پکڑ لایا دوازدهم ^{۱۱۲} میں محمود دہر ہند کو
 آیا اور شہر تہا نیس میں صد مائت خانے گرا دے ہزار مائسیر ہوئے بہت سامان ملا
 سینزدہم ^{۱۱۳} فتح خوارزم ہے پہلے دمان کا حاکم ابو علی بن مامون سلطان محمود
 کا بہنوئی تھا جب وہ مر گیا اسکا بھائی مامون بن مامون بن مامون حاکم ہوا اس نے حاجب ^{۱۱۴}
 خوارزم میں خطبہ لکھا کہ سلطان کے نام کا جاری کیا اس پر کے دیار میں ملے او سکی برخلاف ہو گئے اور سکی کو
 قتل کر ڈالا یہ خبر پاکر سلطان محمود نے خوارزم کلخ لیا اور بناتسکین سپہ سالار کو
 دیکر مجبوس و مقتول کیا چہاردہم ^{۱۱۵} حملہ سلطان محمود کا قوج پر ہوا اس سفر میں سلطان نے
^{۱۱۶} شہر کے آغاز میں ایک لاکھ بیس ہزار سوار ساتھ لیکر پہلے پشا و پرہو نچا پھر بھاری
 راستے سے کشمیر آیا راجہ نے اطاعت منظور کر لی اور سلطان کے ہمراہ رہ کر دے سلطان
 بڑی بڑی مشکل گذار پھاڑوں سے گذر کر ایک بلند پہاڑ پر جا پہنچا دمان سخت قلعہ بنا ہوا
 تھا دمان کے راجہ نے سلطان کی ہدایت سے اسلام قبول کر لیا اور بت پرستی سے
 توبہ کی پھر دمان سے گذر کر سلطان قلعہ سند کہ یا سنو کہہ پر پہنچا راجہ دمان کا کلیچہ
 نام تھا وہ ہتھ بلہ پیش آیا اور سخت لڑائی ہوئی پچاس ہزار ہندو مارے گئے اور راجہ نے
 بھی خود کشی کر لی اس مقام پر ایک بڑا تھانہ تھا دوت اوہین سو نیکے تھے ایک بت کے
 آنکھوں میں دو یا قوت گران بہا قیمتی پچاس پچاس ہزار دینار سونے کے تھے دوسرے
 بت کے ایک آنکھ میں یا قوت ازرق چار سو مثقال وزن کا تھا اور سوناد و نون بتوں کا
 آٹھ ہزار آٹھ سو مثقال چار سو بتے اوہین پانہ سی کے تھے سلطان نے وہ تمام دولت

لشکر اسلام پر تقسیم کر دی اور بہت خانہ گرا دیا وہاں سے کل کر سوم شعبان ۸۰۸ ہجری
 کو سلطان قنوج میں یکایک جا پہنچا جاتے ہی شہر کا محاصرہ کر لیا اور دریائے گنگا کے
 کنارے سات قلعے سنگین بنے ہوئے تھے وہ ساتوں سات روز میں فتح ہوئے
 پھر شہر مفتوح ہوا راجہ نے اطاعت منظور کر لی اور جان و مال سے امان پائی۔
 اوسکا شہر مع خزائن پھر اوسکے حوالہ ہوا وہاں سے سلطان قلعہ چنڈیال کی طرف گیا
 اور اوسکو فتح کیا پھر متھرا کا رخ لیا وہاں پہنچ کر بہت خانے منہار کے اور دولت و مال
 سے مالا مال ہو کر دارالسلطنت غزنی پہنچا اور ایک عالیشان مسجد بنوائی ^{۸۱۰}ہندوستان
 حملہ سلطان کا پہرہ بند پرست ^{۸۱۳}میں راجہ انند کا لہجہ کے حاکم کی سرکوبی کے لئے ہوا
 کیونکہ اس راجہ نے با اتفاق اور راجاؤں کے راجہ قنوج پر بلعت اطاعت سلطانی کی تھی
 کی تھی اوس نے سلطان کو اطلاع دی تھی مگر جب سلطان ہند میں آیا تو سنا کہ راجہ
 قنوج قتل ہو چکا ہے اسلئے سلطان نے غضبناک ہو کر راجہ کا لہجہ کے شہر کو گھیر لیا اوسکے
 ملک کو تاراج کر دیا اور بسبب کسی امراض و رمی کے ناتمام چھوڑ کر دارالسلطنت غزنی کو
 چلا گیا۔ سو لہو ان حملہ سلطان کا راجہ جیپال ثانی سپہر انگپال فرزند جیپال دالی
 لاہور پر ہوا اس جرم میں کہ اوس نے قنوج کے ہمہ میں راجہ کا لہجہ کی مدد کی تھی سلطان
 لاہور پہنچ کر شہر کو منقوج کیا راجا کو لوٹ لیا حویلیاں مسمار کیں راجہ جیپال کا لہجہ
 بھاگ گیا اوس روز سے کل علاقہ پنجاب کا تھانہ سرنگ غزنین کی قلمرو میں شمار ہوا سلطان
 ناظم لاہور میں مقرر ہوا ^{۸۱۷}شتر ہوا ان حملہ سلطان کا سومات پر ہوا یہ ایک بہت بڑا
 عالیشان مندر ہندوؤں کا حد جزیرہ نما گجرات میں ایک ٹیلہ پر تھا ہر چاند رات ہندو
 وہاں ایک لاکھ سے زیادہ جمع ہوتے تھے برسوں دن پچاس لاکھ آدمی

اجتماع ہو جاتا تھا خزانہ نقد سونا چاندی جوہرات و ماں اسقدر تھا کہ کسی بادشاہ کے خزانہ میں نہوگا دو ہزار برہمن پوجاری اور دو ہزار گالون اس کے مصارف کے لئے راجاؤں کی طرف سے وقف تھے بڑے بت کے سپرد و سومن ورنی سونے کی زنجیر جڑا لٹکتی تھی جس کے ساتھ ایک سومن سونیکا گھنٹہ تھا تین سو حجام اور تین سو گوئے اور پانسو بارہ عورتیں ناچنے گانے والیاں تھیں مندر کا مکان بڑا سنگین لاکھوں روپیہ کی تیاری کا بنا ہوا تھا کڑوڑوں روپیکہ جوہرات بت خانہ کی دیواروں میں نصب تھا سلطان محمود براہ ملتان سومات گیا راہ میں بڑے بڑے شہر فتح کئے صدمات خانہ گراتا ہوا دیاں پہونچا پڑی گھسٹن کی لڑائی ہوئی اور ہر ہندو سومات کی پرتما سے پیٹ لپکڑا زار زار روتے اور دعا مانگتے تھے ادھر شکر اسلام میں اللہ اکبر کی تکبیر تھی۔ آخر شہر سلطان محمود مع فوج کے فتح کا تقارہ بجاتا ہوا قلعہ میں داخل ہوا اور دروازہ پر نشان مجبور لہرائی لگا تمام بت توڑ دئے گئے جب بڑے بت کی نوبت آئی پوجاریوں نے کہا کہ سلطان اس کے ہم وزن جوہرات لے لے مگر اسکو بدستور رہنے دیں سلطان نے ایک نہ مانی اور اپنے ماتھے سے گز مار کر توڑ ڈالا جب وہ پہوٹا تو اس کے پیٹ سے اسقدر جوہرات نکلا جو اس کے ہم وزن سے کئی وزن زیادہ تھا بڑا بت سفید پتھر کا بنا ہوا تھا پانچ گز لمبا تھا دو گز زمین میں اور تین گز باہر نمودار تھا۔ دو ٹکڑے اس کے ایک مکہ معظمہ اور دوسرا مدینہ منورہ پاندا کر نیکے لئے بھیجا اور دودار اسطقت غزنین کو پہچا دیا کہ ایک جامع مسجد اور دوسرا دیوان عام کے دروازے پر ڈال دیں میں لاکھ درہم طلائی سکوک بیشمار سونا وغیرہ اور چہہ طلائی ستون

۴
تاج خزانہ کا نصف کیا چین
صدی جری میں لکھیا
کراٹیک وہ لکڑا مقام نہوگا
پاؤں پانچ ہزار

بت خانہ کے جن میں الماس دیا قوت و مرد کے نگینے جڑے ہوئے کئی سو ہزار شتر چاندی کا لدا ہوا فتح نصیب غازیان ہوا۔

حق پرستی گر کبھی مطلوب ہے	ہو مسلمان بت پرستی چھوڑ دی
رشتہ الفت خدا اپنے سے جوڑ	توڑ دے بیشک بتوں کو توڑ دی

پند خالق سے ڈرنے کا نتیجہ رحمت ہے مخلوق سے خوف کرینکا انجام رحمت ہے۔

بتوں کی نہ جور و جفائی ڈرو	نہ کفار و آرماسے ڈرو
بتوں سے ہر ڈر تلو کس بات کا	خدا کے ہونہ سے خدا سے ڈرو

نکتہ انسانوں میں بدترین وہ انسان ہے جو خدا کے بغیر بتوں کو پوجے اور اونسے محبت رکھے۔

یہ ممکن ہے کہ ہو حاصل غیرو	محبت بت پرستی میں خدا کی
----------------------------	--------------------------

حکمت حق کی ذات صفات میں دوئی کو دخل نہیں ہے کیونکہ وہ ایک ہی اور ایک کی وحدت میں دوئی نہیں سماتی ہے پس بتوں کی پرستش سی باز آؤ۔

ایک بن جاؤ دوئی کو چھوڑ دو	رشتہ یک رنگی سے اپنا جوڑ دو
وہ خدا جب ایک ثابت ہو چکا	اور جتنے رکھتے ہو بت توڑ دو

حکایت

سلطان محمود کے عہد میں ایک شخص نے ہزار دینار کی تھیلی سر بہرہ امانتاً قاضی سپرد کر کے سفر کو چلا گیا جب واپس آیا تو تھیلی واپس لی اور اسکو کھول کر دیکھا تو بجائے دینار سرخ تانبے کے دینار پائے قاضی سے پوچھا تو اس نے کہا کہ

تیری سہ بہر تھیلی تیری حوالہ کر دی ہے مجھے کیا معلوم کہ اسکے اندر کیا تھا نا چاقو قاضی نے
 نا امید ہو کر مدعی سلطان محمود کے پاس گیا اور سارا قصہ عرض کیا بادشاہ نے
 سمجھا کہ بے ایمان قاضی نے تھیلی چیر کر اسکے دینار سہ سچ نکال لئے ہیں اور پھر تانے
 بکے دینار بہر کر تھیلی کسی استاد رفوگر سے سلائی ہے جسکا رفو بادھی النظر میں معلوم
 نہیں ہو سکتا یہہ امر سوچکر مدعی کو حکم دیا کہ تین روز کے بعد حاضر ہونا اور خود یہہ
 تجویز کی کہ اسی رات کو اپنے خوابگاہ کا فرش ایک طرف سے پہاڑ ڈالا اور خود
 علی الصبح سوار ہو کر شکار گاہ گیا بادشاہ کے جانیکے بعد فراش نے جب فرش شہر
 پٹا ہوا دیکھا تو بہت گھبرایا اور جانا کہ اب سیاست سلطانہ سے نجات ملنا محال ہے
 آخر رفوگر کی تلاش میں نکلا اتفاقاً اوسے استاد رفوگر سے جس نے وہ دینار دھکی
 تھیلی قاضی کے کہنے سے رفو کی تھی شاہی سند کو بھی رفو کرایا اور بادشاہ کے آفر
 سے پیشتر وہ سند بچھا دی رات کو جب بادشاہ شکار گاہ سے واپس آیا سند کو دست
 پایا فی الفور فراش کو بلایا اور حال دریافت کیا فراش نے سب کیفیت بے کم
 و کاست بیان کر دی پھر رفوگر کی طلبی ہوئی اور وہ اصل تھیلی دکھا کر حال پوچھا
 اس نے عرض کی کہ مان اسی سال میں نے یہہ تھیلی بجکم قاضی رفو کی تھی دست
 اس میں تانے کے دینار بھرے ہوئے تھے یہہ حال تحقیق کر کے بادشاہ نے
 قاضی کو بلوایا اور سخت مواخذہ کے بعد ہزار دینار سہ سچ قاضی سے مدعی کو دلوا دیا
 اور قاضی سے پچاس ہزار جرمانہ لیکر قضاعت مغفول کر دیا۔

ہین یہہ چارون چار لکان چہا

الامان ہر الامان ہر الامان

قاضی و ملا و مفتی و فقہ

آفسے گر ہو جاے سرزد کار بد

حکایت

سنا کے حاکم نے ایک سوداگر کا مال ناقص لے لیا وہ سلطان محمود کی خدمت میں آیا اور داد خواہ ہوا سلطان نے اپنا مہری پروانہ سوداگر کے استرداد مال کیلئے حاکم کے نام روانہ کیا مگر حاکم نے اوسکا مال مسترد کیا سوداگر بحالت یاس واپس آیا اور اپنا حال بیان کیا اوسوقت سلطان محمود کسی خیال میں مستغرق تھا سوداگر کا حال سنتے ہی چین برجین ہو گیا اور کہا کہ اگر وہ تیرا مال نہیں دیتا تو میں کیا کروں سوداگر نے عرض کیا کہ اگر بادشاہ کچھ نہیں کر سکتا تو مجھ سے کیا ہو سکتا ہے فرمایا کہ سہ پر خاک ڈال اس نے عرض کیا کہ جب بادشاہ کا حکم نوکر نامنے تو داد خواہ سہ پر خاک ڈالنے کے سوا اور کیا کر سکتا ہے سلطان محمود اس تقریر سے سخت متاثر ہوا اور فرمایا کہ مجھ سے غلطی ہوئی معاف کرو مجھ کو چاہئے کہ اپنے سہ پر خاک ڈالوں یہ کہہ کر اوسی وقت مدعی علیہ کی ماخوذی کا حکم دیا جب وہ گرفتار ہو کر آیا تو وہی پردہ جسکی تعمیل اس نے نہیں کی تھی اسکے گلے میں ڈالا اور گدھے پر سوار کر کے شہر تیشہنہر کرایا اور بعد اس رسوائی کے قتل کیا اور سوداگر کی حق رسی فرمائی -

اطاعت میں حاضر ہونا چاہئے

اُسے فی الحقیقت سزا چاہئے

جو بندہ ہو مالک کا خدمت گزار

نامنے جو محکوم حاکم کا حکم

پندہ انسان کو چاہئے کہ جب تک کلی لیاقت پیدا نہ کر لے بادشاہ کی خدمت کا طلبگار نہ ہو جب خدمت پائے اسکے انجام میں بدل و جان مصروف ہو جاوے مالک کے راز کا محافظ ہو اسکی مہربانی پر مغرور نہ ہو جب قدر بادشاہ اسکی عزت بڑھائے

یہ بے نیاز پیش آئے اسکے غصہ سے دُرسے رنجیدگی کا خوف کرے ۛ

مہربانی جقدر مالک کی ہو چاہی ہو کر کر عجز و نیاز مگر وہ اسکی عنایت پروردگار چہ بجای امیر سر فراز

حکایت

ایک روز ایک غیب سلطان محمود کے پاس داد خواہ آیا کہ ایک ترکی ملازم بادشاہی
میری حسین بی بی پر عاشق ہو گیا ہے دوسرے تیسرے رات کو میری گھر آتا ہے
اور میری منکوہ سے ہم صحبت ہوتا ہے اور مجھ کو بولنے نہیں دیتا بلکہ کہتا ہے
کہ اگر تو از فاش کریگا تو جان سے مار ڈالوں گا میں اپنی جان کی خوف سے اب تک خاموش
رہا آج ہجوم غم نے اپ کی خدمت میں حاضر کیا بادشاہ یہ سن کر غضبناک ہو گیا اور
فرمایا کہ جسوقت وہ آئے اسی وقت کو تو ال کے آدمی کو جو تیرے گھر کے پاس ہے
ماور ہو گا خبر کر دینا اور سلطان محمود نے اسی وقت کو تو ال کو بلا کر مستغیث کے
گھر کا نشان بتلا دیا اور حکم دیا کہ جسوقت کسی مستغیث کے طرف سے اطلاع پہنچی
کہ ملازم اسکے گھر موجود ہے تو اسی وقت بعد ماخوذی مجرم مجھ کو اطلاع دینا چوتھی
رات کو پھر وہ ترک حسب العادت آیا اور اپنے کام میں مشغول ہوا مستغیث نے خفیہ
پولس کو خبر دی اوس نے کو تو ال کو اطلاع دی کو تو ال اسی وقت مستغیث کے
گھر پہنچا اور ترک کو گرفتار کر کے موقع ہی پر زیر حراست رکھا اور بادشاہ سے جا کر سارا
واقعہ عرض کیا بادشاہ کو تو ال کے ساتھ مستغیث کے گھر پہنچا اور بعد دریافت
فرمایا کہ چراغ گل کر دو جب روشنی جاتی رہی بادشاہ نے مجرم کو آب تیغ سے سیراب
کیا جب چراغ روشن کیا گیا مستغیث سے کھانا طلب کیا اُس نے بڑی سوکھی وٹی

وسرکہ پیش کیا بادشاہ نے بخوابش تمام کھایا پھر مقتول کا چہرہ دیکھ کر دوگانہ شکر یہ ادا کیا مستغیت نے دست بستہ چراغ خاموش کرائے اور کھانا کھانے و دوگانہ پڑبنے کا سبب دریافت کیا فرمایا آج چوتھا روز ہے کہ تو نے اپنا حال مجھ سے کہا تھا اس وقت میں نے قسم کھائی تھی کہ جب تک میں تیرا انصاف نہ کروں گا کھانا نہ کھاؤں گا آج میں سخت بھوکھا تھا اس لئے بعد قتل مجرم کے پہلے کھانا کھایا اور چراغ گل کرنے میں حکمت یہ تھی کہ شاید کوئی میرا عزیز ہو اور میں اسے دیکھ کر انصاف نہ کر سکوں کھانے سے فارغ ہونیکے بعد جب میں نے اوسکا چہرہ دیکھا تو غیر شخص کو پایا اسلئے دوگانہ شکر بارگاہِ احدیت میں ادا کیا *

ہنہن ظالم کو غیر از ظلم حاصل	اٹھاتا ہے ستم آخر ستم گار
جفا جو کو جفا ملتا ہے شرہ	سدا آزار پاتا ہے دل آزار

نکتہ شہوت کا بندہ نفس کی تابعدار خدا کے حضور میں ذلیل و خوار ہر بلکہ اوس سے تمام خدائی نیرا ہے *

جو ہووے حرص کا پابند بندہ	وہ بندہ ہے کہاں بندہ خدا کا
جہاں میں اسکی ہر صورت سب نیرا	ہر اک خرد و کلان بندہ خدا کا

حکایت

ایک روز ایک عورت کو ہ بلوچ سے جو مالک رسے کے علاقہ میں ہے سلطان محمود کے پاس داد خواہ آئی کہ میرا اور میرے خاندان کا تمام مال اور سب باب لوٹ لیگئے اور راہ آمد و رفت کی بھی بند کر دی ہے سلطان محمود نے پوچھا کہ کوہ بلوچ کہاں

واقع ہے اس سستیغیثہ نے عرض کی کہ بادشاہ کو چاہئے کہ اس قدر مال اپنے قبضہ رکھے جسکی خبر گیری کر سکے اور اگر ایسا ہو کہ بادشاہ اپنے قلمرو کے ملکوں کے نام سے بھی واقف نہ ہو تو اسکی رعایا کا کیا حال ہوگا سلطان نے یہ جملہ سنکر فرمایا کہ تو سچ کہتی ہے اسی وقت ایک قافلہ تیار کیا اور بشمار سیب و مٹون پر لد و اگر انکو ہمراہ کیا اور چند شیشے زہر بلا ہل کے دے اور فرمایا کہ تم کو وہ بلوچ کیطرف جاؤ اور جب موقع پر پہونچو سیبوں کو زہر آلود کر دو اور بار بار اوتار کر اٹھو تو کو جنگل میں چھوڑ دو اور تم سب کمین گاہ میں چھپے ہو جب قطع الطریق آئین اور تمھارا مال لوٹنے لگیں تو ان کے فراہم نہونا یہ حکم سنکر وہ قافلہ عورت کے ساتھ ہو لیا اور دوروں اول موقع پر پہونچنے سے کل سیبوں کو زہر آلود کر دیا اور موقع پر پہونچکر بار اٹار دے اور خود چھپ رہے رات کیوقت زہر ن آئے قافلہ کا مال لیا اور سیب پر ذائقہ کھا شروع کئے تھوڑی ہی دیر کے بعد زہر کی تاثیر ہوئی اور سب کے سب ہلاک ہو گئے بادشاہ نے زہر نون کے مال و متاع کی ضبطی کر کے سارا مال بڑھیا کو دیدیا جسے بڑھیا مال مال اور دولت سے نہال ہو گئی ۛ

شاہ عادل ہے خبر گیر جہان

مرد با انصاف ہے انصاف دست

راہ پر آتی ہے قوم زہر نون

کاسپتے ہیں چولہے کے رعب سے

عبرت ۴۲۱ ہجری میں (۶۳) سال کی عمر (۳۲) برس کی سلطنت کے بعد سلطان محمود کا پیمانہ عمر لبریز ہوا بیمار سی بڑھتی گئی جب سلطان محمود کو اپنی زندگی کی امید نہ رہی فرمایا کہ تمام جواہر خانے اور دولت کے خزانے دربار میں بائیں شایستہ ترتیب دو چونکہ ان خزانوں کے لئے ایک مکان میں گنجائش نہ تھی بیرون شہر ایک وسیع میدان

میں جیسے کھڑے ہو گئے اور ان خیام میں کشمیری پشیمین سقرات اٹلس فرنگی
 دیبا سے رومی نخل کا ثنائی قالین ایرانی بطر زنا لیتے سجائے گئے اور کڑوڑ دن لاکھوں
 روپیہ کے توڑے اور اشرفیوں کی تھیلیاں اور بلور کی ڈبیچوں میں لعل بدخشان
 جواہر آبدار و گوہر شامہوار و تاج مرصع اور سونے چاندی کی کرسیاں اور بڑا تخت
 اسکے علاوہ ہزاروں نوادرات روزگار و گران بہا عجائبات سے وہ میدان آسمان
 ہشتم کا مقابلہ کر رہا تھا۔ وہ محمود جبکی ران کے نیچے عمر بھر قبائل کا گھوڑا بھلی
 کی طرح چمکتا رہا ایک پالکی میں تصویرے جان کی طرح لیٹا ہوا آیا اور تکیوں کے
 سہارے سے تخت زرگار پر بیٹھا اور وہ آمراد دولت دار کان سلطنت کے خون ریزوں
 کی مصیبتوں میں جان و تن سے ہر معرکہ میں شریک رہے سب جھکائے ہوئے
 کھڑے تھے اور سب پر ایک یاس حسرت کا عالم چھایا ہوا تھا۔ سلطان محمود نے
 پہلے اہل دربار کو بنظر یاس دیکھا پھر جواہرات پر نظر ڈالی اسکے بعد فیلان بندہ و شتران
 بغدادی و اسپان عاتی کے ملاحظہ کی نوبت آئی جو زرکار جوہر لون و مرصع نگار یورپ
 سے خدائی قدرت کے نمونے تھے بعض مورخ لکھتے ہیں کہ بار بار سلطان محمود حسرت
 آلود نگاہ سے ان چیزوں کو دیکھتا تھا اور آنکھ بند کر لیتا تھا اسی حالت میں اسکی
 روح پاک نے اس بیکر عنصری سے مفارقت کی *

نکتہ طالب دنیا کو اول تحصیل مال کی تدبیر و فکر میں کاہش جان و تن ہوتی ہے
 پھر اسکی حفاظت و پاسپانی کی پہر آخری وقت اسکی چھوڑ جانیکا غم اپنے
 ساتھ بیجا تا ہے *

طالب دنیا گرفتار بلا

ابتداء سے انتہا تک ہے مدام

زندہ ہے جب تک ہر اسکی فکر میں | دل میں لچا تا ہی پھر خار بلا

فائدہ عاقبت اندیش دنیا کا طالب نہیں ہوتا کیونکہ یہ بڑی ہی سکا راورد خا
 شعار ہے طالبین کے نظر میں اسکی زینت ایسی ہے بیسے عروس کسب کی نگاہیں اُسی پر
 پڑتی ہیں قلوباوس کے شیفہ ہیں اور جہانین اسکی فسہیفہ اس
 میں جو چیز ہے اوس کو ایک نہ ایک دن فنا ہوتا ہے موت اسکے تعاقب میں ہے
 اور حکم قضا اسکے دنبال میں۔ نشہ پندار سے بیدار ہوا اور بیہوشی سے ہوشیار پشتر اس
 سے کہ لوگ کہیں کہ فلان شخص بیمار ہے اور مرض سخت میں گرفتار کچھ دوا بتا دیا
 حکیم کو بلاؤ اور پھر طبیب تمہارے لئے آئیں اور امید شفا نہ پائیں پھر یہ شہور ہو
 کہ فلان شخص نے وصیت کی اور اپنے مال کو یوں تقسیم کیا اور جبکہ پاس سے لینا
 اس سے لیا پھر کہیں کہ لو صاحب انکی زبان بند ہو گئی نہ بہائیوں سے بولتے ہیں
 نہ ہمایوں کو پہچانتے ہیں نہ لب کھولتے ہیں اور اسوقت تمہاری پیشانی عرق
 سے تر ہواور سینہ آہ سے مضطرب اور گمان موت کا صدق کی کرسی پر جلوہ گر معلوم ہو
 اور سب خویش و بیگانہ مبتلائے گریہ و زاری ہوں کوئی کہے ارے یہ تیرا فدان برادر
 اور یہ تیرا لخت جگر ہے ولیکن تم کچھ جواب نہ دے سکو زبان پر مہر خاموشی ہو
 پھر تم پر قضا نازل ہو اور قالب سے روح نکل کر عالم بالا کو روانہ ہو۔ اسوقت
 تمام برادری جمع ہو کفن سیا جاسے اور غسل دیکر تم کو پہنایا جاسے عیادت والے
 گھر بیٹھ رہیں اور حاسد خوب شکہیں تمہارے گھر والوں کو تمہارا مال مد نظر ہو
 اور تم پر جوابدہی اعمال لازم ہو۔

چنانچہ اس مضمون کو جو شیخ مصلح الدین سعدی رحمہ نظم فرمایا ہی دیتا حوالہ قلم ہے

فی التنبیه

رفوئیکه زیر خاک تن مانہان شود
 یارب بفضل خویش بہ بخشای بندہ را
 بیچارہ آدمی کہ اگر خود ہزار سال
 ہم عاقبت چو نوبت رفتن بدورسد
 فریاد از ان زمان کہ تن نازنین ما
 اصحاب را چو واقعہ ما خبر کنند
 وانکس کہ مشفقست و دلش مہربانست
 دانگہ کہ چشم بر رخ ما انگند طیب
 گوید فلان شراب طلب کن کہ سودت
 شاید کہ یک دوروز دگر ماند و عمر ما
 یاران و دوستان ہمہ در فکر عاقبت
 تا آن زمان کہ چہرہ بگرد ز حال خویش
 و ان رنج در وجود بنوعی اثر کند
 در درطہ ہلاک فتنہ کشتی وجود
 آمد شد ملائکہ در وقت قبض روح
 باید کہ در چشیدن آن جام بہر ناک
 یارب بد بخش کہ ما را در آن زمان

ق

و آنہا کہ کردہ ایم یکا یک عیان شود
 آندم کہ عازم سفر آنجہان شود
 مہلت بیابد از اجل و کامران شود
 با صد ہزار حسرت از ان جا روان شود
 بر بستر ہوا فتد و ناتوان شود
 ہر دم کسے بر سم عیادت روان شود
 در جتن دو اسیر این و آن شود
 در حال ما چو فکر کند بدگمان شود
 ما را بدان امید بسے در زیان شود
 و آن یک دوروز بر سر شود و زیان شود
 کا حوال بر چگونہ و حال از چہان شود
 و آن رنگ رخوانی ما ز غفران شود
 کز لاغری بسان یکی ریسمان شود
 نیز از عمل بماند و بے باد بان شود
 چون بنگریم دیدہ ما خون فشان شود
 شیرینی شہادت ما در زیان شود
 قول زبان موافق صدق جہان شود

ایمان باز خارت شهبان گاهدار
 فی الجمله روح و جسم بهم منفرق شوند
 جان او بود پدید شود در زمین فرو
 آوازه در سراسر یفتد که خواجه مرد
 از یک طرف غلام بگیرد بهای بهای
 در یتیم گوهر یک دانه راز اشک
 تا بوت و پنبه و کفن آرد و مرده شود
 آرد نقش تا بلب گور و هر که هست
 هر کس رود بمصلحت خویش جسم ما
 پس منکر و نیکر بپرسند حال ما
 گر کرده ایم خیر و نماز و خلاف نفس
 در جرم و معصیت بود و فسق کار ما
 یک هفته یا دو هفته کم و بیش صبح و شام
 حلوا سه صحن شب جمع چند بار
 و آن هم سرغریز که از وعده دست داشت
 میراث گیر کم خرد آید چیتجوع
 نامی ز ما ماند و اجزای ما تمام
 و آنکه که چند سال برین حال بگذرد
 و آن صورت لطیف شود جمله در خاک

تا از عذاب چشم تو بپایان شود
 مرغ از نفس بر آید و در آشیان شود
 در پاک باشد او بر آسمان شود
 و ز بیم وزیر خسته پراهِ و فغان شود
 و ز یک طرف کنیز هزار می کنان شود
 جزع و دودیده پر ز عقیق یان شود
 او را و ذکر آن زگران تا گران شود
 بعد از نماز باز سر خان مان شود
 نجوس و مستند در آن خاکدان شود
 وین جله حکمها ز پئے امتحان شود
 آن خاکدان تیره با گلستان شود
 آتش در و فتد بلخ هم دغان شود
 با گریه دوست هم دم و همدستان شود
 بهر ریایان نه هر گو رخسان شود
 خواهد که باز بسته عقد فلان شود
 بس گفتگو بر سر باغ دکان شود
 در زیر خاک باغم و حسرت نهان شود
 آن نام نیز گرم شود و بے نشان شود
 و آن جسم زورمند کف استخوان شود

از خاک گورخانه با حشته‌ها پزند
 دوران روزگار با بگذرد و بے
 بار و زیست خیر که اضاف خلق را
 حکم خدا سے عز و جل کائنات را
 از گفتن و شنیدن و از کرد و ما سجد
 میزان عدل نصیب کند از برای خلق
 هر کس نگه کند به بد و نیک خویشتن
 بندند باز بر سر دوزخ پل صراط
 و آنکس که از صراط بلرزد پائے او
 اشترار را حرارت دوزخ کند قبول
 بس روئے همچو ماه ز خجلت شود سیاه
 بس شخص بنوا که در از علو قدر
 بس پیرستمند که در گلشن مراد
 مسکین اسیر نفس و هوا کا ندان مقام
 برگزیده که از براس طبعان کشته خدا
 حرم دلی که در حرم آباد اسن و پیش
 این کار و ولست نداند کسے یقین

و آن خاک و خشت و سنگش گل گیران شود
 گاهی شود بهار و در گره خزان شود
 تنها ز بهر عرض قرین روان شود
 در فضل هر فصله بجلی روان شود
 در موقف محاسبه یک بیک عیان شود
 یکسر سبک بر آید و یکسر گران شود
 آنجا یکے غلگین و یکی شادمان شود
 هر کس از و گذشت مقیم جهان شود
 در خواری و نهضاب ابد جاودان شود
 و احمر را رعنایت حق سائبان شود
 بس قدیمو تیر نیست کسان شود
 عشرت سرا سے جنت اعلی مکان شود
 بوئے بهشت بشنود و نوجوان شود
 با صد هزار غصه قمرین هوان شود
 ماصی چگونہ بر سر آن برگ خوان شود
 حق را بخوان لطف و کرم میهان شود
 سعدی یقین بخت غلّت چسان شود

سلطان محمد عثمان خان ارطغرل غازی

یہ پہلا شخص ہے جس نے سلطنت عثمانیہ کی بنیاد ۹۹۹ھ ہجری میں تخت سلطنت پر بیٹھا اور پہلے قرہ حصار کو فتح کر کے اپنا دار السلطنت بنایا۔ بڑا الو العزم اور صاحب ہمت بادشاہ تھا اسکی عدالت اور رعایا پر درمی شہور ہے۔ مورخین نے لکھا ہے کہ اس بادشاہ نے ایک جہ اپنے پاس جمع کر رکھا جس قدر مال غنیمت آتا تھا تقسیم کر دیتا تھا چنانچہ انتقال کے بعد بحر زمرہ اور کمر بند تلوار کے اور کوئی چیز نقد و جنس کی قسم سے اس بادشاہ نامور کے پاس سے نہیں نکلی۔

سلطان محمد عثمان خان نے بروز قوت بازو سلطنت عثمانیہ کی بنیاد قائم کی قرہ حصار کو مفتوح کر کے حاکم برصہ سے مقابلہ کیا اور اس کے اکثر ملکوں کو فتح کر لیا اسلام کی عام دعوت دی بعض عیسائی فرماؤں نے اسلام قبول کیا بعضوں نے جزیہ دینا گوارا کیا بعض جنگ میں گرفتار ہوئے۔

قلعہ برصہ جب قبض و تصرف میں آیا تو علاوہ مال و اسباب کے تیس ہزار شرفیاء نقد غنیمت میں آئیں۔ ستائیس سال کمال استقلال اور دینداری کے ساتھ سلطنت کی ادھرتی برس کی عمر پائی آخر دم میں رمضان ۸۷۷ھ ہجری میں دنیا و اہل دنیا کو چھوڑا اس بانی سلطنت و حامی دین نے اپنے فرزند کو چند نصیحتیں کیں جن میں جو ہدیہ ناظرین کئے جاتے ہیں۔

نصائح دنیا کی دولت مستعار سے غافل نہ ہونا۔ ملک میں جور و تعدی مایہ ناز نہ رکھنا۔ عدل و انصاف سے شیوہ سلاطین عادل ہے۔ اشاعت اسلام ہر مسلمان پر فرض ہے خواہ بہ تدبیر ہو یا بشمشیر۔ علما کی عزت فقر کا ادب کرنا چاہیے جس سے ملنا بکشاہ پیشانی ملنا۔ عطا و کرم اپنا آئین رکھنا۔ جس بادشاہ کی

عدل و کرم نہیں وہ بادشاہ نہیں۔ جو مرنے سے ڈرتے ہیں وہ خالق سے غافل ہیں۔
 ہم کو اللہ پاک نے شرفِ اسلام عنایت فرمایا 'ورق و نصرت' دمی جہان تک ممکن ہو امانت
 پر ہمیں اور ترویجِ اسلام میں کوشش کرنی چاہئے کسی وقت مالکِ حقیقی کو نہ بھولنا
 و راہِ کی راہ میں جان و مال سے حاضر رہنا۔

پس دنیا کا مال تم اپنا بنانا بلکہ یہ تصور کرو کہ یہ کس قدر زمانہ کے واسطے
 عاریتاً ہمارے سپرد ہے ہم سے پہلے بھی یہ مال کسی اور مالک کا مال کہلاتا اب ہمارے
 پاس ہے ہمارے بعد کسی اور کا ہوگا +

یار ہر جانی ہے اس سے دوستی کر و ہمیں
 سامنے ہو تو نظر اس پر بھی کرتی نہیں

اہل دنیا پر مال اپنا جی کرتے نہیں
 رو برو آئے تو جانتی ہیں وہ ہاں کس

مکتہ خدا کا خوف انسان کے دل کا چراغ ہے اگر یہ نہ ہو تو انسان گویا ظلمت
 میں اسیر ہے +

عذابِ قبر اور روزِ جزا سے
 ڈرو گے تم اگر اپنے خدا سے

کرو خوف اور رہو خائفِ ہمیشہ
 چراغِ سینہ ہو جائیگا روشن

حکمتِ ظلم باعثِ زوالِ مملکت ہے اور عورت کی محبت سببِ کلتِ بدون کی
 صحبتِ بدنام کرتی ہے اور نیکون کی صحبت نامور +

با بدن اسے نیکو صحبت مدار
 تا باندِ حکم و دولت یار

بازنانِ اُلفت مکن اسے مرجع
 از سر جو رستم پر ہیز گن

حکمتِ شجاعت یہ ہے کہ قوتِ غضبِ روحِ انسانی کی مطیع ہو کر اس کو خوف
 و خطر کے مقام پر ایسا قائم رکھے کہ کسی طرح اضطرابِ ظاہر نہ ہو اور عفت یہ ہے

کہ قوت شہوت نفس ناطقہ کی مطیع ہو کر اسکی رائے کے مطابق عمل کرے اپنی خودروی کو اسین دخل دے اور اچھے چلن اور نیک عادتین نماہر ہوں عدالت یہ ہے کہ سب قوتیں متفق ہو کر نفس ناطقہ کی فرمان برداری کریں اور ہر ایک اپنی حد اعتدال سے تجاوز نہ کرے اور عادل ہر ایک قوت کی علیحدہ علیحدہ کش مکش سے محفوظ رہ کر عدل و انصاف پر قائم رہے۔

اُنسے اے مرد دانا کام لے

بنکے اکیفسر برابر کام لے

قوتیں جتنی ہیں تیری جسم میں

انکو ہرگز بڑھنے اور کھٹنے نہ دے

سلطان علاء الدین خلجی بادشاہ ہندوستان

یہ بادشاہ داماد اور برادر زادہ سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی کا ہے بعد قتل جلال الدین کے ۶۹۷ ہجری میں تخت نشین ہوا شجاعت میں نامور اور مہمت وادلم الغزنی میں ضربا مثل تھا چار لاکھ پچھتر ہزار سوار اس کے ہمراہ تھے۔ جب یہ تخت نشین ہوا تو خزانوں کے منہ کھول دئے اور داد و دہش کے ساتھ عیش و عشرت کی محفلیں گرم کیں *

فائدہ بادشاہ کے عیش و عشرت کی وجہ سے بہت بُرا اثر امور سلطنت میں پڑنے لگا اور ہر چار طرف فتنہ و فساد نے رو دکھلایا ایک روز بادشاہ نے ایمان دولت کو جمع کر کے بے انتظامی کا حال پوچھا وزیر آداب بجالایا اور عرض کی کہ بادشاہ کی عیش و عشرت و شراب خواری اور امر آرد دولت کی آپس میں شادی اور فوج کی زیادتی تنخواہ اور غلہ کا کیسان نہ خنہ ہونے سے یہ سارا فساد پراپور رہا ہے بادشاہ

بھٹہ شکر قسبہ ہوا اور اسی روز سے شرابخواری چھوڑ دی اور حکم دیا کہ کوئی امیر شراب
 نہ پئے چنانچہ صولت افغانی میں مذکور ہے کہ سب نے شراب کے بہرے ہوئے خم
 پہنک دی جس سے ایک نالہ جاری ہو گیا اور حکم دیا گیا کہ بدون اطلاع پادشاہ کے
 ادا آپس میں شادی نہ کرنے پائیں اور نرخ غلہ کا پادشاہ نے اپنی مرض پر رکھا موزین لکھتے ہیں
 اس پادشاہ کے عہد میں امن و امانی ایسی ہوئی کہ ہندوستان میں کسی پادشاہ کو نصیب نہ ہوئی
 تھی صاحبِ اقبال ایسا تھا کہ گجرات پر لشکر کشی کی اور فتح پاکر سومات کا بت دہلی میں لایا ادا
 زمین میں اب دیا اور تاتاری لشکر کو شکست دیا راجہ پتھور کو گرفتار کر کے قتل کیا اور راجہ
 رتن سین والی چتور مقتول ہوا ملک تلنگانہ اور دکن سمندر کے کنارے تک سمیت بندر و شہر
 تک فتح کیا کرناٹک کو مفتوح کر کے بڑے بڑے بت خانہ گر لے بشمار سونکی موثرین
 غارت میں لہن پنجاب کے ملک کا اُس نے ایسا انتظام کیا کہ اُسکی زندگی تک پھر لشکر
 تاتاری نہ منہوں اُس طرف کا رخ کیا۔ پادشاہی شان و شکوہ کو بہت بڑھایا ماتی پر عمار
 پھلے اُس نے رکھی اور سکندر ثانی اپنا خطاب مقرر کیا اور علما فضل خدا پرست شاعر
 حکیم غرض ہر فن کے ایسے صاحب کمال موجود تھے کہ جہاں نظیر آج تک نظر نہیں آتا چنانچہ
 اکثر علما کی کتابیں اور حضرت سلطان المشائخ نظام الدین محبوب الہی رحم کے نصائح اور
 حضرت امیر خسرو کی کتابیں اب تک موجود ہیں ۴۔

نکتہ تین چیزیں انسان کے ہلاک ہونیکا باعث ہیں اولاً گنہ کرنا توبہ کے حوصلہ پر
 ثانیاً نائب ہونا زندگی کے بھروسہ پر ثالثاً بخشش کی امید پر اپنے بڑے جرم کو ناچیز بنا

گرچہ فضل نیردی ہے فضل عام	مہر کوئی ہے فضل کا امیدوار
پر تو اُس کے فضل کا امید پر	ہو کے وحشی مت گنہ کر بار بار

<p>بلکہ سرزد تھجھ سے جب ہو خطا توبہ کو کلمہ پر نہ رکھنا منحصر</p>	<p>توبہ کر فوراً بخوف کر دگار زیست کا دم بھرنے کا اعتبار</p>
<p>حکمت بادشاہ وہ ہے کہ نفسانی شہوتوں پر ہیز رکھے راستی شعار ہو علم و فضل سے مستور لے قیدیوں کی دلجوئی سودا گروں اور عامہ رعایا کی خبر گیری اور پاسبانی رکھے رعایا و امرا دولت کو گستاخ ہو یگانا موقع مذے جنگ کا سامان خزانہ میں فراہم رکھے دشمن کے ارادہ سے باخبر ہے اپنے درباری امیر و وزیر اُسے ارکان دولت خیر خواہان ریاست اور اولاد سے محبت پیش لے فوج کی پروہن عدل و انصاف کی طرف توجہ مسافروں و غریبوں کی خدمت میں حاضر ہے عیش و لذت نا جائز میں منہمک نہ ہو اور اپنے عیش و آرام کو امور مملکت پر مقدم نہ کرے</p>	
<p>شاہ آں باشد کہ باشد راستباز اہل علم و اہل فضل و عقل را</p>	<p>راستی را در جہان اراد شعرا دایم اندر قرب خود بخشد و قفا</p>
<p>پاسبانی خلق باشد روز و شب با خبر ماند ز عسکر دشمنان</p>	<p>حافظ اہل جہان لیل و نہا بخیہ اش پیر زور و باز و ستوا</p>
<p>تکتہ چھ چیزیں مملکت کو نقصان پہنچاتے ہیں اول نرخ غلہ برابر نہونا اور گرانی قحط کا پڑنا دوم کمی خزانہ سوم پادشاہ کی شرانجوازی و غفلت و بے خبری چہارم دشمنوں کی کثرت پنجم اہل ایمان کی قلت ششم رعایا کی ناراضی اور عالموں کا ظلم</p>	
<p>کس طرح قائم ہے وہ سلطنت جس کے دشمن جو بہت اور کم ہوں دوست</p>	<p>جبکہ سلطان بے خبر ہو کام سے بیٹھہ سکتا ہے وہ کب آرام سے</p>
<p>تذکرہ وفات تین سال سلطان علاء الدین خلجی نے کہا استقلال کے ساتھ سلطنت کی کل صوبجات ہندوستان میں اسکے عہد میں عمدہ انتظام رہا آخر</p>	

۱۵۸۰ ہجری میں کاغور نامی ایک امیر نے زہر دیا جس نے اُسکا فیصلہ کر دیا کہ ۔

سلطان سکندر لودھی

یحیہ بادشاہ بعد انتقال سلطان بھلول کے تخت سلطنت پر متمکن ہوا شہر اگرہ اسی کا بنا کیا ہوا
یادگار سے یحیہ بادشاہ ہر روز دربار کیا کرتا تھا اور بذات خود دادرسی ستیفیشن کی کرتا تو
ضعیف کو یکساں لکھتا ہر کام میں انصاف کرتا تھا خلافت پر مہربان تھا ہمیشہ سخن حق کی
رعایت کرتا حق گو و حق پسند تھا ہر گز نہ ہوا نفس عمل نہ کرتا علما فضلا اسکے مشیر تھے سخت
میں مشہور گزرا ہے اسکے عہد میں تمام ہندوستان میں مسجدیں آباد تھیں ۔ عورتوں کو زیارت
قبور سے منع فرمایا اور سالار مسعود غازی کا نشان جو ہر سال ہر ایچ لیجاتے تھے اسکی قات
کی احکام شریعت کو رونق اور علم کو ترقی دی احکام شرع کی پوری پوری پابندی کی ۔ پت پستی
کا بازار سرد کیا اٹھائیس سال تک بالائے تقدال سلطنت کی آخر سلسلہ ہجری میں انتقال کر گیا

حکایت

سلطان سکندر لودھی کے عہد میں دوجائی گوالیار کے رہنے والے بکالت پریشان بہرائی
شکر چلے گئے تھے کہیں انکو لوٹ میں یا قوت رمانی اور کچھ سامان ملا انہیں سے ایک نے کہا
کہ بھائی بس بھین سے واپس چلو مدعا حاصل ہو گیا دوسرے نے کہا بھائی صاحب جب خدا تعالیٰ
نے پہلے ہی مرتبہ اتنا مال دیا ہے تو بار ثانی کیا عجب ہے کہ اس سے بھی زیادہ دولت نصیب ہے
اسپر ایک بھائی نے کہا کہ میں تو جاتا ہوں آپ کو اختیار ہے جب چھوٹے بھائی نے گھر کی
راہ لی تو بڑے بھائی نے اپنے حصہ کا مال اُسکو دیکر کہا کہ مجھے تم میری زوجہ کو دیدینا جب چھوٹا
بھائی گھر آیا بھائی کا مال اُس کے بی بی کو حسب وصیت دیدیا مگر یا قوت نہ میں دیا تھوڑے
دن بعد جب بڑا بھائی اپنے آپکا جوروسے مال مرسلہ مانگا عورت نے سب سامان اُس کے

سامنے لاکر رکھ دیا شوہر نے یا قوت نہ پایا پوچھا یا قوت کہاں ہے عورت نے کہا میں کیا جانوں
 نہ یا قوت مجھ کو تمہارے بھائی نے دیا نہ میں نے کبھی دیکھا جو کچھ اُس نے دیا تھا وہ تمہارے
 سامنے ہے بھائی سے دریافت کیا تو اُس نے بیان کیا کہ اسی اسباب کے ساتھ یا قوت بھی
 دیکھا ہوں کیا عجب کہ اُس نے چھپا رکھا ہو ذرا متنبہ و تہدید کرو گے تو بتا دو گی اُس نے
 جب اپنے چور کو خوب مارا تو اُس بچاری نے مار کے خوف سے ایک شب کی امت
 چاہی اور علی الصبح وزیر کی خدمت میں حاضر ہوئی اور سارا قصہ مفصل بیان کیا وزیر نے
 اُس کے خاوند اور دیور کو بالمشافہ بلوایا اور پوچھا تو اُس نے کہا میں نے یا قوت اس عورت
 کو دیا ہے اور دو برہمن کو رشوت دے دلا کر دانی شہادت میں پیش کیا وزیر نے اُس کے
 خاوند سے کہا کہ اپنی عورت سے یا قوت طلب کر جب عورت نے یہ حال دیکھا۔
 سلطان کی خدمت میں داد خواہ ہوئی سلطان نے سب کو مع گواہوں کے رو برو طلب
 کیا اور ہر ایک کو دوسرے کی نظر سے جدا رکھا اور ہر ایک کو موم دیا کہ اسکی صورت
 بنائیں ان دو بھائیوں نے تو اسکی شکل بنائی مگر مصنوعی گواہوں نے برعکس ایک دوسرے کے
 بنائے جب عورت کو تاکید لگائی تو اُس نے عرض کیا کہ جو چیز نہیں دیکھی ہے اسکی صورت
 کیونکر بناؤں۔ بادشاہ نے وزیر کو مخاطب کیا اور گواہوں کو سخت تہدید کر کے کہا کہ
 سچ کہو ورنہ جان سے مارے جاؤ گے ہیبت سلطانی نے اصل حال چھوٹی گواہی دینے کا
 عرض کر دیا بادشاہ نے اُس کے بہائی کو رو برو طلب کر کے پوچھا تو وہ معترف بہ تصور
 ہوا اور پارچہ لعل بہائی کی خدمت میں پیش کیا عورت پادشاہ عادل کے انصاف سے
 اپنی شوہر کی نظر میں اول سے زیادہ عزیز ہوئی اور اس کا دیور معرض سیاست میں
 آیا اور اپنے عمل بد کی سزا پائی۔

بود حاکم بلکہ عدل بیشک	کز سبے خوف نیکو کار باشند
بدر و داؤد انصافش ہمیشہ	تہ تیغ سستم بدکار باشند
<p>نکستہ جو انسان عقل کو امیر مشورت کو وزیر تدبیر کو مصاحب مال اندیشی کو امین حکم کو سپہ سالار خدا ترسی کو یار تحمل کو خزانہ بردباری کو لشکر بنائے گا وہ جسم کی سلطنت میں اختیار حاصل کر سکتا ہے۔</p>	
عقل کو فرمان روا جسم و جان	دانش و تدبیر و امان و وزیر
گھر میں تو گنج محل جسم کر	تا بلکہ جسم بن جائے امیر
<p>فائدہ جب انسان کی آنکھوں میں حرص و طمع جلوہ گر ہوتی ہے تو سو آخر جس کے اسکو کچھ دکھائی نہیں دیتا بلکہ اسکے دل کی آنکھ بھی نیکی و نیکو کاروں کو دیکھنے سے بند ہو جاتی ہیں۔</p>	
صاف ہو جاتا ہے بس آدمی	ڈالتی ہے حرص حی انسان پر زور
دل پہ چھا جاتا ہے اندھیرا اس قدر	چشم بینا جس سے ہو جاتی ہے کور
<p>حکمت حرص و ہوا ایک ایسا درخت ہے جسکی جڑ انسان کے دل میں جگہ پکڑی ہوئی ہے پس آدمی کو چاہئے کہ عبادت و ریاضت کے زور سے اسکو ہلائے کہ وہ جڑ سٹ ہو جائے آئندہ بڑھنے نہ پائے۔</p>	
تیرے دل میں کہتا ہی مضبوط بیخ	یہ دنیا کی حرص و طمع کا نہال
نہ بڑھنے دے اسکو اگر مرد ہے	نخل گر کے اسکو جڑ سے نکال
<p>نکتہ ایماندار انسان چار چیزوں سے چار چیزوں کو پاک رکھتا ہوا اول دل کو حسد سے ثانیاً جھوٹ اور غیبت سے زبان کو ثالثاً شکم کو لقمہ حسد رام سے رابعاً اعمال کو ریل سے پس جس میں یہ باتیں نہیں وہ انسان نہیں۔</p>	

اولا اول کو حسد سے پاک رکھ	بعد از ان وہ کذب و غیبت کی زبان
غیر کا حق اپنے اتون پر نہ لے	پیٹ مت بھرنے کے مال بنگان
کر عمل دنیا میں بے رومی و ریا	تا تجھے حاصل ہو فخر و غرور شان

شہاب الدین شاہ جہان

جب نور الدین جہانگیر بن جلال الدین اکبر بادشاہ نے جہان کی دار و گیر سے نجات پائی شاہ جہان تخت نشین ہوا۔ اس بادشاہ کی نیک نیتی اور عدالت نے شورہ زار ہند کو غیرت نگار خانہ چین بنا دیا تھا جس عظمت اور جلالت کے ساتھ اس نے سلطنت کی خاندان تمپوریہ میں کسی کو کم نصیب ہوئی۔

عہد اکبری کے خلاف شرع قوانین اور عیش و دوست جہانگیر کے خلاف عقل آئین اس حامی شریعت نے سب منوقوف کر دے ملک کا انتظام نہایت خوبی اور بے نقصی کے ساتھ کیا اس بادشاہ نے بروز جلوس چار کڑور اسی لاکھ روپیہ نقد اور چار لاکھ بگیکہ زمین اور چار سو موضع شکر یہ میں وقف کر دیا۔

اسی بادشاہ نے دار السلطنت دہلی میں جامع مسجد اور ایک نیا قلعہ بنوایا تھا شہنشاہ جہانگیر نے اسکی بنیاد رکھی گئی اور شہنشاہ جہانگیر کو کڑور روپیہ کی لاگت میں تیار ہوا سنگ سنج پر سنگ مرمر کی کچی کاری اس دلفریب صنعت سے صنایع نے کی تھی کہ عقل حیرت زدہ رہ جاتی ہے دلکشانہ ترین خوشنما بنا میں سے اس بادشاہ کا نام اب تک زندہ ہے۔

غرض کہ جشن کا سامان شروع ہوا دیوان عام کے رد و ردہ شامیانہ کہ حکانام

دل بادل تھا اور دیوان خاص کے میدان میں سہا منڈل خمیہ استادہ ہوا یہ خمیدہ
 سات برس کے عرصہ میں تیار ہوئے تھے ہزاروں گز کشمیری اور گجراتی محل
 جس پر زکا وعدہ نفیس کام بنا ہوا تھا اور ان خمیہ میں خچ ہوئے تھے دونوں خمیہ
 سونے اور چاندی کے ستون پر استادہ تھے ان خمیوں کے سامنے خوش نما
 شامیانے اطلسی دزر بانی سنہری رو پھری چوبون پر تانے گئے دیوان عالی جہیز
 ظلالی چہت کی مینا کاری سے گوناگون ویسے ہی ایرانی قالین اور بنارس کی کچا بون
 بوقلمون تھا۔ صد لیکر پانچ انداز تک درو دیوار تک محل زرباف بادکہ کچا بون پر وہ
 فرنگی۔ دیباے رومی اطلس چینی سے نگار خانہ چین کر دیا تھا صد میں تخت طلوسی
 بچھایا تھا جسکی تیاری میں چار کرڑور درہم صرف ہوئے تھے۔ بارہ مصرع ستونوں پر
 جڑاؤ مینا کاری کی چہت رکھی ہوئی تھی چہت سے پایہ تک زراحمرا و جواہر ابدار
 کی لمعائیت اور فروزش سے فلک ثوابت کا عالم نظر آ رہا تھا۔ چوتراہ پر عالم
 تھا گویا سنگ مستارہ کا گینہ ہے کہ انگوٹھی پر دہرا ہے۔ اسکی روکار کی محراب پر
 ایک درخت طلائی رکھا تھا جس نے بنہ والما سے سرسبز اور عمل باقوت گل رنگ
 کیا تھا ادھر ادھر اسکے دو موڑ رنگارنگ جواہرات سے مصرع منقارون میں موتیوں
 کی تسبیح لے اسطرح کھڑے تھے گویا ابنا چنے والے پن چار چتر زنگار ایسی تھے
 حسین موتیوں کی جھالیں اپنی قدرتی آب و تاب سے آنکھوں کو خیرہ کر رہے
 تھے۔ آگے ایک شامیانہ تھا جواہرات اور موتیوں سے دریاے نور کی طرح
 لہرا رہا تھا جو ایک لاکھ روپیہ کی لاگت میں تیار ہوا تھا۔ سونے روپے
 کی چوبون پر استادہ تھا گرواس کے کرسیاں چوکیاں فرینہ بقرینہ سجے ہوئے

تحقیق تخت کے گرد پاس دب کیلئے کئی کئی گز تک حاشیہ چھوڑ کر چاندیکا کٹھیر اسیا خوشما
 لگا تھا کہ جس کی مینا کار جالیان مرغ نظر کو شکار کرتی تھیں۔ المختصر دربار راستہ ہوا
 مگر اقبال کا رعب داب دیکھ کر قدرت خدا یاد آتی تھی چنانچہ کٹھیر کے باہر اول مین سے
 شاہزادگان والاتبار کی نشست تھی ان کے بعد راجگان اطراف واعیان دولت
 دار اکین سلطنت اپنے اپنے عہدے پر کھڑے تھے مگر تمام فرما برداروں کی آنکھیں زمین
 پر اور گوش دل اپنے فرمان روا کے حکم پر لگے تھے ہر ایک درمیں دو دو خاص بردار
 منحل کی غلاف دار بندوبست کھنڈوں پر بادلوں کی جھنڈیاں ماتھوں میں لپیٹ کر کٹھیر تھے
 باہر کے دالان میں اور عہدہ دار منصب دار منتظر حکم حاضر تھے آگے کے درون میں تین تین
 حبشی غولان صحرائی کی طرح زربفتی در دیان پہنچے ہتھیاروں میں ادب کی بیگز زبانی نوادی
 کندھوں پر دھڑے باولیکی سیرقین ماتھوں میں لئے استادہ تھے تیسرے درجہ میں المکار
 اور ہر کارخانہ کے کاردار منشی و مقصدی موجود تھے اور درون میں سپاہی ننگی تلواریں
 علم کے قد آدم چاندی کے کٹھیر سے لگے خاموش استادہ تھے باہر میں تیس گز کا فاصلہ
 دیکر پھر چاندی کے کٹھیرے قائم تھے اور اس کے برابر بہادر سپاہی خاص
 بادشاہی جن میں دایمن پر ترک بایمن برافغان سامنے راجپوت اپنی اپنی در دیان
 پہنچے سنہری رو بھری سیرقین ماتھوں میں لپیٹے تھے یہاں سے دروازہ تک سواروں
 کے پرے فوجی آئین کے موافق باقاعدہ دوش بدوش کھڑے تھے۔ جو درباری
 آتا پھرے پھرے پر اپنے نام و نشان سے آگاہ کرتا اور آگے جاتا تھا کہ ہوش و
 حواس کے قدم تھوٹھراتے تھے جب دربار میں پہنچتا نقیب آواز دیتا کہ آداب
 بجالاؤ جہان پناہ شاہ سلامت عالم پناہ بادشاہ سلامت۔ تو دل سینوں

دہل جاتا تھا غرض اول شاہزادوں کی اندرین گزرنی شروع ہوئیں ہر ایک کو خلعت اور ترقی منصب کے احکام سنائی گئے سعد اللہ خان وزیر اعظم کو ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار کا منصب عنایت ہوا۔

عجبت دربار میں یہ شان و شوکت آسٹار تھی کہ دفعۃً بادشاہ آبدیدہ ہوا اور دولوں ہاتھ فاتحہ کیلئے اٹھائی ساتھ ہی سب اہل دربار نے ہاتھ اٹھائے مگر پادشاہ سے کوئی شخص جرأت سوال کی نہ کر سکا۔ فاتحہ کے بعد خود بادشاہ نے فرمایا کہ اے بندگان با اخلاص جو خیال اور خطرہ اس وقت میرے دل میں گزر رہا ہے اسکا اظہار میں تم پر بھی واجب سمجھتا ہوں وہ یہ ہے کہ فرعون نے ایک آنوس اور باقی دانت کے تخت پر بیٹھ کر خودی کا دعویٰ کیا تھا تم گواہ اور آگاہ رہو کہ جس تخت اور تکریم سے اُس نے وہ دعویٰ کیا تھا میں اُس سے لاکھ مرتبہ عزیز کیا اس کے ساتھ عبودیت آہی کا اقرار کرنا ہوں مجھے کہہ کر اٹھا اور درخت نفل پڑھ کر شکر یہ نعمت آہی بجالایا اور دیر تک پیشانی زمین نیاز پر ملتا رہا وقت کی تاثیر سے دربار میں سنائے کا عالم ہو گیا۔ سب کے دل آب ہو گئے اور سینوں کے دولوں نے دم گرم سے اس ایوان میں ایک گونج پیدا کی بادشاہ سجدے اٹھ کر دوبار مسند پر بیٹھا شاعروں نے قصائد تہنیت پڑھے کسی کا کمال نے گیت سنائی کوئی اثر فیروز میں ٹلا کسی کا منہ موتیوں سے بہر گیا اتنے میں خدا مان خاص۔ جواہر کا خان ہاتھوں میں نے ہوئے آئے جن کے جواہر نگار خان پوشوں میں موتیوں کی جہاں لٹکتی تھی۔ میر دربار نے اشارہ کیا اشارہ کے ساتھ ہی سونے روپے کے پھول اور جواہرات کا مہینہ برسنے لگا غرض کہ نو دن تک افام و اکرام کا بازار گرم رہا۔

ملکت شریف جب دولت پاتا ہے عاجزی میں آتا ہے جیسا کہ درخت ثمر دار حسب وقت پھل لگاتا ہے

جہک پرتا ہے۔ اور ردیل جب ولت پاتا ہے مشکبر ہو جاتا ہے غور سے اپنے آپ میں ہوا نہیں سنا

چون بدولت رسد شریف و نجیب	بسوی اصل خویش برگردد
بہ نگو خونی و رصنا جوئی	سر خرو پیمو روئے زر گردد
سفلہ حاصل کند چو دولت مال	باعث ظلم و شور و شر گردد
راست گفت ست سر و سندی	سگ چو تر کشد پلید تر گردد

تذکرہ اکتیس برس کی سلطنت کے بعد شاہجہان کے اقبال کا آفتاب ڈھلنا شروع ہوا
شاہجہان کی ایک بی بی ممتاز محل نہایت نیک نیت و نیک طبیعت تھی وہ حاملہ ہوئی
جب ولادت کا وقت قریب آیا تو اندرون محل کا رداں وائیان اور باہر حکمائے حاذق
جمع تھے دفعۃً پیٹ میں سے بچے کی رونکی آواز آئی سب شکر حیران ہوا
بگیم نے بادشاہ کو بلایا اور کہا کہ اب میرا وقت آخری پہنچا ہے میں دو وصیتیں کرتی
ہوں سُن لیجئے وہ یہ ہیں کہ بعد میرے آو رشا دی نکرنا تاکہ سو تیلے بہا یون
میں بگاڑ ہو اور جانین تلف ہو جائیں دوسرے بچہ کہ میری قبر پر ایسی عمارت بنوانا کہ
عالم میں یادگار رہے۔ تھوڑی دیر بعد لڑکی تولد ہوئی اور بگیم کا انتقال ہوا بادشاہ کو
بڑا غم ہوا اور دل و دماغ پر ایسا صدمہ پہنچا کہ چند روز میں بال سفید ہو گئے عمارت جو
بگیم کے مزار پر بنوائی وہ حقیقت میں سرزمین مہند پر اپنا ثانی نہیں رکھتی چنانچہ تاج گنج
کا روضہ شہر اگرہ میں مشہور و معروف ہے۔

آخر عمر میں بادشاہ خود بادشاہی کرتا تھا اور چار دن بیٹے ملک گیری اور ملک داری
کرتے تھے۔ مراد اور شجاع تو نرے شاہ زادے ہی تھے اور داراشکوہ جو سب
میں بڑا تھا شہزادہ پن سے فقیری اور تصوف میں ڈوبا ہوا تھا اور نگ زیب بر خلاف ان

سب کے ایسا متین شخص تھا کہ پابندی شرع کے لحاظ سے ملکی جوڑ توڑوں کے سوا اور
 خیال نہ کہتا تھا جا بجا پرچہ نویں معین تھے اور ہر بات کی پیش بندی برسوں پہلے
 سے کرتا تھا۔ ایک دفعہ بادشاہ ایسا بیمار ہوا کہ کل کاروبار دارا کے ہاتھ آگئے
 چونکہ یہ ناز پروردہ اور سلطنت کے کاروبار میں نا تجربہ کار تھا باپ کی چراغ سہی
 اور تخت کو زیر قدم پا کر ہائیون کے نام ایسے احکام جاری کئے کہ انہیں پڑھ کر
 اور باپ کو بیمار سن کر گھبرا گئے۔ ساتھ ہی اُنکے وکیلوں کو نظر بند کر لیا اور دربار
 کی خبروں کے بند کر نیکی لئے اُدھر کے سودا گروں اور بھاریوں تک کو بھی روک
 دیا۔ حال دیکھ کر قنوں بھائی اپنے اپنے علاقوں سے چلے۔ مراد اور شجاع نے
 کھلم کھلا سلطنت کے نشانوں پر پھر میرے چڑھائے مگر اورنگ زیب نے
 یہاں بھی اپنی متانت خج کی درپردہ توپورے سامان کر لئے اور ظاہر میں
 چھوٹا بھائی جو گجرات دکن میں اسکے قریب تھا اُسے نہایت دردمندی کے
 ساتھ خط لکھا جس کا خلاصہ مطلب یہ تھا کہ مجھے سلطنت کی ہوس نہیں چونکہ داراشکوہ
 کا عقیدہ خلاف شرع ہونیکے علاوہ تم جیسے چھوٹے بھائی پر کہ قابل سلطنت نہ
 حق جبر کرتا ہے میں برادر عزیز کی حق تلفی نا جائز سمجھ کر اعانت فرض سمجھتا ہوں۔
 چھوٹا بھائی نہ سمجھا کہ شفقت کے پردے میں دغا ہے صاف دل سے آیا اور
 جان و جگر سے رفیق ہو کر دار الخلافہ اگرہ کو روانہ ہوا یہاں بادشاہ کو شفا ہو گئی
 دیکھا تو عالم تہ و بالا ہے۔ اسی وقت کاروبار سلطنت سنبھال بیٹوں کے نام فرمان
 جاری کیا مگر ادھر تو انھیں یقین نہ آیا اُدھر داراشکوہ جو اس عرصہ میں ایک دفعہ
 شجاع کو شکست بھی دیکھا تھا مقابلہ کو تیار ہو گیا باپ بڑھا تجربہ کار تھا وہ اس

ناز پروردہ کی حقیقت کو پہی جانتا تھا اور اورنگ زیب کو پہی خوب پہچانتا تھا
 اسلئے مقابلہ کو منع کیا اور کہا کہ دونوں تمھارے چھوٹ بھائی ہیں ہم صفائی کر دینگے
 وارا شکوہ نے مانا اور ان دونوں بھائیوں سے پہی جاڑا چونکہ میدان جنگ
 مشتاق نہ تھا اسلئے شکست فاش کھائی اور پنجاب اپنے علاقہ میں بہاگ گیا تھا
 آخر گرفتار ہو کر آیا فتحیاب نشان اقبال اڑاتے آگرہ میں داخل ہوئے۔ مگر مراد
 اس ہم میں ایسی جانبازی سے لڑا کہ شجاعت کا چہرہ از خون سے گل رنگ ہو گیا۔ عالمگیر
 نے باپ کو عرضی کہی اور چونکہ آپ ایک بظاہر سلطنت کا وعیدار نہ تھا اسلئے بھائی
 کی بے اعتدالی کا افسوس بھی ظاہر کیا باپ نے ایک تلوار بھیجی اور نہایت محبت پوری
 سے لکھا کہ فتح مبارک ہو مگر مجھے اگر منہ تو دکھاؤ اس نے غدر کیا اور بیٹے کو بھجا آپ
 باہر ہاٹ کر یہیں بیٹھے بیٹھے ایسا بیچ مارا کہ بوڑھا باپ نہ سمجھا سنا تو دفعۃً یہی سنا
 کہ تمام دروازوں اور چوکی بیرون پر عالمگیری سپاہی مسلط ہیں غرض باپ کو قید
 اور آگرہ کو مسخر کر لیا۔ اسی قید میں شاہ جہاں تختہ نشین میں بیمار ہو کر مر گیا۔
 برس سلطنت کی چہتر سال کی عمر پائی ڈ۔

ہیچ دنیا کار دنیا ہیچ ہے	مت اوتھاؤ بار دنیا ہیچ ہے
خار بن جائینگے آخر اسکے پھول	گلہر و گلدار دنیا ہیچ ہے
نکستہ تین شخص اپنے اپنے موقع پر پہنچانے جاتے ہیں عظیم غضب کے وقت شجاع مقابلہ کی وقت بھائی دوست حاجت کے وقت۔ ڈ۔	
مرد میدانِ ابرمیدانِ آرا	دوست راکنِ وقت حاجت امتحان
امتحانِ حلم کن وقت غضب	تا شوی واقف ز اسرارِ خفا

نکستہ لاخیر فی کثرۃ الردسا یعنی بہت سے حکام میں خیر نہیں ہوتی اور نہ اتفاق ہوتا

ایک وہ حاکم ہے جسکے حکم میں	سنگوں جیسے ہیں حکام زمان
کار فرما زمینیں گر ہوتے بہت	رہتے کب قائم زمین و آسمان

لنواب آصف جاہ نظام الملک فتح جنگ مغرتا بے بیس و کن

یہ بانی خاندان آصفیہ میں جنہوں نے اپنے حسن تدبیر اور اسے صاحب سے مالک میں سلطنت آصفیہ کی بنیاد لی بہت بڑے تجربہ کار اور اولوالعزم فرمان روا تھے بہت سخاوت بہادری رعایا پر دوسری اونکی مشہور ہے۔ تین لاکھ روپیہ سالانہ عسلاوہ انعامات شاہی بطریق یومہ اور مایانہ اہل احتیاج کے نام اپنے دستخط خاص سے جاری فرمایا تھا اور اسکے سوا دوسرے تیسرے دن اہل استحقاق دارباب احتیاج کو تیس چالیس ہزار روپیہ خیرات دی جاتی تھے اور ہر سال زر خطیر مکہ معظمہ کو ارسال ہوا کرتا تھا۔ اس ٹیس نامور نے اپنے عہد حکومت میں بذات خود کسی شخص کے قتل کے لئے حکم نہیں دیا اگر کوئی قابل قصاص ہوتا تھا تو حاکم شرع کو حکم دیا جاتا کہ شرع شریف کے مسئلہ کے موافق عمل کیا جائے باوجود مشاغل امور ریاست کے علمی ذوق و فضل بہت تھا ہمیشہ فقر اور شعراء و علماء سے صحبت رہا کرتی تھی خود بھی صاحب دیوان تھے جذباتدار و نکلے طبع اور ہدیہ ناظرین میں۔

آتشید خنجر مرگان یارم کردہ اند	سرمہ در چشم قیامت از غبارم کردہ اند
--------------------------------	-------------------------------------

ولہ

افسوس کہ دطبع بتان نیست گوارا	ای باغ وفا آب ہوائی کہ توداری
-------------------------------	-------------------------------

ولہ

ورخیا بان باغ نظارہ آصف خستہ رانہاں کنید

ولہ

از خصام بنو مطلب دیگر خیال این قدر است کہ آہو گہان نم کنند

اس رئیس نامور نے اپنے وفات کے قبل نواب ناصر جنگ کو چند نصیحتیں فرمائیں
تہیں منجملہ ان کے ذیل میں چند نقل کئے جاتے ہیں :-

نصائح جو شخص قابل قتل ہو او سکوقاضی کے سپرد کرنا۔ اور پادشاہت کے کام اپنے
ذات سے وابستہ رکھنا۔ اور بعد اذافر ایض اور واجبات ہمیشہ معظمت امور کی طرف
متوجہ رہنا۔ ادنیٰ آدمی کو وعدہ کام پر اور وعدہ شخص کو ادنیٰ کام پر مقرر نہ کرنا۔ اپنے چھوٹے
بھائیوں کو فرزندوں کے برابر پرورش کرنا۔ زنا داران دہن مثل مردمان بجا پور و مدر
اور کشمیر لائق اعتبار نہیں ان لوگوں کا کہی اور کسی زمانہ میں اعتبار نہ کرنا۔ اور حتی الامکان
جنگ نہو نیکی کوشش عمل میں لانا اور جنگ جہال میں بقت نہ کرنا۔ رو بقبلہ جنگ نہ کرنا
جو سامان موجود ہے اسکی بہت احتیاط کرنا۔ یقین جانو کہ بناو دولت بزرگان دین کی
دعا پر مستحکم ہے میں تمامی امور سے پہلے عزت فقراء اور مسکینوں کی زیادہ کرتا تھا اور ان
سے ہمیشہ مدد لیا کرتا تھا۔ لکھو بھی لازم ہے کہ اس فرقہ کا ضرور خیال اور لحاظ رکھنا۔
ریاست دہن جو چھ صوبجات سے عبارت ہے پہلے ہر ایک صوبہ جات دین
میں ایک ایک پادشاہ تھا اب کل ملک مالک الملک نے مجھے عطا فرمایا میں نے
حتی المقدور نگہبانی خلق خدا میں کوشش کی اب تم کو بھی لازم ہے کہ ہر خاندان کی خبر
رکھنا ہر ایک کو نوبت بہ نوبت خدمات پر مامور کرنا پسند ہو یا مسلمان جلد جلد تغیر
تبدل کرتے رہنا بلکہ ہر دوسرے برس بدلی کرتے رہنا کہ دوسرے لوگ محروم نہ رہیں ہر خطا

میں فرق نہو اپنا حق جاکر لوگوں کی حق تلفی نہ کرنا ہر شخص کے حقوق کا لحاظ رکھنا اہل حق کو اسکے حق جانیر سے محروم نہ کرنا۔ ۵۔

پسند مستحق کے حق ادا کرنے میں اُسکے سوال کا انتظار نہ کرنا چاہئے بلکہ پہلے سوال اسکو اُسکا حق پہنچانا چاہئے۔ ۶۔

استحقاق کا حق ادا فوراً کرو	جس قدر جو اسکو دیدیجے سوال
-----------------------------	----------------------------

نکستہ دشمن کی طرف سے جب تک دشمنی پہلے ظاہر نہ ہو لے اپنی طرف سے اسکا آغاز منع ہے۔ ۷۔

جب تلک کے بس اپنا چل سکے	دشمنی سے صاف نفرت چاہئے
ہو اگر دشمن سے اسکی ابتدا	اُس سے پہر جنگ خصوصیت چاہئے

مذکورہ سنہ وفات ۱۱۱۱ھ ہجری میں احمد خان ابدالی والی کابل نے جہان آباد پر حملہ کیا اور اسکی آمد کی خبر مشہور ہوئی تو آصف جاہ بھی اورنگ آباد سے چلے اور برہمان پور تک گئے وہاں معلوم ہوا کہ بادشاہ دہلی کو فتح نصیب ہو گئی اور احمد خان ابدالی نے شکست کھا کر کابل کا رستہ لیا اسی اثناء میں آصف جاہ کا فراج ناساز ہو گیا اور بوجہ بیماری اورنگ آباد جائیکا ارادہ ہوا لیکن بیماری زیادہ ہونے سے توقف کیا۔ ۸۔

آخر اسی بیماری میں چوتھی جمادی الثانی ۱۱۱۱ھ ہجری میں عصر کے وقت انتقال کیا جنازہ اٹھانے کے وقت خیمہ گاہوں میں گریہ و بکا اور خلق میں ایک شور عظیم برپا تھا امراء عظام جنازہ دوش بدوش میدان میں لائے اور بعد نماز جنازہ روضہ میں جو قریب قلعہ دولت آباد واقع اورنگ آباد ہے لیکھے اور پائین مزار کو پہنچا

مولانا برہان الدین غریب جو خلیفہ حضرت سلطان المشایخ نظام الدین محبوب الہیؒ کے ہیں دفن کیا (۷۹) برس کی عمر پائی (۲۹) سال ریاست کی۔ ۵۔

نواب میر تنیت علی خان فیصل الدولہ بجاؤر مغفرت مکان

یچھ ساتویں رئیس خاندان آصفیہ کے ہیں ۱۲۷۱ھ ہجری جو بیس رمضان کو بعد وفا تو انبیا الدولہ غفر اللہ عنہ تخت حکومت پر بیٹھ گئے اور ملکی عالی سمیٹی اور نڈل و عطاس آج تک ضرب المثل ہے۔ ۶۔

فنون سیابگیری میں طاق اور نشان اندازی میں بھی شہرہ آفاق تھے فقر کے ساتھ اونکو ایک خاص تعلق اور ارادت خالصہ تھی ہزاروں غریب مسافر انکے خانہ کرم سے مالا مال ہو گئے سیکڑوں گداؤں کو چہ گرد تو لگے اور مالدار ہو گئے شاہی جواہر خانہ مصنوعی اور ریاض کار فقیروں پر ایثار کیا گیا اور صد ہا غریب جاگیروں سے سرفراز ہوئے حجاج کے لئے حجاز وقف فرمایا۔ ہر عشرہ محرم میں تین لاکھ روپیہ خیرات کیا جاتا اور ہر دوازدہم شریف دیکھار دین میں بریانی کی دیکھیں شاہی باد پرچی خانہ سے مسجدوں اور درگاہوں میں ہجو اے جاتین چنانچہ اب تک وہی قاعدہ جاری ہے اور رفاہ عام کے لئے شہر میں ایک بہت بڑا دار الشفا تعمیر کیا جہاں مریضوں کو کھانا دیا جاتا ہے اور اونکی راحت اور آسائش کا پورا سامان کیا گیا ہے اور کل اضلاع و تعلقات میں دواخانجات اور اشاعت علم کے لئے عموماً مدارس قائم فرمائے اور خاص شہر میں بھی مدرسہ دارالعلوم و مدرسہ اعزہ و دیگر مدارس کھولے گئے عالم طبیب حافظ قرآن نوکر رکھے گئے غرض کہ شہر حیدر آباد دارالعلم بن گیا پڑ اس رئیس نامور نے تخت نشینی کے بعد پانچ ہزار جو امان علی غول کے نئے اور تین سو

حافظ قرآن شریف اور پختہ آدمی بخاری شریف اور مشکوٰۃ شریف و حصن حصین کے بڑے
دلے اور گیارہ جامعتین مولود و خوافون کی بھی مامور فرماے اور خود بدولت بھی بعد از
کار فجر مجلس ختم قرآن شریف میں شریک رہتے۔ ۶۔

اور منادی کروالی کہ کوئی آدمی شہر میں سینہ صی شراب کی خرید و فروخت نہ کرے اور
کل دوکانیں سینہ صی شراب کی شہر بدر کر دین۔ ۷۔

سخت سینہ صی شراب وغیرہ مسکرات کے استعمال سے انسان کو بڑے بڑے نقصان
لاحق ہوتے ہیں اور اسکی عادت پذیر ہو جانے سے ذلت اور خواری حاصل ہوتی ہے
ہمیشہ کے لئے مریض ہو جاتا ہے کثرت استعمال کیف سے دماغی قوت میں ضعف
آ جاتا ہے اور سہو و نسیان پیدا ہوتا ہے۔ ۸۔

حقیقت میں شراب انسان کو وحشی	بنادیتی ہے سینہ صی پوست افیون
بدن کا زور و قوت حسن و خوبی	گنوا دیتی ہے بنگ اور پوست افیون
سخت عقل مندہ انسان ہے جو لوگوں کے علم سے اپنا علم بڑھائے اور دن	کی تعلیم سے تعلیم پائے غیر کو گہنگار اور مصیبت میں گرفتار دیکھ کر خود گنہگار سے بچے
انکر وہ کام تو جس سے گہنگار	گرفتار غم و رنج و بلا ہے ۹۔
بدون کو دیکھ کر بیشک بدی چھوڑ	بھلاے تیرے حق میں یہ بھلا ہے

فائدہ نواب افضل الدولہ کے عہد میں بائیسویں محرم ۱۲۸۲ ہجری میں راجہ شنبو پرشا
نے بت پرستی و کفر سے توبہ کی اور دائرہ اسلام میں داخل ہو کر مولوی شجاع الدین
مصنف کشف الخلاصہ رسالہ فقہ زرد کے سلسلہ ارادت مندوں میں شریک ہوا
جبکہ نام غلام رسول رکھا گیا۔ ۱۰۔

جو ہودل دادہ اپنے دلر با پر
بہر دسہ ہو فقط اسکو خدا پر

وہی دل ہے غریزہ کام کا دل
نہو مائل بتوں کی بندگی کا

حکمت سارے اعضا پانچون حواس انسان کی زندگی تک اسکے یار ہیں ہر ایک
کام میں مددگار ہیں پس آدمی کو چاہئے کہ مرنے سے پہلے عقل کے ساتھ اپنے
خالق کو پہچانے دیکھے یقین سے حق کو حق جانے بتوں کی پوجا پاٹ سے باز رہے
انکھوں سے خدا کی صفت کو دیکھے زبان سے اسکا ذکر کرے کانوں سے اسکے
کلام کو سنے سر کر عبادت حق میں جھکائے بدی کے راستے سے قدم اٹھائے
سوال کا ہاتھ بتوں کے روبرو نہ پھیلائے اگر اپنے کام سے غافل ہو گا سخت سزا
وقت گزر جائیگا تو بہر ہاتھ نہ آئیگا عقل کی رسائی انکھوں کی بنیائی زایل ہو جائیگی
زبان بندش میں آئیگی کان سننے سے عاری اور قدم چلنے سے بہاری ہونگے جسم
بیجان اور تن ناتوان ہو گا۔ پڑ۔

عقل پر جا پا نوں چلتے ہیں کہلے دو ہاتھ ہیں
ساتھ چلنے کے نہیں جو آج تیرے ساتھ ہیں

آج آنکھیں دیکھتی گویا بان سنستے ہیں کان
مرگ آئیگی تو قبل از مرگ سب رہ جائیگی

فائدہ نواب افضل الدولہ کی آغاز تخت نشینی کا وہ زمانہ تھا جس میں اکثر ممالک
ہندوستان میں غدر برپا تھا چنانچہ شہر حیدرآباد میں علاؤ الدین اور طرہ باز خان
چند اوباشان شہر کے ساتھ حملہ کرنے کے لئے نکلے ہر چند ان لوگوں کو اول
فہمائش لگیی باز نہ آئے تو انکے ڈرائیکے لئے سن کے گولے چلائیگے جب وہ او
آگے بڑھے تو آتشخانہ انگریزی سے توپوں کی شک ہوئی جس میں چھوٹی چھوٹی
گولیاں بہرے ہوئے تھیں آخر وہ سب لوگ بھاگ گئے طرہ باز خان زندہ گرفتار

ہوا جس نے اوسی زمانہ میں قید حیات سے نجات پائی اور علاؤ الدین
بعد گرفتاری دریا سے شور مچایا گیا۔ پڑ۔

جمع ہوتے ہیں جس جگہ نادان	تازہ برپا فساد ہوتا ہے
عقل مند و ن کو دوست و منظر	ہر گھڑی عدل و داد ہوتا ہے

نکستہ انسانوں میں بدتر وہ انسان ہے جو اپنی طبیعت پر اختیاز کر لیتا ہو
بدی اور غضب و غصہ کے وقت اپنے ارادہ کو نوک کے بے اختیار ہو کر لڑنے
و مرنے پر مستعد ہو جائے۔ پڑ۔

اٹھائے کس لئے صدمہ ہم اپنے دیکھے ہاتھوں سے	غریزہ اختیار اپنا اگر ہوتا طبیعت پر
--	-------------------------------------

تذکرہ سنہ وفات اوائل ماہ ذی قعدہ ۸۵۰ھ ہجری میں افضل الدولہ
کا مزاج ناساز ہوا بخارا اور عارضہ متقین مبتلا ہوئے حکیم شفا فی خان اور حکیم
نادر علی معالج تھے آخرین حکیم محمد اشرف اور حکیم محمد فیض اللہ خان اور حکیم مولوی
ابراہیم بھی شریک معالج ہو گئے تھے لیکن کچھ نائدہ نہوا ملک الموت کی
قہر مانی فرمان نے اس بادشاہ نامور کو ہمیشہ کے لئے خاموش کر دیا۔

تیرہویں ماہ ذی قعدہ ۸۵۰ھ ہجری بروز جمعہ رگہ رائے عالم آخرت ہوئے
انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یا لیسٹ برس کی عمر پائی بارہ سال ایک مہینہ میں
فرمان روائی کی مختار الملک وزیر اور راجہ نرندر پرست دیکھا رہتے نیک نامی
اور بذل و عطا کے ساتھ سلطنت ران رہے تاریخ وفات کسی نے یوں لکھی ہے
ع افضل الدولہ شد بک جنان۔ پڑ۔

پسند اپنے زندگی کے دن ایسے زندہ دلی کے ساتھ بسر کرنا چاہئے کہ

مرنے کے بعد بھی نام زندہ رہے اور اگر ایسا نہیں ہے تو اس زندگی میں بھی اپنے آپ کو زندہ سجانا چاہئے۔ ۶۔

زندہ دل میں جتنے ہر دان خدا	رہتے ہیں زندہ دلی سے اپنا کام
خوش ہے ساری خلق ان کے خلق سے	زندہ بعد از مرگ بھی ہے انکا نام

نکتہ تو نگر وہ نہیں کھلاتا ہے کہ بہت سامان اور بیشمار دولت رکھتا ہو بلکہ اصل دولت مند وہ ہے جسکی سخاوت کے نقد سے محتاجوں اور ناداروں کی جیب پر ہوں لوگوں کی حاجت براری کو وہ اپنی حاجت روائی سے مقدم سمجھے۔ ۷۔

کھومت اسکو دولت مند عیشک	کہ مال و ملک دولت عام رکھے
وہی امر جو بادل و سحاب میں	ہمیشہ اپنا رومشمن نام رکھے

میں اس قصہ کو حسان البند ملک الشعراء القاسم مولانا فضل صاحب عرشی جیو شاعر خاص علیہ قدرت خلافت ملکہ کے ایک مستط پر ختم کرتا ہوں جس میں مولانا بہار یہ تمہید کے بعد علیخیرت کے تائید میں ایک ریاضا اور قدیم شاعری کو ٹوٹ خالی قلم سے کچھ کرناظرین کے سامنے رکھ دیا ہے۔

محرر

ریختہ حامیہ باریک نگاہ نقاب فینہ خاقانی و انوری مرآۃ منی گسری حسان البند ملک الشعراء القاسم مولانا فضل عرشی تاجپوری شاعر خاص علیخیرت قدر قدرت بند گائے متعالی دام دولہ و حشمہ۔

باز بے برکشید بر کبودی نقاب	کالبد خاک را نزل و بلند ز آسمان	لاہ حرامند و حقہ مل خوشاب	طلوع عینک و باربدان غاب
ابر سیہ بر کشید خجربق از قراب			

مکب اردوی خود کو که خسروان	سزده گه پای تنه از طرف برستا	سزده و ستان من و دایم از طرف	مارون و شکلیه یاسر اچوان
	سیرق زرین سزده خیری شکین طاب		
لاله ز راه گرفت خم شربتین	ز راه بلاله نشاند خرو بلبل	خرو که سیاره شد قل و خوش شقیق	نیزه ز شکر شاد و گز نه گز با سلیم
	از چه در و بام و دشت گشت چو لیل و نهار		
نیزه چو شیرین ستا دایم آمد چو طوطا	لاله چو ستم نشست گل چو لیل و نهار	نیزه چو ستم نشست گل چو لیل و نهار	نیزه چو ستم نشست گل چو لیل و نهار
	نیزه ز بدین گرفت انفرادی سیاب		
ابرجا بر فروش باز دکان برستا	گوهر سلطان نهاد و بدایان	باد و بار دی شیت یمنه سلطان	باد و بار دی شیت یمنه سلطان
	تا که بروی من ان پیش امیر رقاب		
اصف کرمی جلال جعفری کمال	موسی یوسف جلال شیت میا خا	دفعه سکندره مال احمد شلال	خالد خف کمال صابر جلال
	احی کفر و ضلال حامی خیر و صواب		
ای تو از طلبی سلیکان دین	ای تو ز بهار خواجه شایان دین	خسته تو گشت شایان دین	بسته تو گشت شایان دین
	ز کشن نیزه تو گشت سفا فراسیاب		
حون تو در لیل خفت تو خیم دول	دول تو در لیل خفت تو خیم دول	دول تو در لیل خفت تو خیم دول	دول تو در لیل خفت تو خیم دول
	منه تو کیوان محل جا به تو گردون جفا		

رفته ذرات طلوع شده گاهت در صبح	گفته ملکوت ملک خود بربوبت بجا	گشته ز عدالت طالع طالعین مصلح	خمشده بر رکوع و بر سپهر خورشید
		تا جفت صبح و خورشید بوسه دهد بر رکاب	
گر پی نوح صید رویه بیابان نبی	و آید بخت لایق شست بر سر شراب نبی	چشمه نیر شود و چو بید طیران نبی	گاه کرم بر زمین حاصل علان نبی
		چشمه نه چرخ را عزم تو برد طناب	
یکسرس خورشید غلام تو از گرو او	یک شجر اخلاصت صبح تو از آب نار	زان برین مشرقی طریق پلنگان فشا	زین شجر اخلاصی گویان شراب فشا
		تا که بشوید بخون دارض خود آفتاب	
جاده لور کسی نهاد بر زمین آسمان	گشت بجزگاه آذیت فلک پاسبان	فر تو اسفند یار بهفت فلک بهشتخوان	فرد تو کا دس کی غم توخت روان
		فلک جهان آشنیان حکم نصیحت عقاب	
گر ز رخسار کاین عین قح مشفک شود	صورت زرد و از جهان نظم جدا شود	گر تو روی از میان نترکان جدا شود	گر کف آری گمان چرخ مشک شود
		جام چو بر کف نبی ابر بسیار و شراب	
ای جو نصرت دروش چرخ زید و دین	غازه ز بهایت گرفت طافش یو دین	از زر گردودون رشده گردودین	شده تو سنجاب پیش مشید بان دین
		از کرمست مشکین رشده چین و تبه و غاب	
بسی طغان کین شاه ترخان تولی	خرد و کا دس فرد تم دور لالتولی	تخت سلیمان بگوید که صف کیا لالتولی	بر سر شیران از زر گزیران لالتولی
		بر سر سهر گیتی تاب از آنکه تولی آفتاب	

خشم ترا در کین تیغ برشته بهشت	رُخ ز خون جوگل برشته بهشت	ختم اسیر جهان عمل تو گشته بهشت	چند اسرار را فلک تو رشته بهشت
	تیغ تو از خون خشم کرد بهامون خضاب		
روشنی رخ را شهامت تو زد کرد	نام ترا آسمان دار و بهر در کرد	آتش کین ابد به طردت تو زد کرد	سیم سمندت بر دم خشم ترا زد کرد
	کرد ز عونت کلنگ شانه ز چنگ عتاب		
تو بهیت آسمان لغت و فدا گیر	حکم ترا چرخ پیرسته چو در گیر	خیز و میان شتاب نیز بهر گیر	همچو بهمن بدوز باز و گردان گیر
	دجله آتش بیار بر شیران غاب		
حاکم جاه تراست و رسکند گین	قهر جلال تراست قدسیان گین	همچو رسکند گیر بر رسته ملاطین	همچو طایان کشا صحر سپهرین
	چند نشینی کیش تیغ جلال از قراب		
خبر رسکند رتوی ابلق و در آگیر	ایینه دین باز چشمه حیان گیر	شاه نشان معیذی افغان گیر	خیز و ز شیر فلک را چو شیران گیر
	از سر میکان شکن حلقه دورج حساب		
عیش را بد را چو جم جامه عبی	خیز و جمع اندل رخ صبحی فردا بال	عقاب کشا اگر گس غم را بتوز	اصف دوران قحطی کین برین را
	ملک سیلان بگیر زایل طعان و خراب		
تو که بزرگی ز خوش فو تو می گوی	بود ترا در ازل چشمه کوثر بکاس	تو که غلام تو بود در کن زین خان	تو که درین معبر می گوی خود را
	قدر شبانی بسنج بر سر گیتی بتاسب		

در پس آل ملک نمایی نهان گزینار	تا که شعار ظلوم بر تو شود آشکار	خیز چو اردون پر گدوم و کار	همچو گنایان شب در شب بیکار
		تا تو به بینی که سلیقه حال جهان خراب	
ما در فرزند کشش مانگه خاکین	از کرم مادری هیچ ندارد نشان	دولت دار اگر نشانی تو نیست	سینه چشید خرد مغریر اردوان
		کو شک کسی انگشت گنبد افراسیاب	
دشمنشای فروش نام نخت	کام چو مردان بنیام چو دلا گز	هر چه بیاری بیار هر چه جاری بیار	هر چه بازی بازی باز هر چه بجاری کار
		ز آنکه ندارد بقا کار جهان خراب	
ایکه به بخت بلند خرد و جان و گلی	داو خدایت تراد وصف مدد لای	شکر خدای جهان کن و شایسته	تا بر نازل شود آیه خلل الهی
		ملک نصاب ترا شکر کند بحیاب	
تو که بجای چشم خرد و دار و دی	امده ام سویتو تا هنرم نگری	بود چو من شاعر فی غمی عجزی	خردم اکنون بد کسب کند بگری
		ملک سخن را منسم داد و مالک قباب	
عیشی آشفته را در وصف چنانمین	تشنه لب یار آینه را تشین	بخت بدش در قفا خن مذکور کن	دست سبک فلک فتن بر زمین
		لطف کن ای شهریار خرد و مالک نصاب	
تا که بود در چمن شعله نو بار	تا که بود بر زمین قبه گوهر نگار	با و به تخت شهری زرد و شست چار	دست ترازیر با سلوت مقتدیا
اختتام محفل	پای ترازیر دست سلوت افراسیاب	مرطوب و عطش حیرت دکن	



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حصہ دوم

حکمرانی رعیت کی نگہبانی حفاظت و خدائشی اسی بنیادی دکرین



حکمرانی اور رعیت کی نگہبانی بہت ہی بڑا اور بزرگ کام کہلاتا ہے اگر بطریق عدل اور انصاف ہو تو اوسمین کچھ کلام نہیں کہ زمین پر پاک پروردگار عالم کی خلافت ہے اور اگر عدل و کرم و شفقت سے خالی ہو تو معاملہ برعکس ہو جاتا ہے کیونکہ والی ملک کے ظلم و ستم سے زیادہ فساد کے دفع میں اثر نہیں ہو سکتا ہے اور علم و عمل مندرجہ ذیل کی اصل ہے علم کچھ دین ہی کے لیے بکار آمد نہیں بلکہ سلیقہ فراموشی طریقہ ملک داری آئین سیاست و ریاست رانی کا جزو اعظم ہے اور سلطنت

د حکومت کیلئے سب سے زیادہ لیاقت درکار ہے۔

اگرچہ اہل علم نے حکومت کا علم بہت ہی بڑا لکھا ہے تاہم حاکم کو جان لینا چاہیے کہ اس کو احکام الحاکمین نے اس جہان میں کس لیے بھیجا ہے اور اس کی قرار گاہ کہاں ہو سکتی ہے یہ دنیا اس کی منزل گاہ ہے کچھ قرار گاہ نہیں ہو سکتی ہے کیونکہ وہ بھیاں پر مسافر نہ وارد ہو رہی رحم ماہ راس کی منزل کی ابتدا ہے اور قبر اس کی منزل کی انتہا۔ اور وطن اسکے سوا ہوتا ہے جو برس اور عہد اور دن اس کی عمر سے گذرتا ہے وہ ایک منزل کی مانند ہوتا ہے جسکے باعث وہ اپنی قرار گاہ سے نزدیک نہ جاتا پس جو شخص پل پر گذرے اور پل ہی کی عمارت میں اوقات گزارے اور اپنی منزل گاہ کو بھول جائے تو عقلمندی اور دانائی سے دور ہوتا ہے بلکہ دانشمندی شخص کہلاتا ہے جو منزل دنیا میں راہ آخرت کے سوا اور کچھ طلب نہ کرے اور دنیا میں اس بقعہ قناعت کرے جسکی ضرورت رکھتا ہے اگر حاجت سے زیادہ ہوگا تو وہ زہر قاتل ہوتا ہے اور موت کے وقت وہ چاہیگا کہ میری خزانہ میں خالی ہی پھری ہو تو چاند کچھ بھی نہوتا تو وہ جب قدر زیادہ جمع کرے گا اس میں سے بقدر کفایت اسے نصیب ہوگا باقی سب حسرت و اندوہ کا تخم ہوگا اور موت کے وقت اس پر جان کنی و شوار ہوگی اور یہ حسرت اس صورت میں ہوگی کہ مال حلال ہو اگر مال حرام ہوگا تو آخرت کا عذاب اس حسرت سے کہیں زیادہ ہوگا اور بلا راجح استغناء ہو خواہشوں سے صبر کرنا ممکن ہی نہیں مگر آدمی کا ایمان اگر اس بات پر ٹھیک ہو کہ دنیا کی حذر روزہ لذت جو سرہاپا کہ ورت ہے اسکی وجہ سے لذت آخرت جو سلطنت لازوال ہے اور کسی لذت کو اس میں دخل نہیں وہ فوت ہو جائیگی تو حذر روزہ صبر کرنا

بہت ہی آسان ہوگا اسکی مثال یوں بھی جاسکتی ہے کہ اگر ایک عاشق صادق سے
کہا جائے کہ اگر آجکی رات تو اپنی معشوق پاس جانا چاہیگا تو پھر اوسکو ہرگز نہیں دیکھنے
پائیگا اور اگر آجکی رات صبر کریگا تو بے رقیب اور بغیر کسی غل صحبت کے ہزار راتوں
کے لئے لوگ اس معشوق کو تیرے سپرد کر دینگے تو اوسکا عشق اگرچہ حد سے زیادہ
ہو مگر بلاتال ہزار شب وصل کی امید پر ایک رات صبر کرنا کیا اوسے آسان ہوگا۔

اور دنیا کی مدت آخرت کی مدت کا ہزار وان حصہ بھی نہیں ہو سکتا ہے بلکہ اس سے
کچھ بھی نسبت ہی نہیں رکھتی اور ابد کی درازی ہرگز آدمی کے وہم و خیال ہی میں
نہیں آسکتی و لو فرضاً اگر سا توان آسمان اور زمین کو رائی کے دانوں سے بہر دیوین
اور ہر ہزار برس کے بعد ایک چڑیا اس میں سے ایک دانہ چکے اور کھا جائے تو وہ سب
رائی کے دانہ ختم ہو جائینگے لیکن ابد میں سے کچھ بھی کمی نہوگی مثلاً کسی آدمی کی عمر
سو برس کی ہو اور شر قائم و غایتاً تمام ملک روئے زمین پر قابض اور مستغرق ہو جائے
تب بھی آخرت کی ہمیشہ قائم رہنے والی سلطنت کے سامنے ہیچ اور بے قدر ہو سکتی
ہے پھر جس کسی کو دنیا میں سے تھوڑا ہی حصہ کسی ملک کا ملجائے اور وہ بھی صاف نہو
تو خواہ جاکم ہو یا محکوم سب کو اس امر کا لحاظ درکار ہو سکتا ہے کہ ہمیشہ اپنی جی جان سے
ایسی باتیں کیا کریں اور دل و جان پر اس مضمون کو تازہ کر لیا کریں تاکہ چند روزہ
خواہشوں سے صبر کرنا اور رعیت پر مہربانی اور سبندگان حضرت خدائے مطلق کو
اچھی طرح رکھنا اور شہنشاہ جل و علا کی خلافت بجالانا اوس پر آسان ہو جائے۔

پس جب انسان نے یہ بات جان لی تو فرمانروائی میں اسطرح مشغول ہو گیا کہ حکم الٰہی
کا حکم ہے نہ کہ اس طور پر جسکی صلاح اہل دنیا دین چونکہ عدل و انصاف کے ساتھ حکمرانی

کرنے سے زیادہ کوئی عبادت حق سبحانہ تعالیٰ کے نزدیک افضل اور بزرگ نہیں ایسے
کہ بادشاہ عادل کیواسطے ساٹھ صدیق مستعد کے عبادت کا عمل فرشتے آسمان
پر لیجاتے ہیں جس سے خداوند عالم اس بادشاہ کو اپنا مقرب اور بڑا دوست
سمجھتا ہے اور ظالم بادشاہ اللہ پاک کا سبب اور دشمن کھلاتا ہے جتنے رعایا
کے روزانہ نیک اعمال ہوتے ہیں ہر روز عادل بادشاہ کے بھی اتنے ہی نیک
عمل فرشتے آسمان پر لیجاتے ہیں اور اس بادشاہ کی نماز ستر ہزار نمازوں کے
برابر ہوتی ہے ۔

جب ایسی حالت ہے تو اس سے زیادہ اور کیا انسان کو حاصل ہو سکتا ہے
احکم امی اکمین جس کسی کو منصب حکومت و سلطنت رانیکا عطا فرمائے تو مالک
سلطنت جسکی ایک ساعت دوسرے کی تمام عمر کے برابر ہوتی ہے اگر شکر نعمت
و حق خدمت نہ بجالائے اور اپنے حقیقی مالک سے منحرف ہو کر ظلم اور خواہشات
نفسانی میں مشغول ہو جائے تو وہ دانا انسان نہیں کہلاتا ہے چونکہ حکومت نجات
خطرناک چیز ہے خلائی کی حکومت کا کفیل ہونا کچھ آسان امر نہیں جو والی سلطنت
اپنا حق ادا کر نیکی اور خدا ترسی کی توفیق پاسکتا ہے وہی ایسی سعادت حاصل
کر سکتا ہے اس سے بڑھ کر اور کوئی سعادت ہی نہیں ۔

خدا ترسی

یہ وہ صفت ہے جس کے ذریعہ سے انسان اپنی ذات کو بہمہ صفت موصوف بنا سکتا ہے
اور اس بزرگ خلعت کی وہ عمدہ تاثیر ہے جسکی برکت سے تمام دنیا کی برائیوں سے انسان
اپنا واس چھڑا سکتا ہے حقیقت میں جو انسان خدا سے پاک پروردگار عالم کی بزرگی اور

قدرت کو کسی وقت اپنے دل سے فراموش نہیں کر سکتا وہی شخص خدا ترسی کے معنی
 بھی خوب سمجھتا ہے کہ کون کون اپنی باتیں اس ذریعے سے حاصل ہو سکتی ہیں اور کون
 کون بُرائیاں اسکی برکت سے حرف غلط کی طرح صفحہ دنیا سے حک ہو سکتی ہیں
 یہ بات غور کرنے سے دریافت ہو سکتی ہے کہ ایک ایسا شخص جسکی مزاج میں
 لاو بالی اور بے سرو پا خیالات پھرے ہوئے ہیں وہ کسی موقع پر اور خصوص ایک غور
 طلب مقدمہ کے وقت اپنی حالت ایسے درجہ پر قائم نہیں کر سکتا کہ وہ کچھ دیر بھی
 رائے پر قائم رہ سکے یا اپنی مفید رائے کے نتیجے سے کوئی ایسا فائدہ حاصل کرے
 جس سے اسکی قدرت بدر کہ ترقی کے منزل کو طے کر سکے پڑے

پس ایسے پست حوصلہ شخصوں کو خدا ترسی کے طرف کبھی خیال ہی نہیں ہوتا اور
 نہ وہ سوچتے ہیں کہ ہمارا مال کیا ہونے والا ہے وہی لوگ جو کسی کام کا آغاز اور
 انجام نہیں خیال کرتے باوہ کبر و نخوت سے بھان تک مست ہو جاتے ہیں
 کہ انکی نظروں میں کسی شخص کی قوت اور عظمت نہیں جیتی بلکہ وہ اسی اپنے فیانی رُعم
 پر بڑے بڑوں کی کچھ حقیقت نہیں سمجھتے پڑے

پس ایسا شخص جو اپنے ذاتی غرور کے سبب ایک بزرگ آدمی کو تحقیر کی نگاہ
 سے دیکھتا ہے تو فرمائی وہ اپنے سے چھوٹے اور کم رتبہ آدمیوں کی کیا قدر
 کریگا اور انکو اپنے مقابلہ میں ایک چوٹی سے بھی کم سمجھے گا پڑے

چہ بات کچھ ایسی نہیں کہ خاص و عام نہ جانتے ہوں اور نہ اس مقام پر اس امر
 کی ضرورت ہے کہ مثلاً کوئی روایت بیان کی جائے جس سے ثابت ہو کہ اس
 شخص نے جو ہر طرح سے زبردست تھا ایک کسی کمزور کو تنگ کیا کیونکہ

اس مزاج کے تو ہزار مادی نکلیں گے جو اپنے سے چوٹے لوگوں کی کچھ حقیقت ہی نہیں سمجھتے اور ان کو بات بات پر تنگ کرنا گویا اپنی قوت کی نمائش اور امتحان کا موقع سمجھتے ہیں پس وہی لوگ مین جو ذرا خوف پاک پروردگار عالم نہیں کرتے اور خدا ترسی کے معنی سے واقفیت رکھتے ہیں اور نہ اس راز پر غور کرتے ہیں کہ ہمارے سرکشی کا نتیجہ کیا ہو نیوالا ہے اور جن کم زوروں اور عریذوں اور بیکیوں کو ہم اپنا زور دیکھاتے ہیں تو کیا ان کے رنجیدہ اور توڑے ہوئے دل کسی ایسے حاکم سے ان کے ظلم اور جور و سختی کی فریاد کریں جو کل زبردست اور زیر دستوں کا مالک ہے اور جس کو تمامی زمانے کا اختیار حاصل ہے اور کیا ان بیچاروں کی دعائیں اور التجائیں قبول ہوں گے جسکے ذریعہ سے وہ آئندہ حفاظت تمام رہ سکیں اور ان کے ستانے والے لوگ اپنی کفیر کردار کو نہ پہنچیں گے ؟

اجابت از دِ حق پر استقبال می آید

بہتر از آہِ مظلومان کہ نہ کام و نہ کار

گو وہ لوگ جو خدا ترسی سے غفلت کرتے ہیں اپنے خیالات و تدبیرات پر پورا بہرہ و سنا کر لیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہ ایک یقینی امر ہے کہ جسے کہی کم زور پر حملہ کیا جائیگا وہ ضرور ہی مغلوب ہو جائیگا مگر یہ تجربہ سے اکثر ثابت ہوا ہے کہ وہ اپنے جوش غصبی میں بھان تک بدحواس ہو جاتے ہیں کہ انکا اکثرنا وہ نہیں کے گرا دینے کا باعث ہو جاتا ہی اور اس امر کا موقع ہی نہیں آنے پاتا کہ فریق ثانی جو نہایت کم زور تھا اس زبردست سے کوئی صدمہ اٹھا ہے۔

اور اگر بالفرض ایک زبردست شخص ایک کم زور کو غایت تنگ ہی کرے تو ممکن ہے کہ انتظام دنیاوی کے موافق حاکم وقت اور کی فریاد کو پہونچ کر ضرور اہل جہم کو سزائے سخت دے اور اگر کسی وجہ سے وہ زبردست شخص اپنی افعال بد کی سزا نہ پاسکے اور حاکم وقت کی نظروں سے بچ کر گناہ کرے تو اس امر پر کب بہرہ رسا ہو سکتا ہے کہ وہ شخص اپنی جرم سے حاکم علی الاطلاق کی دارالعدالت میں سزایاب نہ ہو سکے پس عقلمند انسان وہی ہو سکتا ہے کہ حد اثر کی عادت ڈالے اور کسی اپنے کم زور محبوب بحسن پر جبر و وانر رکھے اور ہمیشہ نیک نامی سے اس چند روزہ زندگی پر دنیا میں گذر کرے بدی اور بد افعالی سے بچے ۛ

نیک اور بدی

نیک کی کالقب عام طور پر ایک ایسا لفظ ہے جس میں ہر قسم کی نیکیاں شامل ہو سکتی ہیں اور جس کی عام مہتمم مطلب و معنی ہر طبقہ کا انسان جان سکتا ہے ۛ اسی طرح نیک کی متضاد لفظ بدی بھی ایسا ہی مشہور ہے کہ اس کی تشریح کی ضرورت ہی نہیں معلوم ہوتی ۛ

نیک و بدی کے نتائج ہر انسان کے ذہن نشین تو باسانی اور بلا غور و فکر ہو سکتی ہیں لیکن تاہم بعض اوقات بہترے لوگ ان دو وزن خصلتیں مشہور کیے نتائج سے سہو یا عہد آئیے غافل ہو جاتے ہیں کہ وہ اکثر بدی کے طرف جھک پڑتے ہیں اور نیک کی ہر دل عزیز اور فائدہ بخش راہ کو چھوڑ دیتے ہیں ۛ

یہ بات اس مقام پر غور طلب ہے کہ آیا کیا ہر شخص کے ساتھ نیکی ہی کا ترابو واجب ہو سکتا ہے یا انتظاماً بدی کا بھی عمل کسی کے حق میں داخل انصاف ہو سکتا ہے ؟

نیکی سے مراد یہ ہے کہ کسی شخص کے ساتھ پہلائی کرنا اور اسے اپنی قول یا قوت یا دست رس کے ذریعہ فائدہ پہنچانا۔ اور بدی سے مراد ہے کہ کسی شخص کی بُرائی چاہنا اور اس کے ساتھ ایسا سلوک کرنا جس کے ذریعہ سے اس کا نقصان ہو ؟

اور کسی شریر و فتنہ انگیز بد نفس شخص یا مجرم کے پاداش افعال کا بند و بست کیا جائے تو وہ فعل داخل بدی یا نیوچہ خیال نہیں کیا جاسکتا ہے کہ ملزم کا تدارک بھی اسی کے آئندہ بہبودی کے لئے مفید اور نیز مخلوق الہی کو ایک شریر بد نفس شخص کے آئندہ حملوں سے محفوظ رکھنے کی ایک عمدہ تدبیر ہے۔ پس عقلاً و نزدیک اس قسم کا اشتطام داخل بدی نہیں کیا جاسکتا ہے بلکہ خیال حفاظت نقصان و ضرر عامہ خلائی کسی شریر و مفسد کی سزا دی کی تدبیر بھی داخل امونیکلی جزو ظالم کو ظلم میں مدد دینا یا اون کے فعل کو اچھا کہنا بھی ظلم ہو سکتا ہے اور اوپر بجز رد و جفا پیش آنا عین صواب ؟

بُرا ہے فی الحقیقت یہ بُرا ہے

مدد دینا بد و ن کو کار بد میں

ستم گر پر ستم کرنا پہلا ہے

پہلائی ہے بُرا کرنا بد و ن سے

اگر کوئی شخص کسی دوسرے کو ضرر پہنچا کر اپنا یا کسی اپنے دوست یا چند آدمیوں کا فائدہ حاصل کرنا داخل امورا حسن سمجھے تو یہ امر بھی بالکل داخل بدی کیا جاسکتا ہے

بدی کو دنیا میں جس قدر وسعت حاصل ہے، دوسری چیز کو ممکن بنین انسان شخص کے ساتھ بدی کے پیرایہ میں ہر قسم کی بدسلوکیاں اور ناجائز بڑاؤ کر سکتا ہے۔

بدی ہر ایک سے کرتا ہے بدکار

بدی ہے اسکی طینت میں بُرائی

بدی کر نیکے واسطے نیکی کی طرح کوئی وقت معین نہیں ہو سکتا۔ ہر وقت محل وقوع پر انسان کے دل پر سخت صدمہ پہنچانے اور کلیجہ کو تڑپانیکے واسطے آواز پائی گی۔ آدمی کی نیکی خواہ کیسی ہی مستند ثابت ہو چکی ہو ذرا سی غفلت میں بیکے پھندے میں پھنس کر اپنا رنگ جانیکے لئے کوئی کار نمایاں نہیں کر سکتی۔

بدی کی واسطے کوئی خاص صفت کا آدمی درکار نہیں اور یہ کہ کسی کی دست گرفتہ ہے بلکہ ہر شخص جیسا شیشہ دل خوف پروردگار عالم اور اندیشہ روز جزا دوسوئے تنگ ناموں خدشہ انسانیت اور خطرہ جان و مال کے مضبوط اور وزنی پتھر

کی ٹہیس سے چرچور ہوتا ہے اسے بدی اپنا ترقی خواہ بنا لیتے ہے۔ ہزارہ اور ہر قرن میں بدی کی علامتیں رہنے والوں کی مردم شماری کا نمبر نیکی کی دنیا میں رہنے والوں کی تعداد سے المضاعف پایا گیا ہے اور انکی قوتیں ایسے زور پکڑے رہیں کہ انہیں خسروانی ان کے زور گھٹانے والے کو ششون کو وسعت دینے میں بھی ناکامیابی کے ساتھ اپنے ضعف پر متاسف پائی گئی۔

تاریخی دنیا میں بھی بمقابلہ نیکی۔ بدی کا دورہ ہمیشہ رہا اور یہی وجہ ہے کہ ہر ولایت و ہر ملک میں کسی خاص خاندان یا کسی بادشاہ کے گھرانے میں ہمارے حکومت اپنی برکتوں کو ایک مدت تک قائم نہ رکھ سکے عہد دین زوال مملکت و انتزاع سلطنت کی دہائی پہرے ہے وہ بدی کے کارناموں کی تاریخ لکھے جانے

قطب الدین مبارک شاہ خاندان خلجی کا خراب کن پادشاہ مغز الدین کیتباد
 خاندان الشمس کا آخری جہان پناہ اور نگہ سیلطنت مغلیہ کے عہد شباب
 کا آخری کچھکلاہ اگر بدی کو اپنی عملداری سے خارج کرتا تو ممکن نہ تھا کہ ان خاندان
 کی تباہی کیوں سٹے قہر اٹھی کچھ بھی ہاتھ پائون مارتا سیاست شریعہ و تدبیرات
 بنویہ اصلاح امور دینیہ و دنیویہ صرف بدی کے انداد کیواسٹے جلوہ ظہور دکھا
 رہے ہیں۔ اور اگر نیکون کا عام بطور پر رواج ہوتا تو تو ان کے مولفین و
 مصنفین کو کوئی پہلو ان کے عالم شہود میں لائیکے واسٹے نہ مل سکتا؛
 نیکی جو توشہ آخرت کے نام سے مشہور ہے بدی کی طرح ہر جانی نہیں اور نہ
 اسکو ناقص العقل اور بد باطن اشخاص سے برائے نام انس ہے یہ صرف
 انہیں کے نامہ اعمال درست کرنے کے واسٹے اپنی اوقات عزیز صرف کی کرتی
 ہے جو سترائے روز جزا کے خوف سے تھر تھر کا پتے ہیں اور رضائے الہی
 کو کل باتون پر مقدم جانکر بدی کی طرف ہوئے سے بھی نظر نہیں اٹھاتے؛
 نیکی کرنے والوں کو بدی کرنے والوں کے طرح دفعتہ اظہار لیاقت کا موقع
 نہیں ملتا بلکہ انہیں نہایت جدوجہد اور سعی و کوشش سے نیکی کے اوصاف
 دکھانیکی ساعت سعید بنائش کرتی ہے جس شخص میں نیکی کا خاصہ موجود
 ہے اسکی رگ رگ کو بہر صفت موصوف ہونے کا دعوائے ہوتا ہے اور کسی
 انس میں نیکی سے بھرے ہوئے خون کا جوش موجیں مارتا نظر آتا ہے۔
 اوصاف دینی اور دنیاوی میں اگر ایک صفت کے ساتھ بدی کا لگاؤ ہو تو

سارے افعال حسنہ اور خیر صواب اپنی باہمی خیر ناسنے سکتے ہیں۔ نیکیوں کے عباد
اپنے اوصاف کو صرف اپنی خیر خواہوں و دوستوں واسطہ کے ساتھ مسلک ہو نیکی
جرات نہیں دیتے بلکہ اپنی دشمنوں اور رقیبہ کو بھی ہر دل عزیز صفت سے فیضیاء
کرنے کے سعی رستہ ہیں ؟

جو انسانوں میں انسان نکونام	بروں سے بھی وہ کرتے ہیں بھلائی
-----------------------------	--------------------------------

اگر صرف شاہی تاج پر کفایت کی جائے اور خیالات حالات اہل زمانہ کی چھٹش
میں پہنچنے سے باز رکھے جائیں تب بھی مطلب ہذا کو بہت کچھ عطا کیے جا تھے نیکیوں
کے اثبات میں مدد مل سکتی ہے ؟

جناب سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام لاکھوں کروڑوں بندگان
خدا کے مشکل کشا اور دلی نعمت تھے بہت دشمن و مزید پید اپنی امامت و شاعت
اسلام کا ڈنکا بجاتے تھے اور اسی زمانہ میں یہ دونوں حاکم ظالم زبردست
خلقت خدا کے بالادست حکمران تھے مگر نیکی کے خصائل نے ان کی توفیر
کرنے اور بدی نے ان کو ظالموں کی وقعت گھٹانے میں جو کام کیا وہ محض
روزگار پر عوام کی عبرت کیواسے بہت کچھ کار نمایاں کر سکتا ہے ؟
جسطرح راول اور کشمیر کی بغائیں۔ مژدہ و مردود کے ظلم اور فرعون
کا ستم چنگیز خان و ہلاکو کی غوریزیاں نادور کی دل آزاری بدی کی یادگار ہو کر
ادنیٰ خاک کو انگشت نما بنا رہی ہے ؟

اسی طرح امیر المومنین خلیفہ رسول اللہ حضرت۔ ابابکر الصدیق رضی اللہ عنہ کا صدق اور
امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب کی عدالت شہری اور امیر المومنین حضرت

عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ کی شرم و خجستش اور امیر المؤمنین
سیدنا اسد اللہ الغالب حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کا علم و عدل کا سراپا کیجئے ہمارے لئے راہ نجات
کا خضر ہمیشہ پہنچاتی ہیں۔

بدی اور نیکی کے لفظ بعض موقع پر اپنے اصلی معنی سے یہی انحراف
کر جاتے ہیں اور بے موقع استعمال ہو کر اپنے مطلب کو خلاف موقع ثابت
کرتے ہیں :

بدی جسکا پہلے ذکر ہو چکا ہے عام طور سے ذلیل سمجھی جاتی ہے اور واقعی
اس سے بڑھ کر دنیا میں کوئی بُری چیز ہی نہیں مگر عقلمندان ^{الشران} سلف و دانایان
خلف نے بعض موقع کی بدی کو بھی بمنزلہ نیکی تصور کر لیا ہے مثلاً کوئی ظالم
بندگان خداوند عالم کا جانی دشمن و خونخوار عدو ہے اور اسکی ذات
سے صداقت کے نقصان متصور ہیں تو یہ ضرور نہیں کہ اس پر رحم
کیا جائے اور اسکا تدارک نہ ہو :

اگر اس کے ساتھ خوفناک اور ضرر رسان بدی کی چال چلی جائے تو وہ بمنزلہ
نیکی تصور کی جائیگی مگر اس سے بہتر ہے یہی حال اوس نیکی کا بھی ہو سکتا
ہے جو بعض وقت بدی سے بھی دو چار ماحقہ بڑھ جاسکتی ہے اور نیکی آدمی کو
بدون کی جماعت میں شامل کر دیتی ہے مثلاً کوئی شخص کسی دوسرے
کا دشمن جانی ہے تو اس پر رحم کہا کر بخیاں نیکی اوسکی
مدد کرنا صدمہ ماتم کے ضرر پیدا کرتا ہے۔ ایسی نیکی کو یا اوسکی

سوا سے اسی قسم کی اور نیکیوں کو عقلانے بالکل ناجائز قرار دیا ہے اور اس شعر
میں اپنے کل خیالات کا خلاصہ منضبط کیا ہے۔

انکوئی بادلان کردن چنان است اسکا کہ بدکردن بجائے نیک مردان

بدی کے ہاتھ سے جو فعل سرزد ہوتا ہے اوسکی شہرت کو کوئی چار دیواری
روک نہیں سکتی لختہ بہرین اوسکی خبر اس سرعت سے زمانہ بہرین پہنچ جاتی
ہے کہ دوسرے ذریعہ سے ممکن نہیں۔ نیکی کا آوازہ بدی کے خلاف بہت
آہستہ روشنی سے سمیر دنیا کرتا ہے اور اسکے راستوں میں سیکڑوں قسم کے
رہزن اسکے قطع منازل میں مارج ہوتے ہیں۔ وہ نیک لوگ جو صرف دستی
عاقبت کی غرض سے خوش نیکی کے جوہر دکھاتے ہیں وہ پیٹ کے ہلکے نہیں
ہوتے اگر کسی کے ساتھ نیکی کرتے ہیں تو (نیکی کن بدریا انداز) پر عمل کر کے
کسی کو کانوکان خبر نہیں ہونے دیتے مگر آنکھ خلافت بدی کرنے والوں کے پیٹ میں
پانی نہیں پچتا اور یہ اپنی بدیوں ہی کو فخر یہ بیان کر کے فرعون بیامان بنتے ہیں
حالانکہ فرعون اور قارون کے پاس بے شبہ ان سے زیادہ دولت و حکومت
تھی پہر جو کچھ انجام دینا ہوا ظاہر ہے کہ ایک دریا نیل میں غرقاب ہو کر جہنم میں
جا پڑا اور دوسرا زمین میں دھنس کر تخت الشری پہنچا؛

علم را ند بادریں بد قارون زر سیم شدیخ فوٹ سماک و دگر تخت سماک

جہان تک اہل تجربہ سے ظاہر ہوا ہے کھا جاتا ہے کہ ضروریات زندگی رفع کرنے
کے واسطے انسان کو جب قدرینگی کی مدد درکار ہے اس قدر اور کسی چیز کی حاجت
نہیں اور اگر اس صفت کے حاصل کرنے سے محرومی ہے تو زندگی کا لطف صرف

حاکم ہی نہیں بلکہ زندگی کے دن پورے کرنا ایک آفت جان ہے؛
 مبارک ہیں وہی لوگ جو نیکی کو اپنی زندگی کا جزو اعظم خیال کرتے ہیں اور بدی کے
 سایہ کو اپنے زمانہ حیات پر نادیم زیست پڑنے ہی نہیں دیتے اور خودی کے
 دام میں گرفتار نہیں رہتے۔

خودی

دنیا کی بُرائیوں اور زمانہ کی خرابیوں کے پیدا کرنے میں جس نے سب سے
 زیادہ حصہ لیا ہے وہ خودی ہے خودی اگر چہ ظاہر اچھا سا لفظ ہے مگر اسکی
 اثر کی دراز رہی کل افعال فنیہ کی وسیعی دنیا کو گھیر لینے کے لئے پورے طور سے
 کفایت کرنے کا ملکہ رکھتی ہو دنیا کے جقدر خراب افعال میں اور میں اس خودی
 کا ایک بڑا بہاری جزو شامل دیکھا گیا اگر خودی کو انسانی طبعیتوں پر موثر ہونے
 متنطیس قوت حاصل نہ ہوتی تو ممکن نہ تھا کہ انسان کے ماتھوں سے وہ فعل سرزد
 ہوتے جو لغات میں اپنے معنی کو دل پسند الفاظ کے حروف میں لکھ جانے
 سے باز رکھ رہے ہیں اور جن کا نام مہذب زمانوں پر یہی نفرت کے ساتھ
 آتا ہے جو لوگ آج تک کسی خراب فعل کے سبب سے اپنے نام کو بذمانی
 کے ساتھ یسچا سنے درپے ہوئے ہیں اور ان کی خوبو پر خودی ہی کا زیادہ اثر
 پڑا کیا ہے انسان تو انسان ہی ہے فرشتہ تک اس خودی کی وجہ سے
 راندہ درگاہ اکہی ہو چکے ہیں اور دنیا تو دنیا عدم میں بھی اد کو عزت کی جگہ
 ملنے نہیں پائی؛

خودی کو بدی کا جزو و اعظم ثابت کرنے اور کل افعال عجیبہ کا مرجع و ماوا سمجھنے
کیواسطے آدمی کو عالی و داعی کی مطلق ضرورت نہیں آدمی چاہے جس عقل
کا ہو اور حسب قدرت اور اکاؤسکے دماغ میں بہرے گئی ہو بخوبی سمجھ سکتا ہے
کہ اگر خودی کا لگاؤ نہ ہوتا تو اشرف مخلوق احکام خداوند عالم آئین مذہب قوانین عاقلانہ
رضایحکام دین کو بھلا کر ثواب کی راہوں سے عذاب کے راستوں پر نہ جاتے
اور اپنی عقل و ہنم کی آنکھوں پر پٹی باندھ کر جہالت کے پہاڑوں کی چوٹی پر نہ دوڑتے
ہر شخص خوب جانتا ہے کہ چوری گناہ اور اوسکے واسطے احکام خدا و رسول اور قوانین
حسد و انی میں بڑی سے بڑی سزائیں ہیں و لیکن چوری کرنے والے ایک نہیں
مانتے اور اپنے ہی کئے جاتے ہیں اسکا سبب اور کچھ نہیں صرف خودی ہے۔
اگرچہ اس موقع پر یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ چوری کرنے میں خودی کو اشتراک کی
کوئی بات ہے مگر یہ اعتراض صحیح نہیں ہو سکتا ہے کیونکہ اس سے کوئی
انکار نہیں کر سکتا کہ چور چوری کو بڑا نہ سمجھتے ہوں اور قوانین سرکاری کے
دباؤ و رعب کے قائل ہوں مال چراتے وقت صاحب خانہ کی قوت سے
افشائے راز ہونے پر سزا بگتے کا خوف و لمین ہو و لیکن او نہیں خودی کا وہ
زبردست مادہ ہے کہ اذکی نظر و بین یہ سب اندیشہ اور دوسوہ عارضی و فرضی
معلوم ہوتی ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اذکی چالاکی کل مصائب سے بچا کر انہیں
کامیاب و بامراد کر دیگی یہ خودی ہی کی جرئت تھی کہ وہ کسی کے گھر مو سنے اور
احکام پاک پروردگار عالم سے نہ ڈرنے قانون شاہی کا خوف نہ کرنے پر متعد
ہوے اور چوری سے نفع اور نقصان اڑھاکر نہ چور کہلائے۔

یہی مثال ہر قسم کے افعال پر اپنا اثر پہلے کرنے پر حاوی ہو سکتی ہے اور سمع خفا
 ناظرین کرنے کا ہر پہلو دکھا رہی ہے جس نگاہ کو تواریخ اور واقعات گذشتہ
 کی سیر کر نیکا موقع ملا ہے اوس نے خود یکی با اثر نتایج کو بخوبی سمجھا ہے ؟
 اگر خودی ہنوتی تو ابلیس حضرت آدم علیہ السلام کے سجدہ نہ کرنے اور
 پاک پروردگار عالم کا حکم نہ ماننے سے آج لاحول کا مستحق اور لعن و طعن کا
 سزا دار ہی ہوتا بلکہ فرشتوں میں افضل گنا جاتا۔ اگر راوون میں خودی کا جوش
 نہ ہوتا ممکن نہ تھا کہ اسکے ہاتھ سے وہ افعال سرزد ہوتے جنکے سبب سے
 اوسکا سارا خاندان تباہ اور وہ ملعون خلق اللہ ہوا اسی طرح کنفس جسکی ظلم و
 بدعتوں کے قصے مشہور ہیں۔ اسی خودی کی وجہ سے ایک آن میں جان سے مارا
 گیا۔ اور ایسا ہی فرعون جسکے عروج کے افسانہ طشت از بام میں اسی خودی
 کے بدولت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عہد نبوت میں دریائے نیل کی تذر
 ہوا۔ یہی خودی جسکی وجہ سے مغز مژد و خوراک پیشہ ناچیز ہو کر حکومت کہو بیٹھا
 اور بھی خودی تھی جسکی سببے یزید ایسا بادشاہ تخت حکومت کہو کر زندگی
 سے ہاتھ دھو بیٹھا اسی طرح کے ہزاروں واقعات ہیں جو خودی کے نتائج
 میں درج پائینگے اور جو انسان کی عبرت کیو اسطے وہ کام کر رہے ہیں جو انہیں
 کا حصہ سمجھ گئے ہیں۔ اگر انسان کی طبعیت خودی کا اثر قبول کرنے سے متنفر
 رہے تو ممکن نہیں کہ اُسکی خوارق بدی کی طرف ہولے سے ہی اُٹھاسکین
 یا دنیا میں بُرائیوں کے نام کا کوئی حرف بھی نظر آ سکے ؟
 عام افعال قبیحہ کے ذکر میں اوسنے الفاظ تضاد کو عمدہ ہی پایا گیا ہے ؟

مثلاً بدی کے ضد نیکی ہے عقلی کی ضد عقل ہے انصافی کی ضد انصاف علی ہذا۔ لیکن خود کی بات دینا سے نرالی ہے اسکا لفظ تضاد اس مصرع کی مصداق ہو سکتا ہے

نادان جو ہو منقلب تو نادان ہی رہے

خودی کے لفظ تضاد پر جو غور کر لیا جائے تو ”بے عقلی“ ”بے امنی“ بے ایمانی وغیرہ کی طرح لفظ بے کو خودی کے ساتھ شامل کر دیا جائے تو خودی کی بد قسمتی سے لفظ بخودی بظہار جسکے معانی یہی افعال قبیحہ کے معنی میں شامل پائے گئے پس اس موقع پر ہر شخص خیال کر سکتا ہے کہ جس چیز کے دونوں پہلو خراب اور روشتہ بڑا نام دہیوں سے بدنام ہوں اور اسکے نتائج کیسے خراب ہونگے اگر کوئی پوچھے تو کہا جاسکتا ہے کہ اگر بلعیتوں سے صرف خودی کا اثر جاتا رہے تو اہل دنیا عبدالبون سے پاک و صاف ہو کر فرشتوں سے افضل ہو جائیں اور دنیا کا روناہ افعال قبیحہ نہ رہے۔

اور نیک بین وہی لوگ جو اپنی قوت اختیار کو خوش یاقتی کے ساتھ چلتے کر رہیں

طاقت خود اختیاری کی حفاظت خوش یاقتی پر موقوف ہے

قوت ہے اختیار کی اگر اختیار میں	نام خزان کا خوف نہو پر ہر مین
---------------------------------	-------------------------------

جس شخص کو دولت خود اختیاری کا جائزہ عطا کیا جاتا ہے اور سکوپٹری بنیادی مستقل فراہمی و راستبازی سے اسکی حفاظت کرنا پڑتی ہے۔ اگر وہ اس دولت عظمیٰ کو سبجائیش میں صرف کر دے گا۔ یا بخیل بنکر اس دولت کو گنج قارون تصور کرے گا۔ یا فضول خرچی کو ہوا خواہی میں اسکی تباہی و معدومی کا باعث ہو جائے گا۔

تو سمجھ لینا چاہئے کہ وہی دولت خود اختیاری دوسرے قبضہ اقتدار میں اگر اوسے
بے اختیار بنا دی گئی اور اوسکی بظہمی وہ لیاقتی کا نشان روزِ زمین پر کاٹوگی
بطرح طاقت خود اختیار کیا حاصل کرنا ایک مشکل کام ہے اوسطرح اس طاقت
خود اختیاری کے عمل میں لائینکی لیاقت حاصل کرینے بھی بڑی محنت و تکلیف
پر داشت کرنا پڑتی ہے۔

حکومت کا ملنا ہی مشکل اگر ہے	مگر کام بھی اوسکا دشوار تر ہے
------------------------------	-------------------------------

اب یہ امر ظاہر ہو سکتا ہے کہ جب ایک اوسط درجہ کا کام بغیر محنت کثیر و قوت
اچھی طرح انجام نہیں ہو سکتا تو پہر ایک مشکل کام کی سپردگی - (جبکی عافیتہ
بحیثیت ایک خود اختیار شخص کے متعلق ہو) کہا تک لیاقت ذاتی و
قوت انتظامیہ کی محتاج نہیں۔

کام بے محنت کے ہوتا ہی نہیں	ہے کھوان اندھا جو سوتا ہی نہیں
-----------------------------	--------------------------------

جن دانایان روزگار نے زمانیکے نشیب و فراز پر غور کلی فرمایا ہے اور جبکہ
میش بہ وقت انجام کار و بار اہم میں صرف ہوا ہے وہ اس امر کو خوب
سمجھ سکتے ہوئے کہ قوت انتظامیہ کو کن کن وسائل سے وسعت و بڑھتی
حاصل ہو سکتی ہے۔

جس نے کچھ وقت اوشہائی اُس نے کچھ پایا	وقت کے بیکار جانے سے نہ ہاتھ آیا
---------------------------------------	----------------------------------

لسان کو لازم ہے کہ اپنے اختیار کو حد مقررہ سے کہٹنے پڑے نہ دے کیونکہ
یہ سب سے پہلا اصول طاقت خود اختیاری کے برقرار رکھنے کا عقلا
کے نزدیک دریافت ہو چکا ہے۔

جو شخص اپنی حد اختیار سے قدم باہر نہیں بڑھا سکتا ہے وہی ہمیشہ دشمنوں اور
رہزہوں کی خوفناک اور دل شکن کر تو تون کے نتیجوں سے محفوظ رہ سکتا ہے۔

اپنی حد پر ہے جو قائم اور سکافایم ہو گا | شلخ جو حدی بڑھتا ہے اور سپر تیر کر تا ہے اور

مگر جو شخص طاقت خود اختیاری کو بیجا طور پر استعمال یا عمل لانا اپنے حوصلہ مندی
کی دلیل سمجھتا ہے اس کے دشمنوں کی تعداد روز بروز بڑھتی جاتی ہے اور وہی
لوگ اس شخص با اختیار کو بے اختیار بنائے کی کوشش کرتے ہیں اور
آخر کو ایک روز اپنی ارادے میں کامیاب ہی جاتے ہیں۔

ہو جو بعت داد دشمنان کثیر | ایک بیچارہ کیا کرے تدبیر

دیکھو جس طرح طاقت خود اختیاری کی دولت انسان کو امیر اور نامور بنا دیتی
ہے اسی طرح وہی دولت اگر بیجا طور سے صرف کی جائے تو اسی شخص کو محتاج
انام و ذلیل عوام ثابت کر دیتی ہے۔ اکثر و ن کا قول ہے کہ افسری کا کام
نہایت ہی آسان ہے کیونکہ بہت سے مددگار ہر وقت دست بستہ سامنے کھڑے
رہتے ہیں اور ان کی اطاعت و بندگی افسری کے برقرار رکھنے کی ایک اچھی
اور محکم سہیل ہے۔ مگر عقدا کے نزدیک افسری کا کام نہایت دشوار ثابت ہو چکا
ہے اور کہا گیا ہے کہ یہ وہ کام ہے جو نرے لائق ہی لوگوں سے اچھی طرح انجام پذیر ہو سکتا ہے۔

نہیں باز یہی طفلان حکومت کا سبق پڑھنا | مگر قانون شریعت کا ہی دل سے ہر دوری پڑنا

اگرچہ افسر کی مدد کے لئے اس کے ماتحتین کی جماعت اس کی حکومت کی ایک پہولی
پہلی شلخ معلوم ہوتی ہے مگر خیال کر لیا جاسکتا ہے کہ دینیت ہی مضبوط کھلا ہے

جسکی جڑ مضبوط ہوتی ہے یعنی امنر لائق نصف مزارج تحمل - عادی محنت ہو سکتا ہے وہی اپنے ماتحتین کو بھی لائق اور محنتی بنا سکتا ہے -

شانِ آفاق ہے حاکم کا دستار	تابع حکم ہیں مسلمان بردار
----------------------------	---------------------------

امنر کو ہر روز مختلف قسم کے خیالات سے مقابلہ کرنا پڑتا ہے اور ہمیشہ ہر ایک کی طبیعت کے موافق تقسیم خدمات کی فکر دانگیکر حال ہوتی ہے اور نیز اسکو سب سے بڑی فکر یہ رہا کرتی ہے کہ مین جسکی طرف سے جس کام کے انجام دہی کے لئے ذمہ دار بنایا گیا ہوں اس کو کسی نہ کسی طرح ضرور رضامند و خوشنود رکھوں تاکہ وہ طاقت خود اختیار کی کسی بد انتظامی و ناپایافتگی کی وجہ سے میرے قبضہ سے نکلنے نہ پائے اختیار کے قانون کا پڑھ لینا ہی اصول امنر کے لئے زیادہ مفید نہیں ہو سکتا ہے بلکہ اسکو ہر وقت ہر آن یاد رکھنا اور ان پر عمل آور ہونا زیادہ تر واجبات سے ہوتا ہے - اکثر دیکھا سنا گیا ہے کہ مختلف قسم کی مشکلات سے بعض امنرون کو سابقہ پڑ گیا ہے - اور ایسی ہیچید گمان پیش آئی ہیں جنکا سمجھنا ایک معمولی لیاقت کے آدمی کے امکان سے باہر تھا - مگر انہیں سے جن لوگوں میں تحمل اور غور و فکر کا مادہ زیادہ موجود تھا وہ اپنی طاقت انشامیہ کی مدد سے مشکلات پیش شدہ کے حل کر مین کو لئے سبقت لے گئے بلکہ جس انتظام سے ہمیشہ کیلئے آئندہ ہیچید گیوں سے بھی محفوظ ہوئے

تحمل غور کا دیتا ہے موقع	صفائی کا دیکھا دیتا ہے موقع
--------------------------	-----------------------------

غرضکہ ایک امنر کا دماغ مختلف قسم کی فکر و نگاہ ذخیرہ بنا رہتا ہے اور اسکو ہر وقت مختلف طبائع کے خیالات پر غور کرنا پڑتا ہے اور خاصکر اس بات کی ایک

ایک فکر کرنا پڑتی کہ جو ذمہ داری میرے سپرد کی گئی ہے اس میں کتنی حرجاں تو عاید نہیں ہو سکتی ہے۔ یا اس اختیار کی وجہ سے جسکے ذریعہ سے مجھے مختلف طبقتوں کے لوگوں سے کام لینا ہے عام ناراضا مندی کا باعث تو نہیں ہے۔

|| اس درد کے دل سے یو چھو کیا مہار کا کم || فکر کیا ہی پیش کیا کیا کا رنج و شاہ جہ

اختیار وہ صفت ہے جو انسان کو مختلف خیالات کی جماعت کا حاکم بنا دیتی ہے اور اس اختیاری کا نقشہ دکھا دیتی ہے چنانچہ بادشاہ وقت کی یہی کیفیت ہو سکتی کہ وہ بڑی ذمہ داری کا کام حاکم دین و دنیا کے حکم سر کرنے پر آمادہ کیا گیا ہے اور ہر طبقہ و ملت کے لوگ اور اسکے قانون کے تابع بنا دئے جاتے ہیں؛

اب غور کرنا چاہئے کہ (افسری)۔ (سرکاری)۔ (جہان داری) ان سب کاموں میں کقدر طاقت خود اختیاری سے کام لینے کی ضرورت پڑا کرتی ہے۔ یہ کام کیا نازک اور مشکل امر ہے ایسے کاموں کے انجام دہی کے لئے ایک اعلیٰ درجہ کی متحمل و مستقل طبیعت درکار ہوتی ہے چونکہ طاقت انشطاسیہ کی عملی کارروائی دیکھنا۔ لے سب سے پہلی ضرورت تحمل و مستقل مزاجی کی موجودگی ہے۔ اگر یہ صفیق انسان میں نہ ہو تو ایک ایسے مشکل اور دقیق کام کی سپردگی طاقت خود اختیار کو خاک میں ملانے والی اور خدات، مفعولہ کو بدنامی کی امیرش سے بدنام کرنے والی ضرور مشہور ہو جائیگی۔

عام طور پر بے اختیار لوگ فریاد کیا کرتے ہیں کہ بے اختیاری و فرمان برداری کا کام نہایت تکلیف دہ ہے۔ اس میں سوا مصیبت اور بے لکھی کسی قسم کی ازا و آسودہ حالی نہیں ہر وقت حاکم کی مزاج شناسی کی فکر ماکرتی ہے۔ ہر دم خوف

عقاب کیلئے کو پاش باش رکھتا ہو۔ مگر ان میں سے جو لوگ مال اندیش اور دولت
 خود اختیاری کے متلاشی ہوتے ہیں وہی لوگ فرمان برداری کا کام (جو بد ہے) اختیار
 میں داخل کیا گیا ہو اس خوبی و خوش اسلوبی سے انجام دیتے ہیں کہ آخر شہر ہی میں
 خدمات کے صلہ میں امن بنا دے جاتے ہیں۔ اس مثال اور عمل راہ سے
 بخوبی ثابت ہو سکتا ہے کہ ایک بے اختیار شخص اپنی بے اختیاری کی بخوبی داد
 دے سکتا ہے اور نظر انصاف سے ہمیشہ اس کے حقوق کی حفاظت اپنی اور پر
 سمجھتا ہے۔ تجربہ ایک ایسی چیز ہے جو مختلف پیرایوں میں انسان کی مدد کیلئے
 ہر وقت تیار رہتا ہے۔ مگر تجربہ سے انسان اس وقت تک مستفید نہیں ہو سکتا
 جب تک خود اس کو مختلف اقسام کے کاموں اور انتظاموں و مشغلوں سے واقف
 نہ پڑا ہو۔ کسی کام کا صرف اصول ہی دریافت کر لینا اور نرا اس کو ایک ابتدائی
 خیالی تجربہ سمجھ لینا دانشمندی کا ایک پختہ اصول قرار نہیں پایا سکتا کیونکہ فقط
 انسان کا ذاتی خیال اکثر اسی کو مغالطے میں ڈال دیتا ہے اور انتشار کی قوت
 طبیعت کو امتیاز نیک و بد سے مغدور کر دیتا ہے جس کا نتیجہ اصول تجربہ کاری
 کے بالکل خلاف کہا جاسکتا ہے؛

انسان کو لازم ہوتا ہے کہ اپنے کام کو اس طریقہ سے انجام دے جو اس کے
 لئے سوزن و مناسب ہو۔ کام کی وقعت کے موافق اس کے انجام کا انتظام
 واجبات و فراہیات انسانی سے ہے۔ بہر کیف اپنی اختیار کو اس حد تک
 اس کی وسعت اس کے اختیار کی محافظت کا اقرار کرتی ہے یا جہاں تک اس کی خود
 انتظامی اور قوت کی مددگار رہے۔ جو شخص دولت خود اختیار کی قدر کرتا ہو

وہی اسکے صرف کرنے کے طریقے خود ہی پہچان لے سکتا ہے۔ صفت اعتدال الفاظی
 وریاوتی کا وہ درمیانی جزو ہے جو ہمیشہ نقصان و تکلیف سے محفوظ رہتا ہے۔
 جس نے اپنے اختیار انت کو اعتدال کے ساتھ وسعت دی ہے اور جس نے طاقت
 خود اختیاری کو ضعف خود سری کی ہوا سے دور رکھا ہے وہ ہمیشہ اپنے اولاد
 میں کامیاب رہا ہے اور ہمیشہ اس کے دشمن اس کے مقابلہ سے عاجز رہے ہیں۔

فی الحقیقت طاقت خود اختیاری وسیع	جبکو مرد نیک خود دل سے سمجھتا ہے عزیز
قوت خود اختیاری پر جوا اثر ایا بشر	ہے حقیقت میں وہ مرد بے شعور و بے تمیز

دولت مندی و ملک داری

جہانداری اور دولتمندی فی نفسہ کوئی بُری چیز نہیں ہو سکتی ہے اگر موافق حق ہو
 چنانچہ حضرت سلیمان علیہ السلام انبیاء میں اور خلفاء راشدہ میں حضرت
 عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابویونین خواجہ عبداللہ احرار رحمۃ اللہ
 حضرت یمن ائمہ یمن شرفائے ملک معظمہ مالک اور اسود مہتمم۔ جنی بڑائی و یمن
 خیال کی جاسکتی ہے وہ انہیں مفاسد کے ہو سکتی ہے جو قہر اور ظلم متبع لذت
 اتبارع شہوات سے پیدا ہوتے ہیں یا طمع۔ کینہ۔ حسد۔ بغض۔ محبت جاہ
 مال سے ظاہر ہوتے ہیں۔ درآنحالیکہ سلطنت و ریاست آن آفتون سے پاک
 و صاف ہو تو پھر غنا اور ملک داری خدا پرستی اور وینداری ہو جاتی ہے جیسے سلطنت
 بعض انبیاء کی پیراؤن کے بعد خلفاء کی پہراہل علم اور صلاح کی اور ساری خلق پر
 انکی اطاعت واجب ہوتی ہے بدلیل قول حق سبحانہ تعالیٰ اطیعوا اللہ

واطيعوا الرسول واولى الامر منكم مراد اولی الامر سے امراء سلاطین و
 ملوک ہیں بعض کے نزدیک علماء بھی داخل ہیں اور ان دو وزن قولوں کے سوا
 کوئی تیسرا قول اس آیت شریف کے معنی میں اہل علم نے نہیں لکھا ہے۔ اور وہ
 جو شارع علیہ السلام نے مذمت ملک و ملوک کی بیان فرمائی ہے یہاں تک کہ جس نے
 دنیا میں درمیان دو آدمیوں کے حکمرانی کی ہوگی اور اسکو بھی مشکیں باندھ کر پاک
 پر درگاہ عالم کے روبرو لا دیں گے اس قسم کی حد میں جو وارد ہیں مراد ان سے
 وہی حکمران ہیں جو دین پر قائم نہیں اور عدل و انصاف نہیں کرتے حمایت قوم
 و تعصب مذمب و رعایت قرابت کیا کرتے ہیں یگانہ سے ہر بات ہر قصور پر درگاہ ربر
 اور یگانہ سے ہر ذرہ پر رنجش و گرفت ہوتی ہے جیسا کہ ملوک و درو سائے بنی اسرائیل
 اسی طرح ہلاک ہو گئے کہ اقامت حدود کو اوہنوں نے ترک کر دیا تھا سزا کو اسٹرا
 سے بالکل اڑا دیا غریبوں پر جاری رکھا انصاف چوڑا دیا جب کوئی ضعیف
 آدمی زنا کرنا تھا اس پر حد جاری ہوتی تھی اگر قوی زنا کرتا تو اسکو چوڑ دیتے
 آخر ہلاک ہو گئے خلق میں فساد پڑ گیا۔ حالانکہ پاک پرور و گار عالم نے ارشاد فرمایا کہ
 لَنْ يَنْفَعَكُمْ اَدْحَاكُمْ وَلَا اَوْلاَدُكُمْ - یعنی تمہاری رشتہ داری تمہاری اولاد تم
 کو کچھ فائدہ نہیں دیگی تمہاری کام نہ آو گی سو مراد اس سے باطل طرف داری
 ہی ہو سکتی ہے جو سبب رشتہ داری کے برتی جاتی ہے جسکا کچھ نفع آخرت میں
 نہیں بلکہ دنیا میں ظلم آخرت میں خلعت ہوتا ہے ایسے ہی لوگوں کا دین و دوزن
 کی دنیا کے چپے برباد ہو جاتا ہے حق قرابت صلہ رحیم دہن تک ٹھیک ٹھیک ہو سکتا
 ہے جنہا حکم شارع علیہ السلام نے فرمایا ہے بلکہ انصاف یہ ہے کہ اپنے جان پر

بھی بموجب شرع کے عدل کئے اور لاؤ درشتہ دار کس کنتی و شمار میں خیال کئے
 جاسکتے ہیں جب یہ امر اسے نہیں ہو سکتا ہے تو اسی لیے سخت وعید جزائے
 شدید انکے حقیقین وارد ہے انکا جرم دوسروں کی نسبت دگنا ہوتا ہے ورنہ
 جسکی نیت اچھی اور جسکا عمل صالح ہوتا ہے وہ اگر سارے جہان کی بادشاہی کرے
 یا طالب ملک ہو تو کچھ بھی بُرائی نہیں خیال کیا سکتی ہے حضرت سلیمان علیہ السلام
 نے کہا تھا رَبِّ اجْعَلْنِي مِثْلَ الَّذِي كَانَ لَدُنْكَ يَوْسُفَ عَلَيْهِ السَّلَامُ
 نے بھی کہا تھا قَالَ اجْعَلْنِي عَلَى الْخِزَانِ اِلَاضِ اِنِّي خِفْتُ الْعِلْمَ بِمَا
 جَانِ بِرَبِّهِ وَسَاخَتْ كَيْفَ هَذِهِ خِزَانِي كَرَمِيْنِ كُوْنِي اَمْرًا مَّلِكًا يَنْتَكِبُ
 سَمَاءُ مِّنَ الْغَافِقِ فَرَايْنُ كَ لَا كَسِي يَكُنِي رَعَايَتُ هُوَ كِي لَا كَسِي بِيْكَانَ سَوْفَرَتُ كَا
 كَا تَلَا هُوَ الْغَافِقِ هُوَ كَا قُوِي ضَعِيْفٌ بَرَابَرُ كَا جَا يَكَا كُوِي مُسْتَشِيْ نَبُو كَا چَا نَجَا اِيْسَا هُوَ
 جُو دَا قَعَاتُ حَفْرَتُ دَا وُ وُ عَلِيْهِ السَّلَامُ كَ عَهْدِيْنِ حَفْرَتُ سَلِيْمَانُ عَلِيْهِ السَّلَامُ
 كِي كَمُ عَمْرِي كِي حَالَتُ مِيْنِ مِشِ هُوَ اُو مِيْنِ سَ دُو مِيْنِ وَاقَعَاتُ هِدِي نَا طِيْنِ مِيْنِ -

حکایت

ایک روز دودھ پانی محکمہ داؤتی میں حاضر ہوئے ایک ایلیمیا صاحب کشت یا باغ
 دوسرا یوحنا الگ غم سو ایلیمیا نے کہا اے خلیفہ یوحنا میرا ڈروسی ات کے وقت
 بکریان چراتا ہواہو بکریان میرے کہیت میں پڑ گئیں اور کہیت کہا گئیں حضرت داؤد
 علیہ السلام نے یوحنا سے جواب پوچھا اوس نے عرض کیا درست ہے حضرت
 داؤد نے ارشاد کیا کہ غلے بکریوں کی قیمت مشنص کرو چنانچہ وقت تشنص بقدر

حکایت
 ایک روز دودھ پانی محکمہ
 داؤتی میں حاضر ہوئے ایک
 ایلیمیا صاحب کشت یا باغ
 دوسرا یوحنا الگ غم سو
 ایلیمیا نے کہا اے خلیفہ
 یوحنا میرا ڈروسی ات کے
 وقت بکریان چراتا ہواہو
 بکریان میرے کہیت میں
 پڑ گئیں اور کہیت کہا
 گئیں حضرت داؤد علیہ
 السلام نے یوحنا سے جواب
 پوچھا اوس نے عرض کیا
 درست ہے حضرت داؤد نے
 ارشاد کیا کہ غلے بکریوں
 کی قیمت مشنص کرو چنانچہ
 وقت تشنص بقدر

قیمت بکریوں کے نقصان قرار پایا اس پر حضرت نے حکم دیا کہ یوحنا بکران ایلما کو سپرد کرے یوحنا نے محکمہ سے نکل کر یہ ماجرا بیان کیا حضرت سلیمان نے فرمایا کہ اگر حکم دینا میرے اختیار میں ہوتا تو میں ایسا حکم دیتا جو دونوں کے حقین بہتر ہوتا خواہ یہ فرمایا کہ حکم ایسے مقدمہ میں خلاف اس تجویز کے مناسب تھا حضرت داؤد نے یہ بات سُن کر حضرت سلیمان کو طلب کر کے ارشاد کیا کہ جو کچھ حکم فریقین کے حقین بہتر ہو ظاہر کیا جائے حضرت سلیمان نے کہا کہ بکران ایلما صاحب کشت کو دیجاوین کہ اسکی اولاد اس کے دودھ اور شیم سے بڑھ ہوئے اور کہیت یوحنا کے سپرد کیا جائے کہ وہ خدمت کر کے حالت اصل پر کر دیو تب ایلما اپنا کہیت یوحنا سے لے لیوے اور یوحنا اپنے بکران لے دے۔ چنانچہ یہ حکم سُن کر داؤد علیہ السلام خوش اور فریقین رضا مند ہوئے اور داؤد علیہ السلام نے اس طرح پر حکم صادر فرمایا۔

حکایت

دو عورتیں تھیں ان کے ساتھ ان کے دو بیٹے تھے بھیرا یا ایک عورت کے بیٹے کو اوٹھا لیکھا تو وہ عورت اپنی ساتھی عورت سے کہنے لگی کہ تیرے بیٹے کو بھیرا لے گیا۔ دوسری نے کہا تیرا بیٹا لے گیا دونوں حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس فیصلے کو آئیں حضرت داؤد نے بڑی عورت کو وہ لٹکا دلوایا وہ دونوں حضرت سلیمان ابن داؤد کے پاس آئیں اور ان سے یہ حال کہا حضرت سلیمان نے کہا ایک چھری لاؤ تو میں لٹکے کو آدھا کر دوں تب چھوٹی عورت نے غصہ خیز کیا

حکایت خارجی سلیمان
اور حضرت داؤد

ایسا نہیں یہ بیٹا بڑی عورت کا ہے اور اب میں دعویٰ دار نہیں ہوں اسکو دیکھئے
یہی پرورش کر گئی اور بڑی عورت چہرہ سے کاٹنے پر راضی تھی حضرت سلیمان نے
اس چھوٹی عورت کی شفقت سے دریافت فرمایا کہ یہ لڑکا اسی کا ہے سو اسی کو دلوادیا۔
نکتمہ جب گواہ نہوں تو حاکم اپنے قرائن و قیاس پر عمل کر سکتا ہے۔

حکایت

ایک روز حضرت سلیمان علیہ السلام کی غیبت میں ایک عورت ضعیفہ حضرت داؤد
علیہ السلام کے پاس ہوا پر داؤد خواہ آئی اس نے کہا کہ اے خلیفہ میں عیال دار ہوں
تھوڑا آٹا جو کاس پر لے جاتی تھی ہوا نے برباد کر دیا میری اولاد فاقے سے بڑی
جاتی ہے میرے حقین فیصلہ حق فرمائیے حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا میرا حکم ہوا
پر جاری نہیں ہو گا آٹا میرے گھر سے لیجا سو اس ضعیفہ نے آٹا لیا اور دعا دیکر اپنے گھر
چلی راہ میں حضرت سلیمان علیہ السلام ملے انہوں نے پوچھا تو کہاں آئی تھی ناشی
یا محتاج اس نے کہا داؤد خواہ ہوں اور اپنا ماجر مفصل بیان کیا حضرت سلیمان علیہ السلام
فرمایا تو خلیفہ خدا کے پاس پہر حاضر ہو کر داؤد خواہ ہوا اور کہہ کہ میں محتاج نہیں ہوں
انصاف چاہتی ہوں چنانچہ وہ ضعیفہ پہر محکمہ داؤد میں آئی اور حضرت داؤد علیہ السلام
کہنے لگی کہ عطائے تو بلاقے تو میں انصاف چاہتی ہوں حضرت داؤد علیہ السلام نے
فرمایا میں ہوا پر حاکم نہیں ہوں اور دس گونہ آٹا عنایت کیا بوڑھا نہایت خوش ہو کر چلی
جب حضرت سلیمان علیہ السلام سے ملائی ہوئی تو انہوں نے پہر واپس کیا تب حضرت داؤد
علیہ السلام نے کہا جھکو کون شخص بار بار پہر تاسے۔ اس نے کہا سلیمان علیہ السلام اسی وقت

حضرت داؤدؑ نے حضرت سلیمانؑ کو طلب کر کے پوچھا کہ مجھ کو ہوا پر کیا دست رس ہے جو اسکے حق میں حکم دون حضرت سلیمانؑ نے کہا یہ درست ہے لیکن آپ کی دعا کو اثر ہے سو آپ دعا کیجئے کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ یہ عورت تمہارے عدل کی شکایت کرے آخر کار حضرت داؤدؑ نے دعا فرمائی اور حضرت سلیمانؑ نے آمین کہا دفعۃً اللہ پاک پروردگار عالم نے ہوا کو بصورت انسان بھیجا۔ تب اس عورت نے اپنا دعوے پیش کیا ہوا نے کہا یا رسول اللہ میں نے بحکم خدا اسکا آٹا لیا ہے حضرت داؤدؑ نے اسکی کیفیت پوچھی ہوا نے کہا کہ ایک کشتی دریا میں جاتی تھی اوس میں سوراخ ہو گیا اور مالک کشتی نے دعا مانگی کہ یا آہی اگر اس بلا سے نجات پاؤں تو میں کل مال اپنا فقیروں کو دے ڈالوں۔ لہذا ارشاد ہوا تو میں نے اس بوڑھیا کا آٹا لیکر سوراخ کشتی میں بہر دیا تب وہ کشتی غرق سے محفوظ رہی اوسی وقت حضرت داؤد علیہ السلام نے مالک کشتی کو طلب کر کے نصف مال فقیروں کو دلوایا اور نصف باقی بوڑھیا کو پہراں ضعیف سے استعار فرمایا کہ تو نے ایسا کون کام کیا ہے جس سے خدا تعالیٰ نے تجھ کو اس قدر عوض دیا میں نے کہا مجھ کو معلوم نہیں گریا رہا ہے کہ ایک روز کوئی فقیر میرے دروازے پر آیا اس نے کہا کہ میں دور سے آتا ہوں اور بہت بھوکھا ہوں میرے پاس ایک روٹی تھی میں نے اسکو کھلائی مگر اس نے کہا میں سیر نہیں ہوا تب میں نے کہا اے فقیر تو بٹہر جا تو میں تیرے لئے آٹا پیس کر روٹی پکاؤں سو وہی آٹا لئے آتی تھی ہوا نے برباد کر دیا اسوقت حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا کہ یہ مال اسی کے عوض ملا ہے اور بروز قیامت دس حقے اور ملے گا۔

حکایت

حضرت داؤد علیہ السلام کے عہد میں ایک قاضی تھا ایک دن ایک عورت حسینہ بنو مال نقد کسی پردہ دیدار ہوئی قاضی اس عورت پر عاشق ہو گیا اور پیغام کناخ پیش کیا اس نے انکار کی تب قاضی نے حرام کرنا چاہا اس نے کہا میں حرام کا رہنمائی ہوں ناچار انصاف قاضی سے ناامید ہو کر صاحب شرط پاس نالشی ہوئی وہ بھی مفتون ہوا وہاں سے دل شکستہ ہو کر صاحب شوق کے دربار میں ملتی ہوئی وہ بھی فریفتہ ہو گیا ناچار خلیفہ وقت کے حجاب سے رجوع لائی اُس نے بلا تامل پیغام زنا بھیجا تب وہ عقیقہ خاموش ہو کر دعویٰ سے دست کش ہوئی جب ان حاکمون نے دیکھا کہ ایسی پریشانی میں اگر ماتھے سے نکلی جاتی ہے اور شیشہ دل چور چور ہے اس کو کسی طور سے پہاننا چاہئے تب بزور گواہان لیباسی حضرت داؤد کے حضور میں بیان کیا کہ یہ عورت ایک کتے پاس رہتی ہے حضرت داؤد نے مطابق توریت رجم کا فرمان جاری کیا یہ خبر حضرت سلیمانؑ کو بھونچنی آنجناب نے باہر نکل کر اجرائے حکم کو ملتوی کیا اور کئی لڑکے ہم عمر بلائے ان میں سے ایک کو عورت قرار دیکر چار گواہ کیا ان چاروں نے گواہی دی کہ یہ عورت ایک کتے کے پاس رہتی ہے پہراؤن چاروں کو الگ الگ بٹلایا اس طرح کہ ایک دوسرے کی آواز نہ سُننے اور ایک سے پوچھا کتے کا رنگ کیسا تھا اُس نے کہا سیاہ دوسرے سے دریافت کیا وہ بولا سُرخ اسی طرح تیسرے نے کہا زرد چوتھے نے کہا ابلق تب کہا کہ تم بڑے جھوٹے ہو تمھاری گواہی پر ایک عقیقہ صالحہ کو حد نہ مارو گا بعد ازاں اور لڑکوں سے کہا کہ ان گواہوں کو قتل کرو یہ خبر تیا مہا حضرت داؤد علیہ السلام

کو بیوپچی تب حضرت داؤدؑ نے اوس مقدمہ کے گواہوں کو طلب کیا اور ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ پہلا کر سوال کیا اُن سب نے گتے کا رنگ مختلف بیان کیا لہذا گواہوں نے منہ پرانی اور عورت نے خلاصی۔

فائدہ سالمین محمد بن کتب قرطبی سے روایت ہے کہ لشکر حضرت سلیمان علیہ السلام سو فرسخ میں پڑتا تھا پچیس^{۲۵} میں انسان اور پچیس میں حیوان و داب اور پچیس میں جنات اور پچیس میں وحش و طیور اور تین سو منکوحہ اور سات سو کینز انجناب کے تصرف میں تھیں اور سب کے لئے محل جدا جدا تھے اور محل شیشے کے بنے تھے اور سب محل ایک تخت پر تھے اوس تخت کو ہوالے پھرتی تھی اور تفسیر کشاف میں لکھا ہے کہ لشکر حضرت سلیمان علیہ السلام دس ہزار فرسخ میں نزول فرماتا تھا اور دو فرسخ میں ریشم کا فرش بچایا جاتا تھا اسکے سج میں تخت رکھا جاتا تھا اور جملہ کابر و اشراف کرسیوں پر بیٹھتے تھے اور ہوا اوسى بساط کو لے اڑتی تھی۔ اور معالم التنزیل میں مقاتل ابن حیان سے روایت ہے کہ شیاطین نے حضرت سلیمانؑ کے واسطے ایک فرش کا رچی ریشم کا بنایا تھا دو فرسخ کا اوسکے درمیان منبر سونے کا رکھا جاتا تھا اور سپر حضرت سلیمان علیہ السلام اجلاس فرماتے تھے اور تین ہزار کرسیاں طلائی و نقرہ کی بچھائی جاتی تھیں طلائی کپڑا والا دس ہزار علماء و فضلاے دورانہ کے گرد جن و شیاطین و عامہ انسان اور طایفہ طیور اپنے پروں سے اوس مجلس پر سایہ کرتے تھے تاکہ حرارت آفتاب نہ پہنچے اور ہوا اوس بساط نشاط کو اٹھاتی صبح سے تا شام ایکماہہ راہ اور شام سے تا صبح اسقدر طے کرتی تھی سعید ابن جمیر سے روایت ہے کہ چھ سو کرسیاں بچھائی جاتی تھیں اور سپر انسان

و جنات بیٹھتے تھے اور طیور پر دن سے سایہ ڈالتے تھے تب ہوا اٹھاتی تھی۔ اور
تغییر جو اس میں ہے کہ داہنے طرف تخت کے دو لاکھ کرسیاں اکابر اس میں اور بائیں
جانب دو لاکھ کرسیاں اشراف جن کی بچھائی جاتی تھیں اور میں و سیار پینتیس^{۳۵} بیٹھیں منبر
رکھے جاتے تھے اور پیر علماء و فضلا و ائمہ و صلحا سے اس وجہ بیٹھ کر وعظ کرتے تھے اور
طیور اپنے پروں سے سایہ کرتے تھے اس تخت کو ہوا لیکر چلتی تھی۔ اور سواری کا یہ
انتظام ہوتا تھا کہ باوصف شدت ہوا کسی کہیت کے درخت کو حرکت نہوتی تھی اور
گرد و غبار کا نشان نہوتا اور کسی بیچارہ ضعیف جانور کو بھی ضرر و نقصان نہ پہنچتا تھا
اس شوکت و حشمت کا اشارہ سورہ غل میں ہے۔ وقال ایھا الناس علمنا
منطق الطیر و اوتینا من کل شیئی ان هذا الھو فضل البین۔ یعنی حضرت
سلیمانؑ نے کھائے لوگوں کو سکھائی ہے بولی اور تے جانوروں کی اور عطا کیا
ہم کو ہر چیز میں بیشک و شبہ بھی ہے بڑی صیغے جو چیزیں دنیا میں درکار
میں جسکی انسان کو ضرورت ہے سب عنایت فرمائیں۔

اور جنسۃ الملوک میں لکھا ہے کہ دیوؤں نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے
واسطے پتھر کی دیگین تراشیں تھیں کہ ہر ایک میں دس اونٹ اور جاتے تھے اور
ہر روز ہزار دیگین پستی تھیں اور شکر کے لوگ کھاتے تھے۔ اور قصص میں لکھا ہے
کہ اسی حنہ دار نمک ہر روز باورچیانہ میں صرف اور ہر روز لاکھ مرغ فوج ہوتے
تھے لیکن حضرت سلیمانؑ اس میں سے ایک لقمہ نہ کھاتے تھے بلکہ تمام روز روزہ
رکھتے اور زربیل بنتی اور شام کے وقت اس کو بیچتے اور دو روٹیاں جو کی لیکر
گورستان میں کتل اور بھک جاتے اور روزہ افطار نہ مانتے اس حال میں بھی جو

کوئی مسکین لمجاتا تو اسکو بھی شریک فرمالتے تھے۔

غصہ کہ سب سے پہلے بادشاہ روئے زمین کے حضرت آدم ابوالبشر ہوئے
یہ خدا کے خلیفہ اور دین کے سلطان تھے جب رحلت کر گئے تو انکی اولاد دو طرح
پر ہو گئی ایک دین میں قائم مقام ہوئے وہ حاکم اسلام رہے دوسرے بادشاہ
بنی جتنے بنی رسول آئے وہ سب سلطان دین تھے انکی اطاعت اون لوگوں
پر فرض تھی جن کی طرف وہ بھیجے اوٹھائے گئے تھے پھر خواہ اوس امت نے
اونکا کہنا مانا سنا یا نہ سنا۔

جتنے بادشاہ دنیا کے ہوئے اون سے دین نہ تھا بلکہ ہر خرابی دین کی اونہیں
کے ماتحتوں سے ہوئی ان دونوں طرح کے ملکوک حضرت آدم علیہ السلام سے
لیکرتا خاتم رسل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوتے رہے جب اللہ
پاک نے بنی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھیجا تو انکو دین و دنیا دونوں
کا حاکم گردانا اور دونوں حالتوں کا مالک بنایا۔ ادھر شریعت اور ادھر سیاست
چمکی ان دونوں وظایف کے ساتھ جیسا قیام سردار عالم نے فرمایا سارے
جہان میں کسی نے نہیں کیا اور نہ کوئی کر سکیگا۔

من و جھک المیزل قد نور القمر
بعد ان خدا بزرگ توی مختصر

یا صاحب الجبال و یا سید البشر
لا یمن الشاء کما کان حقہ

جو فضائل اور کمالات سردار عالم مسلم کو بادشاہ علی الاطلاق نے جمیع مخلوقات ارضی
اور سماوی سے برسات و خاصیت منتخب فرمایا اور اپنی خاص عنایتوں سے مخصوص
کیا اور جملہ صفات کمال اس ذات بابرکات میں فراہم کئے اور کمالات اپنی کا ایک نکتہ

بنادیا تاکہ حاضر و غایب کو اطلاع ہو جائے کہ یہ پیغمبر محبوب اور مخصوص حضرت محبوبی اگرچہ
اور پیغمبران اولوالعزم کو فضائل و کرامات عطا کئے تھے مگر جدا جدا اب انکو ایک ذات میں
جمع کر کے جمع صفات کر دیا تو فضیلت اجتماع کی انفرادہ جنس سے بخوبی ظاہر ہے کہ ان
ہزار مکانوں میں ہزار چراغ اور کہان ایک مکان میں ہزار چراغ - چنانچہ اس موقع پر
ایک تفسیر مندرجہ تصحیح لادکیا فی احوال الانبیاء ہدیہ ناظرین ہے۔

تضمین

تجربہ اللہ فی بخیرین کمالات ربی	صوفی آدم کی ملی معرفت شعلہ ملی	نوح کا شکر ملا خلت ابرہیمی	صوت داؤد نقیبی ملی صاکی
	حسن یوسف دم علی بدیع دار	انچہ خوبان ہمدارند تو تنہا دار	
حبیب ربی ہارون کا محل پایا	مثل سحاق رضا صفت حق	حکمت لوط عبادت ہوئی یونس کی	مثل یعقوب ثبات ملی اور سکھوا
	حسن یوسف دم علی بدیع دار	انچہ خوبان ہمدارند تو تنہا دار	
تجربہ میں مناسبت بدین بیدار	سب میں کیا متفرق تجوید پیکار	بیش نش کا جہاد اور قار ایسا	کیا نقطہ یہ ہے کہ اسی بادشہ جن
	حسن یوسف دم علی بدیع دار	انچہ خوبان ہمدارند تو تنہا دار	
کیا کہو تو جو پائیں عطا یاجیل	سخن حق موسیٰ نفت اسلیل	قرب لیا کہ پہنچ سکتی تہن اسلیل	انرض کہو نین کیا کیا تہی و علیل
	حسن یوسف دم علی بدیع دار	انچہ خوبان ہمدارند تو تنہا دار	
بیگانہ بیت و جیوت حق اشرین	مطفاؤد قضا جو صفین تکوین	خاص بن سیر کو کوئی ٹیکہ نہیں	پہر تجر اور دو صفوں میں شرکت عین
	حسن یوسف دم علی بدیع دار	انچہ خوبان ہمدارند تو تنہا دار	
جامعیت کی ملی جگہ جو سچ و کرم	پہرند خرم ریشا کی بغزان قدر	مل گئی مہر برکت سبیل ہر کرم	بو قدسی کم اب او دونوں جہاں کرم
	حسن یوسف دم علی بدیع دار	انچہ خوبان ہمدارند تو تنہا دار	
دربار کا چہرستان میں شہر پہنچا	لے کر پر یوں کہو کی پسے الفت	عشق میں ساری آج وہاں نقشا	دیکھ کر کہو نگین جل علی صل

حسن یوسف ثم عیسیٰ ید بیضا دار	اچھے خوابان ہمارے تو تہا دار	
مشرک صفت محمد چند بڑے درویش	ہمیں تشریح حقیقت میں کہی تھی	پر کہا کرتی ہیں چھاسم کے لڑ
حسن یوسف ثم عیسیٰ ید بیضا دار	اچھے خوابان ہمارے تو تہا دار	
مرفا پڑھو تحصیل سجاد کی ہر	قل دول ایک سخن با فاعل	فقہ اس بیت کی تفسیر کی لڑ
حسن یوسف ثم عیسیٰ ید بیضا دار	اچھے خوابان ہمارے تو تہا دار	

اور حضرت کے بعد جو آپ کی راہ پر چلا ہے اس کو خلیفہ رسول کہتے ہیں چنانچہ بعد وفات سردار عالم و عالمیان کے جب حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے بیعت کی گئی تو آنجناب کو خلیفہ رسول خدا صلعم کہتے ہیں۔

فضیلت آنجناب یہ ہے کہ فرمایا سردار عالم نے کہ آفتاب نے طلوع و غروب نہیں کیا بعد انبیاء و مرسلین کے کسی پر جو بہتر ہو ابوبکر سے۔

اور جابر ابن عبد اللہ سے روایت ہے کہ میں ایک دن درودِ رسول مقبول پر باجماع مہاجرین و انصار حاضر تھا اور باجماع مذکورہ بزرگی و فضیلت کر رہے تھے آنحضرت صلعم تشریف لائے اور فرمایا کس شغل میں ہو میں نے عرض کیا کہ فضائل لوگوں کے بیان کرتے ہیں فرمایا کہ اگر تمہیں مذکور ہے تو خبردار ابوبکر پر کسی کو تفضیل نہ دے گا سوائے کہ وہ تم سب سے افضل ہے دنیا و آخرت میں اور بڑی فضیلت جناب صدیق اکبر کو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جسطرح مقام و بلندی و خاطر واری پیغمبر خدا میں فرمایا ہے ولسوف یعطیک ربک فزیلنی اسی طرح صدیق اکبر کے حق میں کیا ولسوف یرضیٰ یعنی یقین کہ راضی ہو صدیق اکبر خدا اور یہی اللہ جل ذکرہ نے حضرت صدیق کو اتنی فرمایا ہے و سبحان الاتقی الذی یونی مالدیر کی اور دوسری جگہ فرمایا ہے ان اکرمہ عند اللہ اتقیکم ہر مہمقا

مجموع آیتوں سے ثابت ہے کہ حضرت ابو بکر اکرم الناس ہوں خداوند اور یہی معنی نصیحت کے ہیں ۴۰

آپ بڑے مالدار تھے چنانچہ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ کسی مسلمان کا مال میرے حق میں نافع تر مال ابی بکر سے نہیں ہوا آنحضرت صلی اللہ وسلم مال ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کیسے مجاہد و بلا تامل و تردد و سبب فرماتے تھے جیسا اپنا مال اور مال ابی بکر میں اور اپنے مال میں کچھ امتیاز اور فرق نہ رکھتے تھے ۴۱

آپ کے ایام خلافت میں پیامہ میں مسلمہ کنڈاب پیمبری کا دعویٰ دار ہوا تھا وہ منسلک یاب ہوا اور قتل کیا گیا۔ اسود بن عیسیٰ نبوت کا جھوٹا دعویٰ دار فیروز دلی کے ہاتھ سے مارا گیا اور طلحہ بن خویلد جو جھوٹا پیمبر بنا تھا اپنی سزا کو پہنچا۔ اور سب جمع نام ایک عورت جو نبوت کی دعویٰ دار ہوئی تھی تائب ہو کر مسلمان ہوئی۔ اور عرب کی بہت سی قومیں جو سردار عالم سلطان الانبیا کے وفات کے بعد مرتد ہو گئی تھیں دوبارہ نبرد شمشیر مسلمان کی گئیں۔

اور زمانہ خلافت انجناب میں حضرت عمر فاروق قاصی اور حضرت عثمان بن عفان اور زید بن ثابت کاتب اور غناب بن اسد عامل مکہ معظمہ اور عثمان بن ابی العاص حاکم طائف اور مہاجرین ابی امیہ والی اصفا اور زیاد بن ولید مالک حضرت اور بحرین میں جریر اور سواد عراق میں مثنیٰ بن عارثہ اور ہشام بن ابوعبیدہ جسراح و سر جیل اور زید بن ابی سفیان مگر یہ تینوں صاحب خال دین ولید کے تحت حکومت تھے کیونکہ وقت وفات حضرت صدیق اکبر خالہ محاصرہ و شق میں مصروف تھے۔

انقرض کس تین مہینے مسند راے خلافت رہے آخر بامیسوین جمادی الثانی ۳۱ ہجری میں

وفات پائی سرور عالم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ منورہ میں مدفون ہوئے۔ ۱۰
 اور آپ کے بعد امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں
 اسلام نے رونق پائی دین کی ترقی ظہور میں آئی فوج اسلام جہر جاتی فتح نصرت استقبال
 کو آتی چنانچہ چار ہزار چھتیس شہر باتوں و لواحق فتح ہوئے از انجملہ دمشق و حمص و بلبلک
 سندھ ہجری میں اصلح فتح ہوئے اور بصری و آملہ و الطائیکہ و کوفہ و اہواز و موصل
 و طوس و شستر و مصر و آذربائیجان و ہمدان و دیور و بہدان و جرجان و حلب
 و اصفہان و روم و شام وغیرہ دار السلطنت فتح ہوئے اور نوکر ٹور کا فر مشرف
 باسلام ہوئے چار ہزار کھینچ منہدم ہوئے اور چالیس ہزار مسجدیں بنا ہوئیں ایک
 ہزار نو سو نمبر خطبہ کے لئے رکھے گئے عبادت حق کا سامان ہو ا بیت المال کے لئے
 انتظام فرمایا اور سندھ ہجری قرار داد ہوا۔ بہت بڑے ہوشیار دلاور پرزور بہا
 و صاحب رعب سخی عامل تھے آپ کی عدالت کا چرچا دور دور مشہور و معروف ہر
 عدالت کا دورہ ایجاد نہر یا مظلوم کا انصاف ظالم سے لیا آپ کے اخلاق حمیدہ
 و اوصاف پسندیدہ کے بیان سے کتابیں بھری ہوئی ہیں۔ اتقا یہاں تک تھا کہ
 یہ اپنے دست فرو سے کہا نا کہاتے بیت المال کا روپیہ اپنے تصرف میں نہ لاتے
 وہی فقیرانہ گوڑی پیوند کی ہوئی وہ ہی اپنے ہاتھ کی سی ہوئی پہنتے اپنے ذاتی
 کام کے انجام کے لئے کسی کو تکلیف دیتے شجاعت و جوانمردی کا پہہ حال تھا
 کہ اگر شیر دلیر و برد اتار دباہ بن جاتا۔

عادت شریف جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ یہ تھی کہ آپ تمام دن داد دہی
 اور فیاد رسی مظلوموں اور حاجت براری ہر حاجتمند و نکی فرماتے تھے اور صب

۱۰
 چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب حضرت ابوبکر صدیق کی وفات ہوئی تو مجھے خطبہ کرنا پڑا اور میں نے خطبہ کیا اور میں نے کہا کہ میں نے اپنے سرور عالم مدفون میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد خلافت میں اسلام نے رونق پائی دین کی ترقی ظہور میں آئی فوج اسلام جہر جاتی فتح نصرت استقبال کو آتی چنانچہ چار ہزار چھتیس شہر باتوں و لواحق فتح ہوئے از انجملہ دمشق و حمص و بلبلک سندھ ہجری میں اصلح فتح ہوئے اور بصری و آملہ و الطائیکہ و کوفہ و اہواز و موصل و طوس و شستر و مصر و آذربائیجان و ہمدان و دیور و بہدان و جرجان و حلب و اصفہان و روم و شام وغیرہ دار السلطنت فتح ہوئے اور نوکر ٹور کا فر مشرف باسلام ہوئے چار ہزار کھینچ منہدم ہوئے اور چالیس ہزار مسجدیں بنا ہوئیں ایک ہزار نو سو نمبر خطبہ کے لئے رکھے گئے عبادت حق کا سامان ہو ا بیت المال کے لئے انتظام فرمایا اور سندھ ہجری قرار داد ہوا۔ بہت بڑے ہوشیار دلاور پرزور بہا و صاحب رعب سخی عامل تھے آپ کی عدالت کا چرچا دور دور مشہور و معروف ہر عدالت کا دورہ ایجاد نہر یا مظلوم کا انصاف ظالم سے لیا آپ کے اخلاق حمیدہ و اوصاف پسندیدہ کے بیان سے کتابیں بھری ہوئی ہیں۔ اتقا یہاں تک تھا کہ یہ اپنے دست فرو سے کہا نا کہاتے بیت المال کا روپیہ اپنے تصرف میں نہ لاتے وہی فقیرانہ گوڑی پیوند کی ہوئی وہ ہی اپنے ہاتھ کی سی ہوئی پہنتے اپنے ذاتی کام کے انجام کے لئے کسی کو تکلیف دیتے شجاعت و جوانمردی کا پہہ حال تھا کہ اگر شیر دلیر و برد اتار دباہ بن جاتا۔

کام مائی ملکی آپ اپنے ذات خاص سے انجام کو پہنچانے اور جب رات ہوتی تو
 بذات خود تمام شہر کی گلی کوچوں میں گشت فرمایا کرتے تھے کہ کسی کا دروازہ غفلتاً
 کھلا نہ رہ گیا ہو اور کسی کا جانور کھل کے گم نہ ہو جائے اور کوئی چوکیدار غافل
 نہ ہو اسکے سوا اور نہ ہرaron کام پاک پروردگار عالم کی مخلوق کو آرام بخشنا سکے
 یہ گشت فرماتے تھے چنانچہ ایک روز اٹالیاں مدینہ منورہ نے عرض کیا کہ یا
 امیر المومنین آپ کے بعد پہرہ اس طرح کون حفاظت مخلوق الہی میں جانگاہی کرے گا
 آپ اور سرداروں و تابعداروں سے یہ کام کیوں نہیں لیتے کہ آپ کو آرام اور
 سرداروں کو ہدایت و مخلوق کو راحت ہو آپ نے فرمایا کہ روز حساب مجھ سے
 باز پرس ہوگی یا اور کسی سے کیونکہ حاکم حقیقی کے آگے دودہ پانی سے اور پانی
 دودہ سے جدا ہوگا اور میرے مقابلہ میں ایم خلافت کا سب معاملہ پیش ہوگا یہاں
 تک کہ ایک گالی کسی بڑھیا کی فیرا کر لیگی کہ یہ بڑھیا زور سے دودہ دھوتی اور
 مجھ کو ایذا دیتی تھی باوجودیکہ دودہ آسانی سے بھی نکل سکتا تھا اس پر مجھ سے
 باز پرس ہوگی کہ تو اس قدر غافل کیوں تھا۔

اتنا رہ جناب فاروق اعظم کو یہ خبر پہنچی کہ بعض عامل کا طرز عمل رعایا کے نسبت
 اچھا نہیں اس پر آپ نے انکو طلب فرمایا جب وہ حاضر ہو چکے تو آپ نے بعد
 حمد و ثنا کے ارشاد فرمایا کہ اے رعیت ہمارا حق تم پر یہ ہے کہ پیٹھ پیچھے خیر خواہی
 کرو اور اچھی بات پر مددگار رہو اور اے عالمو رعیت کا تم پر حق ہے پس
 جان لو کہ جیسی نرمی امام کی اور اسکا حلم اللہ پاک پروردگار عالم کو پسند ہے
 ویسا کوئی ظلم محبوب اور عام نہیں اسی طرح کوئی خیر اللہ پاک کے نزدیک امام کے

ظلم و جہل سے بڑی ہنسن اور یہ بھی جان رکھو کہ جو شخص اپنے سامنے والوں کو عافیت سے رکھتا ہے اسکو غائب لوگوں کی طرف سے یہی عافیت اور استایش پہنچتی ہے *

اور خباب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ابو موسیٰ اشعریؓ کے نام پر ناسہ لکھا کہ بڑا نیک بخت وہ عملدار ہے جسکے طرز عمل سے رعیت نیک کردار ہو اور بڑا بد بخت وہ عملدار ہے جسکے طرز عمل سے رعایا ناہنجار ہو جنہوں نے ہرگز قراخند نہ کرنا کہ تمہارے عمال بھی ایسا ہی کریں گے اور اُس وقت تمہاری مثال اُس چوپائے کی ہوگی جو گھاس دیکھ کر بہت سی کہا جائے تاکہ فریبی زیادہ ہو اور وہی فریبی اوسکے ہلاکت کا سبب ہو جائے *

اور سرمایا خباب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے کہ انوس ہے زمین کے حاکم پر آسمان کے حاکم سے اُس دن جب یہہ اوسے دیکھیں گے کہ وہ دوسری ہوگی اور حق ادا کیا ہوگا اور طمع کی خواہش کے موافق حکم نہ کیا ہو اور نیز و امتداد کی حمایت نہ کی ہو اور کسی ڈریا اور کسی طرح کی لالچ سے حکم نہ بدلا ہو اور اللہ پاک کی کتاب کو نظر رکھ کر اوسکے موافق حکم کیا ہو *

چنانچہ فرمایا رسول پاک پروردگار عالم نے کہ قیامت کے دن حاکمون کی جب احکم الحاکمین کے سامنے پیشی ہوگی ارشاد ہوگا کہ تم میرے بکریوں کے چرواہے اور میری زمین کے خزانہ دار تھے پس تم میرے حکم کے سوا تم نے کیوں کسی کو زیادہ نہ ارادی وہ عرض کریں گے کہ اے خداوند عالم اس غصہ کے سبب کہ انہوں نے تیرے حکم کے خلاف عمل کیا۔ بارگاہ رب العزت

لنگارا جا لنگا کہ کیا تیرا عقد میرے عقد سے بھی زیادہ تمہا پر دوسرے حاکمون سے سوال ہوگا کہ تم نے میرے حکم سے کیوں کم نرا دی و عرض کریں گے یا اللہ العالمین ہم نے اس پر رحم کیا ارشاد ہوگا کہ کیا تم مجھ سے بھی زیادہ رحیم ہو بعد جس نے زیادتی کی تھی اور جس نے کمی کی تھی اُن دونوں کو پکڑینگے اور دوزخ کے کونوں کو اُن سے پہرینگے اور جس جس نے حکم میں ظلم کیا ہوگا یا فیصلہ میں رشوت لی ہوگی یا ایک فریق کی بابت کان لگا کر سنی ہوگی وہ سب کے سب ستر برس تک دوزخ ہی میں رہینگے اور پھر اپنے ہٹکانے پر پہنچیں گے۔

غرض کہ نیک نیتی و عمل صالح کے ہمراہ کوئی امر برا نہیں ہو سکتا ہے ورنہ ہر اچھا کام حق میں ظالم فاسق کے برا ہو جاتا جس صورت میں کہ وہ اپنی خواہش نفس کو موافق کیا کرتا ہے۔

چنانچہ خاب فاروق اعظم صم شام میں تشریف فرما ہوئے تو حضرت امیر معاویہؓ کو دیکھا کہ وہ لباس شامیانہ پہنے ہوئے تھے آپ نے برا مانکر فرمایا کیا یہ حال کس رویہ ہے امیر معاویہؓ نے کہا کہ میں جہاد دشمن خدا و رسول اللہ پر رہتا ہوں مجھ کو اسکی حاجت ہے کہ زینت حرب و ضرب و شوکت اسلام اپنے ظاہر کروں اور داب و رعب ڈالوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سکوت فرمایا تحظیفہ فرمایا اس لیے کہ امیر معاویہؓ نے مقصد صالح کا پتا سنبھلے مصالح حق و منافع دین کو دیا تھا چونکہ صحابہ رسول خدا صلعم ہمیشہ التباس باطل راہ و رسم شامیانہ سے ہزاروں کوس پہلے گئے تھے خلفائے اربعہ کا تو کچھ ذکر ہی نہیں ہے کہ یہ سب افاضل امت نہایت خلیق تھے اپنی تنگی ترشی غریبانہ حال و مال پر قایم رہے احوال دینا و اعمال ملوک سے کچھ پی و واسطہ نہ کیا یہاں تک کہ جب عصیت عرب کی دین مجتمع ہو گئی اللہ پاک فرمایا وعدہ کو پورا فرمایا ملک فارس و بلاد روم وغیرہ ہاتھ پر اسلام کر فتح ہو گئی تب ہی یہ حضرات اوسنی خنونت و عیش پر پاتی رہے۔

انقرض ہر نیک و بد کا تہ نیت و عمل صالح پر موقوف ہے چنانچہ رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ اللہ تمہاری صورت ڈال کر مینیں دیکھتا بلکہ تمہارے دل و اعمال کو دیکھتا ہے۔

اور تم سب راعی ہو اپنی رعیت سے پوچھے جاؤ گے امام لوگوں پر راعی ہے اور عورت شوہر کے گہرین اور باپ بیٹے کے مال میں راعی ہیں ان سب سے انکی رعیت کے باب میں سوال ہو گا اہل اسلام نے اجماع کیا اس امر پر کہ وصی یتیم ناظر وقف و کیل مال پر واجب ہے کہ تصرف اصلاح کرے۔

چنانچہ فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ کوئی راعی نہیں جسکو اللہ پاک نے رعیت سپرد کی ہو اور وہ خائین و غاش ہو جس دن کہ مرے مگر حرام فرماتا ہے پروردگار عالم اس پر پور حجت۔ رواہ مسلمہ۔

المختصر واقعہ شہادت جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اس طرح واقع ہوا کہ آپ کے عہد خلافت ہند میں مغیرہ ابن شعبہ عامل کوفہ نے لکھا کہ ایک غلام نہایت ہوشیار کار حدادی و نقاشی وغیرہ سے واقف کار بیان ہے اگر ارشاد ہو تو مدینہ منورہ میں بھیجا جائے تاکہ مسلمانوں کو منفعت حاصل ہو آنجناب نے اجازت دی کہ وہ مدینہ میں آیا اور رہنے لگا ایک روز حضرت پاس حاضر ہو کر عرض کیا کہ چار درہم خراج کے جو مجھ سے لئے جاتے ہیں وہ مجھ پر گران ہیں کچھ کم کر دینا چاہئے حضرت نے فرمایا کہ تو کئی پیشوں سے واقف ہے اس لحاظ سے یہ خراج کچھ گران نہیں ہے وہ مرد و زوجہ علیہ العنتہ ناراض ہو کر چلا گیا اور بعد چند سے اُس مرد و دے نے ایک خنجر و زبان خرید کیا اور اسکو زہر آلود کر کے گہات میں لگا تاکہ امیر المؤمنین کو شہید کر دے اور اہل بیت کی یہ عادت شریف تھی کہ صبح کاذب کے وقت مسجد میں تشریف لاتے تھے اور غازیوں

جنگل سے نکلے چنانچہ بروز چار شنبہ سبت دہم مہماہ ذی الحجہ سال ہجری میں بوقت صبح مسجد
 میں تشریف لائے اور لوگوں کو نماز کیلئے بیدار فرمایا جب سب لوگ وضو و طہارت
 وغیرہ سے فارغ ہوئے تو حضرت عمرؓ امامت پر قائم ہوئے اور قبل احرام بابر ترویہ
 صفوف ناکید فرمائی اوسى حالمین ابو لولہ و ابو محبوسى غلام مغیرہ ابن شعبہ نے دو خبر مارے
 ایک کتف پر دوسرا خاصرہ پر کہ امیر المومنین گر پڑے اوسى وقت تیرہ شخص اور بھی
 مجروح ہوئے کہ اوین چھ مرد مر گئے آخر کار ایک مرد جراح عرقی نے انشاء در اس محبوسى
 پر ڈال دی اور گرفتار کر لیا اس نے ایک خنجر اپنے پیٹ میں مار لیا اور خود کشی کر لی اور
 حضرت امیر المومنین کو اٹھا کر گھر لے گئے اس وقت آفتاب قریب نکلنے کے تھا اور نماز
 فجر کسی نے نہ پڑھی تھی آخر کار عبدالرحمن ابن عوف نے نماز پڑھائی اور جب حضرت
 عمرؓ گھر میں تشریف لیگے تو کسی شخص نے دودھ پلایا کہ وہ دودھ زخمون کی راہ سے
 نکل گیا اور آخر وقت اسی دن خلعت شہادت جانب حق سے پہنائی گئی اور غوغا موم
 سال سبت و چہارم ہجری میں بروز شنبہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس برابر
 دوش مبارک حضرت صدیق اکبرؓ مدینہ منورہ میں دفن ہوئے عمر شریفؓ آنجناب
 بروایت صحیحہ تر سٹھ برس کی ہوئی۔

سال نقلش خرد بحسرت خواند	داسے صد و اے عدل یکس ماند
اور بعض کہتے ہیں عمر چہیا سٹھ اور بعض اسٹھ اور بعض ساٹھ ہی بیان کرتے ہیں اور وقت شہادت آنجناب کے حاکم مکہ معظمہ میں عبداللہ خراعی اور طایف میں نافع بن عبد اللہ اور بصری میں ابو موسیٰ اشعری اور کوفہ میں مغیرہ بن شعبہ اور مصر میں عمرو بن جاص۔ اور حمص میں عمرو بن سعد اور دمشق میں معاویہ بن ابی سفیان	

اعاد علی ۱۰۰۰ اس خط آتی
 عدد چنانچہ اس سطر کے باقی
 رہے ۱۰۰۰

اور بن علی بن امیہ اور مجتہدین عثمان بن ابی العاص وغیرہ اور دار و غریبیت المال
 زید بن ارقم اور منشی الجنباب کے دو شخص تھے عبدالرحمن بن خلف خزاعی اور زید
 بن ثابت رضی اللہ عنہما تھے اور پانچ سو تالیس حدیثیں حضرت عمر سے مروی ہیں ^{میں}
 آپ کے بکثرت میں اور احادیث میں بہت ہیں از الجملہ وحی آسمانی سولہ یا بیس یا
 اکیس جگہ مطابق رائے حضرت عمر کے نازل ہوئی ہے چنانچہ ابن عساکر نے حضرت
 علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت علیؑ نے ان فی القرآن
 رایا من رای عمر یعنی ہر آئیہ قرآن میں رائے عمر سے اور بخاری و مسلم میں حضرت
 حضرت عمر سے روایت ہے کہ فرمایا میں نے موافقت کی اپنے پروردگار سے
 تین باتوں میں ایک یہ کہ میں نے کہا یا رسول اللہ اگر مقام ابراہیم علیہ السلام
 کو مصلیٰ گردائیں تو بہتر ہو اس وقت کریمہ و اتخذوا من مقام ابراہیم مصلیٰ
 نازل ہوئی دوسرے میں کہا یا رسول اللہ فاجر و متقی سب از واج مطہرات کے
 حضور میں چلے آتے ہیں اگر انکو حکم حجاب منسرایا جائے تو بہتر ہے اس وقت کریمہ
 و اذا سالتموهن متاعاً فاسلوهن من وراء حجاب نازل ہوئی چنانچہ احمد و بزار
 و طبرانی نے عبد اللہ ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ
 نے از واج مطہرات سے پردہ کو فرمایا زینب رضی اللہ عنہا نے فرمایا اسے عمر ہمپر
 وحی نازل ہوتی ہے تم ہمپر حکم کرتے ہو اسی عرصہ میں یہ آیت نازل ہوئی۔
 تیسرے ایک مرتبہ از واج مطہرات جمع ہوئی تہین اور باہم رشک و غیرت کی گفتگو
 کرتی تہین اور آنحضرت کو ملال تھا سو میں نے کہا یا رسول اللہ اگر آپ انکو طلاق دیں
 تو اللہ آپکو اسبہ بہتر عطا کرے گا اس وقت کریمہ عسی برہ ان طلقن ان میں لہار زباجا خیر

امکن الایۃ نازل ہوئی اور طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ہر گاہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض منافقوں کے واسطے استغفار میں الحاج بہت کیا تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا سو اعلیٰ ہم میں برابر ہے انکے واسطے استغفار اور عدم استغفار یا رسول اللہ تب یہ آیت نازل ہوئی سو اعلیٰ ہم استغفرت لہم ام لم تستغفر لہم۔ اور ابن ابی حاتم نے عبدالرحمن ابن ابی لیلیٰ سے روایت کی ہے انہوں نے ایک شخص یہودی عمر رضی اللہ عنہ سے ملا اور سننے کہا وہ جبریل جو تمہارے پیغمبر پر وحی لاتا ہے ہمارا دشمن ہے حضرت عمر نے کہا من کان عدداً واللہ ولا ینکدہ ویرسلہ وجبریل ومیکال فان اللہ عدو الکافرین۔ بعد اسکے یہی آیت نازل ہوئی موافق قول حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اور ابن عساکر نے جابر اور عروہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جب آیتہ ثلثہ من الاولین وقلیل من الآخرین نازل ہوئی تو حضرت عمر ابن خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور لامع النور میں اکر روئے اور عرض کیا یا نبی اللہ ہم ایمان لائے آپکا اور تصدیق کیا تمہارے فرمانیکو اور ہم لوگوں سے جو کہ نجات پائیگے وہ قلیل ہیں پس نازل ہوئی ثلثہ من الاولین وثلثہ من الآخرین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابو بن خطاب ہر آیت نازل ہوئی آیت اس باب میں جس میں تمہکو ترسنا تھا اور اللہ پاک نے ثلثہ من الاولین وثلثہ من الآخرین فرمایا حضرت عمر نے کہا رضی اللہ عنہما من ربنا و قنابہ بنیاس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آدم علیہ السلام سے مجھ تک ایک ثلثہ اور مجھ سے قیامت تک اسی طرح اور آیات میں خبر کا ذکر مفسرون نے اپنی تفسیر میں بہ تفصیل بیان فرمایا ہے۔ اور احمد و ترمذی و حاکم نے عقبہ ابن عامر سے اور طبرانی نے عصمت ابن مالک سے روایت کی ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لو کان

ابن ابی لکھان محمد بن الخطاب اور حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر سراج اہل الجنة فی الجنة یعنی عمر چراغ اہل جنت کا ہوگا بہشت میں بعض علما اس حدیث کے معنی میں فرماتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ وہ چالیس شخص جنکی تمامی حضرت عمرؓ کے اسلام لانے سے ہوئے وہ سب بہشتی ہیں اور عمر رضی اللہ عنہ انہیں چراغ ہیں اس واسطے کہ اسلام اور کمال اسلام عمرؓ سے قومی ہوا کہ اسی وقت سے انہوں نے اظہار اسلام کیا اور پوشیدہ تھے ظاہر ہوئے جس طرح راہ رو روشنی چراغ میں چلتا ہے۔ اور بخاری و مسلم میں ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس حالت میں میں سوتا تھا دیکھا میں نے لوگوں کو کہ میرے سامنے کئے گئے اور اوپر کرتے ہیں انہیں سے بعض کا کرتہ تو چھاتی تک پہنچتا اور بعض کا اسکے نیچے اور عمر خطابؓ میرے سامنے کیا گیا اور اسپر کرتہ تھا کہ وہ اسکو زمین میں گھسیٹتا جاتا تھا اصحاب نے عرض کیا اسکی تعمیر کیا ہے فرمایا دین۔

فائدہ۔ دین سے یہ مناسبت ہے کہ جس طرح کرتہ بدن کو چھپاتا ہے اور سردی گرمی سے بچاتا ہے ویسا ہی دین ہی روح و دل کو محفوظ و مصون رکھتا ہے کہ کفر و گناہ سے بچاتا ہے اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دین حد سے زیادہ کامل تھا۔ اور بخاری میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس حالت میں کہ میں سوتا تھا سو میں نے آپکو ایک کنوین پر دیکھا اسپر ایک ڈول پڑا ہے سو میں نے اس ڈول سے پانی کھینچا جتنا خدا نے چاہا پھر اسکو ابن ابی قحافہ یعنی صدیق اکبرؓ نے لیا اسنے ایک ڈول نکالا انکے کھینچنے میں کچھ سستی و آہستگی تھی خدا اسکو معاف کرے گا پھر ڈول پل ہو گیا عمر ابن خطابؓ

لیا سو میں نے تو آدمیوں سے ایسا عجیب غریب پڑا زور آور اور کسی کو نہیں دیکھا جو
 عمر کی طرح پانی کھینچتا ہو یہاں تک اس نے کثرت سے پانی نکالا کہ لوگوں نے اپنے
 اونٹوں کو اسودہ کر کے انکی نشست گاہ میں بٹھلایا۔ سو ڈول کھینچنے سے دین کی سرداری
 مراد ہے کہ بعد حضرت نبی آخر الزمان سلطان دو جہان کے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ
 عنہ کو ہوگی کہ وہ ایک ڈول آہستگی سے نکالینگے یعنی آپکی خلافت تہوڑے دن کی
 اسلام خوب نہیں پہلیکا چنانچہ کل دو برس آنجناب خلیفہ رہے اس مدت میں سلمہ
 کذاب وغیرہ اہل ارتداد سے معرکہ ربا انکو بیدار بناتے صمصام خون آشام کر کے عرب کا
 اسلام مضبوط فرمایا اور کسی قدر ملک شام فتح کیا تھا کہ وفات پائی اور جب انکے بعد
 عمر فاروق رضی اللہ عنہ مسند آرا سے خلافت رسالت پناہی ہوئے دس برس تک
 کام کیا اس مدت خلافت مہد میں شرقاً و غرباً اسلام تمام عالم میں پہلایا اور بشمار
 خزانے اہل اسلام میں تقسیم ہوئے اور روئے زمین عدل و انصاف سے بہرگئی
 لوگ غنی اور مالدار ہو گئے۔

چنانچہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا مہر کہ بعد انکی وفات کے پچاس ہزار و نیار ہزار
 گھوڑے اور ہزار نو ہزار تین تھیں۔

اور آمدنی حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی علاقہ عراق سے اربن ہزار و نیار اور ناحیہ شہر
 کی اس سے بھی زیادہ ہوتی تھی +

اور حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی رباط میں ہزار گھوڑے اور اسی
 قدر اونٹ تھے دس ہزار بکریاں تھیں جب انتقال ہوا چار اسی ہزار کی آمدنی
 چھوڑ گئے۔

اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اتنا سونا چاندی چھوڑ کر حلت منہائی
کہ کدایوں سے توڑا جاتا تھا مال و مناع و زمین اس کے سوا حق اس کی آمدنی
ایک لاکھ دینار تھی ۔

اور حضرت یحییٰ منیبہ رضی اللہ عنہ نے کچاں نہرا دینا اور بہت سی زمین چھوڑے جسکی قیمت تین لاکھ روپے تھی۔

اور حضرت زبیرؓ نے بصرہ میں پھر معروفہ کو فاسکندریہ میں محل بنایا۔ اور حضرت طلحہؓ نے کوفہ میں ایک محل بنا فرمایا جسے کچاری کی اور مدینہ منورہ میں ایک الگ محل عمدہ بنوایا اور حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کا محل عقیق میں تھا خوب ہی بلند اور بڑے صحن کا بنا کیا ہوا تھا اُس پر کنگورے لگائے گئے تھے اور حضرت مقدادؓ نے مدینہ طیبہ میں گھر بنا فرمایا اس پر گچ کی گئی تھی۔

اگرچہ آمدنی اور جائیداد و پیداوار اس قدر تھی مگر مضبوطی دین میں اس قدر
تھی یہ سب اسوال حلال طیب تھے غنیمت و فتنی سے ہاتھ لگے تھے انکا تصرف
اس مال میں بطریق اصراف نہ تھا میانہ روی کرتے تھے راہ خدا میں جس طرح
کیا کرتے کفار پر اپنی شوکت ظاہر فرماتے اپنا بدیدہ رعب بٹھاتے اسلام کی قوت
دروغ جباتے اس لئے کچھ قح انہیں نہیں ہے۔

کتاب

ایک صوفی بہت بڑے مال دار دولت مند تھے کسی نے اون کو لکھا کہ مال داری

[illegible]

خلاف طریقہ درویشی ہے مال سانپ ہے اسکی صحبت اچھی نہیں اور ہونے سے جواب
میں لکھا کہ صحبت مار کسی رازیان کند کہ انھوں مار نداند۔ یعنی مال اگر سانپ کا حکم کرتا
ہے تو ہم کو اسکا منتر بھی آتا ہے۔

چلیست دینا از خدا غافل بودن ^{روم} لانا نے قاش و نقرہ و فرزند و زن

غرض کہ اچھا مال وہی ہے جو اچھے کام میں صرف ہو اور عمدہ قوت وہی ہے جو عبادت
میں خچ ہوتی ہے اور اچھی بات وہی ہو سکتی ہے جسکے سن نے سے کسی کا دل
خوش ہو اور اچھا کام وہی ہوتا ہے جس سے دین کا فائدہ متصور ہوتا ہے۔

اچھی دولت اچھی قوت ہی وہی ^{راہ} حق پر صرف جو للہ ہو۔
بات اچھی ہی وہی حسابات سے سب کا اطمینان خاطر خواہ ہو

التحضر بعد شہادت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے امیر المومنین حضرت عثمان
ابن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت کی گئی۔ آپ بڑے مالدار ذمی و قار کم گو
کم زبان با حیا شرمناک بے غضب سخی متقی کلام الہی کو آپ ہی نے جمع فرمایا آیات
قرآن شریف کو باجم انتظام دیا آنجناب کے ایام خلافت مہدین بھی شہر سہدان ^{بغداد}
و بلاد طہرستان و جرجان و مملکت ایران اسلام کے قبض و تصرف میں آئے
اور آنجناب کے تمام ملکوں میں عمال اسقدر تھے۔

عبداللہ حضرت میکہ معظمہ میں۔ قاسم بن رابعہ طایف میں۔ سعلی بن ائمہ میں۔
عبداللہ عامر لہرہ میں۔ ابوسوسی اشوری کوفہ میں۔ معادیہ بن ابوسفیان دمشق میں۔
عبداللہ بن خالد حمص میں۔ علقمہ بن الحکم فلسطین میں۔ اشعث بن قیس مکه
رے میں۔ اخف مالک خراسان میں۔ اور زید بن ثابت قاضی مدینہ طیبہ۔ اور

ابو ہریرہ قاضی مکہ معظمہ۔ اور ابو ورواق قاضی شام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم۔ اور مروان
کاتب۔ صاحب شرط عبداللہ بن سعد بمبہی تھے رضی اللہ عنہ۔

اور قصہ شہادت آنجناب یون واقع ہوا کہ مروان ابن الحکم کے سپرد مہر آنجناب کی
تھی اور وہ نہایت تسلط ہو گیا تھا اور مہاجرین و انصار رضوان اللہ علیہم اعلیٰ فیہم
و بد چلنی سے ناراض رہتے تھے اور اس شانین چند کس مصری عبداللہ ابن سعد حاکم
مصر کے ظلم سے دار الخلافہ مدینہ منورہ میں آئے تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ
اسکو ایک نامہ متضمن انصاح و مواعظ لکھ کر بھیجا جسکی تعمیل نہ کی اور سات سو آدمی اہل
مصر کے مستغیث آئے اور بوسیلہ حضرت علی المرتضیٰ و ام المومنین عائشہ صدیقہ
رضی اللہ عنہما احوال اپنا تفصیلی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے عرض کیا تب حضرت
عثمان نے حکم غزل عبداللہ صادر فرمایا اور ارشاد کیا کہ تم لوگ جس شخص پر راضی ہو
وہ حاکم مقرر کیا جائے سب نے محمد ابن ابی بکر کو پسند کیا اور حضرت عثمان نے
فرمان امارت و حکومت انکے نام لکھ دیا اور چند اصحاب مہاجرین و انصار سے بھی انکی
ہمراہ فرما کے مصر کو روانہ کیا تیسرے دن ایک غلام حبشی اونٹ پر سوار اون لوگوں
کو ملا اور اسکے جلد چلنے سے ایسا سفہوم ہوتا تھا کہ طلب کیا ہوا جاتا ہے یا کیسکو بلانے
جاتا ہے اس خیال سے محمد ابن ابی بکر کے ہمراہیوں نے پوچھا تو کون ہے اور کہاں
جاتا ہے اس نے کہا کہ میں امیر المومنین کا غلام ہوں اور حاکم مصر اس جاتا ہوں
پھر پوچھا آیا کوئی فرمان ہے اس نے انکار کیا تب بگفتاری اوکی جامہ تلاشی لگی تو
سطرہ میں ایک خط نکلا جس میں لکھا ہوا تھا کہ جب محمد ابن ابی بکر اور فلان فلان آدمی
مصر میں پہنچیں تو کوئی حیلہ کر کے انکو قتل کرنا اور فرمان خلافت کو باطل جانا اور

تو اپنے کام پر بحال رہنا اور عنوان نامہ پر لکھا ہوا من عثمان ابی عبد اللہ ابی الشرج
چنانچہ اس مضمون کے دیکھتے ہی محمد ابن ابی بکر مع اپنے رفیقوں کے دار الخلافت
مدینہ منورہ لوٹے اور سبکو جمع کر کے حال بیان کیا تب حضرت علی المرتضیٰ وغیرہ اکابر
اصحاب رسول اللہ نے امیر المومنین حضرت عثمان سے استفسار فرمایا تو وہ کہے کہ
غلام و شتر بلاشبہ میرا ہے لیکن یہ خط مین نے ہرگز نہیں لکھا اور نہ میری اطلاع سے
لکھا گیا اور نہ غلام کو مصر کی طرف بھیجا سبکو تحقیق ہوا کہ یہ شرارت مروان کی ہے
اور اسی کا یہ خط لکھا ہوا ہے لہذا اہل مصر نے مروان کو طلب کیا تاکہ قتل کریں
چونکہ ہنوز کوئی امر موجب قصاص بحکم شرع مروان کے نسبت ثبوت کو نہ پہنچا تھا
امیر المومنین نے تامل فرمایا مصریوں نے باعانت و امداد بعض اہل قبائل بنی زہرہ
اور بنی مخضرم و بنی غفار دولت خانہ خلافت مآب کو گھیر لیا یہاں تک
کہ چالیس شبانہ روز پانی بند کر دیا اور اس قدر فرصت ندی کہ مسجد میں نماز ادا کریں
چنانچہ ایک روز بلوایوں کے مقابل ہوئے آنجناب نے فرمایا کہ میں تمکو خدا و اسلام
کی قسم دیتا ہوں اور پوچھتا ہوں کہ تم جانتے ہو جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
مدینہ میں تشریف فرما ہوئے تو سوا بے بیر و رومہ کے آب شیرین کہیں نہ تھا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی بیر و رومہ کو مول لیکر وقف کرے تو اسکو
بہشت میں کنواں ملیگا سو میں نے اسکو لاکھ درہم میں خرید کر کے وقف کر دیا
اور آج تم لوگ مجھے اسکے پانی سے روکتے ہو بلوایوں نے کہا یہ درست ہے
پھر فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ جب مسجد نبوی کثرت اہل اسلام سے تنگی کرنے لگی تو
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی فلاں خانہ خرید کر کے اس میں ملاو

اسکو اس سے بہتر دار جنت میں ملے سو میں نے اس گھر کو دس ہزار درہم میں خرید کر کے مسجد میں داخل کیا اور تم مجھ کو اس مسجد میں نماز پڑھنے کو روکتے ہو بولے نعم راست و درست ہے پھر فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ حضرت رسول خدا صلعم والو بکر و عمر اور میں رضی اللہ عنہم کوہِ ثبیر یعنی پہاڑ مکہ معظمہ پر تھے و فتنہ پہاڑ نے خوشی سے حرکت کی اور بعض پتھر اسکے گرے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قدم مبارک دھبک کر فرمایا اسکن ثبیر فاما علیک نبی و صدیق و شہدان یعنی پتھر جا کوہِ ثبیر کہ تجھ پر مغیبر اور صدیق و دو شہید بلوایون نے کہا درست ہے تب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ اکبر ان لوگوں نے میری شہادت پر گواہی دی اور تین بار اسی کلام کو بار بار بلند فرما کر اپنے مقام پر تشریف لائے اخبار الدولہ میں ہے کہ ابو امامہ باہلی کہتے تھے کہ جب عثمان رضی اللہ عنہ محاصرے میں ہوئے تو میں بھی گھر کے اندر رہا سو میں نے سنا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم یہ کہہ میں قتل ہوں مگر میں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ حلال نہیں ہوتا خون کسی مسلمان کا مگر تین سبب سے اول ارتداد و دوم زنا و بعد الاحسان سو م قتل نفس ناحق و لیکن ان اسباب ثلاثہ سے کوئی سبب مجھ میں پایا نہیں جاتا ہے پہر کیونکر مارینگے۔ الغرض جب آنجناب کو پیاس کی شدت ہوئی تو آبِ چہت پر برآمد ہو کر پوچھا کہ کیا علی المرتضیٰ بن بلوایون نے کہا نہیں پہر فرمایا سعد بن ابی وقاصؓ میں کہا نہیں نا چار آپ ساکت ہوئے یہ خبر جناب ولایت مآب کو ہو گئی آنجناب نے ایک شکوہ و برداشتیں سن سبویچے آب شیرین لطیف سے بہرہ و اگر بھیجے بلوایون نے امیر المومنین تک پہنچنے نہیں دیا اور جب حضرت

امیر المومنین یعقوب المسلمین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کو اطلاع ہوئی کہ حضرت عثمان غلامِ پیر میں اور بلوایون کا ارادہ شہید کرینکا ہے تو آنجناب نے حضرت حنین جگر گوشگان رسول الثقلین صلوٰۃ اللہ علیہم کو سہ قہر سولی کے اور طلحہ یعنی محمد و زبیر علیہ السلام عبد اللہ وغیرہ اصحاب نے اپنے اپنے بیٹوں کو دروازے حضرت عثمان رضی اللہ پر بھیجا اور تاکید شدید کر دی کہ بلوایا اندرون دولت خانہ خلافت مآب نہ گھسنے پائین۔ اور میخربہ بن شعبہ (حضرت امیر المومنین عثمان کو کہا یا امیر المومنین تم امامت اور سفیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین امر سے ایک اختیار کر دیا تو اپنے گھر سے باہر نکل کر مقابلہ کر کے ہم بھی شریک ہیں خواہ دروازہ دوسری طرف کا توڑ کر مکہ معظمہ کو چلے جاؤ یا جانب شام معاویہ کے پاس تشریف لجاؤ۔ امیر المومنین نے سخن اول کا جواب یہ دیا کہ میں نہیں چاہتا ہوں کہ اول خون ریز مسلمانان است محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مین ہوں اور سخن دوم کا یہ جواب دیا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے ہوئے کہ عدول کریگا ایک شخص کہ معظمہ میں نصف عذاب عالم کا اسپر ہوگا سو میں نہیں چاہتا ہوں کہ وہ شخص میں ہوں اور تیسری بات کا یہ جواب ادا فرمایا کہ میں نہیں چاہتا ہوں کہ دارِ ہجرت و میحاورت رسول خدا ترک کر کے شام کی طرف جاؤں۔ المختصر حضرت حسین وغیرہ بہادر رونے نے بلوایون کو در آمد خانہ سے باز کر کہا تو بلوایون نے تیرا نہ ازنی شروع کی کہ رو سے مبارک حضرت سبط اکبر یعنی امام حسن علیہ السلام خون آلودہ ہو گیا اور مروان گھر کے اندر مجروح ہوا اور محمد ابن ابی طلحہ بھی زخمی ہوئے اور قہر سولا سے شیر خدا نے بھی سپر پرچٹ اٹھائی لیکن دخول خانہ جناب خلافت مآب سے

باز کہا لیکن بلوایون میں سے براہ چالاک کی دوسرے جانب سے ایک پڑوسی
 انصار کے گہر میں ہو کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حویلی میں کود پڑے
 آنجناب وسوقت کلام اللہ پڑھتے تھے جب آیتہ کریمہ فسکفیکم اللہ پر پہنچے
 تو اوباشوں نے شہید کیا اوسوقت سب تنہائی آنجناب کا یہ تھا کہ جو لوگ آپ
 کے مملوک وغیرہ تھے وہ سب پشت پر تھے انکو خبر نہ ہوئی اور حضرت عثمان رضی اللہ
 عنہ کی بی بی نے ہر چند شور و غل کیا چونکہ حویلی بہت بڑی تھی اور دار الخلافت
 میں ایک شور و ہنگامہ اور مقابلہ ہو رہا تھا کسی نے آواز انکی نہ سنی آخر کار چہت
 پر چڑھیں اور شہادت آنجناب سے آگاہ کیا تو لوگ دروازے سے اندر آئے
 اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بھی اطلاع ہوئی وہ بھی مسہ طلحہ اور زبیر بن ابی وقاص
 وغیرہ اصحاب تشریف لائے اور زبیر کے ایک طمانچہ حضرت ام حنن کے منہ
 پر رکھا حضرت امام حسینؑ کے چہاتی پر مارا اور محمد بن طلحہ و عبداللہ ابن زبیر کو سخت
 مسست فرما کر ارشاد کیا کہ یہ لوگ باوجود تم ہوتے ہوئے پہر کیونکر گہر میں داخل
 ہوئے پہر اسی حالت میں مکان پر تشریف لائے لوگوں نے یورش کی اور
 کہا کہ ہم تم سے بیعت کرتے ہیں اپنا ہاتھ بڑھاؤ فرمایا میں شرم کرتا ہوں کہ بیعت
 کروں قاتلان عثمان سے اور جیا آتی ہے اللہ سے کہ میں بیعت کروں اور
 حضرت عثمان دفن نہیں ہوئے ناچار سب چلے گئے اور پہر آئے تو فرمایا جیسر
 اہل بدر اتفاق کریں گے وہ سیر آراے خلافت ہو گا چنانچہ اول برضا و رغبت
 اہل بدر نے بیعت کی بعد ازاں اور لوگوں نے اور مروان شیرمہ اپنے
 بیٹے کے راہ فرار لی اور آنجناب زوجہ عثمان رضی اللہ عنہ پاس تشریف لائے

اور پوچھا کئے عثمان کو شہید کیا اسنے عرض کیا کہ میں نہیں جانتی ہوں گھر مجھے اتنا معلوم ہے کہ محمد بن ابی بکر اور دو شخص جنکو میں نہیں جانتی ہوں گھر میں اسے پھر محمد کو طلب فرمایا اور اظہار زوجہ عثمان سے کا بیان کیا محمد نے کہا وہ سچ کہتے ہیں واللہ میں دار حضرت عثمان میں گیا تھا مگر جب عثمان نے میرے باپ کا ذکر کیا تو میں نے توبہ کی واللہ میں نے نہیں مارا جسکی تصدیق زوجہ عثمان سے نے بھی کی اور دو شخص سودان بن حران اور قیشر تھے انہیں نے شہید کیا اور غلامان حضرت عثمان نے انکو مارا اور بعض اہل سیر کہتے ہیں کہ بآد بن عباس و سودان ابن عمران اور بعضی عمرو بن الحمزہ و عمر بن صالی اور بعض کہتے ہیں کہ وہ دونوں مصری تھے جن کے قتل کا اشارہ مروان نے کیا تھا اور بعضی اسودیمنی کو بیان کرتے ہیں اور کرمانی میں لکھا ہے کہ تاریخ ہجدم و کجسہ بعد العصر روز جمعہ سال سے و پنج پھری کو آنجناب نے جام شہادت نوش فرمایا اور بلوایون نے اثاث البیت لوٹ لیا لاشہ مبارک پڑا با آخر شب شبہ کو جب ادبаш لوگ سو رہے تو زبیر ابن العوام اور حکیم بن حزام اور مسور بن محرزہ اور جلیسر بن مطعم و ابو جحیم بن حذیفہ اصحاب بدری اور یسار بن مکرم اور عمرو بن عثمان نے خون آلو کو کپڑوں میں بعد نماز خازہ دفن کیا مدت خلافت بارہ برس کی مقدر تھی اور عمر آنجناب کی بیاسی برس کی اور نقش خاتم آپ کا لقمہ اولتند تھا اور بعض نے سنہ شہادت (۳۶) لکھا ہے۔

مسعودی نے لکھا ہے کہ جسوقت آنجناب شہید ہوئے ڈیرہ لاکھ و بیار اور ایک کروڑ و رہم آپ کے خزانہ دار پاس موجود تھا زمین وغیرہ جو وادی قری و حنین وغیرہ کے طرف تھی اسکی آمدنی سالانہ ایک لاکھ اشرفی ہوتی تھی اور ادنٹ

گہوڑے لیے گنتی تھے۔

حضرت عثمان خلیفہ برحق

از حجابان شد بحجت عظم

سال تاریخ آن سراپا عدل

ای بگورفت عادل از عالم

اور بعد شہادت آنجانب کے عیوب المسلمین امام الاشجعین امیر المؤمنین جناب ولایت
 مآب حضرت علی ابن طالب رضی اللہ عنہ خلیفہ چہارم مسند آراءے خلافت ہوئے
 مناقب مرتضوی کے بیان سے زبان قلم قاصر اور اوراک اگستہ دریافت سے عاجز
 آنجانب با تفاق اہل کشف اور کرامت اور با جاع اہل فن و تقاسر و راولیائین
 حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے لیکر تا ختم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے
 مبارک تک حاصل ہونا منصب ولایت کبریٰ کا منحصر رفیع استس روح پاک
 علی المرتضیٰ کے رہتا چلا آیا ہے اور تا ظہور حضرت امام مہدی علیہ السلام اسی
 طرح رہیگا الغرض مناقب بقول ایہ حدیث ولایت مآب کے بکثرت بین از اجسد
 متواترات یہ ہے کہ سلطان الانبیاء حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر یا علی
 منی و امانہ یعنی علی مجہ سے ہے اور میں علی سے ہوں شاید مراد یہ ہے کہ
 علی کا کمال مجہ سے ہے اور میرا کمال علی کے سبب سے عالم میں ظاہر ہوگا اور
 باقی رہیگا اور میری اولاد اسی سے چلے گی پر منبر یا اللہ وال من والاد دعا
 و من عا دہ یعنی جو اد سے محبت رکھتے ہو اس سے محبت رکھنا اور جو اد سے
 عداوت رکھے تو اس سے عداوت رکھنا اور من کنت مولاه فعلی مولاه
 یعنی میری اور علی کی مولات ایک ہی ہے جبکہ اس سے مولات نہیں جو اسکو
 مجہ سے ہی نہیں ہے پس حسب بدون مولات مصطفوی ولایت الہیہ حاصل

ہونا محال ہے اسی طرح بدون واسطے مرقضوی بی وہ ولایت بنیں محال ہو سکتی از انجملہ
 فرمایا کہ علی سے محبت رکھنا ایمان کی علامت ہے اور بغض رکھنا ملامت نفاق ہے
 اور فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ جو چیز حق نے اپنے لیے خدا سے مانگی وہ علی مرتضیٰ
 کے واسطے مانگی اور مسجد میں بجائے حجابت کسی کو آنا درست نہیں مگر عجبہ کو اور علی
 مرتضیٰ کو یعنی طہارت حقیقہ روحانی اتنی غالب تھی کہ نجاست حکمیہ بدریہ کے احکام
 مغلوب ہو گئے تھے اور فرمایا سرور عالم صلعم نے انا مدینہ العلم و علی بابہا یعنی
 میرا تقرب باطنی بلا تقرب علی مرتضیٰ کے کسی کو حاصل نہوگا۔ اور علی میری امت
 کا کینچ لہانے والا ہے جنت میں اور امام المتقین و سید المومنین ہے اور علم میرا
 جسکے پیچھے قیامت کو آدم واداد آدم ہوگی علی المرتضیٰ کے ہاتھ میں ہوگا از انجملہ
 یہ کہ امیر المومنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ دعا مانگا کرتے تھے کہ الہی ایسا
 نہو کہ کوئی مشکل آپ سے اور علی ابن ابی طالب میرے پاس نہوں چنانچہ حضرت علی
 مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا لقب مشکل کشا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کلام سے نکالا گیا ہے
 جسکا ظہور آج تک چلا آتا ہے اور اسد اللہ یعنی راہ حق میں کسی سے نہیں ڈرتے اور
 اُسے سب ڈرتے ہیں چنانچہ شجاعت و بہادری آپ کی غزوہ خیبر اور جنگ خندق
 اور احد میں دیکھنی چاہئے کہ جناب شیر خدا نے وہ شجاعت اور مردانگی خدا داد و کھانی
 اور ایسی شمشیرانی کی کہ جمعیت اعدا در ہم برہم ہو گئی سب کافروں کے دانت کھٹے
 ہو گئے اسی وقت حضرت جبریل علیہ السلام نے آکر کہا کہ یا رسول اللہ تیرے زور و قوت
 کا کمال درجہ ہے کہ علی مرتضیٰ نے دکھلایا چنانچہ جناب سلطان و وجہان آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم نے فرمایا کہ انا منی وانا منہ جبریل علیہ السلام نے کہا انا منکھا اور روح اللہ

مین مولانا اصیل الدین مجدد شافعی کہتے ہیں کہ اس وقت لاریب مائف سے آواز آتی
 تھی لافنی الاعلیٰ لاسیف الاذو الفقار۔

اور باوجود اسکے کہ آپ کے ایام خلافت میں آنجناب کا حق خلافت ایک کھمبے ہزار
 درہم سالیانہ سے کہیں زیادہ ہی تھا لیکن آنجناب وہی اپنی حالت فقر و غریبانہ چال
 ڈھال تنگی ترشی پر باقی رہے احوال دنیا اعمال ملک سے ایک ذرہ بھی تعلق اور
 واسطہ نہ کہا چنانچہ ایک روز آنجناب نے اٹنا خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ اے لوگو جان
 کہ تم کو مرنا ہے اور بعد مرگ پہر اوٹھنا ہے اور اپنے اعمال پر قوف پا کر انکی جزا کو پہنچا۔
 پس دنیا کی زندگی پر نہ بھولو اور ان باتوں کو نہ بھولو۔ دنیا ایک مصیبت کا گھر ہے
 فنا ہونا اسکا معروف ہے اور وہو کا دینے میں موصوف اسکی ہر ایک چیز کا انجام
 زوال پذیر ہے اور اسکا کسی کے پاس ہمیشہ رہنا محال نہ اسکے حالات تبدیل سے
 مامون ہیں نہ اسکے باشندے آفات سے مصون جب آدمی کو اس میں راحت
 و سرور پہنچتا ہے یا ایک مصیبت آد باقی ہے اسکے احوال مختلف باہد گرہیں اور
 مراتب متغیر۔ نہ اسکے عیش کو قیام ہے نہ راحت کو دوام باشندے دنیا کے
 ہدف میں خلو اپنے تیرون کا نشان بناتی ہے اور موت سب کی خاک اڑاتی ہے
 مرگ ہر ایک کے سپر قائم ہے اور اسکا چکھنا سب کو لازم ہے۔ اسے اعتدیا
 کے بند و آج دنیا میں تمہارا ایسا حال ہے جیسا تم سے اگلے لوگوں کا تھا جو تم سے
 عمر میں زیادہ اور قوت میں قوی اور آبادی میں اکثر اور مکانات میں بلند تھے مگر
 دین کے طول انقلاب سے اب انکی آواز نہیں نکلتی انکے جسم ٹر گئے اور شہر
 اولٹ گئے اور مکانات گر گئے یا تو وہ مکانات عالیشان اور گاؤں کی عمدہ فرش

نروش تھا یا آب پتھر انہیں خاک گوشہ لحد ہے جگہ اُن قبروں کی ایک دوسرے کے
 قریب ہے اور ان کے رہنے والے اجنبی اور غریب ہیں موش عمارت والوں اور
 شغل اہل محلہ میں جا پڑے ہیں کہ نہ انکو آبادی سے موانعت ہے نہ بھائی
 بندوں و مہالیوں کی طرح آپس میں جل اور زحمت۔ ہر چند مکان قریب میں مگر
 میل کے صورت نہیں اسلئے کہ انکو کھنگنی نے پس ڈالا اور پتھر و مٹی نے انکا کچھ
 نکال دیا زندگی کے بعد اسیرِ پنجہ موت ہوئے اور اجسام نازنین راحت و آسودگی
 کے پیچھے نگار ہوئے۔ خاک میں اپنے یاروں میں جا ملے اور ایسے گئے کہ پہر
 کہی نہ پہرے پہر نکا کیا ذکر ہے جس صورت میں کہ اللہ پاک خود فرماتا ہے
 کَلَّا الْعَاكِلَةُ جَعَوْهُ فَنَاحَ يَلْتَهُوا مِنْ وَرَ النِّعَمِ بَرَزَ إِلَى يَوْمِ يُبْعَثُونَ ہا وہ بدلہ دلا
 برائی والوں کو انکو کئے کا اور بدلہ دے بہلائی والوں کو بھلائی۔ اب تم بھی
 قطعاً جان لو کہ جیسا ان کا حال ہوا وہی تمہارا ہوگا وہی خاک میں گلنا اوسے
 خواب گاہ میں سونا اور اسی ٹھکانے رہنا۔ علاوہ ازیں تم پر کیسے بنے گی جب
 یہ باتیں تمہارے پیش نظر ہوں گے کہ قبروں میں سے نکالے جاؤ گے جسکی
 باتیں تحقیق کی جاگی شہنشاہ علی الاطلاق کے سلسلے رو بجاری ہوگی اور
 گذشتہ گناہوں کے خوف سے کلیجے پٹھے جاتے ہونگے اور دل تہراستے
 اور پردے فاش ہوں گے عیوب اور پوشیدہ باتوں کو سامنے کیا جائے گا
 ہر عمل اجر میں دہر کردہ جزائے وارد کا مضمون درپیش ہوگا۔ چنانچہ پاک پروردگار
 عالم فرماتا ہے لِيُجِدَ الَّذِينَ اسَاءُوا فَمَا عَمِلُوا وَالْخَيْرِ الَّذِينَ اسْتَوَابُوا بِالْحَسَنَةِ
 اور دوسری جگہ ارشاد رب العالمین ہے وَوَضَعَ الْكِتَابَ فِئْرِ الْمَجْرِمِينَ مُشَفِّقِينَ

ممانہ ویقولون ماویدنا لیلید الکتاب للغادر صغیرۃ ولا کبرۃ الا احضا
سجا ووجد والماعملو حاضرا۔ اور کہلا جائیگا کاغذ پہر تو دیکھے گناہگار ڈور تو
ہیں اسکے پیچ لکھے سے اور کہتے ہیں اسے خرابی کیسا ہی یہ لکھانہ چھوڑی چھوٹی
بات نہ بڑی بات جو اسہیں نہیں کہڑے اور پائیگے جو کیا ہے سامنے آتے۔
الحقہ بناتیب و مناصب اور عجائب و غرائب و کثرت علم و درع اور زہد و تقویٰ
اور وفور شجاعت و سخاوت آنجناب اشہر اور اظہر من الشمس ہے طاقت
بیان نہیں ہے آپ اول خلیفہ ہاشمی ہیں۔

اور قصہ شہادت آنجناب کا یوں واقع ہوا کہ عبدالرحمن مروود کہ در حقیقت
عبدالشیطان تھا ایک عورت مسامہ فطام خدیہ کو فہ پر جو کہ حسن صورت و خست
سیرت میں فتنہ روزگار تھی عاشق ہوا اور باپ اس قحبہ کا جنگ نہروان
دبر اویسے بہائی یہی جناب ولایت آب کے ہاتھ سے مارے گئے تھے اسکو
یہ داغ نہا جب یہ ملعون بد بخت اس پر شیفہ و فریقہ ہوا اور پیغام سلام وصال
کا ہونے لگا اُس نے کہا کہ تو ایک فرمایش میری بجالاتا ہے تو خیرتہ وصال سے
سیراب ہو گا وہ فرمایش یہ ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو قتل کر یہ
لعین اس امر خلیفہ پر مستعد ہو گیا اور اس قلامہ نے اپنے ابن عم دوران نامی
خارجی کو یہی ابن لمجم کا رستہ کیا اور ابن لمجم نے ایک اور اپنے ہم مذہب شیب
ابن عجزہ اشجعی کو مدد استان کیا اور باہم مشورہ کرنے لگے شیب نے کہا کہ کامقا
ہے اور کون ایسا دل و جگر کہتا ہے جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر ہاتھ ڈالے
انکی ہیبت و جلال سے شجاعان عرب کانپتے ہیں۔ ابن لمجم نے کہا تو جیسیوں کی

طرح رہا کرتے ہیں اور اندھیرے میں تنہا مسجد میں آیا کرتے ہیں اور ان کے حضور میں درو
 دبان چوکی پہرے نگہبان کچھ بھی نہیں رہتا ہے الغرض ابن بلجم نے ایک تلوار ہزار درہم
 کو مول لی اور اسکو نہ ہراؤد کروائی ایک شخص نے پوچھا یہ کس واسطے اس نے فرط
 غیظ میں کہہ ڈالا کہ اس سے مارنا منظور ہے کہ اس شخص کا جسکی داستان عرب و
 عجم میں مشہور ہے لوگ سمجھ گئے چنانچہ بعضوں نے جناب ولایت آب کے
 حضور میں خبر پہنچائی آپ نے خود ہی مژدہ وصال کے شوق میں پوچھ ہیجا کہ
 تو نے تلوار کیوں نہ ہراؤد کروائی ہے اسنے کہلا ہیجا کہ اپنے اور آپ کے دشمن کو
 مارنے پہر آجناب نے کچھ تعرض نہ نہر مایا یہ ماجرا رمضان شریف میں ہوا اور جناب
 مرتضوی اس رمضان میں ایک روز حضرت امام حسن علیہ السلام کے دولتخانہ میں
 روزہ افطار فرماتے اور ایک دن حضرت امام حسین علیہ السلام کے یہاں اور
 ایک روز عبداللہ بن جعفر طیار کے پاس اور تین چار تقون سے زیادہ تناول
 نہ کرتے اور ہر وقت یہ ظاہر ہوتا تھا کہ آجناب آدھ سفین اور تاریخ ہنست کی
 ایکو انتظار ہے اور ابن بلجم کھسنے میں جب آیا تو کہی کہی جناب امیر علیہ السلام کے
 حضور میں باریاب ہو کر بیت المال سے کچھ مانگ ہی لیا تا تھا اور آجناب بعض اوقات
 فرماتے تھے کہ جسکو جناب سلطان الانبیاء رسول خدا نے اس امت کا اشقی الناس
 فرمایا ہے وہ یہی ابن بلجم ہے چنانچہ ایک دن آپ کے حضور سے کچھ مانگ لے چلا
 اسوقت آپ نے فرمایا کہ واللہ میرا قاتل یہی ہے اسپر جانثاروں نے عرض کیا کہ
 اگر حکم ہو تو ہم مار ڈالیں آپ نے فرمایا کہ قبل از وقوع جرم نہراؤنی نہیں پیونختی او
 بعض اوقات شوق شہادت سے فرماتے کہ کون چیز مانع ہے میری ڈار ہی کے

خون سے رنگنے والی کو کہ وہ آتا نہیں اور گاہے کمال تمنا سے فرماتے کہ وہ دن
 کون ہو گا کہ بد بخت ترین اس اُمت کا اپنا کام تمام کرے یہ اشارہ اس طرف ہے
 جو کہ سند امام محمد وغیرہ کتب مستندہ حدیث میں وارد ہے اور سند امام احمد اور مستدرک
 حاکم میں عمار بن یاسر سے مروی ہے اور ایوب علی و طبرانی نے عثمان ابن حبیب رضی
 اور خود جناب امیر سے اور جابر ابن سمور رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے کہ جناب
 رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کئی بار فرمایا کہ اگلی امتوں سے بڑا بد بخت مرد
 سرخ رنگ قد آور ابن سالف تھا جس نے ناقہ صالح علیہ السلام کو پے پیر کیا کو پے اُٹنے
 کاٹ ڈالے اور اس اُمت میں بڑا بد بخت وہ شخص ہے جو محاسن علی مرتضیٰ کو
 خون سے آلودہ کرے گا چونکہ حضرت ولایت مآب کو اپنی شہادت پر حسب ارشاد
 رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم یقین واثق تھا لہذا شب نوزد ہم رمضان شریف
 آنجناب بار بار اٹھ اٹھ آسمان کو دیکھتے اور فرماتے تھے کہ واللہ میں نے جھوٹ
 نہیں کہا اور نہ مجھ سے کہنے والے نے جھوٹ کہا ہے یہ وہی رات ہے جس کا
 مجھ سے وعدہ ہے حضرت امام حسن علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس رات کو خواب
 ولایت مآب فرماتے تھے کہ آج کی رات میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو
 دیکھا کہ میرے منتظر ہیں اور ترجمہ صواعق میں ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام نے
 فرمایا حسن علیہ السلام سے کہ آج کی رات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور جو
 کچھ اُمت سے مجھے پوچھا تھا بیان کیا آنحضرت نے فرمایا اُنکے حق میں دعا کر اللہم
 ابد لخی ہم خیر الیٰ منہم وابد لہم لی شر الہم یعنی بار خدا یا بدل دے اُنسے بہتر مجھ کو
 اور بدل دے اپنا ایسا شخص جو مجھ سے بدتر ہو انکی نسبت اور جب صبح صادق

نیکاذب بخودار ہوئی تو جناب سلطان الولايت گہر سے باہر تشریف لانے لگے
 ومان بطین تہین وہ خلاف معمول چلائے لگین آجناب نے فرمایا کہ میرے فراق
 میں چلاتی ہیں پس میں ہی شاہ ولایت گوہر دیاے نبوت آفتاب برج رسالت حال
 عہدہ شہادت الصلوٰۃ فرماتے ہوئے لوگوں کو نماز کے واسطے جگاتے ہوئے
 برآمد ہوئے شیب لمون گہات میں لگ رہا تھا آپ پر ہاتھ چلایا مگر تلوار ستون
 پر پڑی تو ٹٹ گئی اور وہ بہاگ کر گہر پہنچا ایک مرد تہی امیہ نے اسکو تہ تیغ کیا اسی
 ستون کے آڑ میں ابن کجیم خارجی مرد و لغتہ اللہ علیہ کھڑا تھا اسنے تلوار چلائی کہ سر
 مبارک پر اس مقام پر لگی جس جگہ عمر و ابن عبدو کے ہاتھ کا زخم تھا جناب شیر خدا
 بفور ارشاد کیا کرت رب الکعبۃ یعنی میں بخدا اپنی مراد کو پہنچا۔ اور بعض روایات میں
 ہے کہ عین نماز میں اسنے تلوار ماری بالجلہ آجناب کو مجروح اوٹھالائے اور مسجد
 کے لوگوں نے کہ آواز تکبیر سے جاگ اوٹھے تھے ابن کجیم کو گرفتار کر لیا اور بعد تجہیز
 و تکفین جناب امیر علیہ السلام اسکے ہاتھ پیر کاٹ کے جلادیا لعنۃ اللہ علیہ و علی من
 ینصر کذابی اخبار الدول۔ اور آجناب جب مجروح گہر میں جلوہ فرما ہوئے تو حضرت
 حنین علیہم السلام کو بلا کر فرمایا کہ تقوئے الہی پر مضبوط رہنا اور دنیا کے طرف متوجہ
 نہونا اور دنیا کے نقصان سے آزدہ خاطر نہونا اور بیکسوں پر شفقت کرنا اور حق
 بات میں کسی کا خوف نہ کرنا اور محمد ابن حنیفہ کی نسبت بھلائی کہ تہی یہ نصیحت یاد رکھنا اور ان
 دونوں بہائیوں کی تعلیم و توقیر کرنا یہ پیغمبر کے نواسے ہیں پہر آپ معروف بہ تہلیل
 و تبیح ہوئے اگرچہ زخم کاری نہ تھا مگر زہر نے اتر کیا آخر اکیسویں رمضان سن۶۳۰
 شب یکشنبہ اس عالم ناپایدار سے نہضت فرماے خطیرہ القدس ہوئے ۛ

اور علامہ سید علی نے لکھا ہے کہ تین چار خارجیوں نے مکہ معظمہ میں عہد و بیان باہم کیا تھا عبدالرحمن ابن ملجم نے کہا کہ من حضرت سیدنا علی ابن طالب رضی اللہ عنہ کو اور بکر خواہ برک ابن عبداللہ تیمی نے کہا میں معاویہ ابن ابی سفیان کو اور عمرو ابن ابی تیمی نے عہد کیا کہ میں عمرو ابن عاص کو قتل کروں گا چنانچہ بکر نے تلوار معاویہ کو ماری درک میں لگی اور عرق کھاج کٹ گئی کہ پہرا و لاد نہوئی اور عمرو ابن بکر تیمی نے عمرو ابن عاص کے ماریکو مسجد میں آیا لیکن عمرو بن عاص کے رات کو درو پیٹ میں رہا کہ وہ نماز صبح کو نہ آیا ایک مرد متیم نے نماز پڑھائی عمرو ابن بکر نے اسی کو مار ڈالا اور ابن ملجم نے جناب ولایت آب کو شہید کیا کذا فی اخبار الدول۔

غرض کہ حکومت اہل اسلام کی یورپ سے پچھم تک پہنچ گئی۔ باوصف اسکے کہ مسلمانوں کی بے سامانی اور ان کا فقر اور اسپر بر اطر نہ یہ تھا کہ صلاح جنگ بھی بکثرت نہ تھی اور انکی عدم وقفیت قواعد حرب و ضوابط جہانگیری سے اور انکی قلت کہ صرف عرب ہی کے کافروں کے مقابلہ میں لاکھوں کڑوروں حصہ تھے اسکے علاوہ مخالفوں کی کثرت اور انکی دولت اور اہل روم و ایران کی جاہ جہشت و علم و حکمت و قواعد حرب و ضرب و جہانگیری کی مہارت کے سوا اس شخص و عداوت کو دیکھنا کرنا چاہیے جو علانیہ مذہب کے تعرض سے برپا ہوتا ہے کہ ایک رزیل ہی جان دینے اور گہرا رٹا دینے کو موجود ہو جاتا ہے چہ جا ہو کہ اور اشجعباب دیکھنا چاہیے کہ باوصف ان باتون کے اسطرح کی حکومت اسلام کس دھوم دھام سے عرضہ ظہور میں آئی کہ تیس تیس برس کے اندر عرض میں ^{۳۲}س بارہ درجہ سے کہیں تینا تیس ^{۳۳}چھ الیس ^{۳۴}درجہ تک جیسے باب المذہب سے

بلاد یونان اور حدود ملک اندلس تک اور کہین پچاس درجہ تک جیسے ترکستان کی
حدود شمالی تک اور طول میں نصف النہار لندن سے تیس درجہ غربی لیکر کہین
ستر درجہ تک جیسے حدود شرقیہ فارس تک اور کہین بیاسی درجہ تک جیسے حدود
شرقیہ ترکستان تک جو زہ اقتدار خلفائے راشدین میں اس طرح آگیا کہ اگلی حکومت کا
نام و نشان بھی باقی نہ رہا اور باوجود لا اکرہ فی الدین کے عموماً توحید کا مذہب پھیل
گیا پہر لحاظ کرو اس بات کو کہ ملک فارس اور اندلس بلکہ جزائر خلدات سے کہ ربع
مسکون کی حد غربی بھی ہے تا جزائر شرقیہ چین کہ یہ ربع مسکون کی حد شرقی ہے
طولاً اور سواحل جنوبیہ افریقہ اور جزائر جنوبیہ ہندوستان سے لیکر کہین مینیا لیس
اور کہین پچاس اور کہین پچھن ساٹھ درجے تک بلکہ بعض جگہ کچھ اور تک جیسے
دیار بلغار تک عرض شمالی میں کتر بڑے صوبوں کے موافق وہ ملک جو خوب
آباد تھے باقی رہا ہو گا جہاں نہ رہا گیا رہ سو برس کے اندر تک مسلمانوں کی حکومت
نہیں ہوئی ہو اور ایسے نہیں جسطرح نادر شاہ کی بلکہ کتر کوئی مقام ہو گا جہاں
مسلمانوں نے سو برس سے کم حکومت کی ہو گی گو کہ کہین شعائر اسلام جاری
کئے ہوں اور کہین صرف جزیرہ پراکتفا کی ہو چنانکہ اکثر ولایت فرنگ میں اور یہ
باتیں تو تاریخ نصاریٰ اور جغرافیہ سے بھی بخوبی ثابت ہو سکتی ہیں اور اسی کا
اشارہ کلام مجید میں ہے۔

هو الذی ارسل رسولہ بالہدیٰ و دین الحق لیظہر علی الدین کلد و لیکر
المشرکون۔ یعنی خداوند عالم نے اپنے پیغمبر کو راہ راست اور سچے دین بنامہ کو
بھیجا تاکہ اوپر کر دے سچے دین کو سب ادیان پر اگرچہ مشرکوں کو ناگوار ہو اور

یہ تو پر ظاہر ہے کہ از روی برہان عقلی لا الہ الا اللہ کا مضمون سچا ہیہ ہے اس طرح
 نہ ثنویت کا عقیدہ ہے نہ تلیث کا اور نہ سکن اور پاشنی کا بلکہ یہ تینوں عقیدے
 بدلائل عقلیہ باطل ٹھہرتے ہیں خیال کر لیا جائے کہ سیکڑون نہرارون ہی برس سے
 ثنویت نزدشتون کے پاس اور سکن و پاشنہ ہندون اور چینیون میں اور تلیث
 عیسائیون میں ضروریات الترانہ میں داخل ہے پر لا الہ الا اللہ کا مضمون بدو فرادہ
 نفع انسانی سے اتنا کسی کے عہد میں دنیا میں مشرق سے مغرب تک اس
 کیفیت و کمیت سے نہیں پہلایا جیسا کہ دین محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام
 میں پہلایا اور اگر کمین پہلایا ہو تو کوئی بتلا سکتا ہے۔

الحاصل پہلے اسلام میں خلافت تہی بدون ملک کے پہر ملک رکھیا بدون خلافت کے
 اور بعد امیر معاویہ کے جب بنی امیہ نے اپنی اگلی چال و نیداری چھڑوی اور خوش
 نفس و دنیا طلبی اختیار کر لی تو لوگ ناخوش ہو گئے۔ پہر عیاسیہ کا غلبہ ہو گیا
 ان کا زمانہ عدل و انصاف سے خالی نہ تھا اقامت احکام شائع علیہ السلام میں کوشش
 کرتے رہے گو خود کیسے ہی تھے اللہ پاک پروردگار عالم نے انہیں برکت بخشی کل
 روئے زمین کے بادشاہ ہو گئے مگر جب انکی طبیعت میں اثر سلطنت نے اپنا رنگ
 ڈھنگ دکھلایا آپس میں بعض و عداوت ہو گیا اور نیداری گھٹ گئی خودی اور
 نا انصافی نے اپنا پاؤں پہلایا انکی حکومت بھی گئی اور خلافت مٹ گئی صرف نام
 ہی نام رہ گیا اور جب عصبیت عرب ہی جاتی رہی تو یہ نام ہی زبازری سلطنت گئی
 مشرق میں شاہان عجم تبرکاً طبع خلیفہ رہے سارا ملک مع القاب سلطنت
 وغیرہ انہیں کے دست نگر تھا۔

اور اسی طرح کا ماجرا مغرب میں گذرا وہاں عبدالرحمن بن معاویہ بن شہام بن عبدالملک
بن مروان بن حکم بن ابی العاص بنی امیہ اندلس چلے گئے نہوے ستھے انکی اور انکی
اولاد کی سلطنت وہاں بڑی شوکت زور و شور کی ہوئی بہت سے ممالک فرنگستانی
فتح کئے اور قرطبہ دار السلطنت اور ایل میں مقرب ہوا وہ سلطنت اسلام اوس خاندان
میں اور بعد زوال اوس خاندان کے اور خاندان ذن میں قریب اٹھ سو برس کے
بڑی قوت و شوکت سے رہی یورپ یعنی فرنگستان کے عیسائی سلاطین متعدد
کے ممالک جمع کر کے وہ سلطنت کی بنیاد قائم ہوئی قریب کل سلطنت اسپانیول
اور پرتگال۔ و فرانسس و اطالیا و صقلیا وغیرہ کے کچھ کچھ ممالک شامل
دار السلطنت اسلام ہو گئے۔

اس عرصہ دراز کی سلطنت میں اون بلاد میں نامی گرامی علماء محدث و فقہار و اہل
سلوک پیدا ہو گئے عموماً علوم و فنون و صنعت و حرفت وغیرہ کی اشاعت ہوئی
لیکن باہمی اہل اسلام کے نفاق اور شقاق سے شہیت ایندوسی نے اوس
سلطنت کو ایسا میٹھا کہ فی الحال اون ملکوں میں اسلامی سلطنت کا نام و نشان نہ
اس نفاق و شقاق و خود پرستی سے جو لوگوں نے کفران نعمت کیا اور اس آسائش
و آرام و غش و شوکت اسلام جو باہمی اتفاق سے پیدا ہوتا ہے و امام در
اسلام سے حاصل ہو گیا تھا اسکا شکر نعمت بہول گئے ناعاقبت اندیشی سے بخش
اون ملکوں میں سلطنت اسلامی مٹ گئی اور لوگوں میں افلاس آ گیا جمہیت میں
تفرقہ پڑ گیا سبب دین و دنق اسلام جاتی رہی لوگوں میں صنف آ گیا۔

عیسائی فرنگ نے جنکی علمداری وہاں ہو گئی تھی انہوں نے موقع پا کر کل استعمار

کہا نے پیٹے اور پیٹے وغیرہ کی تجارت اپنے قبضہ اقتدار میں کر لی تھی مجھ نے
 انہیں لوگوں کے کسی کو کہانی کی چیز میں نہ آتی تھی باوجود روپیہ اشرفی کے کہانا
 نہیں ملتا تھا جو لوگ نکل سکے وہاں سے چلے گئے اور بہترے لوگ اپنے گہروں
 کے دروازہ بند کر کے بھوک پیاس کے صدمہ سے مر گئے وسمیکن ان لوگوں
 کو کچھ رحم نہ آیا ۔

ظلم کی مذمت

پے ظالم ہے آثار قیامت آہ مظلومان
 ہے قہر آسانی کی علامت آہ مظلومان
 بشر کو چاہئے مظلوم کی فریاد سے ڈرنا
 نہیں مظلوم کی ہوا آہ کم شمشیرِ آستان سے
 نہیں کچھ اسکی تیزی کم ہر برق آتش افشان سے
 یہ وہ کالی بلا ہے جسکو سر پر آؤ آفت ہو
 دعا مظلوم کی مقبول باری جلد ہوتی ہو
 ہو جنین ظلم کی خواہنگی خوازی جلد ہوتی ہو
 گہلا دیتی ہو جان سرکشان کو آہ کی گرمی
 اسی کے زور نے پشرون کا تپا کر دیا پانی
 کیا نازل اسی نے سرکشوں پر قہر ربانی

از مضامین اخلاقی

سحر محشر کی ہے یا شام شامت آہ مظلومان
 دکھا دیتی ہے بصیرتِ مذمت آہ مظلومان
 کہ آسان بیگنا ہوں پر ہے کج روستم کرنا
 کمان و تیر سے ناوک نکلن سو نوک پیکان
 شر سے شعلہ آتش نکلن سو آہ سوزان سے
 قیامت قیامت ہو قیامت ہو قیامت ہو
 دل مغموم کی مطلب برآری جلد ہوتی ہو
 موثر دل میں حق کو آہ وزارت جلد ہوتی ہو
 سدا دیتی ہو سختی سنگدل کی غنبط کی زنی
 اسی کے نام سے اہل ستم کو ہے پشیمانی
 ہوئے برباد اسی سے ظلم و جبر تہر کے بانی

وہ غافل ہیں نہیں جو آہ مظلومان سے خود گھبراہٹ
یہ وہ پر کالہ آفت ہے جس سے کال ڈرتا ہے
غریب و مفلس و اہل زرخوش حال ڈرتا ہے
رسائی آہ مظلومان کی جب عرش بریں تک پہنچے
سر ظالم یہ آہ بے نوا سب کو بلا پہنچے
ہوا جو محو فیاد اسکی خالق تک صد پہنچے
اثر سے اپنے ہرگز آہ مظلومان نہیں خالی
جو ظالم ہیں نہ اپنے قوت بازو پر ترائیں
کرین خوف خدا دین غریب کو نہ ترسائیں
حکومت پاک کے حکمت سے نہ چلبیا جیاتی
حکومت کی اگر کرسی ملے شکر خدا کیجے
خیال انصاف کا ہو ترک عادات جفا کی
ایا ز قدر دان نے قدر اپنی آپ ہی جانی
ہوئی جب ظلم کی بیاری میں ہلاک کو
سپند آئی تھی خود ظلم ایسے شاہ بد خو
مگر جب آہ مظلومان ہوئی خود دشمن کا آخر
کہاں ضحاک ظالم کا رطل ظلم و شتم باقی
کہاں ہر ظالم ان دہر کا جاہ و شتم باقی
کیا تھا ظلم جس نے اسکو مارا آہ تکسین نے

ہیں مرد و جوان جو بکینہ پر ظلم کرتے ہیں
گدا و بے نوا و شاہ خوش انتہا ڈرتا ہے
اسی سے خاطر فوج عدو پامال ڈرتا ہے
تو مقبول خدا کیوں کر نہوا سین کسی شکست
بہ ف پر تیر کے مانند خود آہ رسا پہنچے
تو بچہ کیوں نہ کر نہ ظالم کی سزا بن کر فضا پہنچے
سیہ سختی ظالم بن گئی ہے یہ ہلاکانی
سمجھ کر زار و رونا کو نہ اپنا زور دکھلا سیں
نہ چیریں بگینا ہوں کو کہ خود فوراً سزا پائیں
سناتے ہیں وہی بکیں کو شامت جنگی آتی ہے
عنایت کی نظر مجبور پر جمع و مسایع کیجے
نکو نامی کا سامان ہو یہی دل سے دعا کیجے
اسی سے ہو گیا محمود کی نظر و مین لاشانی
شمال تیغ انسان تھی جنبش چین ابرو کو
امان تھی گہر میں انسان کو نہ راحت بن میں
تو قضیع و ذلت سے ہلاک ہو ہی ہلاک حسد
کہاں راون کی جڑ تیغ و دم کا آب نم باقی
فقط اونکی روح کو سہے بدنامی کا غم باقی
تھا حاصل زور جسکو کر نیاز اسکو دی بس نے

اثر کرتی ہر آہ غم رسیدہ جا کے بہرین
 ساقی ہے ہوا سے سکرشی جس شخص کے بہرین
 جو نادر شاہ با ظلم اوٹھا کر لے چلا پر
 اگر ناز و پر زریا بہنیں اولاد آدم کو
 نہیں حاکم کو واجب ہر ستانا صاحب غم کو
 ہواستہو رباری جو غریبوں کے چلا لڑنے
 غضب ہر دیدہ و دانستہ ہی لوگوں سے نکرنا
 پئے ہجرت بجا ہر حال ظالم کی خبر کرنا
 کڑی آکر پی جب زمین آسمان سے
 خبردار ای غریبوں کے مال و دولت و حشمت
 اگر حق سے ڈرو گے پہنچو گی ذلت و خفت
 نہ جب مظلوم ہو گا خوف اسکو آہ سے کیسا
 بہنیں واجب ہر اتنا نشتر جلا دے ڈرنا
 غریبوں کو دکھ دینا زبانی کو ستمانا ہے
 مدد جب خدائی ہو اے ایکو اتنا ہی سمجھو

مثال تیر گیس جاتی ہے جسم کو پیکرین
 خدا کا قہر اسکو پٹ کر دیتا ہر دم بہرین
 و حائے غم رسیدہ لیکو جا پہونچی بلا سپر
 جو ظالم ہے پہونچ جاتا ہر سیدنا ہی جنم کو
 پسند اصلا بہنیں یہ بات ہر خلاق عالم کو
 کیا غم و کو بچان اک ادنیٰ سے چہرے
 غریبوں پر ستم کی قہر کی ہر دم نظر کرنا
 دل ظالم پہ ہے کام اس نصیحت کا اثر کرنا
 بہنیں شک پہر پہلی آہ مظلومان کی تیر ہجو
 نہ سیکو خوشی ظلم و قہر و جور و شورش و عدت
 رہیگا خلق میں قائم شان عظمت و عزت
 بہنیں جو چاہ کن ہر رنج اسکو چاہ سے کیسا
 ہر زیبا دل سے آہ بیکس نا شا د سے ڈرنا
 جلانا انکے دل کا شہر کو گویا جلانا ہے
 نہ وہی ظالم کو جو گالی نہ اسکو نیربان سمجھو

تمت شام



تدیکم زمانہ کے علماء کے نصیاح بادشاہان زمانہ کی حکایتیں

بادشاہان زمانہ اور حکام وقت کے روبرو سچی بات وہی کہہ سکتا ہے جو
بیم سرا اور امید زرن کہتا ہو۔

وہ داعظ نصیحت کرے شاہ کو	ہر اک بات سے جو کہ ہو بے خطر
نہ عزت کا غم ہو نہ ذلت کا پاس	نہو بیم سرا اور نہ امید زرن

حکایت

ایک عورت ضعیفہ کسی مقدمہ میں حجاج بن یوسف ظالم کے روبرو پکڑی ائی
حجاج نے جب العادت اپنی او سکی نسبت قتل کا حکم دیا حاضرین نے بڑھیا کی توبیخ کی

کہ یہ قرآن شریف بہت اچھا پڑھتی ہے حجاج نے بڑھیا کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ اگر تو اس وقت کوئی آیت قرآنی مجھ کو سنائے تو قتل سے بچ جائے ورنہ ہولی ادا جیاء غضب اللہ والقہر وراثت الناس یخرجون من دین اللہ افواجاً۔ یہ تقریر سنکر حجاج بولا کہ یہ تو نے کیا غضب کیا ہے کہ قرآن بدل دیا ہے اذ جاہل انفسہ والفتح کی جگہ اذ جاہل غضب اللہ والقہر سنایا ہے یہ بخلون فی دین اللہ کے مقام پر یخرجون من دین اللہ بنایا ہے۔ بڑھیا نے جواب دیا کہ برخور واروہ زمانہ سیدار بار احمد مخا و مسلم کا تھا کہ جب اذ جاہل انفسہ والفتح کی آیت نازل ہوئی تہارون کفادین الہی من جنس ہوئے اب جو عبدالملک کی حکومت اور تیری امارت ہے لگے مسلمان مصیبت میں گرفتار اور مسلمانوں سے نیرار میں اب اور کون اس دین میں نڈر ہو گا نہیں اب بخلون کا موقع اب کہاں رہا بلکہ یخرجون کا وقت آتیہو چکا ہے یہ بات سنکر حجاج شرمسار ہوا اور بڑھیا کے خون سے درگزر۔

انصیحت۔ ظالم و متکبروں کے ساتھ نرمی سے پیش آنا منع ہے بلکہ لازم ہے کہ جب انکے پاس جا میں رہے اعتنائی و عنبر و پیش آئیں کیونکہ اگر تم ان کے روبرو بجزو نیاز پیش آؤ گے تو وہ اور زیادہ ظالم و متکبر ہو جائیں گے۔

سرو سے سروی کرو اور گرم گرمی کرو
سخت سے سختی کرو اور نرم نرمی کرو

تم بھی نجاؤ وہی ہو جیٹھ کا آدمی
دوسراں سے دوستی اور دشمنی دشمنی کے ساتھ

حکایت

ایک اعرابی سلیمان بن عبدالملک کے پاس آیا اس سے سلیمان نے کہا کچھ نہ فرماے

اوس نے کہا کہ اے امیر المومنین میں آپ سے کچھ کہتا ہوں او سکوبرداشت کرنا اور
 اگر بڑا مانو گے تو چٹا دے گے کہ ہم نے برداشت کیوں نہ کی سلیمان نے کہا ہمارا حلم تو اتنا
 وسیع ہے کہ جس شخص سے نصیحت کی توقع نہیں ہوتی اور احتمال و غا کا ہوتا ہے اوسکے
 ساتھ جی حلم کرتے ہیں تو جو شخص ہماری نصیحت کے لئے کہیگا اور ہم سے کچھ فریب
 نکرسے گا تو اسکے ساتھ حلم کیوں نہ برتیں گے۔ اعرابی نے کہا اے امیر المومنین آپ کے
 گرد و پیش ہو ایسے لوگ مصاحب ہیں کہ اوہوں نے اپنی جانوں کیلئے بُرائی اختیار کی
 اور دین بیچ کر دُنیا مول لی اور تمہاری رضا مندی خدا سے پاک کی خفگی کے عوض اختیار
 کی امتد پاک پروردگار عالم کے باب میں تو تمہارا خوف کیا اور تمہارے باب میں اللہ
 تعالیٰ کا خوف کیا آخرت کے ساتھ رُٹائی اور دُنیا کے ساتھ صلح پسند کی تو جس چیز
 پر پاک پروردگار عالم نے نکلوا میں کیا ہے تم او سپراون لوگوں کو امین نہ کرو کہ اوہوں
 نے امانت کے فایع کرنے اور امانت کے ذیل و خوار کرین کو فی و قیقہ نہیں چھوڑا
 اور تم سے اونکے اعمال کی باز پرس ہوگی اور اون سے تمہارے اعمال کا سوال
 نہوگا تو تم اپنی آخرت بگاڑ کر اونکی دنیا درست نہ کرو کیونکہ لوگوں میں زیادہ تر خسارہ
 او سکوبھی ہے جو دوسرے کی دُنیا کے بدلہ میں اپنی آخرت کہو بیٹھے۔

اور دُنیا سے اصل مقصود کیا ہے اگر یہی بات ہے کہ کہانا اچھا کہانا نیکو لمجائے تو چاہئے
 شکل آدمی کہلاتا ہے کیونکہ کہانیکی حرص حیوانوں کا کام ہوتا ہے اور اگر اچھی پوشاک
 زرق برق پہنے تو عورت بصورت مرد کہلائے کس لئے کہ زیبائش اور آسائش
 بناؤ سنگھار عورتوں کا کام ہوتا ہے۔ اور اگر خدمت گذاری کے وجہ اطاعت و عبادت
 تو جاہل بہ شکل عاقل ہوتا ہے۔ اگر عقلمند انسان ہو تو جان سکتا ہے کہ محکوم اور خدمت

گزار اپنا پیٹ بہرنے اور خواہش دینوی کے لیے خدمت کرتے ہیں اگر ایک دن
 یہی اونکو کچھ حاصل نہ ہوا دیکھ کر وہ ہٹکیں۔ تو اسکی خدمت و اطاعت جو کرتے
 ہیں یہ اپنی خواہش کا پھندا بنا رکھا ہے اور وہ جو بندگی کرتے ہیں اپنی ہی خواہش
 کی دیکھو اگر کہیں وہ افواہ اسُن پاتے ہیں کہ اب تھوڑے زمانہ میں حکومت کسی
 دوسرے کو ملا جاتی ہے تو اس سے منہ پھیر لیتے ہیں اور اس کا تقرب بہر
 جلد و کوشش کر کے دھونڈتے ہیں اور جہاں کہیں روپیہ پیسے ملنے کا گمان ہو
 ہے وہاں بندگی اور خدمت کرنے لگتے ہیں۔ پس دراصل اسکا نام خدمت کرنا نہیں
 بلکہ اس پر ہنسنا ہوتا ہے اور قاتل وہی شخص ہے جو اُن کاموں کی رُوح اور
 حقیقت کو خوب جان جائے اور دنیا طلبیوں و خواہشمندوں و خود غرض و بد
 عہد لوگوں کی مصاحبت سے خذر کرنا ہو اور انکو فریب و غمرو سے بچے۔

سے مفصل است بد در نہا و بشر	کران نفس را میل باشد بشر
یکی نقض عہد است کا در وجود	از خصیعتی نیست مذموم تر
دوم مکر کردن ستوم حلیت تعبی	کر و دین و دانش بود و خطر
گرت بہت مروی و ہوش خرد	ازین ہر سہ خصلت خذر کن خذر

حکمت ایما دار انسان چار چیزوں کا چار چیزوں کو پاک رکھنا ہے اول دلو کو حد سے دوم
 جھوٹ و غیبت سے زبان کو تیسرے شکم کو قہر حرام سے چوتھے اعمال کو ریاسے۔

اولا دل کو حسد سے پاک رکھ	بعد از ان دھوکذب و غیبت سے زبان
غیر کا حق اپنے اتون پر نہ لے	پیٹ مت بہر کہا کے مال بندگان
کر عمل دنیا میں بے روئے و ریا	تا بچے حاصل ہو فخر و عز و شان

حکمت جس طرح کہ بد لوگوں کی صحبت سے بچنا ضرور ہے اسی طرح انکے افسانوں اور قصوں و کتابوں کا سُنا اور دیکھنا منع ہے کہ انکے سُنے اور دیکھنے سے دیر کہ ورت آجاتی ہے طبیعت گہیراتی ہے *

بے خبر بدون کی اُلفت چھوڑ دی	بھاگ ان کی دوستی سے ہر زمان
سُخنے لکڑیا پاک اسکے ذکر سے	تام نیکرست بگاڑ اپنی زبان

حکایت

ایک روز شہام بن عبد الملک شکار کرتا ہوا نکلا اور ایک ہرن کے پیچھے گھوڑا ڈالا ہرن تو ہاتھ نہ آیا وہاں ایک لڑکا بکریاں چرا رہتا سنوڑا لڑکے سے کہا کہ تیرے پاس ہرن ہے لے آ لڑکے نے کہا کیا تیری موت آئی ہے جو میرے طرف بھارت نظر کی اور مجھ سے معاشرت بھارت کی تیری گفتگو جاری اور فعل تیرا خاری ہے شہام نے کہا اچھو کر تو مجھ کو پہچانتا نہیں ہے اوس نے کہا تو نے تو بے ادبی سے پہلے ہی اپنے تین بھائیوں کو بغیر سلام علیک کے بات کرنا شروع کر دی شہام نے کہا میں شہام بن عبد الملک ہوں لڑکے نے کہا خدا تیرے گھر کے قریب نہ لیجائے اور نہ کسی زندہ کو تیری قبر دکھلائے وہ یہ کہی رہا تھا کہ خدم و حشم شہام کا آہی پہنچا اور شہام نہایت غصے میں آگ بگولا ہو کر لوگوں سے کہا کہ اس لڑکے کو ساتھ لے آؤ وہ جب رات الخلا میں پہنچا سب وزیر و امیر و ارکان دولت ہر ایک ادب خلافت بجالایا مگر وہ لڑکا چپکے سر جھکائے کھڑا رہا خوش وزیر و ارکان دولت نے لڑکے سے کہا اچھو کرے عرب کے کس چیز نے باز رکھا ہے تجھ کو امیر المومنین پر سلام کر نیسے اوس نے کیا دیا

گد ہے کے اتنی دور سے چلتے چلتے میرا دم چڑ گیا ہے جو اس ٹھکانے نہیں ہیں
 بعض ندانے کہا او گد ہے کے بچے بہت فضول تو کا امیر المومنین کے سامنے اور
 اونسے لفظ بلفظ تو نے مخاطب کیا اوس نے جواب دیا او بہو کے سنگستان کے
 اور سر مل گانے دے بے فرزند کیا تو نے نہیں سنا قول اللہ پاک کا اپنی کتاب منزل
 میں اپنے نبی مرسل پر یوم ثانی کل نفس بتجادل عن نفسها پس جب پاک پروردگار عالم
 کے سامنے آدمی جدال کرینگے اس بیچارے ہشام کی کیا حقیقت ہے کہ اُون
 سے کوئی لفظ بلفظ مخاطب کرے اس بات کے سنتے ہی ہشام کو اور غصہ کی آگ
 بہرک او ہٹی اور حکم دیا کہ یہیں ہمارے روبرو اسکا سر اوڑا ڈالو جلاو طلب ہو اور نفع
 بچھا کر او سپر وہ دراز کیا گیا اور جلا دے تین مرتبہ پوچھا یا سید میرے میں تمہارا بندہ
 ذلیل لب گور ہوں کیا اسکا سر کاٹ ڈالوں اور میں بڑی ہوں اسکے خون سے
 ہر مرتبہ ہشام نے کہا کاٹ ڈال اسکا سر تن سے جدا کر مگر تیسرے مرتبہ جب حکم
 دیا تو وہ لڑکا لڑا پڑا ہنسنے لگا تب ہشام نے کہا بھراؤ سکو کھڑا کرو جب وہ کھڑا ہوا تو
 کہا او چہو کرے مرنے پر تو ہنستا ہے اور جینے پر تو رٹتا ہے کیا تو مجھ سے چھل
 کرتا ہے یا اپنے نفس سے سخر اپن کرتا ہے لڑکے نے کہا پہلے میری دو باتیں سن
 لیجئے پھر جوجی چاہے سو فرمائیے گا حکم دیا کہہ اوس نے کہا یہ میرا اول وقت
 ہے آخرت کا اور آپکا آخر وقت ہے دنیا سے آہر آئیہ اگر اس مدت میں کوتاہی
 ہوئی یا اجل میں کچھ تاخیر ہوئی تو آپکی گفتگو کچھ مجھے ضرر نہ کیگی نہ توڑی نہ بہت
 لیکن مجھے چند اشعار یاد آگئے ہیں اسکو آپ اپنے گوش دل سے سن تو لیجئے

فَقَالُوا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِي أَصْحَابِهَا	وَالْبَازِزُ مَنكُوحٌ عَلَيْهِ رَيْطِيسٌ
مَا يَفْنَى الْمَثَلُ شَبْعَةً	وَلَوْ أَنَّهُمْ كَانُوا يَفْقَهُونَ
فَتَعَجَّبَ الْبَازِزُ الْمَذَلُ لِنَفْسِهِ	عَجَبًا وَأَقْلَّتْ ذَلِكَ الْعَصْفُ

مہاشم یہ سنکر ہنستے ہنستے لوٹ گیا اور کہا خدا کی قسم اگر ابتداء سے یہ اس طرح گفتگو کرتا تو سوا خلافت کے جو کچھ مانگتا میں اسکو بخش دیتا پھر کہا او چہو کرے اپنا منٹھ کہول جب اوس نے منٹھ کہولا تو موتی وجواہر سے اوسکا منٹھ بہر دیا اور نقد حبس خلعت پہنا کر رخصت کیا۔

مہاشم بن عبد الملک بد مزاج تھا اور حضرت زید بن زین العابدین بن حسین بن علی رضوان اللہ تعالیٰ عنہم نے اسی کے عہد میں شہادت پائی۔

ایک مرتبہ اس نے اس تزک و شان کے ساتھ حج کر نیلے لیے مکہ معظمہ گیا کہ چھ سواونٹ صرف اسکی پوشاک و تحل کے اسباب کا لدا ہوا ساتھ تھا اسپر طنت کے اسباب کا خیال کر لینا چاہیئے کہ کس قدر تھا اونٹیس برس اس نے حکومت کی اکہتر برس کی عمر پائی ۲۴ھ ہجری میں مر گیا یحییٰ مجنون اسکے ہم عہد تھے۔

حکمت۔ چار چیزوں کے استعمال سے بادشاہ کی ہیبت جاتی ہے بے رعبی ظہور میں آجاتی ہے۔ اول نہرل و تمسخر۔ دوسرے سفون کی صحبت تیسرے عورتوں کی محبت۔ چوتھے کار بے مشورت۔

بادشاہ سے کوئی بھی ڈرتا نہیں	ہوا اگر نہرل و تمسخر در میان
رعب کہو دیتی ہے شاہنشاہ کا	صحبت بد اور صحبت بازانان

فائدہ۔ بادشاہ ہر وقت محکمہ شورہ کا محتاج رہتا ہے کہ ایک جماعت مردم کا افعال

دافر الشور اہل قرأت و تجربہ کی اوسکے پاس ہو جئے ہر شکل امر میں معاملات رعایا میں مشورہ لیوے اس لئے کہ ایک کی تنہا عقل سے ایک جماعت کی عقل ہر طرح پر بہتر ہوتی ہے مشورہ لینے والا کبھی ناوم نہیں ہوتا جو مشورہ نہیں لیتا یا لیتا ہے مگر اوس پر عمل نہیں کرتا وہ ہمیشہ زک اوٹھاتا ہے میثرون کا موتمن ہونا چاہئے صلاح نیک دین یہ اوسی وقت ہو سکتا ہے جبکہ اہل مشورت ہی دیندار خدا خیر خواہ اہل علم و فضل ہوں چلی چار پڑ جاہل اور خود غرض ہوں اکثر سلاطین دروہا اسی طرح برباد ہو گئے کہ فقط اپنی راسے وہم و خیال پر کام لیا یا اون خوشامدیوں کے مشورہ پر چلے جو لوگ اس کام کے لائق ہی نہتے۔

حکمت۔ جو انسان صرف اپنے وہم و خیال پر کام کرتا ہے وہ ایسا ہی جیسے کوئی سننے والا گونگے سے خبر پوچھے۔

شونہ اندر وہم پابند خیال
گر توئی بیدار دل اہل کمال

از یقین کن کارے اہل یقین
خواب دان بیشک خیال خوش را

حکایت

عبدالرحمن بن عرواد زاعی ریح کو خلیفہ مسطور نے بلوایہیجا اور جب آپ آپکے نو نصیحت کا خواہان ہوا آپ نے فرمایا کہ امیر المؤمنین مجھ سے حدیث بیان کی کمول نے عطیہ بن بشیر سے کہ سرور عالم صلعم نے فرمایا ہے کہ جو حاکم اپنی رعیت کا بدخواہ مرگیا اللہ پاک پروردگار عالم اُس پر جنت حرام فرماویگا۔ اسے امیر المؤمنین جس شخص نے حق کو بڑا جانا اوس نے خداے پاک کو بڑا جانا اللہ تعالیٰ حق میں ہے

چونکہ پروردگار عالم نے تمہاری رعیت کے دلوں کو تمہارے واسطے نرم کر دیا ہے کہ
 تم کو انکی حکومت دی پس تم کو بھی لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے انکا حق بجا لاؤ اور
 انصاف کے ساتھ رہو اور انکی عیب پوشی کر دینے یا دیون کی فریاد سنو انکے لمحہ
 اپنے دروازے بند نہ کرو اور پہرہ چوکی نہ بٹھاؤ اگر انکو آسائش ہو تو خوش ہو
 اور اگر تکلیف ہو تو رفع کرو پہلے تم کو خاص اپنی فکر تھی اور اب اس تمام خلق اللہ کا
 بار تم پر ہے عرب اور عجم اور کافرا و مسلم سب تمہاری قبضہ میں ہے اور ادھنوں سے
 ہر ایک کا حصہ تمہارے عدل میں ہے پس صورت میں انکے جوق جوق کھڑے
 ہو جائیں اور کوئی تمہارے مصیبت ڈالنے یا کوئی حق دہالینے کا شکوہ کرے گا تو پھر
 تمہارا کیا حال ہوگا۔ اے امیر المومنین مجھ سے حدیث بیان کی کچھول نے عروہ بن
 رویم سے کہ سلطان الانیسا سرور عالم صلعم کے دست پاک میں شاخ تھی خرمی کی جس
 سے آپ مسواک فرماتے تھے اور منافق لوگ اوس سے ڈرتے تھے آپ کے
 پاس جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور عرض کیا اے جناب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم یہ شاخ کیسی ہے جس سے آپ نے اپنی امت کو دل توڑے اور انکو عرب
 سے پر کر دیا اے امیر المومنین پس جو شخص انکی جلدوں کو پہاڑ سے گا اور ادھن
 خون ریزیاں کرے گا اور انکے شہر ویران کرے گا اور ملکوں سے جلا وطن کرے گا
 اور اسکا خوف انکو غائب کرے گا تو اوسکا کیا حال ہوگا۔ اے امیر المومنین مجھ
 سے حدیث بیان کی کہ بھول نے زیاد سے اور ادھنوں نے عارثہ سے اور عارثہ
 نے حبیب بن سلمہ سے کہ سرور عالم سلطان الانیسا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات
 پاک سے قصاص لینے کو ارشاد فرمایا یعنی آپ کے دست مبارک سے ایک اعرابی کو

ناواستکی میں صرف کھڑو بچا لگ گیا تھا آپ نے اعرابی کو بلایا اور فرمایا کہ مجھ سے
 قصاص لے اُس نے عرض کیا کہ میں نے آپ کو معاف کیا آپ پر فدا ہوں
 میرے والدین میں ایسا نہیں جو آپ سے قصاص لیتا گو آپ مجھ کو جان ہی سے
 مار ڈالتے آپ نے اس کے حق میں دعلےٰ خیر فرمائی۔ اے امیر المومنین پھر
 نفس کو اسی کے نفع کے لئے ریاضت دو اور اسکے واسطے اپنے پروردگار سے
 امن حاصل کرو اور اُس جنت کی رغبت کرو جبکہ عرض آسمانوں اور زمین کے
 برابر ہے اور جسکی شان میں آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ تم میں سے کسی کو
 جنت میں سے ایک کمان کی مقدار کا ہونا دنیا اور مافیہا سے بہتر ہے۔ اے
 امیر المومنین اگر سلطنت تم سے پہلے لوگوں کی پاسیکار رہتی تو تم کو نہ پہونچتی اسی
 طرح تمہارے پاس بھی نریگی جیسے اور ون کے پاس نہ رہی۔ اے امیر المومنین
 تم کو معلوم ہے کہ تمہارے دادا حضرت ابن عباسؓ سے اس آیت شریف کی
 تفسیر کیا منقول ہے۔ ما لہذا الكتاب لا یغادر صغیرۃ ولا کبیرۃ الا احصاھا۔
 آپ نے فرمایا ہے کہ صغیرہ سے مراد مسکرا نا ہے اور کبیرہ سے مراد ہنسنا تو
 جب مسکرا نا دہنہ ناصغیرہ کبیرہ ٹھیرے تو ماتون کے اعمال اور زبانوں کے
 اقوال کا کیا حال ہوگا۔ اے امیر المومنین میں نے سنا ہے کہ جناب فاروق
 اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر کوئی بکری کا بچہ فرات کے کنارہ پر ضایع ہو کر
 مرجاسے تو جھکو ڈرے کہ کہیں اسکی پوچھ چہرے سے نہو تو اب فرمائیے کہ جو لوگ
 آپ کے فرشتے ہی پر ہوں اور تمہارے عدل سے محروم رہیں تو انکا مواخذہ
 تم سے کیسے نہوگا اے امیر المومنین تم کو معلوم ہے کہ تمہارے دادا سے

اس آیت شریف کی تفسیر کیا آئی ہے یاد آؤ دانا جعلناک خلیفۃ فی الارض فلما
 بین الناس بالحق ولا تتبع الهوی فیصلک عن سبیل اللہ آپ نے فرمایا
 ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زبور میں ارشاد کیا کہ اے داؤد جب مدعی اور مدعا علیہ پر
 سلسلے بٹھیں اور تجھ کو ادن میں سے ایک کی طرف سیل ہو تو ہرگز اپنی دل میں
 یہ نہیں سوچنا کہ حق اسی کو ملے اور دوسرے پر یہی مستح یا ب ہو ورنہ میں تجھ کو
 اپنے نبوت کے دفتر سے سیٹ و ڈگا پھر نہ تو میرا خلیفہ رہیگا نہ کچھ بزرگی باقیگا
 اے داؤد میں اپنے رسولوں کو اپنے بندوں میں ایسا کیا ہے جیسے اوٹھو بکے
 چرانے والے کہ وہ طریق حفاظت سے واقف ہوئے ہیں اور سیاست
 نرمی سے کرتے ہیں تو ٹے کو باندھتے ہیں اور دبلے کو چارہ پانی سامنے کرتے
 ہیں۔ اے امیر المومنین تم ایسے امر میں مبتلا ہو گے ہو کہ اگر بالفرض آسمانوں
 اور زمین پر پیش کیا جاتا تو اسکے اٹھانے سے ڈر جاتے اور انکار کر دیتے۔
 دیکھو مجھ سے حدیث بیان کی یزید بن جابر نے عبدالرحمن بن عہ انصاری سے
 کہ فرمایا جناب سرور عالم صلعم نے کہ جو حاکم کہ لوگوں کے معاملات میں سے
 کسی چیز کا والی ہو گا وہ قیامت کے روز اس طرح لایا جائے گا کہ اسکے ماتھے گردن
 سے بندھے ہونگے اور او کو بجز اسکے عدل کے اور کوئی چیز نہ کہو لیگی چھ چھم
 کے پل پر کھڑا کیا جائیگا اور وہ پل اسکو ایک ایسا جھکا دیا جس سے اسکا جوڑ جوڑ
 اپنی جگہ سے الگ ہونگا پھر حالت اصلی پر آجائیگا اور حساب لیا جائیگا تو اگر محسن ہو گا
 تو تب کہیں اپنے احسان کے باعث سے سچ جائیگا اور اگر بدکار ہو گا تو پل اس
 جگہ سے پہٹ جائیگا اور دوزخ میں ترس سال کی راہ نیچے جا پڑے گا۔ منفعہ ورنہ

اپنا رومال منہ پر رکھ لیا بھرتار دیا اور ڈارہین مارین کہ مجھ کو بھی رولا دیا۔ پھر میں نے
 کہا اسے امیر المومنین آپ کے دادا حضرت عباس بن عبدالمطلب نے سردار عالم
 صلعم سے حکومت مکہ معظمہ یا طائف یا مین کی مانگی تھی آپ نے انکو ارشاد فرمایا
 کہ اے عم بزرگوار آپ اگر اپنے نفس کو مشقت سے دور رکھیں تو اس حکومت سے
 بہتر ہے جبکہ آپ محیط نہوسکیں یہ آپ نے حضرت عباسؓ کو اسلئے فرمایا کہ عم بزرگوار
 کی خیر خواہی اور شفقت کا مقتضا تھا اور حضرت عباسؓ کو آپ نے یہ بھی خبر دی
 کہ تمہارے لئے اللہ پاک پروردگار عالم سے من کچھ کام نہ آؤنگا یعنی جب آپ پر
 وحی ہوئی **و انذر عشیرتک الاقربین** تو آپ نے حضرت عباسؓ و حضرت صفیہؓ
 اور حضرت فاطمہ زہرہؓ کو فرمایا کہ اے عباسؓ و اے صفیہؓ چچا پیو پی نبی صلی اللہ
 علیہ وسلم اور اے فاطمہؓ جگر گوشہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اللہ پاک سے میں تمہارا
 کچھ نہ کام آؤنگا مجھ کو میرا اعلیٰ سفید ہوگا اور تمکو تمہارا اعلیٰ۔ اور حضرت عمر فاروقؓ
 رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لوگوں کی حکومت کا کام اسی سے بن آوے گا جو عقل کا
 مضبوط اور تدبیر میں صاحب ہو کوئی بُرائی اسکی ظاہر نہو اور نہ یہ خوف ہو کہ اپنی
 قرابت کی حمایت کرے گا اور اللہ پاک پروردگار عالم کے باب میں کسی طعن
 کرنے والے کی ملامت اسپر اثر نہ کرے۔ اور حاکم بھی چار قسم کے ہوتے
 ہیں ایک وہ ہے کہ خود بھی محنت کرے اور اپنے عاملوں سے بھی محنت لے تو
 اسکا حال ایسا ہے جیسا اللہ پاک کی راہ میں جہاد کرنیوالا اس شخص پر خداوند
 عالم کی رحمت کا ماتمہ پھیلا ہوا ہوتا ہے۔ دوسرا حاکم وہ ہے کہ اوسین کسی قدر
 ضعف ہے وہ خود تو مشقت کرتا ہے اور اسکے عامل مزے اور اڑاتے ہیں اسکے

اسکے ضعف کے سبب سے تو وہ تنہا ہی کے کنارہ پہنچا کہ اللہ پاک اس پر رحم فرمائے تمیرا حاکم جو عالموں سے مشقت لے اور خود آسائش کرے تو وہ حطہ ہے جسکی شانین رسول پاک پروردگار عالم نے فرمایا ہے کہ بدترین حاکمون کا حطہ ہے تو وہ تنہا بالک ہے۔ چوتھا وہ حاکم ہے کہ خود بھی مرہ کرے اور اسکو عامل بھی تو وہ سب کے سب ہلاک ہونے والے ہیں۔ اسے امیر المؤمنین میں نے سنا ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام جناب سرور عالم سلطان الانبیاء صلعم کی خدمت فیض رجت میں آئے اور عرض کی کہ میں اسوقت آپ پاس حاضر ہوا ہوں کہ وہونکینان آتش دوزخ پر رکھ دی گئی ہیں کہ قبامت کیلئے بڑھکائی جاوے آپ نے فرمایا کہ اسے جبریل مجھ سے دوزخ کا حال بیان کیجئے انہوں نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ دوزخ کی آگ بڑھکائی گئی وہ سنخ ہوگئی پھر برابر تک بڑھکائی گئی کہ وہ زرد ہوگئی پھر ہزار برس تک بڑھکائی گئی کہ وہ سیاہ ہوگئی تو اب وہ سیاہ ہے کہ نہ اسکا پل نظر آتا ہے اور نہ شعلہ بجھتا ہے قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے کہ دوزخیوں کے کپڑوں میں سے اگر ایک کپڑا زمین میں کو صرف دکھلایا جائے تو سب مرجائیں اور اگر ایک ڈول اسکے پانچا زمین کے سب پانیوں میں ملا دیا جائے تو جو کوئی پھر انہیں سے چکے وہ نوراً مہری جائے اور اسکی زنجیر و عنین سے جسکا پاک پروردگار عالم نے ذکر کیا ہے اگر ایک کڑی زمین کے سب پہاڑوں پر رکھ دی جائے تو سب پھل جائیں اور اگر کسی شخص کو دوزخ میں داخل کر کے پھر دنیا میں نکالا جائے تو باسٹھ صدے زمین اسکی بدبو اور شکر کا بُرائی و مہیت سے مرجائیں۔ جناب سرور عالم صلعم اس حال کو سُنکر روئے اور

ملک حطہ وہ چورہا ہے
جسکو اونٹ چارے نہ دیتے
ہوں نے انکو سخت لکھتے
اور پانی لائے نہ دیتے
سے باہر آئے ہیں تکلیف
دے ۱۲

آپ کے ساتھ حضرت جبریل علیہ السلام ہی روڑے پھر جبریل علیہ السلام نے عرض کی
اے سرور عالم و محبوب رب العالم کیا آپ روتے ہیں آپ کے تو اگلے پچھلے گناہ مٹا
ہو گئے ہیں آپ نے فرمایا کہ میرا گریہ شکر کا ہے بہلا میں شکر گزار بندہ ہوں اور یہ تو
تباؤ کہ تم روح الامین اور اللہ پاک کی وحی کے امانت دار ہو پہلا تم کیوں روئے
حضرت جبریل نے عرض کی کہ میں ڈرتا ہوں کہ میرا حال کہیں اروت و مروت
کا سا نہ ہو جائے یہی وجہ ہے کہ جس سے اپنے پروردگار عالم کے نزدیک جو میرا
رہتہ ہے اچھریں بہر و سہ نہین کرتا ورنہ اسکے داؤ سے مامون ہو جاؤ گا۔

غرض کہ دونوں روتے رہے یہاں تک آسمان سے ندا ہوئی کہ اے جبریل
اور اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ پاک نے تم دونوں کو اس بات سے مامون
کر دیا کہ تم اسکی نافرمانی کرو اور وہ تمکو عذاب دے اور جناب سلطان الانبیاء
رب العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فضیلت تمام انبیاء پر ایسی ہے جیسے جبریل علیہ السلام کی تمامی
پر۔ اے امیر المؤمنین میں نے یہ بھی سنا ہے کہ جناب فاروق اعظم ؓ نے دعا مانگی
تھی کہ الہی اگر تو جانتا ہو کہ جب مدعی اور مدعا علیہ میرے سامنے بیٹھتے ہیں تو اون
میں سے جو حق سے میل کرے خواہ قریب ہو یا بعید اگر میں اسکی رعایت کروں
تو مجھ کو ایک دم کی مہلت نہ دینا۔ اے امیر المؤمنین اللہ پاک کے حقوق کی بجا آوری
اسکی مخلوق میں نہایت ہی سخت کام ہے اور سب سے زیادہ بزرگی اللہ تعالیٰ کے
نزدیک تقویٰ ہے اور جو شخص پاک پروردگار عالم کی طاعت سے غرت کا خوانان
ہوتا ہے تو اللہ پاک بلند کرتا ہے اور غرت دیکھتے ہیں اور جو کوئی اسکو خداوند عالم
کی نافرمانی سے طلب کرتا ہے تو اسکو الحاکمین اسکو لپیٹ اور ذلیل کرتا ہے

حکایت

ابن مہاجر کہتے ہیں کہ ایک روز خلیفہ منصورؒ کہ عظیمہ میں حج کیلئے آیا تھا رات کے وقت ہنگام سحر حرم شریف کا طواف کر رہا تھا کہ اسنے میں سنا کہ ایک شخص لڑم لڑم کے پاس یوں کہہ رہا ہے کہ اُلیٰ میں تیرے ہی سامنے شکایت کرتا ہوں کہ زمین میں سرکشی اور فساد ظاہر ہو گیا اور ظلم و طمع حقداروں میں اور انکے حقوق حائل ہو گئے منصورؒ یہ سُنکر بڑا بیان نکلا کہ اسکا سب قول سنا پھر وہاں سے نکل کر مسجد کے ایک طرف میں ہو بیٹھا اور اُس شخص کو رو رو بلوایا اور جب وہ آچکا تو اس سے پوچھا کہ تم جو یہ کہتے تھے کہ زمین میں سرکشی اور فساد برپا ہو گیا اور حق داروں کے حق میں ظلم اور طمع حائل ہیں یہ کیا بات ہے میں نے جو یہ امر سنا تو میں بے یار ہو گیا اور مجھ کو نہایت قلق ہوا۔ اُس شخص نے کہا اے امیر المومنین اگر آپ میری جان مامون کر دیں تب تو میں سب باتیں مع انکی جڑوں کے آپ سے کہہ دوں گا اور نہیں تو میں اپنے ہی نفس پر کتفا کروں گا کہ مجھ کو اسی کے دھندے سے فرست دے ہی نہیں منصورؒ نے کہا کہ تو جان سے مامون ہے۔ اُس نے کہا کہ حقیقت یہ ہے کہ جس شخص میں خواہش نفس اور اتنی طمع آگئی ہے کہ وہ اس کے اور حق کے درمیان میں حائل و سرکشی و فساد کی درستی کے مانع ہے وہ آپ ہی ہیں۔ منصورؒ نے کہا کہ مجھ میں طمع کے آئینگی زرو سیم میرے ماتہ میں ہے اور تلخ و شیرین میرے قبضہ میں

اُس نے کہا کہ اسے امیر المومنین جعفری طمع تم میں گھس گئی ہے بھلا اور کسی میں بھی
 استقدر ہوئی ہوگی۔ دیکھو شہنشاہ پاک پروردگار عالم نے مگو مسلمانوں کے
 معاملات اور اموال کا حاکم انکی حفاظت کے لیے کیا اور تم انکے معاملات سے غافل
 ہو کر اونہیں کے مال جمع کرنے میں پڑ گئے اور اپنے اور انکے درمیان چونہ اور اینٹ
 کی دیواریں اور لوہے کے دروازے اور تیار بند و ربان مقرر کئے اور اپنے
 آپ کو ان محلات میں مجبوس کر لیا کہ کوئی تمہارے پاس ہی آنے نہ پائیں اور اپنے
 عاملوں کو مالوان کے اکٹھا کرنے اور بزور تحصیل وصول کرنیکو بھیج دیا اور آپ نے اعوان
 سلطنت جلیس و معاصب اور مددگار ظالم مقرر کئے کہ اگر تم بچو تے ہو تو وہ یا دہنیں
 دلا تے اور اگر اچھا کرتے ہو تمہاری مدد نہیں کرتے اور تم نے انکو مال اور سواری
 و تیار دیکر ظلم پر قوی کر دیا ہے اور یہ ہی حکم دیا ہے کہ تمہارے پاس بجز اشخاص
 مسلمین کے جنکا نام تم نے بتلا دیا ہے اور کوئی اس نے ہی نہ پاوے اور اس امر کی اجازت
 ہی نہیں دی کہ کوئی مظلوم یا اندوہناک یا بھوکا یا تنگ یا کم زور یا محتاج تمہارے
 یہاں سے کچھ پاوے حالانکہ انہیں سے کوئی ایسا نہیں جسکا حق اس مال میں نہ ہو۔
 پس جب تمہارے ان نذیموں نے جنکو تم نے خواص مقرر کیا ہے اور رعیت پر
 ترجیح دے رکھی ہے کہ انکو کوئی تمہارے پاس آنے سے نہ روکے یہ دیکھا کہ مال
 بیت المال سے بعض چیز تم اپنے لیے رکھ لے تے ہو اور اسکو غریبوں اور مسلمانوں
 میں تقسیم نہیں کرتے تو اوہنوں نے دل میں سوچا اور کہا کہ خلیفہ تو پاک پروردگار
 عالم کی خیانت کرتا ہے ہم خلیفہ کی خیانت کیوں نہ کریں اسلئے اوہنوں نے آپس
 میں اتفاق کر لیا کہ جو لوگ کہ رعیت کے اخبار خفیہ جانتے ہوں انکی رسائی خلیفہ

لیکن جبکو دے چاہیں تو وہ پہنچ سکے اور ایک یہ کہ تمہارا مال کہیں جائے اور
انکے خلاف نشانہ کوئی امر کے تو اسکو رہنے ہی ہنیں دیتے یہاں تک کہ ذلیل اور
بیقدر ہو جاتا ہے جب تمہارا اور تمہارے خواص کا حال اسطرح پھیل گیا اور
رعایا کے ساتھ اسطرح کا طرز عمل ہو گیا تو لوگوں نے آپ کے ارکان دولت کو
بڑا سچا اور اُن سے ڈرے اور سب سے پہلے تمہارے عاملوں نے تحفے اور مال
انکے پاس بھیج کر اُن سے آشتی کی تاکہ تمہاری رعیت پر خوب ہی ظلم کریں اور کچھ
شوائی بنو۔ پھر جو اور لوگ ذمی اختیار اور مالدار تھے انہوں نے آپ کے مُصلحت
کو رشوت دی کہ جو جو لوگ اُن سے کم ہوں وہ اُن پر اپنے دل کے پھوپھو لے پھوڑیں
اسی طرح اللہ پاک کے شہر سرکشی اور فتنہ و فساد کی طمع سے بھر گئے اور یہ مہم
سلطنت میں تمہارے شریک ہو گئے اور نیکو خبر بھی نہیں اگر کوئی داد خواہ آجاتا
تو اسکو کوئی تمہارے پاس جانے بھی نہیں دیتا اور اگر وہ یہ چاہتا ہے کہ جب
سواری سٹلے اسوقت اپنا حال عرضی میں لکھ کر گزارنے تو معلوم کرتا ہے کہ اپنے
اس امر کی مانعت کر دی ہے۔ اور نم نے جو ایک شخص کو مظلوموں کے حقوق کا
ناظر مقرر کیا ہے اگر مظلوم اسکے پاس جاتا ہے اور تمہارے معتمدوں کو اسکی اطلاع
ہو جاتی ہے تو ناظر جی سے یہی کہہ دیتے ہیں کہ اسکی درخواست پیش کرنا بچا بیٹے
اور اگر ناظر ذمی حرمت ہے اور اسکا قول مانا جاتا ہے تب بھی وہ آپ کے معتمدوں
کے دُور سے یا اور کسی سبب سے جو چاہتا ہے وہ کہہ نہیں سکتا۔ غرض کہ مظلوم بیچارہ
اسکے پاس دوا و دُش کر کے شکوہ یا فیاد کرتا ہے اور وہ اسکو نکال دیتا ہے یا ہانہ
کرتا ہے جب باوجود کوشش کے ناکامیابی کے ساتھ نکالا ہی جاتا ہے تو وہ آپ کی

سواری نکلنے کے وقت آپ کے سامنے فریاد کرتا ہے تو اتنا مارا اور پریشان کر دیا جاتا ہے
کہ اعضا بھی کہیں کے کہیں ہو جاتے ہیں تاکہ دوسروں کو عبرت ہو اور تم تاکتے
رہتے ہو نہ تو اتہم سے اشارہ کرتے ہو نہ زبان ہی سے منع کرتے ہو اور سی تو
ایک طرف رہی یہ دوسری مصیبت آپڑی۔ اب ایسی صورت میں مسلمانوں کے
قطع نظر سعدت اور عافیت عامہ کی کیا چیز باقی رہی۔ پہلے ہی بنی امیہ اور اہل عرب
تھے کہ جہان مظلوم انہیں آپہنچا اور سیوقت اور اسکا مقدمہ پیش کر کے انصاف
اور فصل حضرات بلا توقف کر دیا جاتا تھا۔ اور بعض اوقات آدمی ملکوں کے
دوسرے کنارہ سے اگر بادشاہی دروازہ پر پہنچ کے پکارتے تھے کہ اے اسلام
والو تو سب اسکی طرف دوڑتے تھے اور پوچھتے تھے کہ تجھے کیا ہوا اور اسکا مقدمہ
در بار شاہی میں پیش کر کے اسی دم اسکا انصاف کرا دیتے تھے۔ اور میں یا امیر ^{المؤمنین}
چین کی سرزمین میں سفر کیا کرتا تھا اور اس ملک میں ایک بادشاہ تھا ایک مرتبہ
جو میرا دُہر کو گذر ہوا تو وہ بادشاہ بہرا ہو گیا تھا اور اپنی قوت سامعہ کے جانے سے
وہ رونے لگا وزیروں نے کہا کہ آپ کیون روتے ہیں خدا نہ کرے کہ آپ رو میں
اسنے کہا کہ میں بہرہ ہو گیا اسلئے روتا ہوں ہر چند مجھکو اپنی مصیبت پر رنج نہیں
مگر یہ تروڑ ہے کہ مظلوم دروازہ پر کھڑا چھا کرے گا اور میں اسکی آواز نہ سونگا پھر
اُس نے یہ کہا کہ میرے کان جلتے رہے تو کیا ہوا میری آنکھیں تو موجود ہیں لوگوں
میں منادی کرو کہ کوئی سیخ لباس نہ پہنے صرف وہی شخص پہنے جو مظلوم ہو پھر وہ
سیخ و شام سواری ہاتھی گھوما کرتا تھا کہ کوئی مظلوم نظر نہ پڑے تو اسکا انصاف کرے۔
اے امیر المؤمنین مقام مائل ہے کہ بادشاہ چین مشرک ہو کر اسطرح کی عنایت اور رحمت

مشیرین کے حال پر کہتا ہے اور سلطنت میں اپنے نفس کے بخل پر ترس کرتا ہے اور غم
 اٹھ پاک پروردگار عالم پر ایمان رکھتے ہوئے ٹکویا پر سے مسلمانوں پر مہربانی غالب نہیں ہوتی
 اور اپنے نفس کے بخل پر ترس نہیں آتا۔ اور تمہارا بخل بیکار ہے اسلئے کہ تم مال کو تین
 باتوں میں سے ایک کیلئے جمع کرتے ہو۔ اگر یہ کہو کہ میں اپنے لڑکے کے لئے جمع کرتا ہوں
 تو اللہ پاک پروردگار عالم نے ٹکویچ کے باب میں عبرتیں دکھلا دی ہیں کہ جب اپنی
 مال کے پیٹ میں سے نکلتا ہے تو روئے زمین پر اوسکا کوئی مال نہیں ہوتا اور
 دنیا میں ایسا کوئی مال نہیں جس پر کسی نہ کسی محسک ہاتھ کا قبضہ نہ ہو گا اللہ پاک اس پر
 اپنی عنایت کرتا ہے یہاں تک کہ لوگوں کی رغبت اسکی طرف پڑ جاتی ہے اور جو
 کچھ اسکو ملتا ہے وہ آدمی نہیں دیتے بلکہ پاک پروردگار عالم اسکو دیتا ہے اور یہ بھی نہیں کہ
 ٹکوی لڑکا عنایت ہو بلکہ خداوند عالم جسکو چاہتا ہے مرحمت فرماتا ہے اور اگر یہ کہو کہ میں
 مال اسلئے جمع کرتا ہوں کہ اپنی سلطنت کو مضبوط کروں تو اس امر میں بھی اللہ جل شانہ
 نے ٹکوی گذشتہ لوگوں کی عبرتیں دکھلا دیں کہ جو کچھ زر و سیم انہوں نے جمع کیا تھا
 اُنکے کچھ کام نہ آیا اور وہ جاہ و حشم اور ہتیار و سواری سب بیکار ہو گئے کہ جب مالک الملک
 کو ٹکوی اسطرح مالک کرنا منظور ہوا تو اس سے کچھ حرج نہوا کہ تمہارے پاس اور تمہارا
 بہائیوں کے پاس مال کم تھا۔ اور اگر یہ کہو کہ مال اسلئے جمع کرتا ہوں کہ جس حال میں اب
 ہوں اس سے زیادہ اور عمدہ مطلوب ہاتھ آجائے تو اسکو جان رکھو کہ جس مرتبہ
 پر تم اب ہو اس سے بڑھ کر جو مرتبہ ہے وہ بدو ن اعمال صالحہ کے حال ہی نہیں ہوتا
 اسے امیر المومنین بہلا تم خاص کو قتل سے زیادہ بھی کوئی سزا دیتے ہو۔ خلیفہ نے کہا
 نہیں۔ اس شخص نے کہا کہ پہر جو ملک مالک الملک نے ٹکویا سہا اور دینی

حاکم احکم الحاکمین گردانا ہے اسکو لیکر کیا کر دے خداوند عالم تو اپنے
عاصیوں کو قتل کی سزا نہیں دیتا بلکہ عذاب الیم میں ابدالاابد ہنسی سزا دیتا ہے
اور وہی تمہارے دلوں کے عزم اور جوارح کے باطنی امور کو دیکھتا ہے تو یہ
تباؤ پہلا جب شاہنشاہ جل و علا سلطنت دنیا تمہارے ماتھے سے چین لگا اور تمکو
حساب کیلئے طلب فرمایا تو سلطنت دنیا پر جو تم بھل کر رہے ہو کیا یہ پاک پر درکار
کے یہاں کچھ تمہارے کام آئیگی یہ سنکر خلیفہ منصوب بہت رویا بیان تک کہ دھڑکن
مارنے لگا پھر کہا

مرا سے کاشکے ماورنمی زاد	وگر می زاد کس شیرم نمی داد
--------------------------	----------------------------

پھر پوچھا کہ جو سلطنت مجھ کو عطا ہوئی اس میں کیا تدبیر کروں آدمی تو مجھ کو خائن ہی نظر
آتے ہیں اُس نے جواب دیا کہ اے امیر المومنین تم بڑے اونچے اماموں اور بزرگوں
کو اپنے ساتھ رکھو منصوب نے کہا کہ وہ کون ہیں اُس نے کہا کہ وہ علما ہیں خلیفہ نے
کہا کہ وہ تو مجھ سے بہاگے پھرتے ہیں اس نے کہا کہ انکے بہاگے کی یہی وجہ ہے
کہ وہ ڈرتے ہیں کہ کہیں تم ان سے ہی زبردستی سے وہی کام لو جو تمہارا طریقہ اپنی
عالموں کے ساتھ جاری ہے۔ بلکہ درازوں کو کہو لو اور روک ٹوک کم کرو اور مظلوم
کا انتظام ظالم سے اور ظالم کو ظلم سے روکو اور چیز کو حلال اور طیب وجہ سے لو اور
حق و عدل کے ساتھ تقسیم کرو پھر میں ضامن ہوں کہ جو کوئی تم سے گریز کرتا ہے
وہ تمہارے پاس آئیگا۔ اور تمہارے حال اور رعیت کی بہتری میں تم کو مدد دیگا
منصوب نے دعا مانگی کہ اسی مجھ کو اس شخص کے قول کے بموجب عمل کرنیکی تو رفیق
کرامت فرما۔ اتنے میں حرم شریفہ کے موزنون نے نماز کی انگیر کھی منصوب غازی

حاکم احکم الحاکمین گردانا ہے اسکو لیکر کیا کر دے خداوند عالم تو اپنے
عاصیوں کو قتل کی سزا نہیں دیتا بلکہ عذاب الیم میں ابدالاابد ہنسی سزا دیتا ہے
اور وہی تمہارے دلوں کے عزم اور جوارح کے باطنی امور کو دیکھتا ہے تو یہ
تباؤ پہلا جب شاہنشاہ جل و علا سلطنت دنیا تمہارے ماتھے سے چین لگا اور تمکو
حساب کیلئے طلب فرمایا تو سلطنت دنیا پر جو تم بھل کر رہے ہو کیا یہ پاک پر درکار
کے یہاں کچھ تمہارے کام آئیگی یہ سنکر خلیفہ منصوب بہت رویا بیان تک کہ دھڑکن
مارنے لگا پھر کہا

مشغول ہوا اور وہ شخص غائب ہو گیا۔ معلوم ہوا کہ وہ خضر علیہ السلام تھے انہی خضر ارحامیہ
پند ناصح کی نصیحت اور داعط کی تقریر دل کے کانوں سے سنو کہ وہ تمہارے دل کی
بیاریون کا طبیب ہے مگر شرط یہ ہے کہ پہلے یہ سوچ لو کہ وہ تمکو کسی اپنی خاص غرض
کیلئے نصیحت نہ کرتا ہو۔

غزیرہ سن لو تم داعط کی تقریر	سنو مت بات پہر اہل غرض کی
------------------------------	---------------------------

فائدہ۔ عیوب بشریت سے تو کوئی بشر خالی نہیں ہوتا ہے مگر تعلیم اور تعلیم اور ادب سے
اور تادیب کو بڑا اثر ہے۔ والدین اصلاح اولاد کی اور اساتذہ اصلاح شاگرد دہلی۔
اور راج اصلاح بی بیون کی اور حکما اصلاح حمقار کی اور اطباء اصلاح بیماروں کی
اور امار اور دوسار اصلاح رعایا بربرایا کی اور پیغمبر رسول اصلاح امت کی کیا کرتے
ہیں یہ اصلاح نہ تو مارے آدمی چار پایوں کی طرح ہو جاتے جو کوئی شخص ادب سے
واعلیٰ ارادہ اپنی اصلاح کا نہیں کرتا ہے عیش و فسق میں ڈوب کر مطلق العنان ہو کر
تنہا اپنی عقل و خیال پر رہتا ہے کسی کی کوئی بات اچھی بھی پسند نہیں کرتا وہ حقیقت
انسان نہیں اسکا انجام ضرور ہی خراب و نتیجہ بد ہوتا ہے۔ ہر انسان پر ضرر
ہے کہ رات دن کے آٹھ پہر میں ایک دم اپنے اعمال کا حساب لیا کرے اور
اپنے عیبوں کو دریافت کر کے اصلاح حال کیا کرے جس نے یہاں حساب
لیا اور کو قیامت کے حساب میں آسانی ہوگی جس نے نہ لیا اور کو سارا جمع
حشر بیگناہ پڑیگا

خدا ہی کہ عیبہای تو روشن شود	بچہ مہمنا فقہانہ نشین در کین خویش
------------------------------	-----------------------------------

نکستہ دنیا اگر جو بہرہ اور آخرت سفال مگر حب دنیا فانی اور آخرت باقی

بھیری تو وہ سفال اس جو ہر سے بہتر درجہ بہتر ہے گناہ اور خواہش نفس کی لذت
باقی نہیں رہتی اسکا عذاب و عقاب باقی رہ جاتا ہے طاعت کی تکلیف و محنت باقی نہیں
رہتی ہے اسکا اجر و ثواب باقی رہ جاتا ہے ہر عیش کا آخر جرات سے ہر
مصیبت کا انجام راحت ہے ۔

مرد آخر میں مبارک بندہ ایست

در پس ہر گر یہ آخر خندہ ایست

حکایت

ابی عمران جوئی کہتے ہیں کہ جب مارون رشید تخت نشین ہوا کئی لوگ مبارک
بادی کو آئے اس نے خزانوں کے مٹھہ کھول دیا اور ہر ایک کو بڑے بڑے
خلعتیں اور انعام دینا شروع کر دیا اور ایک شہہ حضرت سیان بن سعید ثوری کے
کے نام لکھا کہ اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کے درمیان بھائی چارہ مقرر فرمایا
اور اس بھائی چارہ کو اپنے لیے اور اپنے باب میں ٹھہرایا اور جان لو کہ میں نے
تم سے جو بھائی چارہ کیا ہے اسکا رشتہ قطع نہیں کیا اور نہ آپکی دوستی توڑی
بلکہ اب تک مجھ کو آپ سے افضل محبت اور اکمل عقیدت حاصل ہو اگر بار خلافت میری
گردن میں نہ ڈالا گیا ہوتا تو میں آپ کی خدمت شریف میں گھٹنوں کے بل چلا آتا
اور میرے وزیر آپ کے دوستوں میں سے کوئی ایسا شخص نہ ملتا جو مجھ کو مبارکباد
دینے نہ آیا ہو اور میں نے بیت المال کھول کر بڑے بڑے انعام دیا کہ میری آنکھوں کو
ٹھنڈک اور دل کو فرحت ہوئی مگر جب آپ نے تشریف لائے میں دیر کی اور قدم رنجہ

نفرمایا تو میں نے یہ خط اپنے سخت اشتیاق سے ارسال خدمت کیا اور آپ کو رسد
 ہے کہ ایامدار کے ملنے کا کیسا کچھ ثواب آیا ہے میں امید کرتا ہوں کہ آپ فہم رنجہ
 فرمائیں گے وہ نامہ عباد طالعانی کو دیا گیا اور کہا گیا کہ نامہ لیکر کوفہ کو جا اور جزدار اپنے
 گوش دل سے جو حال حضرت سفیان ثوری کا ہو ذرا ذرا یاد رکھنا اور میں عن
 محبت سے اگر کہنا نامہ برنامہ لیکر کوفہ پہنچا اور جس مسجد میں کہ حضرت سفیان ثوری
 تشریف رکھتے تھے راستہ لیا جب وہ قریب پہنچا تو سفیان ثوری اٹھ کھڑے
 ہو گئے اور فرمایا کہ پناہ مانگتا ہوں اللہ پاک سنتے جانتے کی شیطان مردود سے
 اور انہی میں تیری پناہ مانگتا ہوں اُس آئینہ والے سے جو ہمارے پاس خیر کے
 سوا اور کسی طرح آوے آپ کے ان الفاظوں نے نامہ بر کے دل پر اثر بخشا اور
 آپ نماز میں مشغول ہو گئے حالانکہ کسی نماز کا وقت ہی نہ تھا نامہ بر نے گھوڑا باہر
 چھوڑ کر اندر قدم رکھا دیکھا تو آپ کے حلیس گردن جھکے ایسے بیٹے ہیں کہ
 گویا چور ہیں کہ ان پر بادشاہ جلا آیا ہے اور اسکی سزا سے ڈرتے ہیں نامہ بر نے
 سلام کیا تو کسی نے سر اٹھا کر نہ دیکھا بلکہ پورے دن کے اشارہ سے جواب سلام
 دیا کیا جب نامہ بر کھڑا تو کسی نے یہ نہ کہا کہ بیٹھ جاؤ اور انکی محبت سے اس
 پر رزہ چڑھ آیا اور وہ خط پھینک دیا تو حضرت سفیان ثوری اسکو دیکھ کر کاہتے
 اور ایسا بچے جھلج کسی سجدہ گاہ میں سانپ آگیا ہو بھرا پنا ہتھ جھنے کی استین
 میں لپٹا اور اسی طرح خط کو لیکر لپٹا دیکر لوگوں کی طرف ہنسی فرمایا کہ بڑھو غصہ
 انہیں سے ایک نے ڈرتے ڈرتے اسکو اس طرح کہولا جھلج سانپ کا ٹھننے کا خوف
 ہو تا ہوا اور ابتدا سے انتہا تک پڑھ سنایا حضرت سفیان ثوری ایک تعجب

کر نیرا لون کی طرح شکر استے رہے اور ختم مضمون پڑھ لیا کہ اسکے پشت ہی پر جواب لکھو اگر اس نے اس کاغذ کو وجہ حلال سے حاصل کیا ہوگا تو ثواب پامیگا اور اگر حرام جگہ سے لیا ہوگا تو عذاب پہنچے گا اور جس چیز کو ظالم نے چھوا ہے وہ ہمارے پاس رہنے ہی بچا ہوتے ورنہ ہمارے دین کو خراب کریگی۔ اور لکھو بسم اللہ الرحمن الرحیم بندہ منیب سفیان بن سعید ثوری کے طرف سے۔ اس بندہ کو جو آمل پر مغالطہ کہائے ہوئے ہے اور ایمان کا فرہ اس سے چھین گیا ہوا ہے یعنی بارون رشید کو بعد حمد و صلوة کے معلوم ہو کہ میں نے یہ خط لکھا اسی اطلاع کیلئے لکھا ہے کہ میں نے تمہاری الفت کا رشتہ توڑ دیا اور دوستی کا علاقہ کاٹ ڈالا اور اب میں تمہارا دشمن ہو گیا کیونکہ تم نے خود اپنے خط میں اقرار کیا کہ میں نے مسلمانوں کے بیت المال کو کھول کے خرچ کر ڈالا اور مجھ کو اس بات کا گواہ گردانا کہ مال بجا اور بے موقع اٹھا دیا اور یہ بھی نہیں کہ جو کچھ تم نے کیا تھا اسی پر راضی رہتے بلکہ باوجود بعد کے مجھ کو خط لکھا کہ تم پر میں اور میرے ساتھی جنہوں نے تمہارا خط اقراری پڑا گواہ ہو جائیں۔ تم یاور لکھو کہ ہم فردار قیامت خدا سے پاک کے رو برو تمہاری حرکت بجا کی گواہی دیں گے۔ اسے مارون تم نے جو خزانہ لکھو لکھا ایا اس میں تو بموجب حکم خدا سے پاک کے سات فریق کا حق سب بھلا اس تمہارے فعل سے کو نہا فریق راضی رہا۔ مولفۃ القلوب رہنما سند ہوئے یا صدقات کے عامل یا افتد پاک کی را میں جہادی یا مسافرن یا حفاظ یا اعمال اور علما یا بیوہ عورتین یا یتیم بچے یا اور لوگ عامہ رعیت غریب و نادار اور عیال دار و مفلس اس فعل سے راضی اور خوشنود رہی پس اب اس امر کے سوال کے جواب ہی کے لئے آدہ اور سند ہو رہو اور اپنی

مصیبت کے دور کو نیکی فکرو اور زبان کو کہ تم عذریہ حاکم عادل کے سامنے
 کھڑے ہو گے اور تمہارے نفس کے باب میں تم سے مواخذہ ہو گا کہ تم
 ابرار کی صحبت کا مزہ کہو یا اور اپنے نفس کے لیے ظالم اور ظالموں کا امام ہونا
 پسند کر کہا اے بارون تم سر پر اجلاس کئے اور حسیہ پہنا اور اپنے دروازے
 پر پردہ ڈالا اور ان حجابوں سے تم نے رب العالمین کی مشابہت پیدا کی۔ پہر آپ
 نے ظالم سپاہیوں کو مقرر کیا کہ لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور انصاف نہیں کرتے
 خود تو شراب اور اڑاتے ہیں اور جو کوئی پیئے تو اسکو شرا بخوار کہہ مارتے ہیں اسی
 طرح زنا کرتے اور عورتوں کی عصمت بگاڑتے ہیں اور دوسرے زانیوں کو حد لگا
 ہیں اور خود مرتکب چوری ہوتے ہیں اور دوسرے چوروں کو سزا ب کرتے
 ہیں کیا یہ احکام شریعہ تمہارے ساتھیوں اور نوکر چاکرون پر نہیں ہیں اور لوگوں
 پر احکام تعزیری جاری ہوتے ہیں۔ اے بارون کل کیا ہو گا جب پکار نیوالا
 پاک کی طرف سے پکارے گا احش والذین ظلموا و انما اجمعہ ظالم اور انکے
 مددگار کہ ہر مین تم کو اشد پاک کے سامنے پیش کیا جائیگا اس صورت سے کہ تمہارا
 ماتمہ تمہاری گردن میں بندھے ہونگے اور انکو بجز تمہارے عدل کے اور کوئی
 نہ کہو لیگا اور دوسرے ظالم تمہارے گرد ہوں گے اور تم ان سب کے سردار
 ہو کر سب کو دوزخ میں لیجاؤ گے۔ اے بارون گو یا تمہارا حال میرے سامنے
 ہے کہ تمہاری گردن پکڑی گئی اور قیامت میں پیشی کے مقام پر حاضر کی گئی
 اور تم اپنی نیکیاں دوسرے کے بدلہ حسنات میں دیکھ رہے ہو اور اپنی برائیوں
 کے سوا غیر کوئی برائی ان اپنے بدلہ میں دیکھتے ہو کہ مصیبت پر مصیبت اور اندر سے

اور انکی چوریوں کو مارنے
 کے لئے پکار کر دے گا

اندھیرا ہے۔ پس اسے مارون میری وصیت یاد رکھو اور جو نصیحت میں نے تم کو کی
 اُسے کار بند رہو اور جان لو کہ میں نے تمہاری خیر خواہی کی اور کوئی دقیقہ نصیحت
 کا باقی نہیں چھوڑا اپنی رعیت کے باب میں اللہ پاک سے ڈرو اور سردار عالم محبوب
 رب العالمین کا لٹا آپکی اُست کے باب میں رکھو۔ اور امر خلافت کو اپنےراجہ کی طرح
 کرو اور یہی جان لو کہ اگر خلافت خلیفوں کے پاس رہتی تو تمہارے پاس
 نہ پہنچتی اور نہ یہ تمہارے پاس رہ سکتی ہے اس طرح وینا سب لوگوں کو ایک
 ایک کر کے لیے چلی جاتی ہے۔ انہیں سے بعضوں نے تو ایسا توشہ ہم کر لیا جو
 اسکو مفید نہ ہو اور بعض لوگ دنیا و آخرت دونوں میں خسارہ اٹھایا اور السلام
 نامہ رسان اسکو لیکر بازار میں آیا اور آپ کی نصیحت اس میں اثر کر گئی تھی
 سربازدار چاراکہ اسے اہل کوفہ تو سب حاضر آگئے تو کہا کہ ایک شخص اللہ پاک سے
 پہاگا ہوا تھا اسکی طرف اسنے رجوع کیا کوئی تم میں سے اسکا خریدار ہے لوگ
 جمع ہو گئے اور روپیہ اشرفیان لائے اس نے کہا مجھ کو اسکی حاجت ہی نہیں بلکہ
 ایک سوٹا جھوٹا صوف کا کرتا اور ایک کسلی چاہتا ہوں لوگوں نے دو نو چیزیں
 لادیں تو وہ چیزیں لیا اور لباس دربار شاہی اوتار کر مع ہتیاروں کے گھوڑے
 پر رکھ کر اُتار گئے اسے کی باک ڈور پکڑا ہوا پادہ روانہ ہوا اور اس طرح مارون
 کے در دولت پر پہنچا تو لوگوں نے تسخر کیا مگر جب مارون رشید کے دربرو گیا تو
 مارون رشید کھڑا ہو گیا اور اپنا سر اور منہ پٹیا اور وادیا و احصا کر تا تھا اور کہتا
 تھا کہ افسوس ایچی نے فائدہ اٹھایا اور میں محروم رہا پھر وہ خط مرسلہ سفیان
 ثوری پڑھا جاتا اور زار زار روتا اور فریاد و فغان کرتا تھا۔ بعض ندیموں نے عرض

یا امیر المومنین سفیان ثوری نے آپ کی شان میں بڑی کستاخی کی آپ اگر حکم صادر فرمایا تو وہ اس قابل ہیں کہ بازنحیر تیسہ کر دے جائیں تا دوسروں کو عبرت ہو ماروں ارشید نے کہا اے دُنیک کے بند و محکومنا لطف دہی سے باز رکھو جو معاملہ اور دُعا فریب میں آئے وہ بڑا ہی بد نصیب ہے۔ پہر وہ خطا بدم نسبت زیر مطالعہ ماروں رالپس جو شخص اپنے نفس پر ترس کرے اور اللہ پاک سے ڈرے اس عمل میں جو کلمہ کو اسکے سامنے کیا جائے گا اور اسی پر اسکی باز پرس اور سزا ہوگی اللہ تعالیٰ اس پر رحمت کرے کہ توفیق کا مالک وہی ہے۔

نکتہ۔ دُنیا میں تین قسم کے انسان ہیں ایک نیک جنہوں نے نیکی کو پہچانا نیکوں کے رتبہ کو جانا دوسرے بد جنہوں نے بدی کو اچھا سمجھا نیکوں کے چال چلن کو نہ لیا۔ تیسرے غافل جو نیکی اور بدی دونوں کو نہیں پہچانتے غفلت کے مارے کیسی کہ نہیں مانتے چہ

جو بد ہیں وہ نیکوں کو بد جانتے ہیں	جو ہیں نیک نیکی کو پہچانتے ہیں
غرض وہ کیسی کہ نہیں مانتے ہیں	بُرائی پہلائی سے غافل ہیں غافل

نکتہ۔ دُنیا میں پانچ قسم کے انسان ہیں اول جو خود نیک ہیں اور انکی نیکی کا اثر اور دُن کو بھی پہنچتا ہے۔ دوم جو خود نیک ہیں مگر انکی نیکی کا اثر اور دُن کو نہیں پہنچتا تیسرے جو نہ نیک ہیں نہ بد چوتھے جو خود بد ہیں مگر اور دُن کو انکی بدی کی تاثیر نہیں پہنچتی۔ پانچویں جو خود بد ہیں اور دُن کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔ نیکوں کو چاہیئے کہ ایسے بد آدمیوں کی صحبت سے بچیں۔

ہے تجھے حاصل یہ بازار جہان	ہے بدنامی نکوئی نیک سے
----------------------------	------------------------

جانتے ہیں بد کو بد کار جہان

نیک کو پہچانتے ہیں لوگ نیک

نکتہ۔ بادشاہ کو اتنے شخصوں سے پرہیز کرنا لازماً سے ہوتا ہے
ایک سحرہ دور سے بیباک تیسرے منافق چوتھے مطرب پانچویں فاحشہ
چھٹے وہ جو پہلے دشمن رہ چکا ہو اور اب دوستی کا لباس پہنا ہو ساتویں
وہ جسکے دشمن بادشاہ کے دوست ہوں یا اوکے دوستوں کی بادشاہ
سے دشمنی ہو اٹھویں وہ جسکا پہلے امتحان بیوفائی ہو چکا ہو توین خائین
جسکا شیوہ خیانت و نمک حرامی کا ہو۔

نام بدگویان میا و رہزبان
تاکہ از جور و ستم یابی امان

از منافق تا توانی دور باش
دشمنان را جادہ نزدیک غیش

الحمد لله رب العالمین و بفضیل رسوله الکریم کہ حصہ سوم
کتاب محبوب السلاطین و تدیم زمانہ کے علماء
کے نصائح باشا مان زمانہ کی حکایتوں میں باہتمام
کا کار برداران مطبع نامی روکش مطالع
زمن عزیز و کنین چپ کر
اشاعت پذیر۔



حصہ چہارم

ظلم کے ذکر میں

ظلم رکھنا ایک چیز کا بے موقع کا نام ہے پس کیوں ماریا استایا یہ سب داخل ظلم ہے کہ ان امور کو بے موقع محل برتا ظالم سے زیادہ آخرت میں کوئی بد نصیب ہی نہیں اور دنیا میں ہی خلق خدا ظالم کی دشمن ہی رہتی ہے۔ اور عدل برابری کر نیکو کہتے ہیں کہ ہر امر میں کمی و زیادتی سے محفوظ رہے یہ وصف ضد ظلم ہے پس جو شخص عادل ہوگا وہ ظلم سے بری ہوگا اور ظلم کی برائیوں سے عدل کی خوبیاں ظاہر ہوتی ہیں یہ وصف حکام وقت کو تو ضرور ہی ہے و لیکن ہر فرد بشر کو اپنے افعال و اعمال میں اعتدال چاہیے کہ جو سخن زبان سے نکلے انصاف کے پتہ میں آتا ہو اور

اور کوئی فعل اور سکا بے انصافانہ صادر نہ ہو دنیا میں اس وصف کا یہ نتیجہ ہوتا ہے
کہ عادل ہر دل عزیز ہو جاتا ہے پس انسان کو لازم ہے کہ وصف عدل سے
موصوف اور نفس امارہ کے دام ترور میں اپنی خیالات کو پھنسنے نہ دین۔

لکن نفس امارہ را پیروی | کہ ناگہ گرفتار و درخ شوی

نفس امارہ کی خاصیت ہے کہ ہمیشہ حصول لذات دنیاوی و بیجا خواہشات زمانہ کی
نمایش کی طرف انسان کو راغب رکھتا ہے جسکے سبب سے اسکو وہ کام کرنا
پڑتے ہیں جو قانون تہذیب و اخلاق کے خلاف ہو کر اوس کی بدنامی و ناکامی
کا باعث ہوتے ہیں نفس امارہ حقیقت میں وہ دشمن دوست نہا ہے جس کے
شعبہ انگیز اثر سے انسان ایسا غافل ہو جاتا ہے کہ وہ تمام اپنی عمر گران بہا اور وقت
غیر اسی کے پیہر میں ضائع کر دیتا ہے اور اوسکی ذات سے اپنے فائدے کی کوئی
شکل پیدا نہیں کر سکتا یہ وہ نفس ہے جو انسان کے دل کو اپنے قابو میں کر کے اپنی
ہی راہ پر چلاتا ہے اور اوس انسان کی بیجا خواہشوں کو یہاں تک وسعت دے دیتا ہے
کہ وہ بیچارہ کسی حالت میں اسودگی کا نام ہی نہیں لیتا اور نہ اسکے دل میں صبر ہوتا
ہے کہ اب زیادہ ہوس بیکار ہے بلکہ ہمیشہ ہی جی چاٹتا کرتا ہے کہ یہ بہ ہی مراد حاصل
ہو وہ یہی مطلب ملے۔ پس جب اوسکی آرزوؤں نے اپنی حرص حد اعتدال سے بڑھائی
تو سمجھ لیجئے کہ کامیابی تو درکنار اگر اس آفت جاں نستان سے جان ہی بچ جائے
تو بہت غنیمت ہے عاقل وہی انسان ہے جو توبہ و اطاعت پر دروگار میں کبھی غفلت
جائز نہیں رکھتا اور اپنی عمر پر اتنا تمکین ہی نہیں کر سکتا کہ کل دوسرا روز بخیریت گذرے
پس اسے نفس جب جوانی میں تو توبہ کرنا دشوار سمجھتا ہے تو کیا بڑھاپے میں جو وقت

آخرت ہے اپنی اصلاح کر سکے گا ہرگز نہیں۔ دیکھو جو کلڑی کہ سبز اور تازہ ہوتی ہے وہ ممکن ہے کہ کسی نہ کسی طرح سید ہی ہو جائے مگر وہ کلڑی جو بالکل خشک ہو جاتی ہے پھر سید ہا کرنے سے کب سید ہی ہو سکے گی پس اسی طرح اس نفس کا حال ہے کہ اگر ابتداء میں انسان اس پر قابو رکھے تو ممکن ہے کہ اسکی قید میں گرفتار نہ ہو اور اسکی ظاہری نمائش اور دل بیگانے والی خواہش سے وہ ہو کا نہ کہا سکے مثلاً اگر ابھی کوئی چھوٹا سا درخت زمین پر اودگا ہوا دکھائی دے تو ممکن ہے کہ تھوڑی سی فکر میں جڑ اکھاڑ ڈالا جائے اور اگر کسی درخت کو اس خیال سے کہ جب وہ ہمیں ضرر پہنچا گا اکھاڑ ڈالیں گے تو سمجھ لیجئے کہ اوسی درخت کی جڑ روز بروز مضبوط ہوتی جائیگی اور پھر اوسکا اودکا ہونا بہ نسبت پیشتر کے بہت مشکل ہو جائے گا۔

اے عزیزو نقد راحت کی جو ہے حاجت تہین	نفسِ آمارہ کی گہا تو سوس رہے نفرت تہین
نخلِ عصیانِ ابتدائی مین اکھڑ جائے تو خوب	ورنہ پیری مین جوانی کی ہر کج طاقت تہین

اے نفسِ آمارہ کیا یہ تو نہیں جانتا کہ تیری بجا خواہشیں اوس پروردگارِ عالم کو نہیں معلوم ہیں جسکی ذات تمام زمانے میں عالم الغیب شہور ہے اور کیا دنیا میں کوئی انسان ہی ایسا دانشمند و تجربہ کار باقی نہیں رہا ہے جو کسی حکار و شعبہ ہائے کی چال کو نہ تارکینا ہو کیون نہیں یہ دنیا ایسا ہی مقام ہے کہ بُرے کاموں کا نتیجہ فوراً ہی طشت از با م ہو جاتا ہے اور خدا سے عالم الغیب ہر شخص کو اوس قسم کی سزا دیدیتا ہے جسکا وہ نہراوار ہے پس عقل مند انسان اس نفسِ آمارہ کے ہست کہنڈ و ن سے اسطرح بچتا رہتا ہے جسطرح آگ سے خس و خاشاک۔ اور اگر انجامِ مینی کو بالائے طاق رکھتا اور حرص ہو اے دنیا پر زیادہ مٹھ چلا یا تو او نہیں کہیں

حال ہو گا جو ایک شہزاد کے برتن میں چپک چپک کر اپنی سیٹھی جانین غلام کرتی ہیں۔
 اگر کوئی شخص اپنی بے زری و مفلسی کے سبب سے ایسی کوشش کرے
 کہ کسی کا مال ناجائز وسیلوں سے حاصل کرے تو سمجھ لیجئے کہ اوسکا نفس امارہ وہی
 نتیجہ پیدا کر رہا ہے کہ اسکو قید خانے کی ہوا کہلائے اور اوس سے انواع و اقسام
 کی مصیبتیں جھلوائے پس جو لوگ حلم و ضبط کے زور سے اپنے نفس امارہ کو اپنے
 قابو میں رکھتے ہیں وہ حصول دولت کے لئے یہی کوئی ایسا طریقہ اختیار کرتے ہیں
 کہ سائب مرے اور تلاٹھے ٹوٹے دولت کی دولت حاصل ہو اور اپنا نقصان بھی
 نہ ہو۔ جب پروردگار عالم نے تخم کو قوت بالیدگی دی اور زمین کو قابل زراعت
 پیدا کیا تو ہمیں ضرور ہے کہ اوسی زمین میں تخم غلہ بویکرا اپنے کہانے کے لئے غلہ پیدا
 کر لیں اور جب ہمیں قادر مطلق نے عقل و فہم دی تو ہمیں یہی مناسب ہے کہ اپنی
 خواہشات بجا سے گذر کر وہی آرزو میں دلیں قائم کریں جن سے ہمارا کسی طرح نقصان
 نہوں اور نفس امارہ کے دام تزدیر میں اپنے خیالوں کو پہننے نہ دین انسان اگر
 اپنے خیالات کو حد اعتدال پر قائم رکھے اور کوئی کام بغیر سوچے سمجھے آغاز نہ کرے
 تو ممکن ہے کہ اوس مخالطہ سے محفوظ رہے جو اکثر کج فہمی کے سبب پیش آجاتا
 ہے اور اوسکے نفس پاک کا غلبہ نفس امارہ کے گمراہ و تباہ کرنے سے بچا لے
 کیونکہ جب پہلے ہی سے اوسکا نفس امور نیک کا راعب ہو گا تو ممکن ہی نہیں کہ
 اوس سے کوئی فعل ایسا سرزد ہو جو خلاف شان تہذیب اور زریان جان
 و مال و آبرو مندرجہ ذیل ہو۔

کہ حسین ہو کسی بند کا نقصان

حقوق عباد وہ ہیں اس مہربان

زبان جان و مال و آبرو ہو	کوئی زمین سے اسے فرخندہ ہو
کوئی تکلیف پونچے یا دکھے دل	حقوق عبد میں یہ سب ہیں داخل
کسی کا جیسے ناحق خون کرنا	کسی کو سحر سے مجنون کرنا
چورانا مال یا تہمت لگانا	عبث کچھ سخت کہہ کر دل دکھانا
زبردستی سے کچھ چھین لینا	کسی کا قرض آتا ہونا دینا
جو پیچھے کچھ تو عیب او سکا جا کر	نر کہے دودھ میں پانی ملا کر
کسی شے میں نکر میل ہرگز	ملا دینا نہ گہی میں تیل ہرگز
نہو جس میں زبان عبد غالب	وہ حق اللہ ہے اے عالی مقام
وہ جیسے روزے کہنا نامی کو پینا	فرائض چھوڑ کر بے قید جینا
گناہ ایسے ہی کچھ سیریں شکستین	کہ حق خلق و خالق مشتک ہیں
ہے اون میں استبار حق غالب	شمار ادا نکا ہوا غلبے کے جانب
جو سبندہ اپنے حق کو بخش دیگا	گنہ اللہ کا نوبہ سے مٹے گا
زنان بھی بے گمان حق خدا ہے	سمجھنا حق عبد او سکو خطا ہے
مگر جو عبد کو لاحق ہوئی عار	یہ او سکا حق سمجھو اے نیک کردار
ملے تو فسیق توبہ کی خدا سے	بچاؤں ہمو ہر جرم و خطا سے
حقوق عبد ہوں یا حق اللہ	کسی عصیان کی دلیں نہو چاہ

اور سلاطین و امراء دولت ارکان سلطنت حکام عدالت وغیرہم کو ظلم کرنا کسی ایک شخص پر حرام ہے۔ مثلاً کسی کا مال ناجائز و سیلیوں سے حاصل کرنا یا کسی کو گالی دے یا زد و ضرب کرے یا مظلوم کی زیادہ سُننے اور ظالم کے

پاس آوے چاؤ سے اور اون کے ظلم سے راضی رہے یا اون کی اعانت ظلم پر کرے یا کسی کی حمایت اون پاس لیجاؤ سے چغل خوری کیا کرے انہ لایین
 محمدی الطالبین دہیل ہے اس بات پر کہ امام حاکم رئیس دآلی سلطان کا عادل
 عامل بشرع ہونا ضروریات سے ہے۔ عہد سے مراد اس جگہ امامت سے ہے گویا
 سلامت ہونا امام کا وصف ظلم سے سب امور میں جن کو کچھ بھی تعلق امور
 دنیویہ سے ہے شرط ہے اضافت عہد افادہ اس عموم کا کرتی ہے ظلم کی برائی
 و نہت میں بہت آیات وارد ہیں ایک آیت میں یہ آیا ہے کہ اللہ پاک برابر
 ایک ذرہ کے بھی ظلم نہیں کرتا ہے مراد ذرہ سے یا تو غلہ صغیرہ ہے یا اس
 غلیہ و انارائی کا یا وہ ذرہ جو ریت میں چکتا ہے قول اولی موافق لغت کے ہر
 محل شہر آن اوسی پر واجب ہے۔

معلوم ہوا کہ ذرہ برابر بھی ظلم درست نہیں ہے ظالمون کے طرف جھکنے سے
 بھی منع کیا گیا ہے بلکہ یہ کہا گیا ہے کہ کہین تمکو دوزخ نہ چھو لے۔ آیت مبارک
 میں اشارہ ہے طرف اس کے کہ ظالم اہل نارین بلکہ جہنم کے مائل ہونے پر
 اگر چہوتی ہے تو جو کوئی خود ظالم و ستم گر ہی ہو تو اس کا حال ہوگا۔

کسی کی آبروریزی کرنا یا کسی کا مال ناجائز وسیلوں سے حاصل کر لینا داخل ظلم
 ہے اللہ پاک اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم نے جس طرح
 جان و مال ہر مسلمان کا دوسرے شخص پر حرام فرمایا ہے اسی طرح ہر مسلمان
 کی آبروریزی کو حرام کیا ہے ان تینوں امور کو ایک ہی سلک میں منسلک
 فرمایا ہے یہ تینوں کام ظلم ہیے فسق قبیح کہلاتے ہیں۔

جان و مال کے ظالم تو کم ہوتے ہیں بلکہ آبرو ہی کے ظالم بے گنتی ہوتے ہیں
اُسے کسی شخص مسلمان کو نجات ہی حاصل نہیں ہوتی ہے ہر شخص کی ایک خشیت
عرفی ہوتی ہے اور سکا ازالہ کرنا منجملہ کبائر کے ہے جسکو لوگ ہلکا جانتے
ہیں بحسب وہ حینا و حو عند اللہ عظیم حدیث شریف میں آچکا ہے المسامح
من مسلمہ المسلمون من لسانہ ویدہ سلمان وہ ہے جسکے ہاتھ اور
زبان سے دوسرے مسلمان سلامت رہیں۔

اور آبرو و زیری خاص زبان کا کام ہوتا ہے جس طرح ازالہ مال و جان و ہاتھ کا
کام ہوتا ہے غیبت و تمہید افتراء تہمت بہتان کذب سماعت اخبار و افواہ
یہ سب وائل ازالہ عرض ہیں۔

کلام اللہ پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ حکم حاکم حرام کو حلال یا حلال کو حرام نہیں
کر سکتا ہے ظاہر میں تو وہ حکم چلتا ہے لیکن باطن میں حکم شرعی کو بدل نہیں کر سکتا
چنانچہ قاضی شیعہ کا قول ہے کہ مجاہد گمان ہوتا ہے کہ تو ظالم ہے مگر میں ظاہر
بینہ پر حکم کرتا ہوں میرا حکم حرام کو حرام کے لئے حلال نہیں کر سکتا ہے اور یہی
قول ہے امام احمد و مالک کا حدیث ابی ذر میں آیا ہے کہ رب العزت نے
فرمایا ہے یا عبادی انی حرمت الظلم علی نفسی وجعلہ بینکم و ما افلا
نظالموا و اہ مسلمہ فی صحیح۔

یعنی اسے میرے بند و میں نے ظلم اپنی جان پر حرام کیا ہے تمہارے اور پر بھی
حرام کیا ہے۔ بہت ڈرایا ہے بڑی وعید فرمائی ہے ظلم کو دن قیامت کے
اندھیرا کہا ہے ظالم کی دعا قبول نہیں ہوتی ہے اور وہ شفاعت جناب

سلطان الالبینا رسول اللہ صلیم سے محروم رہیگا اور ظالم کی نیکیاں منکومہ کو دلوای
چائینگے منکومہ کی بدعت سے ڈروادسکی دغا بارگاہ رب العزت میں جلد سنجاب ہوتی ہے

چو براوج اجابت میرسد آہ ستم دیدہ | خداے اعظم لبیک از عرش عظیم آمد

جس طرح ظالموں کے حق میں وعید آئی ہے اسی طرح حق میں اہل عدل کے وعدہ
آیا ہے لو کہ عادلین نور کے سینہ پر دامنہی طرف عرش کے ہوں گے اور عرش
کے سایہ میں ہمیشہ رہیں گے۔ ایک دن امام عادل کا ساہتہ برس کی عبادت سے بہتر
اور چالیس روز کی بارش سے افضل ہے اور سب سے زیادہ نزدیک حکم الکائن
کے بروز قیامت امام عادل ہوگا اور ظالم کو جاز کو خداوند عالم دشمن رکھتا ہے ساری
خلق سے زیادہ تردد و خدا سے پاک سے سنگر ہی ہوگا۔ اور سب بدترین قسم ظلم
سے وہی کہلاتی ہے جو متعلق آبرو سے ہو جیسے گالی دینا نمینہ کرنا خذف کرنا حدیث
رسالت پناہی میں جان اور مال اور آبرو کو ایک ہی حکم میں رکھا ہے اس لئے
کہ ہر شخص ہر کسی کے جان اور مال پر ظلم نہیں کر سکتا ہے خصوصاً جو کہ والی امیر یا
رئیس نہیں ہے بلکہ ظلم آبرو دیزی کا سویہ ہر شخص کے مقدور میں داخل ہے۔
تمواری کا زخم تو اچھا ہی ہو سکتا ہے بخلاف زبان کے زخم کے وہ اچھا نہیں
ہو سکتا ہے۔

خداوند عالم محمد رسول اللہ صلیم نے آخر عمر شریف میں بروقت محبت
الوداع خطبہ میں ارشاد فرمایا اس وقت ایک لاکھ چوبیس ہزار آدمی جمع تھے یا
کچھ اور ہو گئے۔ ان دماء کہ و اموالکم و اعراضکم علیکم حرام کہمۃ یومکم
ہذا فی شہرکم هذا فی بلدکم هذا فی بلعت۔ یعنی تمہارے خون تمہارا

تہناری آبرو ویسی ہی تپہ حرام ہے جیسا کہ حرمت اس دن اس جینے اس شہر کی ہے
یہ حدیث صحیحین میں ابی بکر سے مروی ہے ۱۲۔

اور حدیث ابی ہریرہ میں آیا ہے کہ کل المسالہ علی المسالہ حرام دمہ و عرضہ و مایہ
مسلمان کی ہر چیز مسلمان پر حرام ہے خون آبرو اور مال بلکہ آبرو کو اس بی الربی فرمایا کہ
یعنی بدترین سود خواری۔

عرضہ کہ ارشادات شارع علیہ السلام میں ان تینوں چیزوں کا حرام ہونا کیا ان آیات پر
اور جو احادیث اس باب میں وارد ہیں اون میں ذکر سب و غیبت اور لعن کا ارشاد
فرما کر سب کو اشد محرمات میں داخل کیا گیا ہے بلکہ چہرہ اور پو و غیرہ ذی رُوح کے
لعن تک سے منع کیا گیا ہے۔ پس اب غور کر لیا جاسکتا ہے کہ جو کسی مسلمان ہی
کو لعن و طعن کرے اس کا کیسا حال ہوگا۔

خصوصاً اوس لاعن اور طاعن کا حال جو خیر العباد اصحاب رسول اللہ یا اون کے
اہل بیت کو معاذ اللہ بڑا کہو کیسا کچھ بڑا مظلمہ اور گناہ عظیم ہے۔

چنانچہ سنی یا سلطان الانبیاء سردار عالم رسول اللہ صلعم نے کہ جو ہمارے صغیر پر
رحم نکرے اور ہمارے کیر کی توقیر نکرے وہ ہم میں سے نہیں یعنی دایرہ اسلام
سے خارج ہے۔

نکتہ۔ حسب طرح تپہ پر لگ کر چلانے والے کی طرف واپس جاتا ہے تپہ میں
گہنے نہیں پاتا اسی طرح بدگوئی بدگوئی نیک آدمی پر اثر نہیں کرتی کہنے
والے کی طرف پہر عود کر جاتی ہے۔

بانگو کاران بدی کروں سر با جاہلی ست	کے کند بٹیک اثر پر سنگ یتیر تیر گر
-------------------------------------	------------------------------------

سلطان الالبینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محروم رہیگا اور ظالم کی نیکیاں منکومہ کو دلوای
چاہیگی منکومہ کی بدعت سے ڈروادسکی دھابارگاہ رب العزت میں جلد سبب ہوتی ہے

چو براوج اجابت میرسد آہ ستم دیدہ | صدائے اعظم لبیک از عرش عظیم آمد

جس طرح ظالموں کے حق میں وعید آئی ہے اسی طرح حق میں اہل عدل کے وعدہ
آیا ہے لو کہ عادلین نور کے سینہ پر دہنی طرف عرش کے ہوں گے اور عرش
کے سایہ میں ہمیشہ رہیں گے۔ ایک دن امام عادل کا ساہتہ برس کی عبادت سے بہتر
اور چالیس روز کی بارش سے افضل ہے اور سب سے زیادہ نزدیک حکم الکائن
کے بروز قیامت امام عادل ہوگا اور ظالم کو جہنم کا دروازہ دہن رکھتا ہے ساری
خلق سے زیادہ تردد در خدا سے پاک سے سنگر ہی ہوگا۔ اور سب بدترین قسم ظلم
سے وہی کہلاتی ہے جو متعلق آبرو سے ہو جیسے گالی دینا نینہ کرنا خذف کرنا حدیث
رسالت پناہی میں جان اور مال اور آبرو کو ایک ہی حکم میں رکھا ہے اس لئے
کہ ہر شخص ہر کسی کے جان اور مال پر ظلم نہیں کر سکتا ہے خصوصاً جو کہ والی امیر یا
رئیس نہیں ہے بلکہ ظلم آبرو دیزی کا سویہ ہر شخص کے مقدور میں داخل ہے۔
تموار کا زخم تو اچھا ہی ہو سکتا ہے بخلاف زبان کے زخم کے وہ اچھا نہیں
ہو سکتا ہے۔

خباہ سردار عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخر عمر شریف میں بروقت محبت
الوداع خطبہ میں ارشاد فرمایا اسوقت ایک لاکھ چوبیس ہزار آدمی جمع تھے یا
کچھ اور ہو گئے۔ ان دماء کہ و اموالکم و اعراضکم علیکم حرام کہمۃ یومکم
ہذا فی شہرکم هذا فی بلدکم هذا فی بلعت۔ یعنی تمہارے خون تمہارا

تہاری آبرو ویسی ہی تیر حرام ہے جیسا کہ حرمت اس دن اس مہینے اس شہر کی ہے
یہ حدیث صحیحین میں ابی بکر سے مروی ہے ۱۲۔

اور حدیث ابی ہریرہ میں آیا ہے کہ کل المسلمۃ علی المساء حرام دمہ و عرضہ و ما
مسلمان کی ہر چیز مسلمان پر حرام ہے خون آبرو اور مال بلکہ آبرو کو سببی الہی فرمایا ہے
یعنی بدترین سود خواری ۛ

غرض کہ ارشادات شارع علیہ السلام میں ان تینوں چیزوں کا حرام ہونا کیا ن آیا ہے
اور جو احادیث اس باب میں وارد ہیں ان میں ذکر سب و غیبت اور لعن کا ارشاد
فرما کر سب کو اشد محرمات میں داخل کیا گیا ہے بلکہ مچھراور پو وغیرہ ذی رُوح کے
لعن تک سے منع کیا گیا ہے۔ پس اب غور کر لیا جاسکتا ہے کہ جو کسی مسلمان ہی
کو لعن و طعن کرے اس کا کیسا حال ہوگا۔

خصوصاً اوس لاعن اور طاعن کا حال جو خیر العباد اصحاب رسول اللہ یا ان کے
اہل بیت کو معاذ اللہ بڑا کبھو کیسا کچھ بڑا مظلومہ اور گناہ عظیم ہے۔

چنانچہ منبر یا سلطان الانبیاء و اہل عالم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو ہمارے صغیر
رحم نکرے اور ہمارے کیر کی توقیر نکرے وہ ہم میں سے نہیں یعنی دایرہ اسلام
سے خارج ہے ۛ

نکتہ۔ حسب طرح تیر تیر پر لگ کر چلانے والے کی طرف واپس جاتا ہے تہمین
کہنے نہیں پاتا اسی طرح بدگوئی بدگوئی نیک آدمی پر اثر نہیں کرتی کہنے
والے کی طرف پہر عود کر جاتی ہے۔

بانگو کاران بدی کروں سر پا جا ہلی ست	کئے کند بیشک اثر پر سنگ تیر تیر گر
--------------------------------------	------------------------------------

متنب۔ چوری اور خون ناحق و لواطت اور زنا و مال یتیم کا ناحق کھانا اور چھوٹی گواہی دینا اور راستہ ٹوٹنا چھوٹی قسم کھانا اور بے عذر گواہی نہیں دینا اور مردوں اور عورتوں کے درمیان جدائی کی غرض سے جھگڑا اور لڑائی لگانا اور عورتوں پر شوہروں کا ظلم کرنا اور عورتیں بے خاوندوں کے خلاف مرضی چلنا اور عصمت دار عورتوں کو زنا کی گالیاں دینا گناہ عظیم ہیں اور مال رشوت سے حاصل کرنا جہر حدیث شریف میں لعنت پروردگار عالم کی آچکی ہے راشی اور مرتشی پر یہ لعنت ان دونوں ہی پر نہیں بلکہ راشی پر ہی آتی ہے راشی رشوت دہندہ کو کہتے ہیں اور مرتشی وہ شخص جو میوے اور راشی وہ جو دلوں دیکھے اس لینے کے کیسے دینے پڑینگے۔

کہ باکہ باخۂ عشق و رشب و کجور

بوقت صبح شود ہجور و ز معلومت

اور افسام ظلم سے ایک وہ ہے جس کا ضرر عامہ مخلوق الہی کو پہنچتا ہے دوسرے وہ ہو سکتا ہے جس کا ضرر خاص اہل معاملہ کو ہوے۔

قسم اول۔ کے بہت سے انواع ہیں جن میں سے دو اہم الٰہیہ ناظرین کئے جاتے ہیں۔

اول۔ گرانی کی نیت سے غلہ کو روک رکھنا اور بہاؤ کے گران ہونے کا منتظر رہنا اس قسم کا فعل ظلم عام میں داخل ہوتا ہے۔

اور اسی طرح وہ چیزیں جو غذا پر مددگار ہوتی ہیں جیسے گوشت وغیرہ یا اس قسم کی چیزیں جو بعض اوقات غذا کے قایم مقام ہو جاتی ہیں گو ہمیشہ ان کو غذا نہیں کر سکتے بعض اہل علم نے ان اشیاء کو بھی شامل کر دیا ہے اور گہی اور شہد

اور شیر و اور پتیر اور زرمیتوں کے تیل یا جو اس طرح کی چیزیں ہوں سب کے روکنے کو حرام فرمایا ہے اور بعض کے نزدیک صرف انہیں چیزوں کے روکنے میں بخلاف غلہ کے قباحۃ بنین خیال کی گئی ہے۔

مگر ایام خشک سالی میں ان چیزوں کا روک رکھنا بھی ضرر عام خیال کیا جاسکتا ہے تو یہ بھی ایک قسم ظلم کی تصور ہوتی ہے جیسے خود ضرر رسانی ممنوع ہے اسی طرح جو چیز اسکی مہید اور آغاز پڑے ممنوع ہے۔

دوم۔ انواع ضرر عام کے نقد میں کہوٹے روپیوں کا رواج دینا بھی قسم ضرر عام کے ظلم سے ایک مظلمہ ہے اور وہ روپیہ کہوٹا جو وقت تک چلتا رہے گا اور ضرر فساد برابر پھیلتا رہے گا اور وقت تک سب کا وبال اور بارگناہ اسی کے گردن پر ہوگا جس نے کہوٹے دام بنایا اور جان بوجھ کے چلایا۔

سہم دوم۔ ظلم کی وہی ہو سکتی ہے جبکہ ضرر خاص اہل معاملہ کو پہنچتا ہے تو جتنی باتوں سے اہل معاملہ کا نقصان ہوتا ہو وہ ظلم میں داخل ہیں۔

عدل اسکا نام ہے کہ اپنے سے کسی شخص کو ضرر نہ پہنچایا جائے قول سے ہر فیل سے اور اس امر میں قاعدہ کلیہ یہی ہے کہ دوسرے کے واسطے یہی نہی بات چاہئے جو اپنے لئے چاہتا ہو۔ ہرچہ بر خود نہ پسندی بردگیاں پسند۔

اور حصول معاش کیلئے عقلاً کے نزدیک تین ذرائع اعلیٰ ہیں۔

اول زراعت۔ دوم تجارت۔ سوم صنعت۔ ان تین

میں سے اعلیٰ تر زراعت ہے۔ پھر تجارت اور پھر صنعت ان کے پیدا کرنے اور حصول اموال کے لئے انسان کو تین قسم کے اموال سے اجتباب کرنا ایک امر لازم ہے۔

اول۔ وہ مال جو حیلہ اور کمزور قریب و دغا بازی اور رشوت ستانی و دزدی اور دروغ خلقی و تمار بازی ظلم یا ادا و ظلم سے حاصل ہو۔

دوم۔ ایسی دولت سے ہاتھ اڑھانا چاہیے جو حرکات متسخر اور خدمات ارادوں سے فراہم ہو۔

سوم۔ ایسے مال کی خواہش نہ کرنا چاہیے جو صنایع ناملاہم سے میسر آئے اور صنایع ناملاہم کی تین قسمیں ہیں۔

قسم اول۔ کسی ایسی صنعت کا عمل میں لانا جو باعث ایذا اور فرہ رسانی عوام ہو مثلاً سحر اور پیشہ کیمیا گری و ہنگی اور شعبہ بازی۔ عہدہ جونی وغیرہ۔

قسم دوم۔ ایسی صنعت جو تہذیب اور مسانت انسانی میں داغ لگاتی ہو مثلاً مسخرگی۔ اور قمار بازی و مطربی اور رقاصی و زنا و لواطت وغیرہ۔

قسم سوم۔ وہ جسکے عمل کرنے سے دل و دماغ اور طبیعت کو نفرت ہو مثلاً سبندہی و شراب و ناڑی و عینہ جو زیادہ ترقیح ہو سکتی ہے اور جس کا خراب اثر مخلوق الہی کو مفرت رسان ہوتا ہے۔

اسی طرح صنعت شریفہ جو شرفا اور عقلا کیلئے ہے اسکی بھی تین قسمیں ہیں۔

پہلی قسم۔ جن فکر جس کے ذریعہ سے انسان دوزندیشی و صواب راہ سے تمام اپنے کام عہدہ طور پر نکال سکتا ہے مثلاً وزارت اور امارت وغیرہ۔

دوسری قسم۔ جن عقل جسکو باعتبار فضل و ادب عقل سے تعلق ہے لیکن بدن کو اسکے ظاہر کرنے میں دخل ہے مثلاً کتابت و مساحت و درس تدریس نظم و شعر وغیرہ۔

تیسری قسم۔ جن قوت جسکو شجاعت و قوت اعضاء سے تعلق ہے مثلاً

سپاہگری لشکر کشی و ضبط حد ملک و غیرہ -

کام وہ کرتا ہے دانا خستیار	اے جو دنیا و دین میں اوسکی کام
جس سے کہلائے مدد و نیک مر	نیک خوئے و نیک رو و نیک مر

اور تمامی پیشوں میں بعض ضروری اور بعض غیر ضروری ہیں -

غیر ضروری مثل زرگری اور نقاشی و مصوری وغیرہ -

اور ضروری مثل پارچہ بانی و طباشی اور کفش دوزی و خیاطی اور زراعت و تجارت و آہنگری و بخاری وغیرہ یہ سب صنعتیں امور عالم کے نظام کے لئے ضروری ہیں - بہر حال انسان اپنے ایام زندگی خوش معاملگی سے بسر کرے -

خوش معاملگی

انسان کی صفائی طہیت کا ایک آئینہ ہے جسکی آب و تاب ایسی پائیدار اور ترقی پذیر ہے کہ روز بروز اسکی جلا بڑاؤ کی کوشش کیا کرتی ہے جو انسان اپنے باہمی معاملات کو مستحکم اور پائنداری کے ساتھ طے کر دینا داخل و صغاری و راستبازی سمجھتا ہے اس کا یہ طریقہ تمام عالم میں مشہور ہو جاتا ہے اور وہ اپنی اس نیک شہرت کی وجہ سے ہر ایک معاملہ دار کے دل میں اپنی نیک نامی کا مسکن و بکھتا ہے اور تمام لوگ اسکی بہبود کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے نظر آتے ہیں - جو شخص خیر اہل معاملہ کو اپنی راستبازی اور خوش معاملگی سے راضی رکھتا ہے وہ شخص اسکی نظر میں ہمیشہ ایک بزرگ اور قابل تعظیم نظر آتا ہے اور اپنی مصیبت کے وقت میں اسکو ایک پتھر ہندو کے مانند اپنی شریک حال پاتا ہے - خوش معاملگی ایک ایسی شیرینی ہے جکا مزہ ہر وقت زبان و لکویا در ہوتا ہے اور اس

لطف اٹھانوالا شخص کبھی بد معاملگی کے جانب جھکنے کا نام ہی نہیں لیتا کیونکہ ایک صفائی
 پسند دل کہ درت آئین خیال کی طرف جھکنا ہی نہیں چاہتا جیسے صاف ہوتا ہو اپنی کسی
 گندگی کے پڑ جانے سے خود گندہ نہیں ہوتا بلکہ اسی گندہ چیز کو بہا کر دور پھینک دیتا ہے اور
 اور آپ بذات خود ویسا ہی صاف ستھرا اس سے الگ ہو جاتا ہے خوش معاملگی کی
 قدر وہی شخص خوب جان سکتا ہے جس کا دل انصاف پسند ہے اور اہل زمانے کی
 بناد ٹون کو اچھی طرح پہچان سکتا ہے۔ جن ملکوں کے باشندے اپنے باہمی معاملات
 میں خوش معاملگی کا برتاؤ عمل میں لاتے ہیں وہ ان اس دستور کی مدد سے اتفاق
 ملکی و ہمدردی و قومی اتحاد کو روز بروز ایک نیا مان ترقی حاصل ہوتی جاتی ہے اور ہیشہ
 آتش رشک و حسد پر اوس پڑی رہتی ہے اور کبھی دو معاملہ داروں کے باہم صورت
 مناقشہ پیدا ہی نہیں ہوتی۔ دیکھو خوش معاملگی ایک ایسی عمدہ چیز ہے جو آدمی کو
 ایک دینی درجہ سے اعلیٰ درجہ پر پہنچا دیتی ہے۔ دیکھنا اور سنا گیا ہے کہ اکثر کم حیثیت
 اور کم آمدنی والے اشخاص نے اپنے ذرا ذرا سے چھوٹے کارخانوں کو ایسا عظیم الشان
 اور قابل تعریف بنا دیا کہ سبحان اللہ آخر اس کا سبب کہاں سراپہ قلیل کی ابتدائی حالت
 کہاں قلیل ہے زمانے کے بعد نفع کثیر کی صورت یہ بین تفاوت رہ ان کی جست و خج
 اس ترقی و کامیابی کا باعث اگر تہذیب کوئی چیز سمجھی جاتی ہے تو صرف اونکی خوش معاملگی
 ہی تھی جس نے ایک عالم کو انکی طرف جھکنے کی ترغیب دی اور جس نے داد و ستد کا معاملہ پیدا
 کر نیکے لیے ایک دنیا کو رجوع کر دیا۔ جس کا رخانہ کی طرف ایک زمانہ جھکتے ہوئے نظر پڑتا
 ہے پھر اوسکی بلند رنگی و ترقی میں کون شک کر سکتا ہو دیکھتے اور سنتے ہیں کہ زیادہ تر
 کارخانے باسید نفع کثیر قائم کئے جاتے ہیں مگر جہاں خوش معاملگی کو کم دخل دیا جاتا ہے

وہ آخر کو ایک کم حیثیت کارخانوں میں شامل ہو جاتے ہیں اور بجائے نفع کثیر نقصان کبیرا اٹھاتے اٹھاتے کالعدم ہو جاتے ہیں۔ فی الواقع خوش معاملگی دنیاوی کاروبار کو ترقی کی حالت میں لانے کے لئے ایک جزو اعظم ہے۔ کچھ یہی ضرور نہیں ہے کہ انسان اپنے لین دین ہی کے حساب میں خوش معاملگی کا برتاؤ کرے بلکہ یہ بھی ضرور ہے کہ وہ اپنے ہر قول و فعل میں اسی عمدہ خصلت کا پیرو رہے کیونکہ خوش معاملگی کی ہر کام میں ضرورت ہے۔ جو لوگ خوش معاملہ ہیں وہ ہمیشہ کمزور و سب سے دور رہنے کی کوشش کیا کرتے ہیں اور ان کے مزاج میں انصاف پسندی و حق شناسی کی پاکیزہ خصلت ہر وقت موجود پائی جاتی ہے۔ انتظام دینا داری کے کام میں ایک سے دوسرے کو باہم معاملہ اور برتاؤ رکھنے کی ضرورت ایک امر لابدی ہے اور جہاں دو فریق میں سے ایک کو بھی بد معاملگی کی طرف رجحان ہو تو سمجھ لینا چاہیے کہ انتہا کی بے لطفی پیش آ جائیگی اور بجائے اسکے کہ انسان معاملہ داری سے خوش ہو اپنی حالت اور اپنی تشخیص پر خود ناسف کرے گا کہ میں نے ناحق کو ایک ناحق کوش انسان سے معاملہ پیدا کیا جس نے میری خوش معاملگی کی بھی اولٹی قدر کی۔ جہاں انسان کی بد معاملگی ایک مرتبہ جانچ ہو جاتی ہے بار ثانی اسکی طرف کوئی خیال اور لوگوں کے دلوں میں جو معاملہ سے واقف ہوتے جاتے ہیں جاگزین ہو جاتا ہے اور پھر ایک وقت ایسا درپیش آ جاتا ہے کہ اُس خاص شخص کو تمام لوگ نفرت کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں اور کبھی اسکے ساتھ کوئی معاملہ کرنا عار سمجھتے ہیں اس ثابت ہو سکتا ہے کہ انسان بد معاملگی سے عمر بھر کیلئے نام کا رہ جاتا ہے اور خوش معاملگی سے تمام حیات مستعار کا زمانہ بخوشی بسر کر سکتا ہے۔

المحقق انسان کو چاہیے کہ اپنی قوت تیز اور شہوت و غضب کا استعمال جو عدل اور انصاف کے برخلاف ہو کرے۔

اور قوت خیال باتیز کے ذریعہ سے انسان کو نیک اور بد کی تیز اور حصول علم کا شوق ہوتا ہے اور باعتبار اسی قوت کے انسان کا نفس نفس ناطقہ کہلاتا ہے اور جسکی تحریک و ذریعہ سے انسان کہانے پینے اور کھانے کی طرف مائل ہو جاتا ہے اسکا نام قوت شہوت یا خواہش شہوتیہ ہوتی ہے قوت غضبی کی حرکت سے اسکو اپنے رقبہ کے بڑھانے و مخالف پر غالب آنے کی طرف رغبت ہوتی ہے۔ پروردگار عالم نے ان تینوں میں سے دو قوتیں خواہش و غضب کے حیوانوں کو دین بخیر قوت تیز کہ وہ حضرت انسان کو عطا فرمائی ہے قوت تیز کے درجہ اوسط کے استعمال سے علم کی فضیلت اور حکمت پیدا ہوتی ہے اور قوت غضبی کی اصلاح سے شجاعت اور قوت شہوت کی صفائی سے غفلت حاصل ہوتی ہے اور فاضل کو شجاع اور عظیم و حکیم کہتے ہیں اور ان تینوں قوتوں کے اصلاح کرنے والوں کو عادل اور ان کے فضل کو عدل یا عدالت بولتے ہیں اسلئے کہ عدالت کے معنی برابر کر نیکے ہیں جب تک کہ یہ تینوں قوتیں برابر نہ ہوں گے تب تک عدالت کا حق پورا ادا نہ ہو سکے گا اور عدل و انصاف کی میزان میں نہ تو لاجائے گا۔

قوت شہوتیہ سے تیرے کاروبار
اور غضب ہر باعث غرور و قار
عدل و انصاف سے اعتراف دار

بیک انجام پاتے ہیں مدام
عقل سے بہر نیک و بد کی ہر تمیز
لیکن استعمال انکا چاہئے



تاریخ جدولہ شاہان عرب و ہندوکن

مخفی نہ ہے کہ بعد واقعہ شہادت امیر المومنین سیدنا حضرت علی علیہ السلام کے
سند خلافت کو حضرت امام حسن علیہ السلام نے رونق دی شہر کوفہ کے عام خاص
بعد شہادت حضرت علی کرم اللہ وجہہ ۲۲ ماہ رمضان سنہ ہجری سجد کوفہ میں جمع ہوئے
اور جناب امام حسن علیہ السلام نے ایک خطبہ پڑھا اسی درمیان میں حضرت عبداللہ بن
عباس رضی اللہ عنہ اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ اے مسلمانو مجھ میرے رسول اللہ
اور فرزند خلیفہ چہارم میں تمکو لازم ہے کہ انکی خلافت قبول کرو چار نہرا کو فیوض
جو اسوقت موجود تھے بلا توقف بیعت کی جسکی تعداد رقتہ رقتہ چالیس نہرا ہوگی

مگر آپ کو اپنے نانا کی وہ حدیث یاد تھی جس میں ذکر تھا کہ خلافت حقہ تیس برس تک
 رہیگی آپ نے غور کیا تو چھ مہینے بعد وصال حضرت علیؑ کے باقی رہ گئی تھی اسلئے چھ
 مہینے خلافت کر نیکے بعد بار امارت امیر معاویہ کے سپرد کر کے کج عافیت و زاویہ تنہائی
 اپنے لئے پسند فرمایا۔ اس اجال کی تفصیل یہ ہے کہ جب خیر شہادت امیر المؤمنین
 سیدنا حضرت علیؑ علیہ السلام اور بیعت لیتے حضرت امام حسن علیہ السلام کی امیر معاویہ کو پہنچی
 امیر معاویہ نے بمقتضائے بشریت خلیفہ وقت پر لشکر کشی کی اور ہر جناب امام حسن علیہ السلام
 ستر چالیس ہزار لشکر اسلام دار الخلافہ کو فوسے باہر تشریف لائے اور اس گروہ پر شکوہ
 کے علاوہ صاکان عجم و عرب کو بھی جمع کیا جانین سے لشکر صف آرا ہوئے ہنوز آتش
 قتال بلند نہونے پائی تھی کہ امیر معاویہ نے بصلاح عمر بن عاصؓ حضرت امام حسن علیہ السلام
 کی خدمت میں بوساطت سفراء عرض کیا کہ اب زمانہ خلافت باطنی کا بموجب اس حدیث
 رسالت پناہی کے گزر گیا الملافۃ ثلاثون عاماً ثم یكون بعد ذالک الملك یعنی
 خلافت کا زمانہ تیس برس کا ہے پہر ہو جائیگا بعد اسکے ملک (یعنی سلطنت ظاہریہ)
 اسلئے آپ حکومت ظاہریہ براہ کرم مجھ کو مرحمت فرمائیں جب یہہ پیام جناب امام حسن علیہ السلام
 نے سنا اویس وقت آپ کو وہ حدیث سردار عالم رسول اکرمؐ کی یاد آگئی جو آپ کی شان میں
 اپنے اصحاب سے اکثر فرمایا کرتے تھے کہ یہ میرا فرزند و بزرگ گروہ مسلمانوں میں صلح
 کر ایگیا چنانچہ اوسیکے مطابق عمل فرمایا۔

جناب امام حسن علیہ السلام نے ہنگام تفویض سلطنت ظاہریہ امیر معاویہ کو لکھا کہ اے
 امیر عجم نے تم سے اس شرط پر صلح کی ہے کہ تم ہمیشہ عامل کتاب اللہ و سنت رسول اللہ
 و سیرت خلفاء الراشدین رہنا اور بعد اپنے امر حکومت مسلمانوں کی راہ پر چھوڑنا

امیر معاویہ نے بطیب خاطر ان شرائط کو قبول کیا اور حضرت امام حسن علیہ السلام کو فہ سے مدینہ منورہ میں تشریف لائے اور استحکام بنیان شریعت مصطفویٰ اور اثبات احکام طریقت نبویٰ میں سعی بلیغ فرمائی اور طریقہ معرفت و سلوک جبکہ اہل حقیقت تعویض کہتے ہیں کثرت سے لوگوں کو تعلیم و تہنیم فرمایا ہمیشہ قرآن پاک و حدیث صاحب لاک کے معنی بیان کرتے اور مکرمان کو فی خلالت کو ہدایت فرماتے الحاصل اللہ پاک نے واسطے برات و امن نبوت کے لوٹ نہمت سے اہل بیت رسالت میں سلطنت ظاہریہ کو رکھا کہ اہل بیت بسبب سلطنت چند روزہ دنیا کے مراتب عالیہ سے محروم رہیں انکا پورا حصہ اوسی دیکے لیے رکھا گیا ہے جس دن سارے روئے زمین کے بادشاہ حقیر اور یہ عزیز ہونگے چنانچہ سید الشیاب اہل الجنة اس پر دلیل روشن ہے۔

المحقق اسلام میں سب سے پہلے جس نے تخت شاہی پر جلوس کیا اور امور سلطنت کو رونق دی وہ امیر معاویہ ہیں آپ دراز قد گو رہے چٹے خوبصورت ہیبت ناک آدمی تھے چنانچہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ انکی طرف دیکھ کر فرماتے تھے کہ یہ شخص عرب کا کسریٰ ہے اور امیر المومنین سیدنا علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ آپ اکثر فرماتے تھے کہ معاویہ کی امارت کو بُرا نہ جانو اگر تم نے اسکو ہاتھ نہ کہو دیا تو بیشک لوگوں کے سروں کو اونکے کہند ہوں سے گرتے ہوئے دیکھو گے اور مجبری کا قول ہے کہ تم ہر قل اور کسریٰ کی زیر کی کو دیکھتے ہو اور معاویہ کو چھوڑ کر دیتے ہو امیر معاویہ بروباری میں ضرب المثل تھے۔ ابن عون کہتے ہیں کہ آدمی امیر معاویہ سے کہہ لیتا تھا کہ واللہ یا تو تم خود ہمارے ساتھ سید ہے ہو جاؤ گے یا ہم تمکو

معاویہ کا خطاب
کسریٰ کا خطاب
نوشتران کا خطاب
۱۱۷

ہم سید ہاکر لینگے آپ کہتے کس چیز سے سید ہاکر لوگ وہ کہنا لکڑی کے بل آپ
 کہتے ان تو ہم ضرور سید ہے ہو جائینگے۔ الغرض جیسا کہ المومنین یا رغار سلطان بن عباس
 حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شکر جانب شام روانہ فرمایا تھا امیر
 معاویہ بھی اپنے بھائی یزید بن ابوسفیان کے ہمراہ گئے جب ان کے بھائی نے
 انتقال کیا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے دمشق پر آپ ہی کو اپنے طرف سے
 عامل مقرر فرمایا اور زمانہ خلافت امیر المومنین حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ
 عنہما میں یہی حال دو بار رہا ہے۔ اور کعبہ لاخیا رکا قول ہے کہ اس امت میں
 ایسا بادشاہ کوئی ہرگز نہ ہوگا جیسے امیر معاویہ ہوئے اور ذہبی کا قول ہے کہ امیر
 معاویہ بیس برس امیر رہے اور روی زمین پر کوئی اون کا مقابل نہ تھا۔ چنانچہ
 سلطنت میں رجب وغیرہ بلاد و بستان اور دوان اقلیم سرقہ اور کوزانی ممالک
 سوڈان فتح کیا اور شکمہ قیقان اور شکمہ مین قہستان فتح ہوا اور آپ کے
 وفات کے بعد خاندان تہی امیہ سے جتنے بادشاہ گذرے اور ان کی اختتام
 کے بعد جو خاندان آل عباس سے مسند خلافت پر بیٹھیں ہوئے اسما بقید تاریخ
 ولادت و جلوس و وفات و عمر و مدفن و سبب علیحدگی وغیرہ ذیل میں
 بدینہ ماطسیرین ہیں۔



نقشہ اول نامہا خلفاء دمشق خلفاء بنی امیہ -

تاریخ ولادت	تاریخ وفات	سبب مرگ	جائے دفن	کفیت
۱	۲	۳	۴	۵
۱	۱	۲	۳	۴
۲	۳	۴	۵	۶
۳	۴	۵	۶	۷
۴	۵	۶	۷	۸
۵	۶	۷	۸	۹
۶	۷	۸	۹	۱۰

[illegible]

نقشہ دوم نامہا خلفاء اسپین

اسپین میں اہل اسلام کے چار عہد ہوئے عہد اول ۲۰۱ و ۲۱۳ طارِق سے شروع ہوا جو پنجم جب ۹۲۰ء مطابق ۲۳۔ اپریل ۱۰۰۰ء سے نفاذ شدہ ہوا اس عہد میں (۲۱) امیر منظور و الیان افریقہ و مصر ہوئے اور انکو استحکام خلیفہ کی منظوری سے ہوتا تھا عہد دوم دسمبر ۱۰۰۰ء سے ۱۰۳۶ء تک رہا بموجب کتاب سبکو پٹیا۔ جن میں جب ذیل خلیفہ کی بعد دیگرے جانشین ہوا کئے ہیں۔

۱	عبدالرحمن بن سبائہ بن ہشام بن عبدالملک	۱۰۰۰ء ۱۰۰۳ء	۱۰۰۰ء ۱۰۰۳ء	۱۰۰۰ء ۱۰۰۳ء	یہ بڑا عمدہ اور منظم تہذیب بن بڑی جامع مسجد بنوائی اور شہر قرطبہ آباد کیا علوم و فنون کی ترقی دی۔
۲	ہشام بن عبدالرحمن لقب بہ راضی	۱۰۰۳ء ۱۰۰۴ء	۱۰۰۳ء ۱۰۰۴ء	۱۰۰۳ء ۱۰۰۴ء	اس نے دیوک و لیم کو نہر بہت دی اور شاہ فرانس کا مال غنیمت میں لایا۔
۳	حکم بن ہشام بن عبدالرحمن بن کثیف ابو انصاف	۱۰۰۴ء ۱۰۰۵ء	۱۰۰۴ء ۱۰۰۵ء	۱۰۰۴ء ۱۰۰۵ء	یہ بڑا سخت فراراج تھا اور رعایا تمام ناراض تھی۔
۴	عبدالرحمن بن حکم بن ہشام	۱۰۰۵ء ۱۰۰۶ء	۱۰۰۵ء ۱۰۰۶ء	۱۰۰۵ء ۱۰۰۶ء	یہ عمدہ انتظام کیا لباس طرز ایجاد کیا دارالغریب جاری کیا علوم و فنون کو ترقی دی فلسفہ کا ردین
۵	محمد عبدالرحمن دوم بن حکم	۱۰۰۶ء ۱۰۰۷ء	۱۰۰۶ء ۱۰۰۷ء	۱۰۰۶ء ۱۰۰۷ء	اس کے وقت اکثر مالک غیر منظم ہوئے اور سبب غدر و فساد اندرونی رعایا رعایا کو علیحدہ کر کے موت ملا انہوں نے غیب پانچہ پانچوں کیلئے۔
۶	مندر بن محمد بن عبدالرحمن ثانی	۱۰۰۷ء ۱۰۰۸ء	۱۰۰۷ء ۱۰۰۸ء	۱۰۰۷ء ۱۰۰۸ء	انتظام سلطنت نہ ہو سکی۔

۷	عبدالرحمن بن محمد بن عبدالرحمن دوم	۲۷۶ سال روز	سنه ۳۵۰ شعبان	•	بڑا عالم اور بہادر درو جانم و تھا۔
۸	عبدالرحمن سوم ابن محمد بن عبد بن اللہ محمد	۳۰۰ سنه ۳۵۰ بر	سنه ۳۵۰ شعبان	•	یہ بڑا امیدار سنمزا اور صاحب عدالت رعابا مرود تھا اور ملک کو دوست رکھتا اور آباد کیا۔
۹	حکم دوم بن عبد سوم	۳۵۰ سنه ۳۵۰ پنجشنبہ	سنه ۳۵۰ شعبان	•	ترقی علوم و فنون کی گئی اور در رسد منوایا اور ایک بڑا کتب خانہ دیکھا تھا۔
۱۰	شہنام دوم بن حکم دوم بن عبد سوم	۳۵۰ سنه ۳۵۰ سال	سنه ۳۵۰ شعبان	•	
۱۱	محمد دوم بن شہنام بن عبد الجبار بن عبدالرحمن سوم	۳۵۰ سنه ۳۵۰ سال	سنه ۳۵۰ شعبان	•	
۱۲	سلیمان بن حکم دوم بن عبد الرحمن سوم	۳۵۰ سنه ۳۵۰ سال	سنه ۳۵۰ شعبان	•	
۱۳	عبدالرحمن چہارم لقب بہر تغی		سنه ۳۵۰ شعبان	•	
۱۴	عبدالرحمن پنجم		سنه ۳۵۰ شعبان	•	
۱۵	محمد سوم		سنه ۳۵۰ شعبان	•	
۱۶	شہنام سوم		سنه ۳۵۰ شعبان	•	

عہد سوم جو سنہ ۳۵۰ھ تک تاجپین ملو ایٹا ملو کی ہی اس عہد میں سلطنت مرابطین جو اصل بحر

چوتھا عہد۔ صرف سلطنت غزنویہ سے متعلق ہے اور یہ سلطنت ۱۲۳۵ء سے ۱۲۹۲ء تک
 قائم رہی اور (۱۹) بادشاہ اس سلطنت میں ہوئے ۱۲۹۲ء میں تمام اندلس میں عیسائی
 بادشاہت ہو گئی۔

نقشہ سوم متعلق خلفاء بغداد والی سلطنت بنی عباس

نشان سلطنت	تاریخ ولادت	سنہ ولادت	سنہ وفات	تاریخ وفات	سبب مرگ	جائے دفن
۱	۲	۲۸۵	۳۲۰	۳۲۰	۲	۱۰
۱	عبد اللہ المفلح بن محمد بن علی بن ابی طالب	۲۸۵	۳۲۰	۳۲۰	۲	۱۰
۲	ابو جعفر عبد اللہ منصور منصور بن قتی بن محمد بن عباسی	۳۲۰	۳۶۵	۳۶۵	۲	۱۰
۳	ابو عبد اللہ محمد المہدی بن منصور	۳۶۵	۴۰۵	۴۰۵	۲	۱۰
۴	ابو محمد موسیٰ العباسی بن مہدی	۴۰۵	۴۵۵	۴۵۵	۲	۱۰
۵	ابو رعون رشید بن مہدی	۴۵۵	۵۰۵	۵۰۵	۲	۱۰

اس نے محمد بن وزنا و کہ کویت و باغ
 کردیا یہ اول خلیفہ بنی عباسی
 تھی تو ابن اور کبیر بن علون پر پڑی

۶	محمد امین بن مارون رشید	۴۴ سال	۹۰	حکمرانی مین بدین شخص تھا۔ مگر سردوار تھا ایک شہر کو کھوار سے خاک مین مارا۔
۷	مارون بن مارون	۴۸ سال	۱۹۵	طبرستان
۸	ابو اسحاق محمد معتصم بن مارون رشید	۴۸ سال	۱۸۵	طبرستان
۹	ابو جعفر صادق بالہ بن معتصم	۴۶ سال	۱۹۱	"
۱۰	ابو الفضل جعفر بن معتصم	۴۳ سال	۱۸۵	طبرستان
۱۱	ابو جعفر المنصور بالہ بن متوکل	۴۶ سال	۱۹۱	طبرستان
۱۲	ابو العباس احمد المعتز بن معتصم	۴۱ سال	۱۸۵	طبرستان
۱۳	ابو عبد اللہ محمد المعتز بالہ بن متوکل	۴۴ سال	۱۹۱	طبرستان
۱۴	ابو اسحاق محمد المعتز بالہ بن معتصم	۴۶ سال	۱۹۱	طبرستان
۱۵	ابو العباس محمد المعتز علی بن متوکل	۴۶ سال	۱۹۱	طبرستان

۳۵	ابوالفتح محمد الطاهر بالله بن نمبر ۲۵	۲۵ سال ۱۳ رجب ۱۲۵۸	۱۳ رجب ۱۲۵۸	۱۳ رجب ۱۲۵۸	۱۳ رجب ۱۲۵۸
۳۶	ابوجعفر منصور المستقر بالله بن نمبر ۳۵	۲۵ سال ۱۳ رجب ۱۲۵۸	۱۳ رجب ۱۲۵۸	۱۳ رجب ۱۲۵۸	۱۳ رجب ۱۲۵۸
۳۷	ابو احمد عبد الله المستقر بالله بن نمبر ۳۶	۲۵ سال ۱۳ رجب ۱۲۵۸	۱۳ رجب ۱۲۵۸	۱۳ رجب ۱۲۵۸	۱۳ رجب ۱۲۵۸

از دست یاکو قتل هوا بنابر
علقی وزیرش و در
براه نقیب بیست و
نیم نفر

نقشه چهارم متعلقه خلفاء مصر و غیره جو بر آن نام خلیفه راجع
خکو سلطنت سے کچھ سرکار تمام تر کا و البام و شام
وغیرہ کی طرف خلیفہ گئی تھی۔

۱	ابوالقاسم احمد لقب بالمستقر بالله بن نمبر ۳۷ من خلفاء	۲۵ سال ۱۳ رجب ۱۲۵۸	۱۳ رجب ۱۲۵۸	۱۳ رجب ۱۲۵۸	۱۳ رجب ۱۲۵۸
۲	ابوالعباس احمد القاسم بالمستقر بالله بن نمبر ۳۸ من خلفاء	۲۵ سال ۱۳ رجب ۱۲۵۸	۱۳ رجب ۱۲۵۸	۱۳ رجب ۱۲۵۸	۱۳ رجب ۱۲۵۸
۳	ابوالحسن علی بن بالمستقر بالله بن نمبر ۳۹ من خلفاء	۲۵ سال ۱۳ رجب ۱۲۵۸	۱۳ رجب ۱۲۵۸	۱۳ رجب ۱۲۵۸	۱۳ رجب ۱۲۵۸

۴	ابراہیم بن محمد بن نمبر ۲	۱۷۷۴م شعبان	۱۷۷۴م ۱۳ سال	۱۷۷۴م ۱۳ سال	۱۷۷۴م ۱۳ سال	۱۷۷۴م ۱۳ سال	۱۷۷۴م ۱۳ سال
۵	احمد حاکم بامراشد بن نمبر ۳	۱۷۷۴م محرم	۱۷۷۴م ۱۳ سال	۱۷۷۴م ۱۳ سال	۱۷۷۴م ۱۳ سال	۱۷۷۴م ۱۳ سال	۱۷۷۴م ۱۳ سال
۶	ابوبکر المصطفیٰ بالله بن نمبر ۳	۱۷۷۴م شعبان	۱۷۷۴م ۱۳ سال	۱۷۷۴م ۱۳ سال	۱۷۷۴م ۱۳ سال	۱۷۷۴م ۱۳ سال	۱۷۷۴م ۱۳ سال
۷	ابو عبد اللہ محمد بن نمبر ۳	۱۷۷۴م محرم	۱۷۷۴م ۱۳ سال	۱۷۷۴م ۱۳ سال	۱۷۷۴م ۱۳ سال	۱۷۷۴م ۱۳ سال	۱۷۷۴م ۱۳ سال
۸	ابو الفضل العباس بن نمبر ۳	۱۷۷۴م شعبان	۱۷۷۴م ۱۳ سال	۱۷۷۴م ۱۳ سال	۱۷۷۴م ۱۳ سال	۱۷۷۴م ۱۳ سال	۱۷۷۴م ۱۳ سال
۹	ابو الفتح وادو المصطفیٰ بن نمبر ۳	۱۷۷۴م محرم	۱۷۷۴م ۱۳ سال	۱۷۷۴م ۱۳ سال	۱۷۷۴م ۱۳ سال	۱۷۷۴م ۱۳ سال	۱۷۷۴م ۱۳ سال
۱۰	ابو البرکات سلیمان بن نمبر ۳	۱۷۷۴م شعبان	۱۷۷۴م ۱۳ سال	۱۷۷۴م ۱۳ سال	۱۷۷۴م ۱۳ سال	۱۷۷۴م ۱۳ سال	۱۷۷۴م ۱۳ سال
۱۱	ابو الباقا حمزة القاسم بن نمبر ۳	۱۷۷۴م محرم	۱۷۷۴م ۱۳ سال	۱۷۷۴م ۱۳ سال	۱۷۷۴م ۱۳ سال	۱۷۷۴م ۱۳ سال	۱۷۷۴م ۱۳ سال
۱۲	ابو الحسن یوسف بن نمبر ۳	۱۷۷۴م شعبان	۱۷۷۴م ۱۳ سال	۱۷۷۴م ۱۳ سال	۱۷۷۴م ۱۳ سال	۱۷۷۴م ۱۳ سال	۱۷۷۴م ۱۳ سال

٩٣ ابو الغزني عبد الغزني

المستوفى على علمه

بن یعقوب بن سید

نہ

میرزا

۲۳۲۵۷۶۹

بشارت نبیه ۲۲۹۴۳

مذکورہ ابتداء کے سلاطین عثمانیہ ترکیہ جنہوں نے ۹۹۹ھ ہجری سے سہند و
فرنگستان وغیرہ میں سلطنت اسلام قائم کی ہے۔

مخفی نہیں ہے کہ سلیمان شاہ ابن قبالہ بلکہ ہامان میں جو قریب بلخ کے واقعہ ہے
بادشاہ تھاجب چنگیز خان ہند اور بلخ کو جلا کر خاک سیاہ کر کے سلطان علاؤ الدین خوارزم
شاہ کو زبان سے نکال دیا وہاں کے چھوٹے چھوٹے سلاطین و حکام میں براگندگی و
تفرقہ پڑ گیا اور سوقت سلیمان شاہ خاندان ترکمان کے پچاس نہرا آدمیوں کو ہمراہ
لیکر بلکہ ہامان سے ارض روم میں آئے اور وہاں سے حلب ہوتے ہوئے دریائے
فرات سے عبور کا ارادہ کیا اور کل ہمراہیوں نے دفعتاً گھوڑے دریا میں ڈال دیے
تاکہ پیر کے پار ہو جائیں و لیکن باتفاق تقدیر سلیمان شاہ اپنے گھوڑے سمیت اسی
میں غرق ہو گیا اور بڑی تلاش سے اٹھالاشہ دریا سے نکالا گیا اور قلعہ جیر کے سامنے
دفن کیا گیا اور حسب قدر ترکمان اس کے ہمراہ تھے وہ چاروں طرف منتشر ہو گئے اور
جسکو جہان موقع ملا سکونت و بود باش جستیار کر لی چنانچہ ان سب کی اولاد
اب تک ان اطراف میں موجود ہے۔

سلیمان شاہ کے بیٹے تھے سنہ ۷۵۰ و اور یقیناً تو بلاذیر عجم کو لوٹ گئے
مگر افضل اور روضہ ابلاد و مین آئے اور سلطان علاء الدین سلجوقی سے

۹	سلیم خان اول بن نمبر ۸	۱۰۰۰ سال	۵۰ سال	۱۰ سال	۸ سال	۸ سال	اس نے علب و جمس و دوشق و شام و مصر کو فتح کیا اسماعیل بادشاہ ایران کو شکست دی اور بڑا صاحب غصہ تھا۔
۱۰	سلطان حسن بن نمبر ۹	۱۰۰۰ سال	۵۰ سال	۱۰ سال	۱۰ سال	۱۰ سال	یہ بڑا عالی ہمت عادل تھا چودہ قلعہ فتح کیا نباد پر قبضہ کیا امام ابو خیفہ کے مقبرہ کی تعمیر کرائی
۱۱	سلیم خان ثانی بن نمبر ۱۰	۱۰۰۰ سال	۵۰ سال	۱۰ سال	۱۰ سال	۱۰ سال	یہ بادشاہ انتظام مملکت سے غافل تھا اگر اسکا وزیر محمد متقی بڑا نیک تدبیر تھا ملک میں فتنہ نہ ہوا
۱۲	مراد حسن ثالث بن نمبر ۱۱	۱۰۰۰ سال	۵۰ سال	۱۰ سال	۱۰ سال	۱۰ سال	رو نیک تھا اگر حبستان کو فتح کیا اور چار سو عیسائیوں کو قید قلعہ دی اسکے محل میں پانسو لونڈیاں تھیں۔
۱۳	سلطان محمد خان ثالث بن نمبر ۱۲	۱۰۰۰ سال	۵۰ سال	۱۰ سال	۱۰ سال	۱۰ سال	اس بادشاہ نے شہر بخانہ اچڑ دا دی۔ اور شاہ متاکر شکست دی۔
۱۴	سلطان و میر خان اول بن نمبر ۱۳	۱۰۰۰ سال	۵۰ سال	۱۰ سال	۱۰ سال	۱۰ سال	یہ بادشاہ جوان طبیعت تھا اسی نے کوکب دہری روٹھ مبارک اچڑ دا دی تبا کر اسکے وقت میں رونج ہوا

۲۲	مصطفیٰ عثمان ثانی بن نمبر ۱۹	۴۰ سال ہوا ہوا ہوا	۱۰ سال	۴ سال	اس بادشاہ نے جرمنی دوسری پر فتحیاب دیا اور صلح کر لی اسپر فوجی بدل گئی اور سلطنت طیارہ ہو گئی
۳۳	احمد حسن ثالث بن نمبر ۱۹	اختلاف ۷ سال کا ہوا	۱۰ سال	۲۲ سال	یہ بادشاہ ہر قسم کے خطوط نکھتا تھا شاعری کہتا تھا فوج میں فساد ہو گیا آخر یہ تخت سے اتار دئے گئے۔
۲۴	محمود خان بن مصطفیٰ خان ثانی نمبر ۲۲	۵ سال	۱۳ سال	۳ سال	اس بادشاہ نے نادر کو شست دی آخر ش صلح ہو گئی۔
۲۵	عثمان خان ثالث بن نمبر ۱۲	۱۰ سال	۱۲ سال	۲ سال	یہ بادشاہ خلوت پسند مرد نیک تھے۔
۲۶	مصطفیٰ خان ثالث بن نمبر ۱۲	۱۰ سال	۱۵ سال	۱۵ سال	اسکے وقت سکونین لڑائی ہوئی تو چنانچہ دوسری لشکر کا روم نے چین لائے۔
۲۷	عبدالحمید خان بن نمبر ۲۳	اختلاف ۳ سال	۱۵ سال	۱۵ سال	یہ بادشاہ صلح پسند تھا اور سلاطین میسائیون سے صلح کر لی
۲۸	سلیم خان ثالث بن نمبر ۱۲	۵ سال	۱۵ سال	۱۵ سال	اس بادشاہ نے نیک چری کو شل تعلیم و نایتون کے حکم دیا وہ نہ سستہ تو ایک فوج نکال کر ہوئی ان دو دشمنین لڑائی ہوئی آخر بادشاہ معزول ہو گئے

۲۹	سلطان احمد خان پہارم بن نمبر ۱	۱۱۹۲ھ	۱۲۱۲ھ	۱۲۲۲ھ	۱۲۳۲ھ	اس بادشاہ کے وقتہ انتظام بکرا ہوا تھا لہذا مغزول کر دیا گیا۔
۳۰	محمود خان ثانی بن نمبر ۲	۱۱۹۲ھ	۱۲۱۲ھ	۱۲۲۲ھ	۱۲۳۲ھ	یہ بادشاہ الواغزم گد راہر اکثر کشتوختی سر تابی کی گردانی مغزیدو معر کے لقب مشہور ہوئے
۳۱	عبد المجید خان بن نمبر ۳	۱۱۹۲ھ	۱۲۱۲ھ	۱۲۲۲ھ	۱۲۳۲ھ	یہ بادشاہ کی وقت بڑے معرکہ جنگ ہرج اور غزیدو معر بھی مغلوب ہوا اور بہت سے نفرانی بادشاہ مغلوب ہی ہوئے۔
۳۲	عبد العزیز خان بن نمبر ۴	۱۱۹۲ھ	۱۲۱۲ھ	۱۲۲۲ھ	۱۲۳۲ھ	اس بادشاہ کے وقت سلفیت کا عہد انتظام ہوا اگر خزانہ کی نازک حالت تھی آخر ہلکا رمانت و دوا بامور لگی اور فوجی ترتیب چھی گئی
۳۳	سلطان مراد خان خاس	۱۱۹۲ھ	۱۲۱۲ھ	۱۲۲۲ھ	۱۲۳۲ھ	یہ بادشاہ علالت کی وجہ سے شیخ الاسلام وارکان دولت کے مشورہ پر غلط کر گئے۔
۳۴	سلطان عبدالحمید خان بن نمبر ۵	۱۱۹۲ھ	۱۲۱۲ھ	۱۲۲۲ھ	۱۲۳۲ھ	یہ بادشاہ ابھی تک دولت و کمال سلطنت اسلامیہ میں اشدہ کہ انکو دشمنوں کی نظر پر پھر دیا

ہندوستان میں سلطنت اسلامیہ کے اول زمانہ کا اجمالاً تذکرہ

اب تاریخ ہندوستان کے اوس زمانہ کا تذکرہ کیا جاتا ہے جس میں مسلمانوں نے ہندوستان پر حملہ کر کے سرزمین ہند میں ریاست اسلامی بلند کر کے اسکو فتح کرنا شروع کر دیا۔

اہل اسلام میں سے اول ہی اول جس نے سرزمین ہند پر قدم بڑایا وہ ابو العباس عامل یمن تھے انہوں نے خلیفہ دوم جناب رسالت پناہی امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے عہد مبارک مہد میں ۳۶ھ مطابق ۶۵۶ء عیسوی کے اندر بمبئی کے قریب مقام ٹھانہ پر فوج کشی کی۔ اور لوٹ کا کچھ مال لیکر واپس چلے گئے۔

پھر خلیفہ سوم رسالت پناہی کے زمانہ میں عبداللہ بن عامر فتح خراسان کے بعد اکابر سرار لشکر اسلام کے تعینات ہوئے اس سپہ سالار لشکر نے تھوڑے ہی عرصہ میں ہرات۔ یادغنم غور۔ نیشاپور۔ بلخ۔ طوس وغیرہ فتح کر کے دین اسلام کو رواج دیا اور جا بجا حاکم اسلام مقرر کر کے جب عید اللہ عام حج کیلئے پہلا گیا تو قارن اس عجم یعنی ایران نے مسلمانوں کو جانیں ہزار فوج ہرات وغور وغیرہ سے جمع کر کے عربوں سے ازا دی حاصل کرنے کے لئے بغاوت کی۔ اور ۶۴ھ عین جب مسلمانوں کا کابل میں فتح بابی کا فکارہ بجا تو عرب کا ایک شخص مہلب نامی امیر نے اس راستے بڑا تھا ہند میں ممان تک قدم بڑایا

اور بہت سے لوگوں کو قید کر کے لئے گیا اسکے بعد پھر کئی مسلمانوں نے ہندوستان پر حملے کئے اور یہاں کی لوٹ سے مال مال ہو کر اٹھ پہر گئے آخر سترہم کے اندر خاندان یونانیہ کے خلیفہ ولید کے عہد میں عراق کے عامل حجاج بن یوسف کا بیجا محمد بن قاسم بہت سی فوج لیکر ہند پر چڑھ آیا اور سندھ کو فتح کر لیا اس حملہ کا باعث یہ ہوا کہ راجہ داہروالی سندھ نے اہل عرب کے کچھ جہاز لوٹ لئے تھے اسلئے مسلمانوں نے سندھ پر حملہ کر کے راجہ داہر کو شکست دی اور ملک پر قبضہ کر لیا مگر سندھ کچھ زیادہ مدت تک مسلمانوں کے تصرف میں نہیں رہا اسکے بعد خاندان بنی عباس کے مامون ابن مارون الرشید نے ہند پر لشکر کشی کی اور راجہ یون سے جنگ کا ارادہ کیا اسکے بعد ویرہ سو برس تک اہل اسلام کا پہر کوئی نیا حملہ نہیں ہوا بین و جھ کہ انکے وفات سے خلفاء عباسیہ کی حکومت خود ہی ضعف آتا گیا اور ہوتے ہوتے یہ نوبت پہنچی کہ ہر ایک صوبہ منحرف ہو کر خود مختاری کا دم بہرنے لگا اور حسن خلیفہ کے پاس صرف دارالخلافہ بغداد ہی رہ گیا۔

اسمعیل سامانی

اسی زمانہ میں اسمعیل سامانی صوبہ دار اور راجہ ہندو خراسان بھی خلیفہ سے باغی ہو کر بخارا کا بادشاہ بن بیٹا اس خاندان کے ایک بادشاہ کے یہاں پنگین نام ایک ترکی غلام تھا جس نے اپنی عقل و دانائی کی

لے تار یونانی آواز گروہ جو وسط ایشیا میں بحرہ خزر سے لیکر چین کے شمال تک پہنچتا تھا وہ تین بڑے قبیلوں میں منقسم کئے گئے تھے۔ اول منچو جو اس خطے کے شمال مشرق میں چینی جہاز کے شمال کی طرف رہتے تھے دوم منگل یا منگل جو اس خطے کے وسط میں تبت کے شمال میں رہتے تھے سوم ترک

بدولت رفتہ رفتہ بیان نکمہ عروج پڑا کہ حسرت اسان کا حاکم بن گیا جب بادشاہ نے
وفات پائی تو اس کی جانشینی کے نسبت ارکان سلطنت میں اختلاف ہوا
بعض تو یہ چاہتے تھے کہ شاہ متوفی کے کم سن بیٹے منصور کو بادشاہ بنائیں
اور بعض یہ کہتے تھے کہ بادشاہ کا چچا تخت پر بیٹھے۔ الٹگین منصور کے خلاف
تھا مگر ارکان سلطنت نے اسی کو تخت نشین کر دیا سوچو بادشاہ اور
الٹگین کے باہم بخش ہوئی۔ اس بنا پر الٹگین خود سر ہو گیا اور کابل و قندھار
پر قبضہ کر کے اس نے غزنی کو اپنا دارالسلطنت قرار دیا۔

ڈاکٹر سبکتگین الٹگین کی وفات کے بعد اس کا بیٹا اسحاق دو برس سلطنت
کر کے مر گیا اور سبکتگین تخت نشین ہوا سبکتگین اصل
میں یزد و شاہ فارس کی نسل سے تھا مگر زمانہ کی گردش سے تباہ وقت پر
ایک سوداگر کے ہاتھ پڑا اور وہ اسے بخارا لے آیا۔ یہاں الٹگین نے اس کو
ہونہار دیکھ کر لے لیا اور اس کی عقل و دانائی کے سبب ترقی کرتے کرتے
کے رتبہ تک پہنچا دیا غرض کہ سبکتگین نے الٹگین کی بیٹی سے شادی
کر کے غزنی کے تخت پر جلوس نہرایا۔

اس وقت لاہور میں راجہ جیپال جو داستانہ کا بہمن تھاران کرتا تھا اس
دریائے سندھ سے اتر کر سبکتگین پر حملہ کیا سوچو سبکتگین نے پنجاب
پر دو مرتبہ بورش کی اور جیپال اور اس کے راجپوت ریسوں کو اور دہلی و اجمیر
و قنوج وغیرہ کے راجا جو اس کی مدد کے لیے جمع ہوئے ان تمام راجاؤں کو شکست
پر شکست دیکر اور بہت سامان لوٹ لیا۔

ذکر سلطان محمود اور امیر سبکتگین اور راجہ جیپال میں جوڑایان ہونے میں

سلطان محمود ہی شریک تھا اسلئے اسکو خوب یقین ہو گیا تھا کہ ہندوستان ایک بڑا دولت مند اور زرخیز ملک ہے اور وہاں کے راجپوت سپاہی کیسے ہی بہادر کیوں نہ ہوں مگر کوہستانی کابل کے زبردست و زمت کش حملہ آوروں کے سامنے ہرگز نہیں ٹھہر سکتے اسلئے سلطان محمود نے ۱۱۶۷ھ میں غزنی کے تخت پر جلوس منہر مار کر پہلے تو اورا الہنہر کا ملک جو بحیرہ خزر سے لیکر دریائے اٹک تک پھیلا ہوا تھا اس میں اپنا سکہ بٹھایا اور پھر عنان توجہ سرزمین ہندوستان کی طرف پھیری اور اسکو آرزو تھی کہ بڑے بڑے ہانکے راجپوتوں کو تلمار کے زور سے دین اسلام میں داخل کر لیوں اور اسکا سبب زیادہ تر یہ بھی کہا جاتا ہے کہ خلیفہ بغداد نے اسکے مذہبی جوش کو دیکھ کر ایک گران بہا خلعت اسکے پاس بھیجا تھا اور امین المملۃ یحییٰ الدولہ خطاب دیا تھا پس سلطان محمود نے یہ عہد کر چکا تھا کہ میں دین اسلام کے پھیلائیے ہر سال ہندوستان پر حملہ کیا کروں گا جبکہ جملہ تذکرہ حصہ اول کتاب ہدایہ میں کر دیا گیا ہے جس اسکی قوت اور وسعت سلطنت کا اندازہ ہو سکتا ہے پھر سلطان محمود کے بعد ملک پنجاب ایک سو چالیس برس سے کچھ زیادہ اسکی اولاد کے قبضہ میں رہا کیونکہ وسط ایشیا میں جو سلطنت غزنی کا علاقہ تھا وہ اس پہلے ہی انکے ہاتھ سے نکل گیا تھا انجام کار غور جو افغانستان میں غزنی اور ایران کے باہم ایک کوہستانی علاقہ ہے اسکے بادشاہوں نے خاندان غزنی کو مغلوب کر لیا تھا اور جب محمد غوری نے ہندوستان کو فتح کر لیا تھا اس سے

کچھ بیشتر خاندان غزنی کا آخر بادشاہ قید خانہ میں منتقل ہو چکا تھا اس زمانہ میں۔
 اجمیر۔ دہلی۔ قنوج۔ میواڑ اور اخلواڑ یعنی گجرات کے راجے
 شمال ہند میں حکمران تھے اور چونکہ ان میں سے ہر ایک چاہتا تھا کہ میں
 سب پر غالب ہو جاؤں اسوجہ سے ان میں باہم لڑائی جھگڑے رہتے تھے۔

ذکر پرتھی راج اور آخر چٹپی تھکرا کے کہ جن قدر راجے شمالی ہند میں
 حکمرانی کر رہے تھے ان سب میں پرتھی راج جسکو راجے

پتوارا بھی کہتے ہیں نہایت زبردست اور نامور راجہ اور راجپوتوں کے بہادر
 قوم کی ناک تھا۔

ہندوؤں میں جن نامی گرامی سوراؤں کے افسانہ زبان زد حلیق ہیں
 ان میں پرتھی راج ہی داخل ہے چند برہمن جو ایک نامی ہندی شاعر گذرا
 اس راجہ کا مداح اور دوست تھا چنانچہ اس نے اپنے اشعار میں اسکی بڑی
 تعریف لکھی ہے۔ اور پرتھی راج کے بڑے زبردست راجہ ہونیکے وجہ سے
 یہ بھی کہی جاتی ہے کہ وہ اجمیر اور دہلی دونوں سلطنتوں کا راجہ تھا۔ اجمیر کی
 سلطنت تو اسکو اپنے باپ سوامیشور سے جو راجپوتوں کی قوم چوان کا راجہ
 تھا میراث پہنچی تھی۔ اور دہلی کی سلطنت انہہ لگنے کی یہ کیفیت ہے کہ اسکا
 نانا ننگ پال جو راجپوتوں کی قوم تو راجہ دہلی تھا اسکا کوئی بیٹا تو تھا ہی
 نہیں جسے بیٹیاں ہی تھیں جن میں سے ایک کی اولاد تو ہے چند راجہ
 قنوج تھا اور دوسری کی پرتھی راج۔ اسکو ننگ پال سے تہنی کر یا تھا
 یہ بات ہے چدر نہایت ناگوار گذری اور اس نے پرتھی راج کے راجہ دہلی

ہوئے مین بہت کچھ فرامیتین کین پیش نہ گئی آخرش دہلی کا راج ہی رہی
راج کے ورثے مین آیا اور اسی طرح وہ دونوں سلطنتوں کا راجہ ہو گیا۔

ذکر سلطان

شہاب الدین

عرف محمد غوری۔

اس راجہ کو گدہ ہی پر بیٹھیا یہی بہت عرصہ گزرا یہی نہ تھا کہ
اس پر ایک زبردست غنیم چڑھ آیا جو کبھی اسطرح پشتر
ہندوستان پر حملہ آور ہوا یہی نہ تھا۔ یہ غنیم سلطان شہاب الدین

غوری تھا جو ایک بڑا جوان مرد بہادر اور ستقل مزاج سردار تھا غور کا بادشاہ
تو درحقیقت شہاب الدین کا بڑا بہائی غیاث الدین تھا مگر وہ اسکی نسبت نرم
مزاج تھا اسلیے جب اس نے غور کے تندخو اور قوی ہیکل افغانان بہادران

دلاور کو مدد سے غزنی کو فتح کر لیا تو شہاب الدین کو دمان کا بادشاہ
مقرر کر کے آپ غور کو چلا گیا۔ شہاب الدین جب غزنی کی سلطنت سنبال چکا تو
اس نے ہندوستان کا قصد کیا اور یہاں کہ وہ ہندو قدیم سے راجگان عظیم الشان

کا دارالسلطنت جلا آتا ہے چنانچہ اس پر فوج کشی کی اور جنگ عظیم کے بعد فتحیاب
ہوا اور سب ہندو سبتوں سے فارغ ہو کر ایک روز دربار عام کیا۔ اسیر و وزیر

سب سالار بخشی سیانے اپنے عہدوں پر حاضر تھے اور گفتگو یہ ہو رہی تھی
کہ دارالخلافت کو چلنے کے لیے کونسی تاریخ مقرر کی جائے دفعتاً سرد کے

سردار کا عرض یہ ہوا کہ راے بہورا والی اجمیر اپنے بہائی کہانڈے راہ حاکم
دہلی کو ساتھ لیکر دلا کہہ فوج حیدر اور تین ہزار فیصل جنگی سے دہند کیے

چہڑانے کو اٹھائے اور پھر پخال کی طرح چلا آتا ہے۔ اقبال خداوندی کی توجہ
واجبت نہیں تو اس ملک ہند میں زن و بچے مسلمانوں کے تباہ ہو جائیں گے

صل
دہند دیکھ سکے
تبعہ کب سے
۱۵ میل نکال کے
طرف تھا اکثر
سردار نے اس
شہنشاہی کلمہ
جو دریا سے
کے پار ہے

بادشاہ نے اسی وقت شکر اسلام میں منادی کروادی کہ جب تک اس مہم کا فیصلہ
 حاضر خواہ نہ ہو جائے مسلمان باایمان کو غزنی کی طرف قدم اٹھانا حرام ہے
 ساتھ ہی شکر کی تیاری کا حکم اور راستہ کے کارداروں کے نام سامان رسد کے
 حکمنامہ جاری ہو گئے۔ شکر بتر بھنزل یلغار کرتا جاتا تھا جو انبالہ کے ڈھیر دن
 میں یہ خبر لگی کہ لشکر راجہ کا پانی پت کے مقام پر ہے مگر فیل خانہ کڑال میں آگیا
 بادشاہ وہیں مقام کر دیا اور فوج کو پس و پیش سے درست کر کے کوچ بکوج
 اگے بڑھا۔ تلاوری کے میدان میں دو نو لشکر دن کا آنا سامنا ہو گیا۔ دن
 سوچوں کے درستی میں گذرا شام کو سب بے گھوڑوں کے تنگ
 ڈھیلے کر دیئے۔ دانہ چڑھا۔ زمین پوش بچھا کر بیٹھ گئے۔ باگ ڈور بنانوں
 سے باندھ لین اور حیرتیوں سے روٹیاں نکال کر کھانے لگے۔ سلطان شہا الدین
 ابھی خاصہ ہی رہتا کہ گشت کے سواروں نے دشمن کی فوج کے گھیارے
 اور لکڑی سے چٹل سے پکڑ کر حاضر کئے۔ سواروں کو انعام دیکر رخصت کیا
 اور ان لوگوں کو سودی ہی کے سپرد کیا کہ جو کچھ مانگیں انہیں کہلاؤ پلاؤ۔ آدھی
 بجے سامنے پلایا۔ سب کے سب جنگلی گنوار تھے۔ گدو بڑے ہشیار اور تجربہ
 نگے۔ کہ جنے لشکر کے اوتارے کا رخ فوج کی تعداد پیچھے کی مدد رسد کے بندوبست
 غرض ڈیرے ڈیرے کا حال معلوم کر لیا تمام رات فوج کی سمت اور مورچوں کی
 تقسیم میں گذری پچھلی رات تھی کہ کرنیدی کا حکم چھپنا صبح ہوتے ہوئے تمام لشکر
 کسل کانٹے سے لیس ہو کر میدان میں جم گیا۔ آگے پیچھے دائیں بائیں ہر ایک
 سردار اپنی اپنی فوج کو سنبھالے تھا خود صاحب لشکر زہر بکتر چار آئینہ سجے سر خود نوا

۴۰
 سن ۸۰۰
 سن ۸۰۰
 سن ۸۰۰

کرین تم شیر اصفہانی پشت پر سپر کند ہے پر کمان۔ زین پر گرز گاؤ سردہرا۔ کسند
 ابریشمی خشکار ہند میں آویزان۔ علم کے سایہ کے نیچے نیزہ مانے کھڑا تھا۔ اور اسپ
 عربی جیسے پوست پانک کی پاکر پڑی تھی زانوں میں سے نکلا جاتا تھا۔ اور ادھر جریف
 کے لشکر میں پہلے ہاتھوں کی قطار۔ بعد اسکے رتھیں۔ اور پٹنیں۔ پیادہ اور سوار
 فوج تھے کہ جبکا شمار سوا سے منشی تقدیر کے کسیکو معلوم نہ تھا۔ مان سلسلہ
 انتظام اسکا خاص ایک شخص کی چنگی میں تھا کہ جدھر چاہے اور ہر جہونک دے۔
 بچوں بیچ میں مسند کا سینا پتی مگر سے پانک ابوجی بنا ہوا زرد دگلے پر چلتا اور
 اوپر زرہ بکتر۔ چار آئینہ سجے راجپوتی ایک۔ پیچہ بیون پر رکھے کر میں ایک
 طرف سردہری کی تلوار۔ دوسرے طرف کھانڈا اور کٹار۔ پشت پر گیندے کی
 ڈنڈال۔ سورج کبھی کے سایہ میں ہاتھی پر بیٹھا دونوں لشکروں پر نظر غور سے دیکھ
 رہا تھا۔ حسرت نہ رہ سکا۔ اور ٹپ کر ہاتھی سے کود گھوڑے پر سوار ہوا بھائی
 کو ہاتھی پر بیٹھا دیا آپ دیکھنی گھوڑے اور اتنا سپاہ گری کا بانگین دکھاتا بہانے
 کے ہاتھ نہ نکالتا ہوا۔ دایین سے بایین اور بایین سے دایین تک ایک چکر لگایا
 اور سامنے ایک لشکر کے کھڑے ہو کر اہل لشکر کے دلوں کو اس طرح ڈرایا۔
 کہ اسے راجپوتوں کے سپہوتو۔ پہاڑوں کے افغان اور تاتار کے ترکوں کا
 سامنا یہ سب مسلمان ہیں اور ست دہرم کے بہر شٹ کرنے پر کرین باندھ
 باندھ کر اسے کہیں۔ ابھی تھکے تمہاری سرحد پر کھڑے ہیں۔ اگر مہت کرین
 تو کچھ مال تہن جسٹر گوشونکی طرح چھاڑیوں میں بھگا بھگا کر مار لو گے۔ اور اگر ایک
 قدم تمہارا اٹھا تو پاؤں اوسکے تمہارے گھروں میں اور تاتہ شاگ و فانیوں میں

ہیں۔ آج دوسرے کیان کی لاج تنہا رہے تلوار کی باڑ پر ہے۔ مارو مارو دم نہ لو اور
جان نہ دو۔ راجہ ابھی یہ تقریر تمام نہ کر چکا تھا کہ اتنے میں لشکر شاہی کے بائیں
ہاتھ پر افغان پانچواں حصے کے گھوڑے تھے آگے بڑھے اور خلیجیوں نے
بھی باگین لین۔ انہیں دیکھ کر راجپوت بہادر رون کے سپوت جنگی تلوارین
میانوں میں بھیلی کی طرح ٹپٹی جاتی تھیں۔ ماتیوں کی صف کو چیر کر نکل کے آئے
پتیر ساتی ہوئے دوڑے اور ایک دم میں برچھیوں پر لے لیا۔ جب یہ حال
دیکھا تو افغان پیچھے ہٹے اور خلیجیوں کے پرے نے ہی گھونگٹ کہا یا مگر سپہ دار
بے سپاہ قلب میں اسی طرح جا ہوا تیرا رہے جاتا تھا جو ایک مسعاب نے
اکر عرض کی کہ افغان اور خلیجیوں نے پیٹھ دکھائی جن تک خوران سرداروں
سے پسینے کی جگہ خون گرانے کی امید تھی وہ جان بچ کر ہٹا گئے۔ دشمن
چڑتا چلا آتا ہے۔ حضور اب کس کی راہ دیکھتے ہیں براہ خدا گھوڑے کی باگ
پہیرے۔ اب لاہور میں پہنچ کر بداندیشوں کا منہ دسبست قرار واقعی ہو جائے گا
یہ سننے ہی بادشاہ شعلہ کی طرح بھڑک اٹھا۔ رہی سہی فوج کو سمیٹ کر لٹکارا
اور گھوڑے کو ڈنکا کر برق کی طرح دشمن پر جا پڑا نیزہ اوشیشیر سے گزر کر فقط
خنجر و کٹار کی نوبت آگئی۔ اتنے میں کہا نہ دے راو کی نظر بادشاہ پر پڑی
فیضان کو آواز دی کہ جس دربار جانے پنا ہے۔ اس نے ہاتھی کو ریتا سلطان
شہاب الدین ہی چمک کر اس طرح جھپٹا کہ گھوڑے کے دونوں ہاتھ ہاتھی کے
شک پر بیٹھے اور اس کے منہ میں ایسا نیزہ مارا کہ دانت ٹوٹ گئے۔ مگر خود
ہی زخم کاری کہایا۔ ڈنگا کر گھوڑے سے گرا چاہا تھا کہ ایک غلام بادشاہیت

ماہر غلام افغان

پیچھے جا بیٹھا اور گھوڑا اڑا کر برق کی طرح نظروں سے غائب ہو گیا۔ غرض کہ
 بہاگے بیٹھے سپاہی اور ٹوٹا پھوٹا کٹر لاپرواہ آیا اور بہان کے ملک کا بندوبست
 کر کے غزنی کو روانہ ہو گیا۔ اس لڑائی میں تماشائیہ ہو گیا کہ جن جن سرداروں
 کو بہادری و جانشاری کے بڑے بڑے دعوے تھے اور بادشاہ کو یہی
 ان پر بہرہ سے تھے وہی میدان جنگ سے بہاگے تھے۔ چنانچہ غزنی میں
 پیشکر علمدار سے فتوے طلب کیا کہ جو مسلمان جہاد سے بہاگے اُسکے لئے کیا
 حکم ہے۔ سب نے لکھا کہ وہ گنہگار خدا ہے۔ بادشاہ نے حکم شرع ماتہ میں لیا
 اور تمام سرداروں کو گرفتار کیا۔ جو اور چنے گھوڑوں کے تو بروں میں
 ڈالکر انہیں چڑھوا دئے اور بازاروں میں چھوڑ دیا کہ خاص و عام عبرت
 پکڑیں اور جو نہ کہا میں اُسکا سر الگ۔ پہر یہ سزا تو معاف ہو گئی مگر دوبارہ سے
 بند ہو گئے۔

ایکے دوسرے برس سال نوروزی نے پلٹا لکھا یا۔ بادشاہ نے اندر ہی اندر سب
 سامان کر رکھے تھے فہرست منگا کر دیکھی اور ہر کارخانے میں حکم کو پہنچا
 بھیج دیا۔ آٹھویں دن خود سوار ہوا جب نیاور میں پہنچا تو ایک پیر مرد
 سال کہ غوری کے خاندان میں سے تھا اور خلوت کی صحبتوں میں بے تکلف
 اس نے عرض کی اس ہم میں سامان تو جنگ عظیم کا نظر آتا ہے مگر کہتا نہیں
 کہ ارادہ کہہ رہے۔ بادشاہ نے آہ سرد بھر کے کہا کہ اے مرد مسلم عجب
 ہے کہ اس سن و سال پر تیرا یہ سوال ہے کیا اگلے برس کی شکست سبب
 یاد نہیں۔ زیادہ صدمہ اسلام کے تیشہ غزنی کے لئے کچھ چھوٹا بہتر ہے۔ پھر قبا کے

بند کہوے اور کہا کہ دیکھ لے اُس دن سے آج تک نہ میں نے کپڑے بدلے
 ہیں نہ حرم سر میں بستر پر سویا ہوں۔ اُس پیر مرد نے دعائے خیر دی اور
 کہا کہ اگر یہ بات ہے تو اب مصلحت وقت کے بموجب کام کرنا چاہیے۔ یعنی
 جو سردار کہ غفلتِ لانی میں دربار سے بند ہوئے ہیں انہیں پہرہ دربار میں بلا کر
 انعام دیجئے اور ترقی کے وعدوں سے دل بڑھائیے کہ جان لڑا کر پہلے داغ کو
 دہوئیں۔ چنانچہ ملتان میں اگر چند مقام کئے۔ دربار عام کر کے سب سرداروں کو
 بلایا اور کہا کہ اے مسلمانوں سا گنڈہشتہ میں جو داغ و امن اسلام پر آیا سب
 پر روشن ہے اور تدارک اسکا ہر مومن مسلمان پر واجب ہے وہ اگلی ندامت
 کے سبب کچھ کہہ نہ سکے مگر سب نے تلواروں پر ہاتھ رکھ کر سانسے سر جھکا دئے
 عرض و ہائے روانہ ہو کر لاہور پہنچا اور سید قوام الملک رکن الدین کو
 کہ تدبیر اور تقیر میں بے مثل تھا اپنی کر کے نامہ کے ساتھ روانہ کیا۔ نامہ کا
 مضمون یہ تھا کہ میں بموجب حکم اپنے بڑے بہائی کے کہ میرے باپ کی جگہ
 ہے اور حشر اسان سے پنجاب تک مسلمانوں کا بادشاہ ہے فوج لیکر اس طرف
 آیا ہوں اسے پرہی راج کہ راجگان ہندوستان میں مہاراجہ ہے۔ اُسے
 لکھا جاتا ہے کہ اسلام کی اطاعت کر کے اتفاق کا طریقہ قائم کر لے تاکہ خلق
 خدا کی آسائش میں خلل راہ نہ پائے۔ تمہیں تو ملک خدا کا ہے اور حکم خدا کا
 تلوار دونوں کا فیصلہ کرے گی۔ جب یہ مراسلہ راجہ کی نظر سے گذرا تو بہت
 پیچ و تاب کھایا اور خفا ہو کر ادھر تو ایک جواب کہ تیرے اور لوہے سے کپڑا ہوتا
 لکھ کر روانہ کیا اور ادھر راجگان ہندوستان کو جمع کر کے تین لاکھ راجپوت

کا لشکر جنگی تلواروں سے خون چٹکتا تھا مجراہ لیکر چلا پہلے فتح کے بہرہ دے پر
 بہت سے راجہ بہادرانہ رفاقت کے دم بہرتے مدد کو آئے سلطان شجاع الدین
 بھی ادھر سے آگے بڑھا اور ہزار ہوں سواروں کو بھیجیں ڈاکروں کو مار دیا
 اور تڑپے۔

پرتھی راج نے اول ایک خط اس مضمون کا لکھا کہ حال اس فوج ہے شاہ
 شہیدار لشکر اسلام کو معلوم ہوا ہو گا مگر اسکے علاوہ اور بھی ہندوستان
 سے برابر فوجیں چلی آتی ہیں۔ ایک ایک راجپوت وہ منجلا بہادر ہے جنگی
 تلوار کی کاٹل و قندھار تک پناہ نہیں۔ یہ چند نامراد ترک بچے اور
 افغان زادے جنہیں لوٹ کھسوٹ کا لالچ دے دیکر گروں سے یہاں
 لا با ہے۔ چاہئے کہ ان کی جوانی اور مان باپ کے بڑے پر رحم کر کے
 یہیں سے پر جائے۔ ہمیں جان جو انہر دی کی قسم ہے کہ پیچھا نہ کریں گے۔
 اور نہیں تو دیکھ لو کہ آتش بازی کے سامان بے شمار ہیں اور جنگی ہاتھی
 کچھ اور پرتین ہزار ہیں اگر اس تحریر پر خیال کیا تو بہتر ہے نہیں تو بارہ لاکھ
 جاندار اس میدان سے جیانا جائیگا۔

اور سلطان شہاب الدین اس موقع پر وہاں ہوا اور در جواب اس کے مصلحتاً
 یہ لکھا کہ راجہ نے جو نیک صلاح دی عین شفقت ہے مگر سب پر روشن
 ہے کہ اس لشکر کشی میں مجھے کچھ اختیار نہیں۔ بہائی کے حکم سے اس فوج کا
 سربراہ ہے جب تک وہاں سے حکم نہ آئے میں کچھ نہیں کر سکتا اس قدر
 ملت ہو کہ وہاں سے جواب آجائے اس وقت صلح اس عہد پر ہو جائے گی کہ

ملک پنجاب سرہند تک ہمارے پاس رہے۔ باقی کل ہندوستان تمہارا
 جب یہ نرم ترین جواب راجہ کے پاس پہنچا۔ تمام اہل دربار ہنسنے لگے۔ اور
 اور لشکر یونین فتح کی مہی خوشیاں ہو گئیں بلکہ نینیت ہو کر ڈیرے ڈیرے
 میں ناچ رنگ شروع کر دیں سلطان شہاب الدین نے سرشام فوج کو کرنبدی کا
 حکم دیکر خیمے ڈیرے سب قائم رکھے۔ اور راتوں رات کئی کوس کا چکر دیکر دریا
 پاراوتر گیا صبح کو راجہ کے لشکر میں ابھی کوئی بستر پر تھا کوئی اشنان کو گیا تھا
 کہ دفعتہ پہلو میں آدمیہ جنگی پر چوٹ لگا یا اس دنائے سے کرنا سے پہونکی کہ سو
 جاگتے اوچھل پڑے اور تمام فوج میں کلبلی پڑ گئی وہ لشکر بے شمار ایسا دریا
 تھا کہ ایک طرف کی ہل چل کی دوسری طرف خیر بھی ہوتی تھی مگر راجہ نے
 اس وقت ہوش و حواس کو جمع کیا ورنہ گہرا یا ایک فوج تو تیار کر کے سامنے
 کی اور بانی ساقی لشکر ابنوہ کو سمیٹ کر پر میدان میں لاجمایا۔ ادھر سلطان
 شہاب الدین نے فوج کے چار حصے کر کے چار سپہ سالاروں کے ماتحت
 قائم کر دئے کہ باری باری سے جائیں اور اس لشکر کثیر کے مقابل میں جان
 لڑائیں۔ راجپوت بہادر ہی اس میدان میں دایین بائیں سے درست
 ہو کر اس خوبصورتی اور نبد و بست سے لڑے کہ مسلمانوں کے جی چھوٹ
 چھوٹ گئے تب سلطان شہاب الدین بمصلحت وقت صورت شکست
 بنا کر پیچھے ہٹا دشمن نے پیچھا کیا اور جب جمعیت اونکی بے انتظام ہوئی تو دوسرے
 غول سے تازہ دم حملہ کیا مگر جمعیت ہندوؤں کی بے شمار تھی اسلئے اوس سے
 بھی مطلب نہ حاصل ہوا۔ جب ٹھیک دوپہر ہوئی تو رومی پر کھٹی لڑا ج

ایک سو پچاس راجہ اور مہاراجہ کو لیکر ایک درخت کے سایہ میں آیا سب نے
تلواروں کے قبضوں پر ہاتھ رکھ کر قسم کھائی اور ایک ایک پیالہ شربت کا
پی۔ پان کا بیڑہ منہ میں ٹکسی کی پتی زبان پر رکھ کر کیسر کے ٹھیکے پیشانیوں پر
دئے۔ ادھر سلطان شہا بدین بھی بارہ ہزار غلام خاص جنکے سروں پر
نوالہ دی خود جواہرات کے صررے پہنے ہوئے تھے اور نین لیکر جدا ہوا۔
اول خود تاج شاہی اور تار کفن سر سے باندھا۔ پھر شمشیر صفائی گسیٹ مین
اوسکا توڑ کر پھینک دیا۔ بادشاہ کا یہ حال دیکھتے ہی سب نے خود خو جیوں
میں ڈال کفن سروں پر لپیٹ لئے اور الہامی تلواریں کھینچے وارہیاں منہ
میں لے اس طرح جوش میں آکر تکبیر بلند کر کے حملہ کیا کہ یا تو اپنی جگہ جگے کھڑے
تھے یا پلک مارتے ہی خاص صررے کے قلب لشکر میں جا کر وہ جان و ہار ہو گئے
اور جو جو لشکر ادھر اور دھر لڑ رہے تھے وہ بھی وائیں بائیں زور دیکر
گئے۔ اس گنسان کارن بڑا کہ دم کے دم میں ہزاروں کا کھیت پڑ گیا۔
اگرچہ راجپوت تلوار یوں نے بڑا سا کہا کیا مگر انجام شکست کھائی۔ کمانڈی را
میدان جنگ میں بہادری کا حق ادا کر کے زندگی کے بوجھ سے سبکدوش
ہوا۔ اسے پتہ تو رادریا سے سرسوتی کے کنارے گرفتار لشکر سلطانی
ہو کر مارا گیا۔ تمام فوج دشمن پریشان ہو گئی فوجیاب سپاہی شام تک قتل و
غارت میں ہاتھ رنگتے رہے بادشاہ نے راتوں رات لاہور اور غزنوی
فتحنامہ روانہ کر کے اوسکے دوسرے دن لشکر کا انتظام کیا اور آگے روانہ
ہوا بعد ازاں اجمیر کو جو دار السلطنت راجہ کا تھا فتح کرتا ہوا دہلی میں آیا

مگر ادھر ہی کے راجاؤں کو تاج بخشیاں کرنا کچھ اپنی حاکم اسلام بٹھانا ہوا وہلی میں آکر
 اپنی طرف سے قطب الدین ایبک جو غلام باؤفا اور اس وقت فوج شاہی کا
 سردار اعظم تہاشہرین نائب سلطنت کر کے وہلی سے لاہور اور لاہور سے
 غزنی پہونچا۔ اسکے بعد کوہ جوہ کے مفسدون نے فساد برپا کیا سلطان نہایت
 دہان گیا اور اونکو سزا دی جبے ہان سے واپس آیا راستے میں بمقام ایک
 چند مفسد قوم کہ سگر رات کے وقت شاہی خیمہ میں قابو پا کر چپ رہے
 اور سلطان کو بحالت خواب جام شہادت پلا دیا تیس سال سلطنت کی
 شہادت میں شہادت پائی ہندوستان کی تاریخوں میں اسکا نام علاء الدین
 ہی درج ہے مگر دراصل مغل الدین نام تھا اور شہاب الدین خطاب۔
 غرض کہ اس ایک ہی لڑائی سے سلطنت اسلامیہ ہندوستان میں قائم اور
 اور مستحکم ہو گئی۔

اور خاندان غزنویہ و خاندان غوریہ کے جتنے بادشاہ گزرے ہیں اور اسکے
 بعد جتنے بادشاہ ہند میں گزرے ہیں اسکے اسماء ذیل میں یہ ناظرین
 کر دئے جاتے ہیں۔

نقشہ ششم اسمانی سلاطین خاندان غزنویہ

شمار	نام شاہان	تاریخ ولادت	سنہ جلوس		تاریخ وفات	سنہ سلطنت	کیفیت
			سنہ	جلوس			
۱	شہاب الدین	۱۱۷۱	۱۱۷۱	۱۱۷۱	۱۱۷۱	۱۱۷۱	کیفیت
۲	شہاب الدین	۱۱۷۱	۱۱۷۱	۱۱۷۱	۱۱۷۱	۱۱۷۱	کیفیت
۳	شہاب الدین	۱۱۷۱	۱۱۷۱	۱۱۷۱	۱۱۷۱	۱۱۷۱	کیفیت
۴	شہاب الدین	۱۱۷۱	۱۱۷۱	۱۱۷۱	۱۱۷۱	۱۱۷۱	کیفیت
۵	شہاب الدین	۱۱۷۱	۱۱۷۱	۱۱۷۱	۱۱۷۱	۱۱۷۱	کیفیت
۶	شہاب الدین	۱۱۷۱	۱۱۷۱	۱۱۷۱	۱۱۷۱	۱۱۷۱	کیفیت
۷	شہاب الدین	۱۱۷۱	۱۱۷۱	۱۱۷۱	۱۱۷۱	۱۱۷۱	کیفیت
۸	شہاب الدین	۱۱۷۱	۱۱۷۱	۱۱۷۱	۱۱۷۱	۱۱۷۱	کیفیت
۹	شہاب الدین	۱۱۷۱	۱۱۷۱	۱۱۷۱	۱۱۷۱	۱۱۷۱	کیفیت
۱۰	شہاب الدین	۱۱۷۱	۱۱۷۱	۱۱۷۱	۱۱۷۱	۱۱۷۱	کیفیت

۱	امیر التیگین								
۲	امیر ناصرالدین سبکتگین					نادر			
۳	امیر اسمعیل بن ناصرالدین سبکتگین					محمد بن ناصر			
۴	سلطان محمود بن ناصرالدین سبکتگین					سلطان محمود			
۵	سلطان محمد سلطان محمود								
۶	سلطان مسعود سلطان محمود								
۷	مودود بن سلطان مسعود								
۸	عبدالرشید بن مسعود بن محمود								
۹	فرخ زاد بن مسعود بن محمود								
۱۰	ابراہیم بن مسعود بن محمود -								
۱۱	مسعود بن ابراہیم بن محمود								
۱۲	ارسلان بن مسعود بن ابراہیم								
۱۳	بهرام شاه بن مسعود بن ابراہیم بن مسعود								
۱۴	خسرو شاه بن بهرام شاه بن مسعود بن ابراہیم -								
۱۵	خسرو ملک بن خسرو شاه بن بهرام شاه								

تقسیم مملکت سلطانی غنیمت کے متعلق جنہوں نے ہندوستان کی ویرا میں سلطنت کی

۱	سلطان علاء الدین حسین بن سوز					اسنے غزنین میں قتل عام کا شہر کو ایک لگا دئی بعد اس خون ریز فوج قتل ہوا کئی ایک علما قید میں لایا۔
۲	ملک لسف الدین بن علاؤ الدین جسٹان سوز	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰	یہ بادشاہ ہم دلی نزم مزاج تھا سردہی سال کی حکومت کے بعد ابو العباس سپاہی لاکھ کر آئے قتل کیا۔
۳	ملک غیاث الدین ابوالفتح بن محمد سام	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰	علاء دہرستان داور دگر ہندو اذغیسر ہرات و سیستان و خراسان تک قبضہ کیا اور سپہ سالار لاکھ کر آئے قتل کر دیا۔
۴	سلطان میر الدین بن یام الملک شہاب الدین	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰	اس نے ہند پر چڑھائی کی پہلے ملتان پر ہوا پہلا ہوا در پر پئی راج عرف راہ ہوا لڑا اور فتح والا راجہ مطیع ہوا۔ اور ہندو میں سلطنت اسلہ سب قایم ہوئی۔
۵	سلطان غیاث الدین محمد سام	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰	ابو اسحاق شہاب الدین فیروز کوہ کے تحت ملتان ہوا غور و خراسان و غزنین ہندوستان میں خطبہ دے سکے اسکا جارجی تھا۔
۶	سلطان بہاؤ الدین بن محمد بن غیاث الدین					و اس نے ہرات کے کچھو کے خواہر روم پاس پہنچا دیا ہماں دریا میں غسرق کرایا گیا۔

۷	علاء الدین بن سلطان علاء الدین جسین جہا سعودی						خوارزم شاہ کی مدد سلطنت بائی جہاں حکومت کی تاج الدین شاہ غزنوی کی لڑائی میں قتل ہوا اور غور کا ملک خوارزیوں نے ملے لیا۔
۸	سلطان تاج الدین یلدوز غوری						یہ زرخیز غلام شاہ با الدین غوری ہوا اور کمال و کمال دیوران وغیرہ غلامہ جات تفریح دریاچہ سند پر حکمران تھا اور سردار سانی سفر نہیں اس کے ذمہ ہے اس کے بعد غزنی میں عملداری ہو گئی۔

نقشہ ہشتم سلطانین غزنیہ کا جو بامیان میں سلطنت کرتے رہے

۱	فخر الدین مسعود غوری						سلطان غیاث الدین محمد بن سام کا چچا تھا اور طخستان کا علاقہ بھی اس کے تحت تھا جس وقت تاج الدین زنگی و مالدین علی اس کے بیٹے تھے
۲	ملک شہنشاہ الدین بن فخر الدین مسعود						اس نے ملک کو وسیع کیا بلخ و بلقان و خیشان کو لیا جب عبد یونکی مہم سلطان شاہ بن ابیہ سلان پر ہوئی تو مردہ بن جا کر باؤ الدین ظفر کو جو بھائی افراوین تھا قتل کیا غیاث الدین خطا سلطانی لیا
۳	ملک بہادر الدین شمس الدین	مضامین	۴				یہ بادشاہ مہربان علما و فضلاء کا قدر دان تھا امام فخر الدین رازی نے علم صرف میں رسالہ لکھا اس کے نام پر لکھا جس کو صرف بہاؤ کہتے ہیں

ملک	جلال الدین	شیر الدین	غوری	۲
۱	۲	۳	۴	۵
۶	۷	۸	۹	۱۰
۱۱	۱۲	۱۳	۱۴	۱۵
۱۶	۱۷	۱۸	۱۹	۲۰
۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵
۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰
۳۱	۳۲	۳۳	۳۴	۳۵
۳۶	۳۷	۳۸	۳۹	۴۰
۴۱	۴۲	۴۳	۴۴	۴۵
۴۶	۴۷	۴۸	۴۹	۵۰
۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵
۵۶	۵۷	۵۸	۵۹	۶۰
۶۱	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵
۶۶	۶۷	۶۸	۶۹	۷۰
۷۱	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵
۷۶	۷۷	۷۸	۷۹	۸۰
۸۱	۸۲	۸۳	۸۴	۸۵
۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰
۹۱	۹۲	۹۳	۹۴	۹۵
۹۶	۹۷	۹۸	۹۹	۱۰۰

نقشہ نم سلاطین غلامان غوریہ کے متعلق جو ہندوستان میں مانروا رہی ہیں

ملک	ناصر الدین	قباچ	۱
۱	۲	۳	۴
۵	۶	۷	۸
۹	۱۰	۱۱	۱۲
۱۳	۱۴	۱۵	۱۶
۱۷	۱۸	۱۹	۲۰
۲۱	۲۲	۲۳	۲۴
۲۵	۲۶	۲۷	۲۸
۲۹	۳۰	۳۱	۳۲
۳۳	۳۴	۳۵	۳۶
۳۷	۳۸	۳۹	۴۰
۴۱	۴۲	۴۳	۴۴
۴۵	۴۶	۴۷	۴۸
۴۹	۵۰	۵۱	۵۲
۵۳	۵۴	۵۵	۵۶
۵۷	۵۸	۵۹	۶۰
۶۱	۶۲	۶۳	۶۴
۶۵	۶۶	۶۷	۶۸
۶۹	۷۰	۷۱	۷۲
۷۳	۷۴	۷۵	۷۶
۷۷	۷۸	۷۹	۸۰
۸۱	۸۲	۸۳	۸۴
۸۵	۸۶	۸۷	۸۸
۸۹	۹۰	۹۱	۹۲
۹۳	۹۴	۹۵	۹۶
۹۷	۹۸	۹۹	۱۰۰

مولا الدین
بن بقرخان
بن سلطان
غیاث الدین

سلطان

ملین کی وصیت کے برخلاف امرائے کیقباد بن
بقرخان کو بادشاہ بنایا مگر عیش و عشرت میں پڑ گیا
اس لئے اس کا بیاب جو کن کا حاکم تھادہلی میں آیا اور اس کا
انتظام کرنا چاہا مگر اس نے باجوہل ہو کر اس کا قتل کر دیا
آواہ ہوا اس لئے وہ واپس چلا گیا اور پھر اس کے بیٹے کیقباد کو
فوج ہو گیا اور امرای مغل نے کیونٹ اس کے بیٹے کو قتل کر دیا
اور امرای مغل نے اس کو مٹی کے مار ڈالا۔

نقشہ دہم سلاطین خلیجہ کے متعلق جو ہندوئین فرمانروا رہے

سلطان
جلال الدین
فیروز شاہ خلجی

جلال
فیروز شاہ خلجی

کیقباد آخری بادشاہ غوریہ غلاموں کی سلطنت کا
جب قتل ہوا تو ۶۹۰ھ میں دہلی کے تحت پربرہ
کی عمر میں بیٹھا۔ پہلے پشمالی کا نائب ناظم تھا لیکن چچا
دیو گڑھ کا راجہ دہلی پر چڑھ آیا تھا شکست کھا کر ہجرت
کھلا۔ ۷۹۳ھ میں چنگیزی لشکر نے تانار میں آکر
غارت بن کر دہلی کا بادشاہ خود جا کر ادھو شکست
دی مغلون کا سردار سلطان باس آکر سلطان ہوا
علاؤ الدین اپنے داماد کو دیو گڑھ کی مہم پر بھیجا وہ
جا کر بہت راجہ کو ہٹا ایک جہاز سے بارہن ہوئی وہ
الماشہر و یافوت ہیشہا سے جانی ملا۔ آخر میں علاؤ الدین
نے بطبع سلطنت بحالت بلاموت قرآن شریف اس کو نصیب کر ڈالا
مرنے تک نجات حلیم و رحم تھا۔

<p>۲</p> <p>سلطان علاء الدین خلجی</p>	<p>۱۲ سال</p> <p>۱۲ سال</p> <p>۱۲ سال</p> <p>۱۲ سال</p>	<p>یہ دست پرورہ دیوار اور زاوہ دو امام جلال الدین تھا۔ گجرات پر شکست کی اور فتح پا کر سوم نامہ کابرت دہلی میں لاکر دیا۔ جد چیمبر دے زینتور کر قرار ہو کر قتل ہوا اور راجہ رتن سین دے زینتور کی رانی پر عاشق ہو گیا تو اسکا نامہ مارا گیا اور رانی کو جل کر مرنے کی۔ ملک تھکانہ کو کس کا علاقہ سمندر کے کنارے فتح کیا کر ناکس کے برے بڑے بڑے گرائے۔ ماکا کا انتظام اچھا کیا کا فور نام امیر نے زہر دیا مرنے والا =</p>
<p>۳</p> <p>سلطان شہاب الدین سلطان علاء الدین</p>	<p>۱۲ سال</p> <p>۱۲ سال</p> <p>۱۲ سال</p> <p>۱۲ سال</p>	<p>یہ بادشاہ ۱۲ سال تھا اسنے کار نور مدار امام بنائے شہزادہ بہادر کو قید کر لیا خضر خان اور شاہی خان دو شہزادہ کو لے کر دیا پتہ مینے کے بعد تمام امر کا فور سے نکال دیا اور اسکو قتل کر کے سلطان کو مہر دل کر دیا</p>
<p>قطب الدین مبارک شاہ علاء الدین خلجی</p>	<p>۱۲ سال</p> <p>۱۲ سال</p> <p>۱۲ سال</p> <p>۱۲ سال</p>	<p>یہ قید سی جیو کیا بادشاہ ہوا سلطنت کے قیام کے بعد اسنے حسن نام ایک رزمی کو خضر خان خطاب کیا وزیر بنایا کجوات اور کس کی حکومت اور سکودی اسکی تخت سے شہاب الدین مودول خضر خان شاد بجان بہادر قتل کر دیا اسکو رام نے کافر قری پر کر باندہ لی اور چاکر بادشاہ قتل کر کے خود بادشاہ ہوا اس زاوہ پر غرہ حبس کی کی وقت جائز خان پر اور خود کو شک نہ راستہ نہیں آیا اور بادشاہ کو قتل کیا اور اسی رات تمام امر دولت کو بھی مار ڈالا اور ملک اسکی بیوی با فرخان ملک شہزادہ کو قتل کر دیا۔ خبر پا کر غازی الدین کو چاہا با اتفاق بہادر خان کم لہاں چڑھا اور اس کو قتل کر دیا =</p>

نقشہ یازدہم سلاطین تعلیقہ کے متعلق جو دہلی کے تخت پر فرمانروا

غازی الملک غیاث الدین تغلق شاہ	۱۰۸۰	۱۰۸۰	یہ بادشاہ غیاث الدین بلبن کا ترکی غلام تھا خیر و خان مبارک شاہ کے قاتل پر غالب کر اس کو سلطنت پائی جنگال کے سفر سے واپس آیا ایک کوشک نو تیار کی چیت کے بیچے دیکر مر گیا۔ بدو عا سے حضرت نظام الدین محبوبا کے۔
الغ خان محمد شاہ السو یہ فخر الدین سلطان تغلق	۱۱۰۰	۱۱۰۰	یہ مسرف فصول خرچ متزلزل مزاج تھا دکن کی غیر ملک پر قابض رہا اور چین پر بھی جرٹ مائی کی تھی۔ دہلی کو ویران کر کے دکن میں دیوگیر آباد کیا اور اسکا نام دولت آباد رکھا۔
ملک فیروز ملک حبیب الغیاث بسلطان فیروز شاہ تغلق	۱۱۰۰	۱۱۰۰	سلطان محمد تغلق کا پوتا زادہ لبیب لاہی سلطان کے یہ بادشاہ ہوا۔ قلعہ فیروز آباد و حصہ دار و غیر میں قلعہ بنوایا ۴۰۰۔ جامع مسجد۔ ۳۰۰ مدرسہ۔ ۲۰۰ خانقاہیں۔ ۲۰۰۰ پل۔ ایک نہر میں ایک سو کوشک۔ ایک سو پچاس حمام پانچ دارالشفا (۱۵۲) قیصری (۵) بڑی مینار (۲۵) مسجد (۱۰) کونین ڈامی سویا بنوایا۔
سلطان علی خان بن فیروز بن فیروز شاہ یادشاہ تغلق الغیاث الدین	۱۱۰۰	۱۱۰۰	یہ فیروز شاہ کا پوتا حسب الوصیت اس کے بادشاہ ہوا محمد خان اپنی چھ بیویوں پر فوج کسی البو بیک اپنی بہائی کو قید کر لیا مبارک پر کل مدار حکومت چھوڑ دیا خود عیش عشرت میں گیا اس لئے امر او دولت ناراض ہو گئے اور سب ملکر میں اس کو قتل کر ڈالا۔

۵	ملک ابو بکر بن فتح خان بن فیروز شاہ بادشاہ برادر الدین تغلق						رکن الدین میرالامرانے قید سے نکال کر بادشاہ کیا مگر اسے چند روز کے بعد ہی رکن الدین کو قتل کر دیا اسپر امیر صمد ہا حاکم سامانہ نے اس کے برخلاف ملک فیروز کو جائیدہر میں تخت نشین کیا اور دہلی میں گرجا حاصرہ کر لیا یاو کے مقابلہ سے شکست کھا کر بھاگ گیا
۶	محمد شاہ بن فیروز شاہ باربک تغلق	۱۰۰۰	۱۰۰۰	۱۰۰۰	۱۰۰۰	۱۰۰۰	ملک صمد ہا وغیرہ غلامان فیروز شاہی کے سہی سے اسے پاؤں لگے خندانہ کے پورائے ساتھ اس کی بھیدگی ہو گئی اور بہت امیر بھاگ کر کوئلہ مہوات میں بکری کے پاس چلے گئے باقیمانہ کے لئے حکم دیا کہ تین روز میں چلے جائیں ورنہ قتل ہوئے چنانچہ اکثر چلے گئے اور باقیماندہ قتل ہوئے اور شہزادہ ہمایون بوبکر کے مقابلہ کو روانہ ہوا عندالمقابلہ ابو بکر پکڑا گیا فوج کے مفسد و نیکو بھی اسے دیا پنجاب کے مفسد کی سرکوبی کی۔
۷	سلطان ہمایون الحی علیا علیہ السلام سکندر شاہ بن محمد شاہ	۱۰۰۰	۱۰۰۰	۱۰۰۰	۱۰۰۰	۱۰۰۰	اس بادشاہ نے تخت نشین ہو کر صرف ایک ہی ماہ سولہ روز سلطنت کی پھر انتقال ہو گیا۔
۸	سلطان ناصر الدین محمد شاہ بن سلطان محمد شاہ تغلق	۱۰۰۰	۱۰۰۰	۱۰۰۰	۱۰۰۰	۱۰۰۰	شہزادہ مرین سلطان محمود گریا تو اس کا بیٹا دوتخان تخت نشین ہوا اور سپر خضر خان ناظم دیالپور وغیرہ غالب آیا اس کو تخت سے اتار کر خوبادشاہ ہو گیا اور سلطنت تغلقیتہ کی ختم ہو گئی۔

نقشہ دوازدهم شاہان خضر خانیہ کے متعلق جو دہلی میں بادشاہ رہے تھے

خضر خان بن سلیمان	۵۱۲ سال	۵۱۲ سال	۵۱۲ سال	یہ بادشاہ قوم کا سید تھا ملک میں ان خان امیر بارہ پور و دہلی نے اسکو تہنی بنا کر لایا امیر تیمور اور اسکی حُسن و خدایہ خوشی پنجاب کا ملک سکوریا آخر یہ دونوں خان بن محمود شاہ تعلق پر غالب آیا اور دہلی کے تخت پر بیٹھا خطبہ و سکر شاہ رخ میرزا بن تیمور کے نام جاری کیا اسکے وقت انظام سلطنت اچھا رہا۔
مبارک شاہ بن خضر خان	۵۱۲ سال	۵۱۲ سال	۵۱۲ سال	اسکے وقت جسرت لکھنؤ لکھنؤ کے بھائی نے پنجاب کا ملک لیا دہلی کا ارادہ کیا سلطان شاہ لودی حاکم سرہند کو مغلوب کر کے بڑھا سلطان فتح دہلی پر مقابلہ کیا اور شکست دیکر لکھنؤ کے علاقہ میں ہونچا و تمام و کمال اور جاڑ دیا بہر لاہور میں آیا اور دوبار آباد کیا چونکہ جسرت کے خارت سے بہر لاہور میں چکا تھا سلطان کے جانکے بعد جسرت بہر آیا اور راجہ مہون کو مار ڈالا لاہور و دہلی پر قابض ہو گیا۔ شیخ علی مثل حاکم کابل بھی مہون لشکر چلا لیکر آیا اور تمام علاقہ فتح لو لکھنؤ پر باد کر دیا سلطان بہر آیا اور شیخ علی کو شکست دی اور جسرت ہمال گیا اور بعد انظام دہلی کو متحد کی مگر چاہی بہر جسرت دو نوں بہر آئی تو سلطان بہر آیا امیر زمانہ قبا میں دیر تک گیا برادر شیخ علی کو قتل و شہادت میں قید کر دیا اور اسکے کو نوہ راہ لیکر دہلی آیا آخر چھو کر دربار مبارک آباد کی جامع مسجد میں ملک سرور دزیر کے ہاتھ سے قتل ہوا۔

سلطان
محمد شاہ
بن فرید خان
جعفر خان

۳۱۱

ابتدا سلطنت میں یہ بادشاہ سے نام تھا ملک سرور وزیر دارالکھانہ
اور مختار عام تھا وزیر بہت امرا و قتل کی بہتر قید کر کے آخر سے ملک اور
ناظر اور سلطنت کا اختیار سلطان پایا ۱۵۸۵ء میں سلطان پنجاب جاکر
جسٹ ملک کی تخریب میں سخت کوشش کی اور علامہ لٹا اس کی قوم کو مارا
انہیں دینے میں قلعہ لنگاہ میں ملتا نہیں خرچ کیا اور سلطنت علی قاہرہ کر لی
اور سلطان محمود دلی ہاتھ لنگہ دلی پر چڑھا یا بھلول کو دلی
مقابلہ سے شکست کھائی چلا گیا اس خدمت کے عوض سلطان
نے نظامت پنجاب کی بھلول کو دی اور سب سے جبر کنگرہ سے
صلح کر لی اور افغانی فوج بہرہ کی کر کے بطح سلطنت دلی
پر حملہ آور ہوا نا کامیاب رہا مگر کل صد یہ سلطنت منحرف
ہو گئے بادشاہ ۱۵۹۰ء میں مر گیا۔

سلطان
علاء الدین
شاہ عالم
بن سلطان
محمد شاہ

۳۱۲

اس بادشاہ کی سلطنت نے کچھ دنوں پہلی بخیر دلی اور بدادون کے
قبضہ میں کوئی ملک باحسام الدین حمید الدین ازرقاق سے کو بھی
چھوڑ دیا بدادون میں سکونت کی اسکے چچا اور نہوں نے بادشاہ کا نہر اندھ لیا
شہزادوں کو تنگ کر قلعہ سے نکال دیا حمید خان بھلول کو دی کو پنجاب
سے بلایا جب آچندر و حمید خان کی متابعت میں رہا پھر اسکو
قید کر لیا اور بادشاہ کو دلی میں آئیے لے لکھا اور سب جواب
دیا کہ مجھ کو پرگنہ بدادون ہی کافی ہے سلطنت جانے اور تم جانا
چنانچہ بادشاہ اپنے زیست تک بدادون میں رہا ۱۵۹۳ء
میں مر گیا۔ سلطنت خاندان سادات خضر خانیہ
ختم ہو گئی۔

سلطان

ابراہیم بن

سلطان

لودی۔

سکندر کے بعد یہ بادشاہ ہوا اور جون پوری
 حکومت اپنی چھوٹی بھائی جلال خان کو دینی مگر پھر
 ناراض ہو گیا اور اس پر فوج کشی کی وہ بکرا بیت
 والی کو الیاء پاس بھال گیا اعظم ہایون مدہ لشکر اور
 گرفتار کیو گیا تو اس نے مالو کی کارستہ لیا آخر
 محکم گوڑ روانہ بنے اس کا سر کاٹ کر بھیج دیا جب
 کوئی مدعی نہ رہا تو سلطان بڑے غور میں آیا پھلے
 اپنے خیر خواہ وزیر ایمان تہو کو قتل کیا اور
 چند امراء کو قید کر دیا اعظم ہایون کو گوالیار سے
 بلایا اس پر اسلام خان بن اعظم ہایون نے نانا پور
 اور چٹا خان ولد دریا خان سے بھاری من اور
 دولت خان لودی نے پنجاب میں بغاوت کی اور
 حسب الطلب دولت خان کے شاہ بارو الیاء
 پھلے پنجاب پر تصرف کیا پھر دہلی کو آیا سلطان ابراہیم
 ایک لاکھ فوج کے ساتھ پانی پت کے میدان میں
 بابر کے مقابل ہوا اور باوجود کثرت فوج شکست
 کھائی اور قتل ہوا اس سے ۹۳۰ میں اس غلام کی سلطنت تمام

نقشہ جہاد شہان افغانی کے ذکر میں جو ہند میں بادشاہ رہے

	شیر شاہ سور افغان		۵ سال امارت - ۵ سال بادشاہت - ۹۵۲	راشتر و اس کی تاریخ ہے تقلید کا جو بر وقت دریں ماردار و شہزادہ کی گائی اور ہندو کی گائی	پہلے اس نے پنجاب میں جا کر قلعہ ہرناس کا بنوایا پھر راجہ پورن چند پر شکر کشی کی پہلو بہ مال دیو و حاکم اجسیر و جو دہ پور و میٹھ پر فوج لے گیا اور غالب آیا چوری اور رہزنی کی بیخ نکلوادی ہند میں کین بہت بنوائیں وہاں تعمیر کرائے مسافروں کی سہولت کے اخراجات خزانہ شاہی کے مقرر کیا ملک کو رونق دی۔ پندرہ سال امارت - پانچ برس بادشاہت کی۔
۲	جلال خان ^{طوب} بن شیر شاہ افغان	۹۵۲ - ۹۵۴ ۵ برس - ۱۰۱۰			شیر شاہ کے مرنے کے بعد عادل خان بڑا بیٹا اور رشتہ ور میں تھا امراؤ نے مصلحت اس کو کہ چھوٹا بیٹا تھا تخت نشین کروا دیا جب وہ آیا تو اوس نے بھی اس کے تخت نشینی پر رضامندی ظاہر کر کے بیان کی طرف چلا گیا مگر اسکے تسلی نہ ہوئی اوس کو گرفتار کر کے فوج سور کی عادل خان نے خواص خان حاکم سیوا کو مدد پر بلایا اور جنگ کیا آخر شکست پائی۔ اس بات پر امراء و شہزادے اس ناراض ہو گئے پھر پہلے بیٹ خان و اعظم ہمایوں حکام پنجاب کے لیاوت کی

<p>اور سکر دتورع میں آتے پھر شجاعت مہمان نالوہ میں ہنگامہ پرداز ہوا سلطان آدم خان رہنیں کھلڑوں کا بھی سہرہ نہایت آیا۔</p>									
<p>پھر پادشاہ خور و سالی میں تخت پر بیٹھیں ہوا لیکن تین روز کے بعد مبارز خان المخاطب بجا دل شاہ بن نظام خان افغان اسکے مامون نے اس کو پکڑ کر قتل کر ڈالا۔</p>									<p>۳ میرزا شاہ بن مشیہ افغان</p>
<p>یہ شخص نچے ہمشیر زادہ کو قتل کر کے خود بادشاہ ہوا اور شمشیر خان غلام زادہ کو وزارت دی۔ ہیمون ایک ہندو کو مدار المہام بنایا اسپر امرا و دولت و حکام اس طرز عمل سے مانوش ہو گئے تھے۔ پھر احمد خان برادر زادہ و دادا شیر شاہ کا تہا پنجاب میں سکندر شاہ خطاب پا کر پادشاہ ہوا ابراہیم خان خسروہ عادل شاہ کا بھی ہو گیا اور بھیہ نوبت چھوٹی کہ سکندر شاہ علی قزاق ہو گیا وریاے سند سے لیکر گنگ تک و سکی عملداری ہوئی اور اگرہ پر بھی حمل ہوا بالآخر ہمایون بادشاہ نے کابل سے پندرہ ہزار سوار کے ساتھ آکر ہند پر قابض ہو گیا۔</p>									<p>۴ مبارز خان المخاطب بجا دل شاہ بن نظام خان افغان</p>

نقشہ چادہم شاہان افغانی کے ذکر میں جو ہندوین بادشاہ رہے

شیر شاہ سور افغان	۱	۵۱ سال امارت - ۵۲ سال بادشاہت - ۹۵۲	پچھلے اس نے پنجاب میں جا کر قلعہ بہمناس کا بنوایا پھر راجہ پورن چند پر لشکر کشی کی پھر ملہ دیو و حاکم اجمیر و جودہ پور و میرٹھ پر فوج لے گیا اور غالب آیا چوری اور رہزنی کی بیخ نکلوادی ہند میں عین بہت بنو امین مہمان تعمیر کرائے مسافروں کی سہولت کے لئے اخراجات خزانہ شاہی کے مقرر کیا ملک کو رونق دی۔ پندرہ سال امارت۔ پانچ برس بادشاہت کی۔
جلال خان ^{طرب} خان ^{الخی} سلیم خان بن شیر شاہ افغان	۲	۹۵۲ - ۹۶۰	شیر شاہ کے مرنے کے بعد عادل خان بڑا بیٹا اور رہو زمین تھا امراؤں نے مصلحتی اس کو کچھ ٹانٹیا تھا تخت نشین کروا یا جب وہ آیا تو اس نے بھی ایک تخت نشینی پر رضامندی ظاہر کر کے بیان کی طرف چلا گیا مگر اسکے نسلی نہوئی اور گزشتہ فوج امور کی عادل خان نے خواص خان حاکم سیوا کو مدد پر بلایا اور جنگ کیا آخر شکست پائی۔ اس بات پر امراء شاہی اس ناراض ہو گئے پچھلے بہت خان و اعظم ہمایوں حکام پنجاب کے لیاری

						اور جو کہ وقوع میں آئے پھر شجاعت مہمان نالہ میں نگارہ پردانہ ہوا سلطان آدم خان رئیس کھٹرون کا بھی ہمسرا ہوا آ یا۔
۳	نیر شاہ بن شیشاہ افغان	۹۹۰				پھر پادشاہ خور و سالی میں تخت پر بیٹھیں ہوا لیکن تین روز کے بعد مبارز خان المخاطب بجا دل شاہ بن نظام خان افغان اسکے مامون نے اس کو پکڑ کر قتل کر ڈالا۔
۴	مبارز خان المخاطب بجا دل شاہ بن نظام خان افغان					پھر شخص نپے ہمشیر زادہ کو قتل کر کے خود بادشاہ ہوا اور شمشیر خان غلام زادہ کو وزارت دی۔ ہیمون ایک ہندو کو مدار المہام بنایا اسپر امراء دولت و حکام اس طرز عمل سے ناخوش ہو گئے تھے۔ پھر احمد خان برادر زادہ و دارا شیر شاہ کا تہا پنجاب میں سکندر شاہ خطاب پاکر پادشاہ ہوا ابراہیم خان خسروہ عادل شاہ کا بھی ہو گیا اور بھیہ نوبت چھوٹی کہ سکندر شاہ علی قلی قابض ہو گیا وریا سند سے لیکر گنگا تک و سکی عملداری ہوئی اور اگرہ پر بھی حمل ہوا بالآخر ہمایون بادشاہ نے کابل سے پندرہ ہزار سوار کے ساتھ آکر ہند پر قابض ہو گیا۔

ہندوستان میں اسلام کے دو ستریزانہ و خانہ دان مغلیہ کا اجمالاً تذکرہ

مغلون کے مورث اعلیٰ کا مختصر حال مورث اعلیٰ اس قوم کا مغل خان اولاد یا فتیان

حضرت فوج علیہ السلام سے گذرا ہے۔ مغلون کی سلطنت کی ابتدا اور قیام کا

جلد ترقی پذیر ہو کر بہت پرل جانا تاریخی واقعات میں سے ایک بڑا عجیب ہے۔

جس زمانہ میں کہ غزنوی کی سلطنت پر زوال قدم بڑھتا تھا اور اسی عرصہ میں

ملک تاتار سے جو قدامتین اور کاناہم تھیا مشہور تھا اس جنگجو قوم نے خروج کیا اور تین

سالہ میں موز خان جسکو کوکر نام بڑے پیر اس قوم نے چنگیز نام یعنی خان اعظم

تھے شہنشاہ کا خطاب دیا تھا اپنی دانائی اور شجاعت سے قوم کا سردار ہوا اور تمام

تاتاریں اس کا تسلط ہو گیا اور اس نے بارادہ فیچر دوسرے ملکوں کے اپنے

فوج کو سپاہ گری کے فنون سے واقف اور آگاہ کیا جب فوج کی تعداد چھ لاکھ ہے

بھی زیادہ ہو گئی تب فتوحات ملک پر کمرباندھی بد فتح ملک خطا جو چین کی شمالی

اقطاع میں ملی ہے اس سبب سے کہ محمد شاہ خوارزم ملک افغانستان کا اور

خراسان نے مغلون کے وکیل اور چند سوداگران تاتاری کو قتل کیا تھا چنگیز خان

اپنی فوج کیلئے انتقام لینے آیا شاہ خوارزم نے پہلوائی ایک لشکر قلیل کے سرچوہ

چھوٹیکر بہر مقابلہ ہوا باہم سخت لڑائی ہوئی اور دیر تک دو نوپے مساوی رہے

آخر جب چنگیز خان کے حکم سے فوج مغلون کی ایک تازہ دم گروہ نے جو کمکیا

رکھا تھا غنیم کے ہار و سہرست پر حملہ کیا تب خوارزمی مقابلہ میں ناکام ہو سکے

الاجر بھی باثر عام صف بندی پیچھے کو سہٹے اور بہت سپاہ کام آئے اس کشت کے

بعد سلطان محمد شاہ کی موت توٹ لئی تھوڑی تھوڑے مقابلہ کے بعد چنگیز خان چورہ
مقامات مفتوح کرتا ہوا شہر بخارا کے قریب جا پھونچا۔

حال قتل غارت بخارا اور سولہ ماہ محرم میں چنگیز خان اور نوے خان فرزند
خود تے بخارا کا محاصرہ کیا اور شہر والوں نے اس شرط پر امان پائی کہ وہ کل اپنا مال چنگیز خان
کو دیدین مکانات چھوڑ جائیں خوارزم شاہی نوکروں کو پکڑو این مگر بوقت دریافت
ظاہر ہوا کہ لوگوں کے تہہ خانوں میں خوارزمی چھپے ہوئے ہیں اس لئے تمام شہر میں
آگ لگا دی گئی جب جل چکا تو خاکستر کو دکر دینے نکلے آئے گئے قلعہ گرا یا گیا لوگ خان وغیرہ
امراے خوارزم شاہی قتل ہوئے اس عہد کے بعد بخارا مدت تک ویران رہا اور
ادگتا خان اس کے فرزند کے عہد میں وہ بار آباد ہوا۔

حال قتل وغارت جندجہند اور گتائی خان و چغتائی خان فرزندان چنگیز خان
انزار پھونچ کر شہر کا محاصرہ کیا غایر خان جس نے تاتاری سوداگر قتل کئے تھے محصور
ہوا جب دس ہزار سوار اور قراچہ حاجب خوف کے مارے تاتاریوں سے جا ملا اور
قتل ہوا جب شہر فتح ہوا پانچ لاکھ آدمی شہر کے قتل ہوئے مکانات جلائے گئے
غایر خان میں ہزار فوج کے ساتھ قلعہ میں محصور ہوا اون میں سے ہر روز پچاس
پچاس ہزار آدمی قلعہ سے باہر آتے اور لڑ کر جام شہادت پیتے جب سب مر چکے۔
تاتاری قلعہ میں داخل ہوئے اور غایر خان ایک برج کی چہت پر گہر گیا عورتیں
وکنیز کین ادسکی اینٹوں اور پتھروں کے ساتھ کتے روز تک لڑتے رہیں آخر غایر
گر قتل ہو کر جام شہادت پلا یا گیا اور قلعہ گرا دیا پھر تاتاری سمرقند کو گئے۔

حال قتل وغارت جندجہند جو جی خان جب لشکر لیکر استنباق میں پھونچا پلے مسمی

حسن حاجی سوداگر کو شہر والوں کے نہایتش کے لئے بھیجا اور انہوں نے جن کو بلوا کر ڈالا
 اسپر جو جی خان غضب میں آیا اور بہت جلد شہر کو فتح کر کے شہر والوں کو مار کر عمارتیں
 جلا دیں اسباب لوٹ لیا پھر یہہ لشکر آذر کند کو بڑھا انہوں نے اطاعت مان لی تو ان
 باقی پھر تاتاری اسس کو گئے قتل خان حاکم خند کا بھاگ گیا شہر والے باوجود بے
 حاکمی کے متمرّد ہوئے تاتاریوں نے شہرے لیا اور اہل شہر کو ایک جنگل میں لیجا کر
 قتل کر کے مکانات کو آگ سے جھونک دیا اسی مقام سے الاق تو بان خجند کو مامور
 ہوا وہ پھلے فناکت پھونچا ملک ملنگو وہاں کا حاکم تھا تین روز لڑتا رہا چوتھے روز
 شہر فتح ہوا مکانات جلائے گئے اہل شہر قتل میں آئے پھر الاق تو بان خجند میں
 آیا جہاں تیمور ملک بڑا چھلوان خوارزم شاہی دربار کا حاکم تھا وہ ایسے قلعہ میں جو
 دریا کے دو شاخوں کے اندر بنا ہوا تھا قلعہ بند ہوا مغلون کی ستر ہزار فوج نے
 قلعہ کو گھیر لیا تیمور ملک کشتیوں میں جنہر نمد کے پردہ تھے بیٹھ کر مغلون سے لڑا
 کرتا رہا مغلون کے گولیوں اور تیر بھیکے ہوئے نمدوں میں کارگر ہوئے اور اپنے
 ہزاروں ہی مغل قتل کئے آخر شش تھک گیا اور دریا کے رستے پہنچ گیا اور جان بکشت
 کئے گیا اور اس کے پیچھے مغلون نے شہر کو جلا دیا رہا قتل کر ڈالا مال لوٹ لیا
 حال قتل و غارت سمرقند چنگیز خان جب بذات خود سمرقند پہنچا ایک لاکھ دس
 ہزار تیر کمانی خوارزم شاہی فوج وہاں موجود تھی دو روز تک وہ میدان میں
 لڑتے رہتے تیسرے روز شہر میں محصور ہو کر لڑنے لگے اہل شہر اس وقت تین
 فریق تھے ایک خواہان جنگ تھے دوسرے اطاعت پسند تھے تیسرے بدحواسی
 میں مبتلا تھے آخر قاضی و شیخ الاسلام دونوں ملکر چنگیز خان کے روپر و گئے اور

اطاعت ظاہر کئے اور اپنے تابعینوں کی جان بخشی کر سنے اور سقت محمد الیہ من
 حاکم سمرقند کا ایک ہزار آدمیوں کے ساتھ چل نکلا اور غلجوں کا لشکر داخل شہر ہو گیا
 بائیس لاکھ آدمی قتل میں آیا اور مکانات جلا کر خاک کر دئے گئے صرف پنج ہزار
 آدمی قاضی و شیخ الاسلام کے تابعین جان برہم ہوئے دو لاکھ روپیہ نذرانہ دیا قلعہ
 ڈھا دیا گیا تین ہزار تھوڑے آدمی گز قمار ہو کر قتل کئے گئے۔

حال تاتاری لشکر کا جو ایران وغیرہ کو مامور ہوا۔ بعد فتح جہم سمرقند امیر بہتہ نوبان
 و سویداے بہادر و امیر قوچجر کی ماموری ایران کو ہوتی اور حکم ہوا کہ وہ سلطان
 خوارزم شاہ کو پکڑیں اور رعایا میں سے جو باطاعت پیش آوے ان پاسے
 ورنہ قتل کیا جائے پس بھ فوج بلغ و اسحاق ہوتی ہوتی ہرات میں آئی حاکم ہرات
 بتا بعت پیش آیا جتہ نوبان و سویداے بہادر نے نذرانہ لیکر امان دی جب وہ
 چلے گئے تو قوچجرا یا اور اس نے ہرات لوٹنے کا حکم دیا ناچار لوگ مستعد جنگ
 ہوئے اور لڑائی میں قوچجر مارا گیا فوج اس کی بھاگ گئی جتہ نوبان کے لشکر میں جا
 پہر یہ لشکر نیشاپور گیا اور نذرانہ معقول لیکر امان دی پہر جتہ نوبان اجون کے
 راستے مازندران گیا اور سویداے نے طوس کا راستہ لیا طوس میں پہونچ کر اس
 قتل و غارت سے ایک و قبیحہ نہ چھوڑا پہر راوگان گیا اور سرسبزی ملک دیکھ کر
 امان دی پہر ہوشان میں پہونچا اور خوب لوٹا پہر استقرائین کو نہہ و بالا کیا پہر دھوا
 جا کر قتل و غارت کی اور جتہ نوبان نے مازندران پہونچ کر لاکھوں آدمیوں کو مار ڈالا
 انکی تہر کو لوٹا اور جس قلعہ میں خوارزم شاہ کی والدہ اور اہل و عیال تھا وہ فتح کیا و نیز کو
 والدہ و اہل و عیال و شاہی قیدی میں لے آیا بے انتہا تاتاریوں نے خزانہ پایا

پہرے میں کیا وہاں سویداے کا لشکر بھی اوس کو آمارے میں شافیہ و خفیہ
 نہر سب والے اہل اسلام میں آپس ہی میں عداوت تھی شافیہ حاضر آئے اور
 نذرانہ دیکر درخمس کی کہ خفی سب قتل کئے جائیں چنانچہ نصف شہر قتل ہوا
 پہر شافیہ کو بھی اس خیال سے کہ یہ قتل پسند لوگ ہیں ان کو بھی قتل کر ڈالا اور
 شہر کو آگ لگا دی دو دن فریق ایک لاکھ سے زیادہ تھے۔ پہر جتہ نوبان
 ہمدان گیا اور سویداے قزوین کو آیا پہلے جتہ نوبان نے شہر قسم کا محاصرہ کیا اور
 باطاعت امان دی اور سویداے نے قزوین پہونچ کر پچاس لاکھ آدمی مارا پہر
 آذر بایجان میں پہونچ کر شہر زرخان کے تین لاکھ آدمی قتل کر ڈالا پہر روبیل کے
 لوگ مارے گئے اور شہر جلاد یا سراق والوں پر بھی عیسیٰ حادثہ برپا کیا تیسرے کا
 حاکم بجان پھلوان نے لڑائی میں شکست کھائی مگر نذرانہ دیکر رہائی پائی پہر یہ لشکر
 گرہستان گیا مراغہ شہر اور اہل شہر کو نیست و نابود کیا پہر مظفر الدین کو کرکی پر درش
 کی ولیکن وہاں دال نگلی اور وہاں سے ہٹ کر سنا کہ جمال لدین ایچہ نے ہمدان
 والوں کو اپنے ساتھ ملا کر فساد برپا کیا ہے اسلئے جتہ نوبان عراق میں آیا اور
 جمال الدین کو باوجود اطاعت ظاہر کرنے کے قتل کر ڈالا اور ہمدان کو آگ لگا دی
 اہل شہر کو مار ڈالا مال لوٹ لیا پہر دوبارہ تیسرے پہونچا اور نذرانہ معقول آئیک
 از یک جہان پھلوان کے بیٹے سے لیا پھر یہ لشکر مالک جوئی و سلماس و یلقان
 و خچوان میں گیا اور قتل و غارت حسب و لحواہ کے پہر شہر گنجہ سے نذرانہ لیا اور
 بارشانی گرہستان کا منج کیا اور لاکھ آدمی گرجی کے مارا پہر شروان کو لوٹا اور
 شیروان شاہ کو جو ایک قلعہ میں قلع بند تھا کہلا بھیجا کہ ہم تیرے ملک کے مزاحم

نہیں ہونے چاہتے ہیں کہ در بند کے رشتے منور شان کو چلے جائیں تم اپنے
 دو معتبر دوستی کے عہد نامہ کیلئے ہمارے پاس بھیج دو معتبرے تو ایک کو تو قتل کر دیا اور
 دوسرے کھا کر اگر تو ہم کو در بند کا رستہ بتلاتا ہے تو جان سے امان پا لیتا وہ بیچارہ ہمراہ ہو
 اور اسے سخت راہ سے جہان سے بچا اسکندر رومی کے گلیگا کذر نہیں بلکہ تاجہ بآسانی گذر گئے
 راہ میں بھی لاکھوں آدمی قتل کی گئی کوئی آبادی باقی نہ پڑی قچاق کے لوگ جو بمقابلہ پیش آؤں گے
 ناتاریوں نے شکست فاش کھائی آخر مجھ فریب کیا کہ تم اور ہم ایک ضرب آدمی ہیں اگر تم الانو کا سنا
 چوڑو تو ہم تم کو دلاکھ روپیے دیتے ہیں قچاقیوں نے دو لاکھ روپیہ لے لیا اور الانو کا سنا
 چوڑو واجب دو قومن میں نفاق ہو گیا تو مجھ بہت مجموعی دو نو پر جا پڑے اور قتل کر ڈالا پھر سر سودا
 میں خلیج قسطنطنیہ کے دریا کے کنارے پہنچا اور شہر کو لوٹ لیا وہاں گزر کر کچھ لشکر جنگین خان کے
 لشکر کے ساتھ ہو گیا۔

حال قتل غارت خوار خوار خوار کے مقام سے جوبی خان دختا خان منور خوارم کو مامور ہوا اور خوار خوار
 خراسان کو آیا جوبی خان شہر جرجانیہ راہ الامت خوارم کو محاصرہ کیا خوارم گھبرا کر لوگ بمقابلہ پیش
 آئے اور ایک کھڑی یاد اہل سلام قتل ہو گیا ناتاری شہرین داخل ہوئے شہر والے دو بار استعد ہوا داتا پور
 کو شہر سے نکال دیا پانچ مہینے کے بعد یہ شہر فتح ہوا اور چہرل کھ آدمی قتل ہوئے اور مکانات اور سازتین دیان
 اور کوئی دقیقہ ظلم و ستم باقی نہ پڑا چنانچہ شیخ نجم الدین کبری نے جو ایک نئی گرامی بزرگ تھی اسی جنگ میں
 شہادت پائی۔

احوال خورشید فرزند خورشید خورشید خورشید خورشید خورشید خورشید خورشید خورشید خورشید خورشید
 وہاں بھی حال گزرا چہر نکرت و سامان و بدیشان کو گیا اور آبادی کا نام چھوٹا پینچ میں چھوٹا بلخ کی آبادی
 اور رونق اسے معلوم ہو سکتی ہے کہ شہر کے اندر ہار سو باغ مسجد اور بار سو حمام اور پچاس ہزار گھر سادات و

علما و شایخ کے تھے بلخ والوں نے اطاعت ان کی مگر بطبع غارت کے وہ اطاعت نامنظور ہوئی آخر چوہ
 لاکھ آدمی ماری گئے شہر ٹوٹا اور جلایا گیا اس مقام سے تو لے خان خراسان کے قتل پر مامور ہوا اور خود جنگینہ
 طایقان کو لیا جو کہ وہ قلعہ کوہ قنبر پر بڑا مضبوط قلعہ تھا پانچ مہینے تک فتح نہ ہوا وہاں خبر چھوچی کہ
 سلطان جلال الدین کے جنگ میں مغلوں نے شکست کھائی اور نہاردن ماری گئی مین اسلئے جنگینہ خان
 عرسن کو روانہ ہوا پھلے اندراب میں چھوٹا اور شہر والوں سے ایک تنفس کی چھوڑا پھر بامیان میں آیا
 شہر کے لوگ بغاوت میں آئے چھ مہینے ایک شہزادہ چغتائی خان کے بیٹے مین سمارا گیا اس پر جنگینہ خان سخت
 غضبناک ہوا اور شہر کو فتح کر کے حکم دیا کہ اس شہر میں سے کوئی دی سوج باقی نہ چھوڑا جائے کتھری بلی چھوڑے
 وغیرہ تک سب مار جائیں جب یہ تعیل ہو چکی تھی کہ اگر کر میدان کر دیا اور جو بودی وہاں غزنے کی طرف
 راجعت کی اور سلطان جلال الدین کو شکست دی وہ دریا نہ سوات کر سندھ کو چلا گیا جنگینہ خان نے بلا
 نوبان امیر کو اس کو تعاقب میں بھیجا اور اس نے دریا سوات کر پنجاب دلا ہور وغیرہ کو خوب لوٹا اور موعادت
 حال قتل غارت خراسان ۔ تو لے خان خراسان مین داخل ہو کر چھ مہینے مین آفا خضر الملک ہان کے حاکم
 نے ایک لڑائی میں شکست کھا کر اطاعت منظور کی مگر منظور نہ ہوئی اور آخر چھ شہر مین سے صرف چار سو آدمی
 اہل شہر و کمال منتخب کر کے باقی ایک کڑوڑ تین ملکہ آدمی قتل کیے پھر شہر مین نذر بیہ منادی نہ لکھی کہ
 اب باقیانہروں کی جان بخشی ہو میرے دستے ہی نہاردن میں چھٹی کل آؤ اور چالیس ہزار کے قریب دوبارا
 قتل ہوئے جب معلوم ہوا کہ ان کے چلا گیا امیر کو شکست تھیں غوار زمی جوانی جان چھپا کر پھر ناخدا نی
 کے ساتھ اس طرح ہوئے شہر مین آ رہا پھر خبر سنکر نہاردن آدمی اور شہروں کے جگہ کے
 ہو چکی وہاں آمور موجود ہوا اور شہر دوبارا آباد ہو گیا یہ حال سنکر نخل پھر مرد پر چڑھ آئے اور ایک
 آدمی پکڑ کر مار ڈالے گئے اہل نوار پکڑ کا قول ہو کہ مرد کو کل رسنہ والوں مین سے صرف چار ہزار
 آدمی باقی رہے باقی سب قتل ہو گئے ۔

واقعہ قتل و غارت نیشاپور۔ اس بڑے شہر کے تخریب کے لئے قفا چارواک و چنگیز خان کا مامور ہوا
تھا عند المقابله مارا گیا اور نوے خان مردے نیشاپور میں آیا اور آتے ہی قیامت برپا کی اگرچہ اہل
شہر مدت تک لڑتے رہے آخر تنگ کر اطاعت منظور کی قاضی رکن الدین علی بن ابی اسیم کو بہت مال دیکر
بھیجا تو نے خان نے مال لے لیا قاضی کو شہید کر دیا تہمین سے خندق بھر کر بند رہا بعد نروبان شہر کی دلوں
پر چڑھا اے اور داخل شہر ہو کر کسی دیوان انسان یا حیوان کو قتل سے نہ چھڑا چنانچہ تعمیل حکم کل
قتل کر دیتے اور شہر ڈھا دیا گیا اور پانی چھوڑا گیا غلہ کاشت کر لیا گیا بارہ روز تک نیشاپور کے
کشتوں کا شمار ہوتا رہا سو اعرت اور بچہ کے ایک کڑوڑ سینا لینے ار آدمی مرد بالغ شمار میں تے
واقعہ قتل ہرت۔ شمس الدین محمد جانی خوارزم شاہی ایک لاکھ فوج کے ساتھ ہرات میں تھا تو نے خان
جب بھان آیا پھلے لڑائیں اکیہار سات سوغل قتل ہو دوسرے لڑائیں خرد شمس الدین نے شہادت
پائی اہل اسلام شہر میں محصور ہو کر لڑتے رہے آخر نوے خان لڑائی سے تنگ آیا اور اہل شہر کو
امان دی مگر شہر پر قابض ہو کر صرف بارہ ہزار آدمی ملازمان خوارزم شاہی قتل کئے گئے اور شہزادہ
ابو بکر کو اس نے حاکم شہر بنایا اور سنگتائی تاتاری کو سختہ مقرر کیا اور خود چل دیا چند ماہ بعد جب
تاتاریوں نے سلطان جلال الدین کے معرکہ سے شکست کھائی اہل ہرات کا خون پہر جوش میں آیا
حاکم اور کوتوال دونوں کو قتل کر ڈالا اور باغی ہو گئے چنگیز خان نے ایلچیکرائی امیر کو بھر ہرات پر بھیجا
شہر کا محاصرہ ہوا چہر ماہ تک برابر جنگ ہا لاکھوں مسلمان ہزاروں تاتاری کام آئے آخر فیصل شہر
پچاس گز لابی ایک طرف سرگرمی مگر محصوران شہر نے اسطوت سے مغلوں کو شہر میں داخل نہ دیا پھر تین
جمادی الثانی ۱۹۱۹ء جمعہ کے ہذا رختری برج تاتاریوں نے اوڑھ لیا اور شہر لے لیا سات روز میں
ایک کڑوڑ چھ لاکھ مسلمان شہید ہوئے شہر کو آگ لگائی اس کام سے فائدہ ہو کر ایچکرائی قلعہ کا لیون کو گیا اور
یہیچ شہر کے بہاگے ہوئے لوگ پھر آمو جو دیوسے اور صورت آبادی نمودار ہوئی پھر نصیر پاکر

ایلیچکداری نے پھر دس ہزار فوج کا دستہ ہرات پر بھیجا اور نہون نے اگر کچھ شہری اور کچھ
 دہقانوں کو گون گون کر تیار کر کے ایک لاکھ کی تعداد بنائی اور قتل کروایا غرض کہ ہرات کے رہنے
 والوں میں سے صرف سولہ آدمی کہیں چھپ چھپاتے بچے جنہوں نے پندرہ سال تک
 اسی ویرانہ شہر میں سکونت رکھی اور کل شہر کے مکانات سے صرف سلطان غیاث الدین کا
 مقبرہ مہاری کے سچا ہوا تھا اور اسی میں وہ رہتے تھے سولہ برس کے بعد اس شہر کو اوگتائی خان
 چنگیز خان کے پوتے نے پھیرا باد کیا۔

ذکر معاودت چنگیز خان بتاتا رہے۔ خوارزم شاہیوں اور اوگتائی خان کی سلطنت کو جب چنگیز خان نے
 چاہا کہ اب وطن کو جاوے معاودت کے وقت چغتائی خان و اوگتائی خان دونوں شہزادوں کو حکم
 دیا کہ تم غزنین و کابل و قندھار و سیستان و کچھ مکران و غیرہ شہروں کو جو سلطان جلال الدین
 کی جاگیر میں تھے ویران کر دو پس اوگتائی خان غزنین و کابل و ماوراء النہر و سیستان و غیرہ میں دو با
 گیا صد ہا شہر شہزادوں قصبہ گرد تھے لاکھوں آدمیوں کے خون بھاتے اور چغتائی خان مکران
 کو جا کر کابل تک پہنچا تمام ملک و جاڑ دیا قیدیوں کے اس کے لشکر میں بھی کثرت ہوئی کہ
 ایک ایک سپاہی کی تحویل میں نیل نیل قیدی تھے آخر وہ لاکھوں قیدی بکچم چنگیز خان قتل
 کئے گئے ۶۲۱ء کے آغاز میں چنگیز خان اپنے وطن میں چھوٹا اور سنا کہ شہزادہ قوچا حکم نکلت
 و قاشین نے پانچ لاکھ فوج جمع کر کے متعدد جنگیں بھیجے خبر پاتے ہی چنگیز خان ناگهان اوس پر
 جا پڑا اور تین لاکھ آدمی قتل کئے اس کا ملک لوٹ لیا پھر خواجہ نکلتش کو گیا اور وہاں کے حاکم
 مطلع کیا اس شخص میں جو جی خان شہزادہ مرگیا چغتائی خان و اوگتائی خان باقی رہے اور غزنین سے
 اوگتائی خان کو ولی عہد بنایا اور خود ماہ رمضان ۶۲۲ء میں مرگیا تہتر برس کی عمر پائی پچیس سال
 سلطنت کی یہ پادشاہ کسی دین یا مذہب کا پابند نہ تھا شہزادہ قوچا قوچا و کلواران تاتاریں اوسکی۔

دارالحکومت تھی خونریزی و سفاکی میں اسنحوہ نام پایا کہ قیامت تک اسکی خونریزی کا دم نہ
اہل جہان کے ورد زبانی رہے گا۔

فائدہ۔ شوکانی نے عقد الجمان میں لکھا ہے کہ سب پچھلے جس نے قوانین کفریہ ممالک اسلامیہ میں
داخل کیا ہے وہ چنگیز خان پادشاہ تار تھا۔ یہ لوگ کوئی دین یا مذہب کے پابند نہ تھے انجری سے ایک کتاب
بنائی اور اسکا نام یاسار رکھا اور اس میں ہر شے کے تدبیرت خاصہ عامہ ماسم لوگ و رعیت کے ذکر کیا
اور خلق کو مار مار کر ان قوانین پر چلا یا پھر بعض ذریت اسکی مسلمان ہو گئے پھر چار کتبہ وغیرہ بطون کتاب
مالک بن یطیھے اگرچہ مسلمان ہو گئے مگر امور متعلقہ ملکیت میں اسی کتاب یاسار عمل کرتے رہے
اور باقی امور میں شریعت پر چلتے تھے پھر اہل مصر نے یاسار پر ایک سین بڑھا کر یاسار نام رکھا پھر
بعض نے الف آخر کو حذف ہا سے بد لکر یاسار رکھا پھر اس یاسار کا یہ زور ہوا کہ کوئی قطر و ملک قی
نہا جہان اس قانون کا رواج نہ ہوا ہو۔

یوریش شیرخان۔ بعد وفات چنگیز خان کے ایک نو شیرخان نے جو سلطان محمود بن شمس الدین
شاہ ہند کا امیر الامرا ملتان و سندھ کا صوبہ دار تھا یوریش کر کے تھوڑے عرصہ کی واسطے غریکو
مغلون کے قبضہ سے نکال کر سکھ و خطبہ بنام شاہ ہند جاری کیا الا ابھی کامل استقلال ہونے ہی
نہیں پایا تھا کہ ہلاکو خان بنیرہ چنگیز خان نے بزدل شیرا پسلی کی مغلون کے خاندان سے
وہ شخص جس نے پچھلے دین اسلام قبول کیا ہلاکو خان تھا اور اسی نے خلفاء عباسیہ العظیم بنام
خلیفہ آخری کو تخت بغداد سے خارج کر کے اسکی سلطنت پر بھی قبضہ کر لیا ہلاکو خان کو بنیرہ ارعوا
کے عہد سلطنت میں تیمور خان امرا اعظم چنگیزی صوبہ افغانستان نے ملتان پر حملہ کیا محمد خان
شہید فرزند رشید غیاث الدین بن شاہ دہلی نے جو ملتان کا حاکم تھا اوس کے لشکر کو شکست دی
الآخر وہ بھی تعاقب کرنے میں مارا گیا اوسکے بعد سلطنت افغانستان و ہند پانوں برس تک مغلون کی

ایلیچکدا کی نے پھر دس ہزار فوج کا دستہ ہرات پر بھیجا اور انہوں نے اگر کچھ شہری اور کچھ
 دہقان لوگوں کو گرفتار کر کے ایک لاکھ کی تعداد بنائی اور قتل کر دیا غرض کہ ہرات کے رہنے
 والوں میں سے صرف سولہ آدمی کہیں چھپے جیسا ہے بچے جنہوں نے پندرہ سال تک
 اسی ویرانہ شہر میں سکونت رکھی اور کل شہر کے مکانات سے صرف سلطان غیاث الدین کا
 مقبرہ ہماری سے بچا ہوا تھا اور اسی میں وہ رہتے تھے سولہ برس کے بعد اس شہر کو اوگتائی خان
 چنگیز خان کے پوتے نے پھیرا باد کیا۔

ذکر معاودت چنگیز خان بتاتا ہے۔ خوارزم شاہیوں اور اوگتائی سلطنت کو جب چنگیز خان نے
 چاہا کہ اب وطن کو جاوے معاودت کے وقت چغتائی خان و اوگتائی خان دونوں شہزادوں کو حکم
 دیا کہ تم غزنین و کابل و قندھار و سیستان و کیچ مکران وغیرہ شہروں کو جو سلطان جلال الدین
 کی جاگیر میں تھو ویران کر دو پس اوگتائی خان غزنین و کابل و ماوراء النہر و سیستان وغیرہ میں دوہا
 گیا صد ہا شہر تہاروں و قصبہ گراؤں لاکھوں آدمیوں کے خون بھاتے اور چغتائی خان مکران
 کو جا کر کالجہ تک پہنچا تاہم ملک و جاڑ دیا قیدیوں کے اس کے لشکر میں بھگت ہوئی کہ
 ایک ایک سپاہی کی تحویل میں بنیں بنیں قیدی تھے آخر وہ لاکھوں قیدی بکرم چنگیز خان قتل
 کئے گئے ۱۲۱۰ء کے آغاز میں چنگیز خان اپنے وطن میں پہنچا اور سنا کہ شہزادہ قو حکم نکلت
 و قاشین نے پانچ لاکھ فوج جمع کر کے مستعد ہو گئے یہ خبر پاتے ہی چنگیز خان ناگهان اوس
 جاڑ اور تین لاکھ آدمی قتل کئے اوس کا ملک لوٹ لیا پھر خواجہ نکلتش کو گیا اور وہاں کے حکم
 مطیع کیا اس محرم جو جی خان شہزادہ مر گیا چغتائی خان و اوگتائی خان باقی رہے اور غزنین سے
 اوگتائی خان کو ولی عہد بنایا اور خود ماہ رمضان ۶۱۲ھ میں مر گیا تہتر برس کی عمر پائی پچیس سال
 سلطنت کی یہ پادشاہ کسی دین یا مذہب کا پابند نہ تھا شہزادہ قو حکم و کلواران تاتاریں اوسکی۔

دارالحکومت تھی خوزیری و سفاکی میں اسنحوہ نام پایا کہ قیامت تک اسکی خونریزی کا دس
اہل جہان کے ورد زبان رہیگا۔

فائدہ ۵۔ شوکانی نے عقد الجمان میں لکھا ہے کہ سب چلو جس نے قوانین کفریہ حاکم اسلام میں
داخل کیا ہے وہ چنگیز خان پادشاہ تار تھا۔ یہ لوگ کوئی دین یا مذہب کے پابند نہ تھے انجری سے ایک کتاب
بنائی اور اسکا نام یاسار رکھا اور اس میں بہت سے تدبیرت خاصہ عامہ ماسم لوگ و رعیت کے ذکر کیا
اور خلیفہ کو مار مار کر ان قوانین پر چلا یا پھر بعض ذریت اسکی مسلمان ہو گئے پھر چار کتبہ وغیرہ بطون تیار
مالک بن یطیھے اگرچہ مسلمان ہو گئے مگر امور متعلقہ مملکت میں اسی کتاب یاسار عمل کرتے رہے
اور باقی امور میں شریعت پر چلتے تھے پھر اہل مصر نے یاسار ایک سین بڑا کر سیا سانام رکھا پھر
بعض نے الف آخر کو حذف ہا سے بد لکر سیا رکھا پھر اس سیا کا یہ زور ہوا کہ کوئی قطر و ملک قی
نہا جہان اس قانون کا رواج نہ ہوا ہو۔

یورش شیرخان۔ بعد وفات چنگیز خان کے ایک نو شیرخان نے جو سلطان محمود بن شمس الدین
شاہ ہند کا امیر الامرا ملتان و سندھ کا صوبہ دار تھا یورش کر کے تھوڑے عرصہ کی واسطے غریکو
مغلون کے قبضہ سے نکال کر سکھ خطبہ بنام شاہ ہند جاری کیا الا ابھی کامل استقلال ہونے ہی
نہیں پایا تھا کہ ہلاکو خان نیرہ چنگیز خان نے بزرگ شیرا پس لی لی مغلون کے خاندان سے
وہ شخص جس نے پچھلے دین اسلام قبول کیا ہلاکو خان تھا اور اسی نے خلفاء عباسیہ السعیدین
خلیفہ آخری کو تخت بغداد سے خارج کر کے اسکی سلطنت پر بھی قبضہ کر لیا ہلاکو خان کو نیرہ ارعوا
کے عہد سلطنت میں تیمور خان امرا اعظم خگییری صوبہ قناتستان نے ملتان پر حملہ کیا محمد خان
شہید فرزند رشید غیاث الدین بن شاہ دہلی نے جو ملتان کا حاکم تھا اس کے لشکر کو شکست دی
الآخر وہ بھی تعاقب کرنے میں مارا گیا اور سکھ سلطنت افغانستان و ہند پانویس تک مغلون کی

قفصہ میں رہے جو قابل ذکر ولایتی تحریر ہے۔

تیمور شاہ گورگانی۔ اسکا منچہ نسب چنگیز خان کے شجرہ کے ساتھ تو منٹے خان کے نام پر ملتا ہے
 اسطرح ہے کہ تیمور بن تراغائی نوبان بن لولہ نوبان بن ایٹگز نوبان بن ایچل نوبان بن قرا
 نوبان بن امیر سونغان چچین بن قاجولی نوبان بن تو منٹائی خان اور قراچار نوبان چغتائی خان
 بن چنگیز خان کے دربار میں امیر الامراء تہا جب چغتائی خان کی اولاد کی حکومت بسبب عداوت
 باہمی کے جاتے رہی قراچار کی اولاد شہر سب اور کشمین آباد رہے اور تھوڑے عرصے میں
 اپنا گذارہ رکھا تہہ شہر کی رات پانچویں شعبان ۷۳۲ھ میں تیمور پیدا ہوا بچپن کی عمر میں اسکا
 باپ مر گیا تہی کی حالت میں اس نے پرورش پائی ۷۴۱ھ میں توغلقمور مادر النہیر و فیصل
 ہوا تو اس نے شہر سب و علاقہ کش اسکا وطن و مولد اس کو دید با پھر عہد امیر حسین پاس گیا اور
 سامان امارت کا عہد چھوڑا پھر اس کے قتل کے بعد بارہویں رمضان ۷۴۸ھ میں چغت
 نشین ہوا شہر سب و قندار الحکومت بنایا جب سلطنت اسکے ہاتھ لگی تو چنگیز خان سے بڑھ کر شہر
 و خون میں قدم رکھا اگر اس کے جملہ واقعات شرح لکھے جاویں تو لولت کا خوف ہے مختصر ہے
 کہ اس نے اپنی اولوغزنی اور لادوری سے افغانستان ایران کو زیر کر کے اصفہان میں قتل عام
 کیا اور بغداد میں قتل کر کے غارت کیا اور روس کے ملک میں لشکر لے گیا بعد ہندو فتوحات
 کی اس نے ہندوستان کے نیچے برکمر باندھی اور کابل و پشاور کے رہتے افغانستان کا رستم
 سید ہا کرتا ہوا ہند میں داخل ہوا ملک کو ٹوٹا جلاتا ہوا ۷۹۸ھ میں دہلی تک پہنچا
 سلطان محمود بادشاہ دہلی نے مغلوب ہو کر قلعہ خالی کر دیا تو تیمور نے خاطر خواہ شہر کو
 تاراج کیا اور نصف سے زیادہ چھوٹا ملک دیا تیمور تخت دہلی پر اجلاس کر کے اپنے تین باؤں
 تیمور کی صاحبزادہ روز دہلی میں رکھ کر شمالی اقطاع کو تاراج کرتا ہوا اور ریٹھ کے قلعہ کو

خاک سیاہ کر کے سق قیدیان اہل ہند دارالسلطنت کو روانہ ہوا دسویں شعبان سنہ ۱۰۰۰
 امیر ہمایوں نے ہمایوں امیر نے شہزادہ پیر محمد کو ولیعہد کیا
 چہلپن بیٹے اور پوتے باقی چوڑے مگر انہیں اتفاق نہ ہوا چنانہ کوئی تھوڑا ہی قابض ہو
 بیٹھا اس میر نے اکہتر برس کی عمر پائی چہلپن سال سلطنت کی سمندر مین دفن ہوا اسکے متعلق
 بعد و کافر زند شکن جو ہرات کا مالک تھا افغانستان و خراسان و سیستان کو شامل کر کے سدا رہا ہوا
 جب وہ بھی اپنی نوبت بہت کر عالم آخرت کو سد ہا راتب افغانستان کے علیحدہ ملکوں مین چند بڑے
 بڑے سردار خود سر حاکم ہو گئے جیسا کہ ہر تہمین مرزا بالتقرافزند شاخ اور پھر شاہ حسین ملک ہوا
 اور قندھار مین امیر ذوالنون حاکم تھا وہ کابل غزنی پھلے مرزا شہین کے تحت مین تھا زان بعد مرزا انہ بیگ
 بیٹا ابوسعید مرزا کا تخت نشین کابل ہوا اسکے عہد مین قوم یوسف زری اور دیگر اولاد شہی افغان کابل کے
 علاقہ سے خارج ہو کر پشاور کی طرف آئے ۱۰۰۰ مین مرزا انہ بیگ فوت ہوا جبکہ بعد مرزا ابوسعید
 فرزند خود رسال او کا تخت نشین کابل ہوا اور ایک شخص زکی نام اسکے لازموں سے
 صاحب اقتدار ہو گیا لیکن زکی کے سخت و کمبر سے امر و تے ننگ کر عید الضحیٰ کے روز قتل ہو
 اسکے تواضع کی گئی بعد اسکے بھی بہاعت بے اتفاقی ارکان ریاست دکنی حاکم احوال کا بلوچکا
 نہایت پریشانی پر تھا ایسے وقت مین محمد تقیم چوہا بیٹا امیر ذوالنون کا جو سلطان حسین بادشاہ
 خراسان کے جانب حاکم ملک کر میہ تھا بہت لشکر نہرہ و کنگر متوجہ کابل ہوا انرا عبد اللہ
 طاقت لڑائی نہ سمجھا کہ افغانوں مین جلالت نہان بھاگ گیا اور وہ کابل پر محمد تقیم فتح پند کر کے
 و خضر مرزا انہ بیگ سے نکاح کر لیا مگر رعایا کو راضی نہ کر سکا چہ حال شکر محمد بابر بادشاہ ۹۹۰ مین
 یار کا حال بعد وفات پادشاہ کی عمر مین فرغانہ اور اندجان کے تخت کا الگ ہوا تقریباً ۱۰۰۰ مین
 خان اوزبک کے تسلط اور انچوہا بیوں کی بے اتفاقی سے بادجو محنت اور ہوشیاری سے

سلطنت میں استقلال نہیں رکھتا تھا آخر اس طرف سے یلیوس تو تھا ہی حسب صلاح امیر محمد باقر
 بامید حصول قبضہ افغانستان کو ہندو کش سے گزر کر کابل کی طرف روانہ ہوا محمد مقیم تاب مقابلہ
 نہ لاکر اول حصار ہی ہوا اور آخر کو طالب ایمان ہو کر قلعہ خالی کر دیا ظہر الدین محمد بابر نے سخت نشین
 افغانستان ہو کر کابل میں قبل از فتح ہندوستان بآئیں اس حکومت کی چند سال قندہار کے
 محکم پر صرف ہوئے جہاں شاہ بیگ اور غوان اور محمد مقیم نے شکست کھا کر قندہار سے ہاتھ اٹھایا
 قوم نہراہ اور مغربی افغانستان کو جہاں تک ہو سکا درست کر کے مشرقی حصہ کی طرف توجہ کی
 افغانان میں ہندو اور یوسف زئی سے لڑا کیان موتی رہیں ملک بجا جو فتح کر کے قوم یوسف زئی
 پر خراج مقرر کیا پھر ہندوستان کے واقعات موجودہ کو خیال میں لاکر حسب اشارہ دو تھان
 لودھی بحیث پندہ نہراہ سپاہ دہلی کی سلطنت پر دعویٰ کر کے روانہ ہوا دو طرف سے براہیم شاہ
 لودھی ایک لاکھ سوار اور ایک ہزار فوج لیکر بمقام پانی پت مقابلہ کیا سخت لڑائی ہوئی چونکہ براہیم
 فن جنگ میں وائف تھا ایک ہی جگہ فوج کٹری کر دی تھی اور بابر ایک جبری سپہ سالار سے بھی بہتر خود
 اپنی لشکر کو کمان دیتا تھا استقلیت سو فوج غنیم کے انبوه کثیر سے اپنی فوج کو لڑا یا فوج مغلیہ کے اون
 دو تھان نے جن کو تیو لقمہ کہتے تھے ہر دو جانب سے ٹھکر سپاہ مخالف پر جا پڑے اور ان کا قاتل
 بابر جب دکنی فوج میں سر نزل ہوا تب باز درگاہت و چپ والوں نے بھی ہڈ کیا اس خونخوار جنگ
 میں براہیم شاہ مع باج چھ ہزار سپاہ خاصہ ایک موقع ٹھکرے میں مارا گیا اور باقی فوج منتشر ہو گئی بابر
 فتح کے جھنڈے اڑاتا ہوا آگرہ تک پہنچا ۱۵۲۶ء میں اس نے دار السلطنت ہندوستان
 پر قبضہ کر کے سخت نشین دہلی کا ہوا اٹھائیس سال متفرق ملکوں میں سلطنت کر کے ۹۳۷ مطابق
 ۱۵۲۳ء میں بمریچا سال کی آگرہ میں فوت ہوا اور اس کی نعش بموجب وصیت کابل میں لاکر
 دفن کی گئی بابر کی طرف سے سلسلہ نسب تیمور شاہ تک اور مان کی طرف سے چنگیز خان تک

ہو چکا ہے۔ بابر کو ابتدائے جوانی میں شراب کا بہت شوق تھا چنانچہ کابل سے بابر ہونٹے
سبز ناز میں ایک چوٹا سا حوض بہترین گند وایا گیا اور وہی مرغوانی سے بہر دیا جاتا تھا اور
بابر اور جگہ نرم نشاط کیا کرتا تھا چنانچہ یہ بہت اوسکی طبع مزاج حوض کے کنارہ پر کندہ کروا دیا
تھی۔

نور و زونو بہار وئے دلبر خوش است بابر عیش کوش کہ عالم دو بارہ نیست

مگر ہندوستان کی تخت نشینی کے بعد بابر نے شرابخواری سے توبہ کی اور سب نے چاندی کی پیالیاں
جن میں بابر شراب پیا کرتا تھا اونکو گلو اس کے فقراء و مسکین کو خیرات کر دیں گئیں اور بابر ہمیشہ کے لئے
تائب ہوا اور اسکے انتقال کے بعد اسکے خاندان میں شاہان مغلیہ کے بادشاہ جو ہندوستان میں
تخت نشین رہے ان کے اسماء نقشہ ذیل میں ہدیہ ناطرین ہیں۔

نقشہ پانزدہم سلطان مغلیہ خاندان بابر چغتائی سیدین قسطنطنیہ									
نشان سلطنت	اسلامی سلطانین	تاریخ ولادت	سنہ ولادت	سنہ وفات	سنہ سلطنت	سنہ وفات	سنہ سلطنت	سنہ وفات	نامائے معاصر شاہان انگلشیہ
۱	غیر الدین ہمایون بن ظہیر الدین بابر بادشاہ	۱۵۱۹ء	۱۵۱۹ء	۱۵۳۰ء	۱۵۱۹ء	۱۵۳۰ء	۱۵۱۹ء	۱۵۳۰ء	۱۰
۲	جلال الدین محمد اکبر بن ہمایون	۱۵۴۲ء	۱۵۴۲ء	۱۵۵۶ء	۱۵۴۲ء	۱۵۵۶ء	۱۵۴۲ء	۱۵۵۶ء	۹
۳	ہمایون	۱۵۵۶ء	۱۵۵۶ء	۱۵۶۲ء	۱۵۵۶ء	۱۵۶۲ء	۱۵۵۶ء	۱۵۶۲ء	۸
۴	ہمایون	۱۵۶۲ء	۱۵۶۲ء	۱۵۷۵ء	۱۵۶۲ء	۱۵۷۵ء	۱۵۶۲ء	۱۵۷۵ء	۷
۵	ہمایون	۱۵۷۵ء	۱۵۷۵ء	۱۵۸۵ء	۱۵۷۵ء	۱۵۸۵ء	۱۵۷۵ء	۱۵۸۵ء	۶
۶	ہمایون	۱۵۸۵ء	۱۵۸۵ء	۱۵۹۵ء	۱۵۸۵ء	۱۵۹۵ء	۱۵۸۵ء	۱۵۹۵ء	۵
۷	ہمایون	۱۵۹۵ء	۱۵۹۵ء	۱۶۰۵ء	۱۵۹۵ء	۱۶۰۵ء	۱۵۹۵ء	۱۶۰۵ء	۴
۸	ہمایون	۱۶۰۵ء	۱۶۰۵ء	۱۶۱۵ء	۱۶۰۵ء	۱۶۱۵ء	۱۶۰۵ء	۱۶۱۵ء	۳
۹	ہمایون	۱۶۱۵ء	۱۶۱۵ء	۱۶۲۵ء	۱۶۱۵ء	۱۶۲۵ء	۱۶۱۵ء	۱۶۲۵ء	۲
۱۰	ہمایون	۱۶۲۵ء	۱۶۲۵ء	۱۶۳۵ء	۱۶۲۵ء	۱۶۳۵ء	۱۶۲۵ء	۱۶۳۵ء	۱

دار الخلافت دہلی کے معاصر سلاطین اسلامیکہ مختصر حال

اب ہم تاریخ دکن کی اوس زمانہ کو پیش نظر کرتے ہیں جس میں دار السلطنت دہلی کے سلاطین افغانیہ کے عہد میں کئی جگہ اور اسلامیہ خود مختار سلطنتیں قائم ہو گئیں تھیں۔

چنانچہ مظفر شاہ گجراتی کے خاندان کی بنیاد سلطنت سندھ کو ملک گجرات میں اور سلطان حسین النحیاطب یہ دلاور خان شاہن خلیجہ کے خاندان کی سلطنت ملکا لوہ اور مندوس میں اور محمد نجیاطب کی سلطنت بنگال و ستارگانوں و کمپوتی و بہار وغیرہ میں اور ملک سرور خان جہان النحیاطب سلطان الشرق کے خاندان کی سلطنت جون پور میں اور امیر شجاع بیگ ارغون بن امیر ذوالنون کی سندھ و ٹھٹھہ میں اور شاہ میر النحیاطب بسطام شمس الدین کی کشمیر میں خود مختار سلطنتیں قائم تھیں۔

ان سب میں کن کی سلطنت بلقب یہ ہمنیہ بڑی مشہور تھی جس کا بانی ایک افغان سردار ظفر خان نامی گذرا ہے جو محمد تغلق کے عہد میں تھا۔ دار الخلافت دہلی سے جو حکم فوج لیکر اس سے لڑنے آیا اور سبکو اس جگہ انہر و سر دار نے مغلوب کیا اور گلبرگہ اپنا تخت گاہ قرار دیکر اوسکا نام جن آباد مقرر کر کے سلطنت دکن کا خود سر بادشاہ بن گیا۔

شاہن خلیجہ کی سلطنت دکن کی بنیاد اور دار الخلافت

یہ شخص پہلے ایک مفلس نادار آدمی تھا کانگو سے نامی ایک برہمن منجسم ملازم شاہزادہ محمد تغلق کے پاس دار الخلافت دہلی میں رہا کرتا تھا اور اوسی زمانہ میں ایک روز سلطان المشائخ حضرت نظام الدین محبوب الہی رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ شریف میں عام و خاص کی دعوت تھی شاہزادہ محمد تغلق بھی اس دعوت میں شریک تھا

جب یہ شاہزادہ رخصت ہوا تو ظفر خان بھی اسی مفلسانہ حالت میں بیرون خانقاہ آکر
 کھڑا ہو گیا حضرت محمود باکلی سلطان المشایخ نے ارشاد فرمایا کہ (سلطانی رخت و سلطانی آہ)
 اور ایک روٹی جو انظار خاص کیلئے طاق میں رکھی ہوئی تھی انکشت مبارک پر رکھ کر اسکو دی اور
 فرمایا کہ مجھے خبر شاہی ہے غرض کہ اس اشارت کا دل انظار کے تھوڑے ہی زمانہ بعد خان صوفی
 کا لگوے برہمن کے ذریعہ سے جو اس پر مجبور ہوا کہ اتنا شاہزادہ محمد تغلق کی کار میں اپنی امانت
 دیانت داری کے باعث ملازمن شاہی میں شریک ہو گیا اور جب شاہزادہ محمد تغلق مالک تاج و
 تخت ہوا تو اس نے تغلق خان حاکم دکن کے ماتحت اسکو بھیجا تا تغلق خان کے قتل کے بعد
 بادشاہ خود سطرف متوجہ ہو بیولا تھا مگر اسکو خبر داروں نے خبر دی کہ گجرات میں طغی نام غلام نے
 بغاوت کی اور وہاں فساد برپا ہو گیا ہے اسلئے بادشاہ نے پہلے گجرات کی طرف رخ کیا اور عا دالملک
 ترکمان کو لشکر دیکر دکن کے محکم پر مامور کیا آخر گروتمردین نے اسمعیل فتح خان کو بادشاہ بنا کر
 عا دالملک کا سخت مقابلہ کیا نتیجہ جنگ شاہ دہلی کے خلاف ہوا اور ملک کن شاہی نصرت نہ مل گیا
 اور اسکے بعد اسمعیل فتح خان امور سلطنت سے خود ہی علاحدہ ہو گیا اور باتفاق اعیان دکن
 بادشاہت ظفر خان کو ملی ہو

اس نے بعد تخت نشینی سلطنت دکن کی زمینت ہی دلائے پرانے اقا کے یادگار میں اپنا
 لقب حسن علاؤ الدین کا لگوئی بھی مقرر کر کے تخت شاہی پر قدم رکھتے ہی سب سے پہلے
 بھی حکم دیا کہ پانچ من طلا اور دس من نقرہ حضرت مولانا برہان الدین غریب
 قدس سرہ کے معرفت ترویج روح پر متوجہ حضرت سلطان نظام الدین محبوب طے رحمۃ اللہ علیہ کے
 بھان چھوٹا وین المتخصر گیارہ سال دو ماہ نیکانی سے سلطنت کر کے ۵۹۰ھ ہجری میں دنیا سے ہٹا
 کو چوڑ کر عالم غیبی کا رستہ لیا سرٹھ سال کی عمر پائی ہو

سلطان محمد شاہ بن اور اسکے انتقال کے بعد سلطان محمد شاہ اسکا بیٹا تخت نشین ہوا یہ شخص خفی مذہب کا پابند تھا۔ اس نے احکام شرع کو رد و نفی دی اور اپنے باپ کے وقت کا تمام خزانہ خیرات کیواسطے اپنی والدہ کے ہمراہ مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ زاد اللہ شرفاً و تعظیماً میں بھیج دیا اور کتانگ اور بیجا نگر کے ساتھ اس نے بڑے بڑے معرکے کئے اور فتحیاب ہوا اور اسکو فرمان بردار و باجگذار بنایا کن کے تنجا لون کو توڑ دیا اور بت پرستی منوٹ کیا اور عبادت حق کے واسطے مسجد بنو امین حضرت شیخ زین الدین چشتی قدس سرہ کامرید پناستہ براس نے کمال دینداری و استقلال سلطنت کی آخر زین ذیقعدہ ۷۷۶ء میں وفات پائی۔

سلطان مجاہد شاہ اور اسکے وفات کے بعد انیس برس کی عمر میں سلطان مجاہد شاہ کا بیٹا سیر آرا ہوا اس نے مملکت کو وسعت دی اور رائے بیجا نگر کو طبع کیا مگر آخر ستر موین ذیحجہ ۷۹۶ء میں اسکو داود خان اسکے چچا قتل کر ڈالا کل تین سال سلطنت کی۔

سلطان داود شاہ اور بعد قتل سلطان مجاہد شاہ کے داود شاہ تخت نشین ہو گیا لیکن اسکو تخت شاہی نامبارک ہوا کل ایک ہی مہینے اس نے حکمرانی چھینی کا حال کرنے پایا آخر اسکو مجاہد شاہ کے غلام نے قتل کر ڈالا۔ اور اس واقعہ کے بعد سلطان محمود بن حسن بھمنی تخت شاہی کا مالک ہوا۔

سلطان محمود بن حسن بادشاہ سلیم النفس حلیم الطبع کم آزار خوش طبع خوش خلق خوش الحان و شاعر تھا اس نے اپنی تمامی عمر میں ایک ہی کاج کیا علما کی صحبت میں رہا اور خواجہ حافظ شیراز کو ہزار اشرفیان روانہ کر کے پیغام طلب بھیجا

وہ نہیں آئے آخر انہیں سال نیکامی کے ساتھ سلطنت کر کے تپ حرقہ سے اکیلیوں کا جب
۹۹۹ء میں یہ نیکام بادشاہ رحمت کر گیا اور سید الدین غور سے اس کا وزیر تھا ایک سو
سات برس کی عمر پر کچھ عرصے بعد اسی روز وفات پائی۔

حال سلطان شمس الدین محمود کے وفات کے بعد اول خیانت الدین اور کامیاب بادشاہ بنا اور سکون
بن محمود شاہ۔ امیر الامرائے اندھا کر کے سلطان شمس الدین کو تخت نشین کر دیا اور خود

وزیر بنا۔ اسے فیروز خان اور احمد خان شہزادگان داد و شاہ ناراض ہو گئے اور مسمی
سدھو ساغر کے حاکم سے مدد لیکر اس پر چڑھ آئے اور مہارے آخر صلح ہو گئی مگر اس کے
دو ہفتے بعد ہی انھوں نے اس کو گرفتار کر کے اندھا کر دیا اور بھیج دیا کہ یہ عیسائی بادشاہ تھا
و تعظیماً کو چلا گیا اور وہیں رہا آخر ۱۰۶۷ء میں انتقال کیا۔

سلطان فیروز شاہ اور اسکے بعد فیروز شاہ تخت نشین ہوا۔ یہ بادشاہ بڑا مالدار اور صاحب
بن داد و شاہ کا حال وجاہ و جلال گذرا۔ اسکے عہد میں سلطنت ترقی پائی اور اسے نیچے کو

اس نے شکست فاش دی اور اس کی لڑکی نکاح میں لی اور چوہ میں جنگ نے ہندوؤں کے ساتھ
کئے اور ان سب میں یہ فتحیاب رہا قرآن شریف چھ تھن خوشخط لکھتا اور فارسی شہزادوں
و پر مضمون کہتا اور ایک ہفتے میں تین روز بھی بذات خود مدرسہ میں جایا کرتا تھا اور
طلباء کو ٹکڑے دیتا اس کو ہر ایک بان کا لغت یاد تھا زبان دانی میں استاد تھا اس نے سن
کہ حضرت سید محمد گیبو دراز بندہ نواز چشتی قدس سرہ نے اسکے بھائی احمد خان کو از رو
کشف بشارت سلطنت دی ہے اس لئے یہ برہم ہو گیا اور اپنے فرزند حسن خان کو بھیج
کیا اور بھائی احمد خان کا دشمن بن گیا اور اس کے قتل میں کوشش کی مگر کوئی تدبیر اس کا
پیش رس نہ گئی اور دیکھا کہ کل امراء دولت اور رعایا احمد خان کی حکومت پر انہی میں

آخر چھ مجبور ہو گیا اور برادر دوشنبہ بہت دیر تک شوال کی پچیس سال سلطنت کر کے انتقال کیا
جنت اشیا اسکی نارنج ہے ملاو او دبیدری نے کتاب تحفۃ السلاطین اسکے نام پر لکھی
سلطان احمد شاہ بن اور قیور شاہ بھمنی کے انتقال بعد سلطان احمد شاہ نے بادشاہت
داود شاہ بھمنی کا حال پائی اور حضرت سید محمد گیسو دراز اپنے مرشد کیلئے اس نے لاکھوں
روپیہ خرچ کر کے خاقانہ و گنبد وغیرہ بنوایا اور راسے کزن نامک پر لشکر کشی اور اس کو
مغلوب کیا وہ ہونٹنگ الی مالوہ کے ساتھ جنگ کر کے قہیاب رہا اور شاہ نعمت اللہ ولی رح کے
فرزند میر نور الدین کو اس نے اپنے پاس بلایا اور اپنی لڑکی اونکے نکاح میں دی آخر تیرہ برس
بالاتقال سلطنت کر کے ۶۲۶ ماہ رجب ۱۰۳۷ء میں وفات پائی اسکو درویشوں و خدایر ستون
کمال محبت تھی اسکے سلطان احمد شاہ ولی البھمنی سے مخاطب ہوا۔

سلطان ملاو الدین احمد اور اسکے وفات کے بعد اسکا فرزند علاء الدین بادشاہ ہوا شخص
بھمنی کا حال عالم اور فاضل و خدایر پرست گذرا دیوراسے راجہ کرناٹک نے بغاوت
چھٹا کر لیا تھا اور سپہر لشکر کشی کی اور غالباً تمام بت خانہ توڑ دیا اور عبادت خانہ بنوایا
اور دارالشفائین و مدارس شاعت علم کے لئے تعمیر کروایا بڑا متقی و پرہیزگار و دیندار
شخص تھا اتنا کہ سبکے بھادشاہ مشرک سے ہم کلام نہیں ہوا تیس سال اس نے بکمال نیا
سلطنت کی آخر ۶۳۷ء میں وفات پائی۔

سلطان ہمایون ظالم بن اور اسکے وفات کے بعد سیف خان اور ملو خان امراء اور شاہ خیل و
علاء الدین بھمنی کا حال حبیب اللہ نعمت اللہ ولی کے پوتوں کی تجویز سے حسن خان اس کا
چھوٹا شہزادہ تخت نشین ہوا مگر سپہر ہمایون نے یورش کی اور حسن خان کو قید و جلال خان
و سکندر خان سلطان مرحوم کے پوتے اور سیف خان اور ملو خان امراء اور حبیب اللہ

و شاد خلیل کو قتل کر کے خود تخت نشین ہو گیا اور حسن خان کے ملازموں کو کپڑے کے زندہ آگ
 میں جلادیا اور حضوں کو اوہ بلیتے ہوئے پانچمین ڈاکر مار دیا اسکی زبان سے بجز قتل کے اور کوئی
 حکم خیر جاری نہیں ہوتا تھا آدمیوں کے سروں سے پھگین رکھتے اور جب تیر اندازی کا اس کو
 شوق ہوتا تھا تو دو سو بیچارے رستے کے چلنے والے لوگ پکڑواں لگاتا اور تیروں سے ان کا
 نشانہ بناتا تھا اہل دربار جب اسکے پاس جاتے تو پھلے اپنے گہروا لون سے رخصت ہوتے
 اور اسکے روبرو دم بخود رہے کر ہر ایک اپنے دم کو دم آخری نصو کرتے اور زنا و بدکاری کا
 یہ حال تھا کہ جو کوئی شادی کرتا اسکی دوطن پھلے اسکی خواجگاہ میں بھجوائی جاتی اور خود جس
 عورت سے نکاح بھی کرتا تھا تو چار روز کے بعد اسکو مار ڈالتا آخر یہ ایک رات شراب
 کی نشہ میں مست و بے خود سو رہا تھا ایک لونڈی اسکے سر پائی اور بیخبر پا کر ایک بڑی لکڑی
 اٹھا لائی اور ایسی زور سے ماری کہ اسکا سرھٹ کر مغز نکل پڑا آخر تین سال ظلم کے متنا
 سلطنت کر کے ۶۵ء میں مر گیا۔

نظام شاہ بن ہمایون اور اسکے بعد سلطان نظام شاہ اسکا فرزند چودہ برس کی عمر میں تخت
 کا حال ہوا اور ملک التجا تجھ کاوان اسکا وزیر مقرر ہوا اس نے راجہ اور
 اور سلطان محمود غلجی بادشاہ مالوہ سے جنگ کر رہا اور فتح مند ہوا اور گیارہویں شوال ۶۱۷ء
 میں اسکی شادی ہوئی اور یہی شیب زفاف و فتنہ مر گیا۔

نشین
 نکر شمس الدین محمد اور بعد انتقال سلطان نظام شاہ کے شمس الدین محمد نورس کی عمر میں
 بن ہمایون - ہوا اور خواجہ بہان ترک اسکا وزیر بنا اور ملک التجا محمود کاوان

امیرالامرات پائی اور چند روز کے بعد خواجہ بہان بادشاہ کی والدہ کے اشارہ سے قتل ہوا
 پھر محمود کاوان نے وزارت پائی اور بادشاہ نے جب حسن بلوچ کو چھوٹا اور ہوش سنجھا

بڑے بڑے راجاؤں کے ساتھ جنگ رارہا اور محمود شاہ بادشاہ مالوہ کو شکست دی مگر باوجود اس کے اتفاق اور دینداری کے اس نے اہل غرض کے عرض معروض پر محمود کا دامن جیسے وزیر بانی کو قتل کروایا اور بھی باعث زوال سلطنت بھینہ کا شروع ہوا اور آخر یہ بادشاہ بیس سال سلطنت کر کے غرہ صفر ۸۲۸ ہجری میں بیمار ہو کر مر گیا۔

سلطان محمود شاہ بن محمد بن
کا حال
اور توام الملک صغیر کو بیرون اور یوسف عادل شاہ و سید جلیقہ و محبت
اسم امر اس وقت لیکن بسبب نفاق باہمی امراء دولت کے سلطنت کا کام درہم برہم ہو گیا
آخر اس نفاق باہمی کے باعث تمام صوبہ دار منحرف ہو کر خود سر ہو گئے اور آخر کار یہ
بادشاہ بکمال بیخبری اور عیاشی میں ۳۶ سال سلطنت کر کے ۹۲۸ ہجری میں مر گیا۔

سلطان احمد شاہ بن محمود بن
خجندیہ بن خجندیہ بن ہارون
شاہ کا حال۔
اور اسکے انتقال کے بعد احمد شاہ تخت نشین ہوا مگر اسکے عہد میں کل
صوبجات خود مختار ہو گئے تھے اسکا نام صرف خطہ دسکین جاری تھا
اسکو سلطنت سے کچھ سروکار نہ تھا شاہی فوج کی چار ہزار سواروں کے

زیادہ تھے اور امیر برید مختار کل ہو گیا اور جب اس بادشاہ کو تنگی خرچ ہوئی تو تخت فیروزہ کا
اس نے جو اہر فروخت کر کے کھایا آخر امیر غضب میں آیا اور اس کو زہر دیکر ۹۲۶ ہجری میں مار ڈالا
سلطان علاؤ الدین بن
احمد شاہ کا حال
اور جب اسکا کام تمام ہوا تو سلطان علاؤ الدین تخت نشین ہو کر جابجا
امیر برید کا کام تمام کر کے خود مختاری پاوے جب یہ راز کھل گیا
اور امیر برید مطلع ہوا تو اس نے اس کو ۹۲۹ ہجری میں قتل کر ڈالا۔

شاہ دہلی اللہ بن سلطان
محمود کا حال۔
اور اسکے قتل کے بعد شاہ ولی اللہ بن سلطان محمود برائے نام
تخت سلطنت پر بیٹھا مگر اسکی حکومت کے ساتھ امیر برید نے

آشنائی پیدا کر لی تھی اس لئے امیر برید نے اس کو مار ڈالا۔

شاہ کلیم اللہ بن محمود شاہ
کا حال

اور اس کے بعد ۹۳۰ھ ہجری میں شاہ کلیم اللہ سر پراہوا اور بھہ
آخری بادشاہ سلاطین جمعیہ کا ہوا جس محتاجی و ناداریمین مانو فرما کر

شاہ بابر کو غنمی لکھی جب بھہ حال امیر برید کو معلوم ہوا تو اسکے قتل پر آمادہ ہو کر اس کے
در پہ ہوا اور بھہ کے رباں نظام شاہ کے پاس بھاگ گیا اس نفاذاترین نے اس کو زہر دیکر ۹۳۶ھ
میں اس کا کام تمام کر ڈالا اور سلطنت جمعیہ اس پر ختم ہو گئی۔

اور سلطنت جمعیہ کے خاتمہ پر دکن میں پانچ سلاطین علیحدہ علیحدہ قائم ہو گئیں اور جب تک
ان سب کو شاہان مغلیہ نے غلبہ نہ فرما کر خواہ فتح نہ کر لیا برابر ٹکرائی کرتے رہے۔
ان پانچوں سلاطین کی اجمالی کیفیت یہ ہے۔

برید یون کا حال۔ اکبر برید یون نے بعد از سلطنت جمعیہ کے انپادار حکومت محمود آباد پر

قرار دیا اس کا بانی محمد قاسم برید نامی ایک شخص گذرا ہے جو پہلے شاہان جمعیہ کے غلاموں
تھا اس نے محمد شاہ جمعی کے وقت امارت اور سلطان محمود شاہ کے عہد میں وزارت پائی اور
بہت اختیار حاصل کر لیا کہ رفتہ رفتہ اس نے اپنے نام کا خلیہ جاری کیا اور جب یہ مر گیا تو اس کا
بیٹا امیر برید جانشین ہوا اور ایک رات کہیں شراب پی رہا تھا گھڑیوں کی آواز آئی اپنے
ہمنشینوں سے پوچھا کہ گھڑیاں کتنے میں عرض کیا کہ حضور جاڑیکے مندر سے فریاد کرتے ہیں
حکم دیا کہ صبح کو تین ہزار تحصیلہ روپی بھروا کر صبح امین ڈال دیو کہ انہیں گھڑیاں کر نیگی اسکے چند
بعد جب حالت شرانجوری میں آئی تو پوچھا کہ اب بھہ کیا کہتے ہیں حاضرین نے عرض کیا
اب بھہ حضور کے عطیات کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور جب یہ مر گیا تو امیر علی برید اس کا جانشین
ہوا اس کو جانشین ہو کر کچھ عرصہ گزرے نہیں یا تھا کہ اس پر نظام شاہ بھری سنہ پورن کی

اور قلعہ اوسہ اور قلعہ کلیان اور قندھار اس سے چھین لیا اور اس کے بعد اس کا جانشین علی بن حلی
برید منہ حکومت پر بیٹھیا اس کی حکومت آخر سنہ ۸۱۰ ہجری میں بیوقوفی کے ساتھ رہنے آخر عادل
کا کل ملک پر تسلط ہو گیا اور حکومت بریدوں کا خاتمہ ہوا۔

خاندان عادل ثانیوں کا
دوم سلطنت عادل شاہیوں کا بالاجمال تذکرہ جن کا پائے تخت بجاویں
خاندان عادل شاہیہ کا بانی یوسف عادل شاہ نامی ایک شخص گندرا
منقصر مال۔

نذیب السکاشیہ تھا پھلے بھیمین سلطنت کا امیر تھا بجا پور کی نظامت اسکے سپرد تھی جب
سلطنت بھیمین میں ضعف آیا تو بھیمین ہوا کہ خود مختار بادشاہ بن گیا اس نے اپنا دار السلطنت
بجا پور مقرر کر کے ملک کو وسعت دی اور راسے بجا نگر و امر از نظام شاہیہ سے معرکہ لڑا
اور فتحیاب ہوا آخر ۲۰ برس حکومت کر کے سنہ ۹۱۶ ہجری میں مر گیا۔

سلطان اسماعیل عادل
اور اسکے بعد اوسکا بیٹا سلطان اسماعیل شاہ کم عمر میں بادشاہ ہوا
شاہ کا حال۔ اور کمال خان دکنی اس کا وزیر تھا اس نے چاہا کہ بادشاہ کو قتل کر کے

خود تخت نشین ہو مگر بھیمین صوبہ اوسکا پیش گیا اور سلطان اسماعیل شاہ عادل کی مان کو بھیمین حال معلوم
ہو گیا تو اس نے ایک غلام کے ہاتھ سے وزیر کا کام تمام کروا دیا اور اسکے بعد صوبہ خان
بر سر فساد ہوا آخر بھیمین مارا گیا اور ان واقعات کے بعد سلطان اسماعیل عادل شاہ کے راسے بجا نگر
و نظام شاہ سے کئے بار جنگ آرا ہوا اور فتح مند رہا آخر سنہ ۹۲۱ ہجری میں جو بیس سال سلطنت کر کے

ابراہیم عادل شاہ بن اسماعیل عادل شاہ کا حال
اور اوسکے انتقال کے بعد پہلے ملو عادل بڑا بیٹا دعویٰ
سلطنت ہو کر بادشاہ بنا مگر مارنے اوسکو چھینا گیا اور مار دیا۔ پھر ابراہیم عادل شاہ چھوٹا بیٹا تخت نشین
ہوا اور اس نے تخت سلطنت پر جلوس کر کے ملک کا انتظام کیا اور راسے بجا نگر سے معرکہ
آرا ہوا اور اوسکو شکست دی ۲۱ سال سلطنت کر کے آخر سنہ ۹۶۵ ہجری میں مر گیا۔

علی عادل شاہ بن ابراہیم
عادل شاہ کا ذکر۔

اور اسکے انتقال کے بعد اس کا بیٹا علی عادل شاہ داکتاج
دخنت ہوا اس نے رام راج والی بیجا نگر سے ارتباط ہم

چھو بچا یا اس سے دوستی قائم کی اور اسکو اپنے ملک کیلئے بلوایا اور
باتفاق اس کے سلطنت نظام شاہیہ پر یورش کی اور فتحیاب ہوا
مگر اس سرکہ جنگ میں طرفہ تر چھ ہوا کہ ہندو لشکریوں نے اپنے
نہ ہبی جوش میں آکر اہل اسلام کے مقابر مقدس اور مساجد کی

سخت بے رحمی کی اور توڑ پھوڑ ڈالا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ہینوین جادی
۹۳۳ ہجری بروز جمعہ علی عادل شاہ نے باتفاق اور سلاطین دکن یعنی

ابراہیم قطب شاہ والی گلکنڈہ و نظام شاہ و علی بنید شاہ وغیرہ ریاست
بیجا نگر پر یورش کی اور رام راج کے راج کو غارت کر دیا آخر راجہ بمقام

تلی کوٹ واقع دریا کرشنا قتل و اور اس کا کل مال و دولت فتح نصیب
غائبان ہوا المختصر اس بادشاہ نے ۹۸۸ء میں ایک خوبصورت فلام

لیا اور ایک روز شراب کی مستی میں اسکو خلوت میں بلا کر اس سے وطنی
فی الدبر کا ارادہ کیا چونکہ نیک سیرت صاحب غیرت تھا اس نے اسکو چھری مار ڈالا

اور اس کے قتل کے بعد سلطان ابراہیم عالمی شاہ نو برس کی عمر میں
سریرا ہوا اور وزرات کامل نامی دکنی نے باقی اور تربیت

سلطان ابراہیم عادل شاہ
طاسب بن ابراہیم علوشاہ
ادل کا حال۔

و پرورش اسکی چاندنی والدہ علی عادل شاہ کے سپرد تھی اسکے چند سال کے بعد
چاہا کہ اسکو مار کر تخت نشین ہو مگر بھیہ تجویز اسکی پیش گئی اور وزیر کے اس

بد ارادہ پر آگاہ ہو کر امیر کشور خان نے وزیر کو قتل کر ڈالا
آخر اس پر سلاطین نظام شاہیہ و قطب شاہیہ چڑھ آئے اور لکھناتلک

ریاست بیجا نگر کا علاقہ
وہ تھا جاب مدر اس علاقہ
کھلا تھا اسکو بعض وقت
سلطنت رام راج کے
ختم اور اس کے
نہ ہبی جوش میں
آکر اہل اسلام کے
مقابر مقدس اور
مساجد کی سخت
بے رحمی کی اور
توڑ پھوڑ ڈالا
جسکا نتیجہ یہ
ہوا کہ ہینوین
جادی ۹۳۳ ہجری
بوز جمعہ علی
عادل شاہ نے
باتفاق اور
سلاطین دکن
یعنی ابراہیم
قطب شاہ والی
گلکنڈہ و نظام
شاہ و علی بنید
شاہ وغیرہ
ریاست بیجا
نگر پر یورش
کی اور رام
راج کے راج
کو غارت کر
دیا آخر راجہ
بمقام تلی
کوٹ واقع
دریا کرشنا
قتل و اور
اس کا کل مال
و دولت فتح
نصیب غائبان
ہوا المختصر
اس بادشاہ
نے ۹۸۸ء میں
ایک خوبصورت
فلام لیا اور
ایک روز
شراب کی
مستی میں
اسکو خلوت
میں بلا کر
اس سے وطنی
فی الدبر کا
ارادہ کیا
چونکہ نیک
سیرت صاحب
غیرت تھا
اس نے اسکو
چھری مار
ڈالا اور
اس کے قتل
کے بعد
سلطان
ابراہیم
عالمی شاہ
نو برس کی
عمر میں
سریرا ہوا
اور وزرات
کامل نامی
دکنی نے
باقی اور
تربیت

محاصرہ رہا بالآخر ابو الحسن بن شاہ طاہر کے حسن تدبیر سے اس نے دشمنوں کے پنجہ سے رہائی
پائی اور اسکے بعد اس نے جلال الدین اکبر بادشاہ دہلی کے حمایت لی اور اس کے متابعت میں رہا
اور آخر ۳۳۳ھ میں اور اس کے انتقال کے بعد محمد عادل شاہ تخت نشین ہوا مگر یہ شاہجہان بادشاہ
محمد عادل شاہ بن ابراہیم ہندوستان کے زیر حمایت فرمان بردار رہا آخر ۶۹ھ میں قتال

عادل شاہ اور اسکے بیٹے کا

اور اسکے انتقال کے بعد سکندر عادل شاہ اسکا بیٹا سریر آ رہا اس کے
بے عنوانان دیکھ کر عالمگیر نے اسکے طرف متوجہ کی پہنچے لشکر عالمگیری بسر کردگی شاہزادہ محمد اعظم غازی
بھادریہ جنگ ۹۹ھ میں اس پر چڑھ آیا آخر یہ چند ماہ محاصرہ میں رکھ کر سلطنت سے بیدخل
قلعہ دولت آباد میں قید کر دیا گیا اور سلطنت عادل شاہ کا اس پر خاتمہ ہوا اور ملک سجاد پور شاہی تصرف
میں آ گیا اور بندوبست ملک کے لئے روح اللہ خان بخشی و سید عبداللہ خان مقرر ہوئے۔

سوم سلاطین نظام شاہیہ کا مختصر حال جن کا السلطنت تھا

نظام الملک احمد شاہ بھجری کا مال بانی اسکا نظام الملک احمد شاہ بھجری گذرا ہے۔ اسکا داد و اجزا نام قوم کا بھین
تھا سلطان احمد شاہ بھجری جب بیجا نگر پر حملہ کیا اور راجہ کو مغلوب کر کے کئی ایک ہندوؤں کو قید کر کے لایا اور ان
اسیر و نمین اسکا باپ بھی تھا اور حسن نام پاکر غلامان شاہی میں داخل ہوا اور یہ شاہزادہ کا
ہم عمر تھا شاہزادہ کی خدمت میں رہ کر اس نے لیاقت پیدا کی اور جب شاہزادہ مالک تاج و تخت ہوا تو
اس کو نظام الملک حسن بھجری کا خطاب بخشا اور ملک کا نظام اس کے سپرد کیا۔ اور محمود شاہ بھجری
کے عہد سلطنت میں جب بے نظانی ہوئی تو اس نے جادہ اطاعت سے قدم باہر رکھا اور منحرف
ہو گیا اور خود مختار بادشاہ بن کر بہت سے قلعہ گرد و نواح کے مفتوح کیا اور ایک شہر آباد کیا اسکا
نام احمد نگر رکھا اور اسکا نوپادار السلطنت قرار دیا آخر اس نے سلطنت کا تخت چھوڑ کر ۹۱۲ھ میں
اس جہان فانی سے ملک عقبی کا رستہ لیا۔

سلطان برہان نظام الملک اور اس کے بعد سلطان نظام الملک بھری تخت نشین ہوا بیچ شخص چلے
بھری کاحال محدویہ مذہب پر تھا لیکن اسکے عہد میں ملاشاہ طاہر زودی اسماعیلیہ
ایران سے آیا اور اس نے اسکے پاس حکمت علی سے رسائی پیدا کی اور رزقہ رزقہ اسکی مزاج میں
در آیا اور اس کو شیعہ مذہب کے طرف رجوع کر لیا اور بیچ شیعہ ہو کر اہل تسنن کا دشمن جانی بن گیا طہرین
طہرائی چہری رحمی آخر شمس ۱۰۹۱ ہجری میں مر گیا۔

سلطان حسین نظام شاہ بن برہان نظام شاہ کاحال۔ اور اسکے بعد سلطان حسین نظام شاہ اسکا بیٹا تخت سلطنت
پر نشین ہوا۔ اسکے وقت پہلے شاہزادہ عبدالقادر اور محمد امجد شاہ علی اور شاہ حیدر دعویٰ سلطنت
ہوئے آخر موکر جنگ میں اس پر ہو گئے۔ اور ان کے بعد سلطان علی عادل شاہ اور رام راج والی بجا بگرنے
اسپر یورش کی اور شاہی سپہا و خزانہ لٹ گیا تاہم اس نے اون سے ایک مدت تک جنگ پیکار کیا
بالآخر صلح ہو گئی اور طہرائی کا فائدہ ہو گیا آخر بیچ بادشاہ بیماری میں ماخوذ ہو گیا اور ۹۶۲ھ میں مر گیا۔

مرتضیٰ نظام شاہ بن مرتضیٰ اور باتفاق امرا و دولت مرتضیٰ نظام شاہ تخت سلطنت پر نشین ہوا اسکے
نظام شاہ کا ذکر۔ عہد میں اسکے بھائی برہان الدین و جمال الدین دعویٰ سلطنت ہوئے
آخر قید کر دیئے گئے۔ اور بیچ بھی خلل مزاجی کے باعث دیوانہ مشہور ہوا بالآخر اس کو ۹۹۲ھ میں اسکے
بیٹے ابی حسین نے قتل کر ڈالا۔

میران حسین بن مرتضیٰ اور باپ کو قتل کر کے میلان حسین تخت نشین ہوا۔ بیچ شخصانی دبدب کار اور درایم محمد علی
نظام شاہ کا ذکر تھا۔ اسکے مرزا جان امیر الامرا نے چاہا کہ شاہ قاسم اسکے چچا کے سر پر تاج شاہی ہو
بیچ خبر پا کر اس نے شاہ قاسم کو مار ڈالا بالآخر بلوہ عظیم ہوا آخر شمس کل امرا و دولت ملکہ باتفاق مرزا جان کے
اس کو قتل کر دیا کل دو مہینے تین روز اس نے بادشاہت کی۔

برہان نظام شاہ بن حسین نظام شاہ کاحال۔ اور اسکے بیٹے اسمعیل شاہ کو امرا و نے ملکہ بار برس کی عمر میں تخت نشین

کر دیا اور جمال خان اس کا وزیر بنا۔ اور بعد وزیر ہو کر مجددیہ مذہب کو رواج اور شیعہ مذہب والوں کو کمیت و نابود کر دیا۔ مگر برہان نظام شاہ مرفعی نظام شاہ کے وقت سے اکبر و شاہ پاس چلا گیا تھا اور اس نے بیچہ نگر کبر بادشاہ سے مدد لیکر اسپر لشکر کشی کر کے احمد نگر میں آیا اور فتحیاب ہو کر دل جمال خان کو قتل کر دیا اور خود بادشاہ بن کر شیعہ مذہب کو سر نہریا اور ہزاروں مجددی مذہب والوں کو قتل کر دیا آخر اس نے چار سال سلطنت کر کے ۱۲۳۳ء میں مر گیا

ابراہیم نظام شاہ بن بیان نظام کا حال اور بعد انتقال برہان نظام شاہ کے ابراہیم نظام شاہ مالک تاج تخت ہو کر سلطنت عادل شاہی پر فوج کشی کی اور سلطنت عادل شاہیہ پر چڑھ آیا طرفین سے مقابلہ ہوا اور لڑائی شروع ہوئی آخر اس پورش میں بھیرپا ہو گیا اور عند مقابلہ قتل ہوا اکل چار ماہ سلطنت کی۔

بھدر شاہ اور احمد نظام شاہ اور اس واقعہ کے بعد احمد نظام شاہ جو ایک شاہزادہ نظام شاہی خانہ و عیشہ وغیرہ کا بالاجال محل کا تھا میان پنجہ و امیر کی سعی سے قلعہ اور سین تخت نشین ہوا۔

اور دوسرے چاند بی بی شاہزادی نے مجاہد شاہ نام ایک شاہزادہ کو قلعہ احمد نگر میں بادشاہ بنایا تیسرے امیر اخلاص خان موتی شاہ نامی ایک لڑکے کو دولت آباد میں بادشاہت دی جو تھے ابھت خان حبشی نے پیرٹو کے علاقہ میں شاہ علی بن نظام شاہ اسی سال کے سر پر حکومت کا تلخ دھرا ان چاروں میں فساد پڑا اور انھیں ایام میں عبد الرحیم خان خانان اکبر بادشاہ حکم سے احمد نگر میں آیا اور چاند بی بی نے اسکے ساتھ مردانہ جنگ کی بالآخر مصلح ہو گئی اور بہادر شاہ بادشاہ قرار پایا اسکے بعد شہنشاہ حسین شاہزادہ دانیال بن اکبر بادشاہ نے احمد نگر پر چڑھ آیا اور پورش کی اور قلعہ کا محاصرہ کر لیا جب محصورین تنگ آئے تو چاند شاہیہ منصوبہ ہوا کہ اس قلعہ کو چھوڑ کر دولت آباد جانا عین مصلحت ہے لیکن یہ تجویز

اوسکی پوری جو نہیں پائی آخر حنیفہ خان امیر لارہ نے اس بات کو دوسرے اقبال میں کل امیروں کا
 ظاہر کیا کہ چاندی کی آمیزش تیار ہوا دنیا کے ساتھ ظاہر ہوتی ہو اور اس جہاز سے بچھ قلعہ اوس کو
 دنیا چاہتی ہے صرف اس اہم دنگان پر سب نے بلوا کر کے اور شیر دل عورت کو مار ڈالا اور جہا
 شاہ کیڑا گیا۔

مرتضیٰ نظام شاہ بن شاہی اور ملک عنبر جشی جو اسی سلطنت کا ایک بڑا منظم اور جہاد سرور تھا اس نے
 باتفاق سرکہ دیلی علی طلب بچنگا یہ خان کے سر پر بعد وفات شاہ علی کے دولت
 آباد میں تاج حکومت کا دھرا اسکے وقت اسکی حکومت میں رونق ہوئی شہر کٹر کی اس نے دولت آباد
 پاس آباد کیا آخر چند روز کے بعد گنیا۔

برہان نظام شاہ بن مرتضیٰ اور بعد برہان نظام شاہ نے تخت سلطنت سنبھالا اور اس نے تخت نشین
 نظام شاہ بن ملیشاہ وغیرہ کا حال ہو کر امراتے شاہان چغتائی دہلی کو بالاکھاٹ سے نکال دیا اسپر جہا نگیر
 کے حکم تیار ہوا و خورم نے لشکر کشی کی آخر ملک عنبر جشی نے خراج مان لیا اور صلح کر لی۔ اور جب ملک عنبر
 لڑ گیا تو اوس کے بیٹے فتح خان کی برہان نظام شاہ کے ساتھ عدوت ہو گئی اور اوسکو قتل کر کے اوسکے
 کمزور لڑکے کو حاکم بنایا آخر ۱۲۳۳ھ ہجری میں صاحب خان خان خانان حکم شاہجہان برہان پور سے
 دولت آباد میں آیا فتح خان محصور ہوا اور یاقوت جشی حمایت خان سے سرکہ ارا ہوا آخر شاہ لڑ گیا
 اور فتح خان وغیرہ قید ہو گئے اور سلطنت نظام شاہیہ کا خاتمہ ہو گیا اور اکا کل ملک بغیر فتح شاہجہان
 نے دار الحکومت دہلی میں ملا لیا۔

خاندان عماد شاہیوں کا مختصر حال چہارم سلطنت عماد شاہیہ واقع ملک بڑا جہاد اور حکومت الہیہ پور تھا
 اس سلطنت کا بانی فتح اللہ عماد الملک نامی گذرا ہے۔ یہ شخص پہلے خلیفہ جہان حاکم بڑا رک غلام تھا اوسکے
 انتقال کے بعد بچہ شاہ جشی نے اسکو حکومت بڑا لڑکی عنایت کی اور عماد الملک خطبہ انجشا آخر ۸۹۵ھ

میں اس نے شاہان ہندوستان سے متبرک و منحرف ہو کر خود مختار حاکم بن بیٹھا۔ اور اسکے انتقال کے بعد
 علاء الدین اسی کا فرزند جانشین ہوا اور اسکے بعد دریا عمواد شاہ اور سکا بیٹا مندرار ہوا۔ پھر برہان
 عمواد شاہ کم عمری میں اسکا جانشین ہوا اور اقبال خان غلام مختار کل بنا اور اس نے ابراہیم قطب شاہ کے
 اتفاق سے برہان عمواد شاہ کو معزول کر کے خود مالک بن بیٹھا۔ حالانکہ نظام شاہ بھٹی اس پر
 لشکر کشی کی اور شہر میں قتل ہوا اور سلطنت عمواد شاہیہ کا خاتمہ ہو گیا۔

پنجم سلطنت قطب شاہی جن کا پای تخت گول کنڈہ تھا۔

سلطان قلی قطب شاہ کا حال۔ سلطان قلی اس سلطنت کا چھلا بادشاہ خاندان قطب شاہ کا بانی ہے
 جو شخص موضع سعد آباد سلطنت ہمدان میں مسلمان پیدا ہوا اور بریل کی جامعہ میں ملکی دشمنوں کے
 ڈر سے اپنے چچا اللہ قلی بیگ کے ساتھ حلقہ کی گھوڑوں پر بارادہ سوداگری دار السلطنت بیدر
 آیا اور بوساطت امراء کے سلطان محمود بھٹی کے دربار میں باریاب ہوا اور چند روز ٹھہر کر اللہ قلی بیگ
 طاعت انعام و اکرام پا کر دربار سلطانی سے رخصت ہوا اور یہ سلطان کے پاس بکر سپور
 و تربیت پایا اور آخر میں بیحد و حصول نشیکش قلعہ گوکنڈہ پر مامور ہوا اور مائیک کا ناظم بنا اور قطب الملک
 خطاب اور بار بھٹنہ سے حاصل کیا سو سال تک طاعت کا دم بھرتا رہا لیکن جب سلطان محمود بھٹی انتقال کیا
 اور سلطنت بھٹنہ میں ضعف کیا تو اس نے منحرف ہو کر خود مختار بادشاہ بن گیا اور قلعہ گول کنڈہ اپنا
 تخت گاہ قرار دیا۔ اور سرحد گوکنڈہ سے دریا مشور شرقی تک اور قلعہ پانگل و چھلی پٹن اور راجندر
 دراج کنڈہ و کوٹلی و دیور و غیرہ غرضکہ تقریباً پندرہ تو قلعہ تصرف میں لایا اور راجہ برہن کو قید اور ملکندہ کو
 مفتوح کیا۔ بت خانجات نوٹھ پور ڈالاکھت کو موت دی اور چھ پھلا بادشاہ ہریش ملک کن میں مذہب کو
 شایع کیا اور خطباتنا عشر کا چھپوایا جس میں ایک فرزند کو از رو سلطنت تھی اور پنجاب کی زیادہ عمر
 سے رنجیت خاطر ہو کر اس نے خفیہ میر محمد بھٹنہ ملازم کو تولی کو اسکے قتل پر آمادہ کیا اور اس ایک ورتا پر

بادشاہ کو بحالت نماز زمین زخم ایسے مار کہ جس سے اس کی رنج پرواز ہو گئی پھر دافن ہو کر کھود دیا۔
جماوئی التانی سن ۹۷۰ میں واقع ہوا نوے سال کی عمر پائی لکنہ قبضہ شرمین مدفون ہوا۔ اس کا گنہ بدعتیہ ہو

جمشید قطب شاہ بن سلطان اور حبیب میخو مدہدانی نے سلطان قلی کا اسطرح سے کام تمام کیا اور شہزادہ
قلی قطب شاہ کا حال۔ جمشید خان کے پاس آکر اس کو غزوہ سنایا اور بعض اہل فتنہ کے

اتفاق سے جوہلی پر ملک زادہ قطب الدین کی جو بیڑا فرزند سلطان قلی اور جانشین باپ کا تھا جا کر نہر
آلود سلائی اور سکے انکھ میں پیہر دی جس سحر وہ اندھا ہو گیا اور بے کھٹکے جمشید خان تخت سلطنت
بٹھا۔ اس نے تخت نشین ہو کر خطبہ سکھ اپنے نام کا جاری کیا اور بعد اسکے اس نے اپنے چھوٹے
بھائی شہزادہ ابراہیم کے نام اس کی طلبی کے لئے دیورکنڈہ کو فرمان روانہ کیا چون کہ وہ پھلے ہی کل
حقیقت اس کی سن چکا تھا اس نے جلد اپنے لوگوں کو لیکر دارالسلطنت حجاز آباد بیدر چلا گیا اور
جب وہاں پونچا امیر ملک برید نے اس کو بھان رکھا اور اپنے متفرق فوج جمع کر کے شہزادہ
ابراہیم کو ہمراہ لیکر بارادہ جنگ قلعہ گوکنڈہ کا رخ کیا اور بھان اگر قلعہ کا محاصرہ کیا۔ جمشید قطب شاہ
نے بھی دشمن سے مقابل آرا ہوا۔

قریب تھا کہ امیر ملک برید اور اس کا بھائی خان جہان برید قلعہ کو فتح کر لے مگر اس تنازعہ میں شاہ طاہر
بہان نظام شاہ جو جمشید قطب شاہ کی ملکہ کی بیٹے چلا آتا تھا اور نے مقام کو میر میں آکر نسبتاً
جنگ ڈالی اور وہاں کا قلعہ قطب شاہ کے نام سے اپنے تصرف میں لیا۔

ملک برید نے جب یہ خبر سنی قلعہ گوکنڈہ کا محاصرہ چھوڑ کر اڑکی وٹیرم سے ہوتے ہوئے دارالسلطنت
بیدر کو طرف روانہ ہوا۔ اس نے راہ میں شہزادہ ابراہیم سے اس کا عمدہ قیمتی گھوڑا وانی مانگا
تو شہزادہ ملک برید سے آزر دہ خاطر ہو کر بیجا نگر میں چلا گیا۔ رام راج والی بیجا نگر نے اس کی خاطر
ویدرات کی۔ اور بھید وہین رہا۔

اور اس واقعہ کے بعد شہید قطب شاہ ایک لخت عیش و عشرت و شراب و گلاب میں ڈوب گیا آخر کار عارفہ سلطان میں مبتلا ہو کر ۵۹۵ھ میں دارالبقا کا رستہ لیا اور اپنے باپ کے مقبرہ کے پاس پہنچا کہ ہوا جیسے بادشاہ شہر بھی کہتا تھا چنانچہ ایک دو ایات طبعاً حوالہ قلم میں۔

اے بنو ختم ملک زبانی	گاہ عشق تو یافست بالائی
کا کل و چنین رلف خال بہت	ہر یکے در کمال رعنائی
بے لب لعل بتان باد و حرام است مرا	لب میگون چو سر جام حرام است مرا
یا سر زلف تو سوداے سیاہی دارم	این چه سودا است کہ یار زلف چو زمام

سلطان ابراہیم قطب شاہ اور حبیب قطب شاہ مرگیا تو تخت نشینی میں جھگڑا پڑا بعض نے سجان قلی قطب شاہ ہفت سالہ بچہ کو تخت سلطنت پر بٹھا دیا۔ مگر اس کی کم عمری کے نظر کرتے جگدیو راو نایک و اڑی معہ دیگر نایک و اڑیاں قلعہ مخمرنگر کے سلطنت کا حال

کا باہم مشورہ ہوا کہ تہزادہ دولت خان کو قلعہ ہونگیر سے لاکر تخت نشین کر دیوین جیسے مشورہ نہ کر والدہ سجان قلی نے سیف خان عین الملک کو دارالہماہی سلطنت کے لئے تجویز کیا اور سکواٹھو نگر کے بلو ا بھیجا۔ اور جگدیو راو نایک و اڑی و سحر خان اور جگپیت راو کی مخالفت کی وجہ سے وہ اپنے قبیلے دارالسلطنت گلکٹھ سے ہونگیر چلا گیا اور وہاں پہونچکر عہدہ دارون سے ملکر تہزادہ دولت خان کو قلعہ سے نکال کر تخت نشین کر دیا اور بہت سے تعلقات اپنے نصیب میں لایا۔

اتنے میں سیف خان عین الملک گلکٹھ میں بھونچک غران دارالہماہی اپنے ماتھے میں لی اور بہت ملک میں مشغول ہوا۔ اور جگدیو راو کی گرفتاری کی فکر کی بھونچک جگدیو راو بار سال تجایف و ہدایا نقل خان والی بڑا ر سے امداد چاہی وہ برسرِ کاک گیا اور قلعہ سیرم میں سیف خان عین الملک کے شکر سے مقابل آرا ہو گیا اور بڑائی شروع ہوئی آخر شش و شکر دشمن کو شکست ہوئی اور عین الملک

غالب آیا اس نے قلعہ چھو گیا تک تعاقب کر کے اسکا محاصرہ کیا آخر شہزادہ و جگدیو راؤ سے
 صلح ہوئی اور ہر دو کو قید کر کے قلعہ گلگندہ میں چلا آیا اس معرکہ کے بعد عین الملک
 غور و تمکیر سے زیادہ گذر گیا اور جمیع اہل راجہ کو اس نے بیدل کر دیا۔ اسکا ارکان دولت نے
 بھید حال دیکھ کر باہم شہورہ کیا کہ شہزادہ ابراہیم کو بیجا نگر سے طلب کر کے اس کے سر پر تاج
 شاہی و ہرین اور اس کے طلب میں غرضیاں بھیجنیں بھید حال شکر شہزادہ ابراہیم سید حاجی و خان
 کو لیکر روانہ ہوا اور باہگل چھو نچا تو اسکے پاس میں ہزار سوار و پانچ ہزار پیدل کی جمعیت فرا
 ہو گئی اور آگے بڑھتا تو بھتے ایمان دارکان دولت قطب شاہی گلگندہ سے اسکے پاس چلے آئے
 عین الملک نے جب یہ کیفیت سنی تنفکر ہو کر بحر جان و جگیت راؤ اور حاجی خان کو قلعہ گلگندہ
 میں چھوڑا اور خود خداوند خان جشی اور عالم خان و اعلیٰ خان جشی و قبول خان و تاج خان
 کو ساتھ لیکر ابراہیم قطب شاہ کے مقابلہ کے لئے روانہ ہو کر قلعہ گمن پورہ تک چلا پونجا۔
 اتنے میں ابراہیم قطب شاہ کا فرمان نایک و اڑیوں کے نام آچھو نچا اور نایک و اڑیاں جگدیو
 کی اشارہ پر ابراہیم قطب شاہ کے مطیع ہو کر بحید قلعہ گلگندہ کے بند و بست میں شرکت ظاہر کر کے
 جگیت راؤ کو قید اور جگدیو راؤ کو رہا کر لئے اور بحری خان و اعلیٰ خان و حاجی خان خیر خواہ
 عین الملک کو قتل اور ان کے سروں کو نیزے پر چڑھا کر شہر کر دیا اور شہزادہ سبحان قلی کو جس
 تمام خزانہ و سبب ضبط کر کے ایک عرضی ہمراہ امین خان جشی مہاراجے خیر خواہان عین الملک کے
 ابراہیم قطب شاہ کے پاس روانہ کئے۔ یہ خیر سنکر عین الملک کے خوش اڑ گئے اور پریشانی
 ہوا آخر بھت ساعد و جس لیکر مہ پانچ ہزار سواروں کے براہ کو لاس مالک محروسہ کی سرحد کے
 باہر بھاگ نکلا۔ اور ابراہیم قطب شاہ و جل قلعہ ہو کر تخت نشین ہو گیا۔ بروز دوشنبہ
 بارہویں جب ۹۵۷ھ میں بڑی شان و شوکت سے قلعہ گلگندہ میں جلوس فرما ہو کر رہا کر کے

اور اسی بادشاہ کے ہمدرین بیجا پور سے تیرک نعل صاحب کا آیا۔ اور لنگر بارہ امام تعمیر ہوا اور تیس سال
نوحینے اس بادشاہ نے سلطنت کی آخر اکاون برس کی عمر پاکر ۹۸۸ھ کو رحلت پائی مرد شجاع
دولیر اور معاملہ فہم و قدر دان علم و ہنر تھا لنگر تعمیر اثر میں مدفون ہوا۔

تھوٹلی بن ابراہیم قلی ٹٹشا کا حال اور اسکے انتقال کے بعد اسکا بیٹا محمد قلی قطب شاہ تخت نشین ہوا۔ اور مرزا محمد امین
اسکا وزیر تھا۔ اسی بادشاہ کا یادگار شہر حیدر آباد ہے۔ اور اسکی آبادی ہونیکلی وجہ موضعین نے یوں لکھی ہے
کہ جاگتی طوایف جو اس کی دہشتہ تھی اور اسکا خیال تو تھا ہی حکم دیا کہ قلعہ گوکنڈہ جاہ و شہرت کے شایان
نہیں ہے و نہ امر و دولت و ارکان سلطنت کو حسیا کہ چاہئے آرام ہے میں چاہتا ہوں کہ ندی
کے اور طرف ابوانھا کی شاہی کی بنیاد ڈالی جائے اور آبادی شہر چار رانتوں و چار بازاروں پر
قرار پائی حسین چار طاق و چودہ ہزار دوکانیں اور بارہا ہزار محلے ہوں چنانچہ ان تعمیرات کے
بحال رکھنے کے لئے ایک ہی رقم جمع ہوئی میر ابو طالتب نے دار نے لکھا ہے کہ ان تعمیرات کی تیاری
دو کروڑ روپیوں سے زیادہ صرف ہوئے۔

وسط شہر میں چار کمان رفیع الشان اور ہر کمان کے محاذی رستہ کشادہ و ترتیب یا گیا۔ رستہ شمال
طرف ایک بڑا دار الشفا اور اسکے پھلو میں حمام۔ و شمال و غرب کے جانب خاص محل شاہی پر تکلف
اور چار کمان کے مابین میدان چھوڑ کر ایک حوض بنایا گیا۔ و کمان شرقی پر نقار خانہ اور کمان جنوبی
دروازہ خاص محل شاہی کا تھا حسین لکڑی صند لگی اور میخیں سونہ کی نصب تھیں۔ نزاکت و خوبصورتی
اسکی اس سامان پر قیاس کرنا چاہئے اور خاص بلکہ میں جامع مسجد اور اسکے پھلو میں ایک حمام
متصل کمان جنوبی۔ اور ندی کے کنارے پر ندی محل اور دہلی باغ آخر چار شہر کے جلہ کے لئے
اور ایک دروازہ کا ڈھواؤ اسکے دفع کرنے کے لئے دولت خانہ کے قریب ۳۰۰۰۰ میں خرچ ہوئے
ہزار روپیہ امام باڑا بنوایا جسکو بادشاہی عاشور خانہ کہتے ہیں اور اسکے متصل ایک مسجد

فصل
بعض ارجح اور بعض
۱۰۰۰۰ روپیہ خرچ ہوئے
اسکی تاسخ و فساد کا ہے

فصل
بانیام افغان ابن الملک
کے مابین سکھ کی تباہی
۱۰۰۰۰ روپیہ خرچ ہوئے
اور ۱۰۰۰۰ روپیہ خرچ ہوئے
۱۱

ایک مسجد بنوائی جو اب موتی مسجد کے نام سے مشہور ہے۔ اسکے سوا چند محل اور زرگین محل و عمارت کے لئے داد محل و عمارت کوہ طور و محمدی محل و حیدری محل و حنی و حینی و جعفری محل و غرض کہ اس بادشاہ کو منظور تھا کہ آبادی نہ مثل شہر مقدس صورت پکڑی چنانچہ اس لئے اس نے بجائے روضہ حضرت امام ضامن علی ہوسی خوار کے چارینار تعمیر کروایا جسکی بنیاد زمین قریب دو لاکھ ہن کے صرفہ ہوا یہ چارینار ستائیس بزمین بنیاد ہوا چونکہ یہ بادشاہ عمدہ تعمیرات و صنعت معماری سے اسکو زیب و زینتی کوشش کرتا رہا اور اسکی سعی و امر او عامد بھی اسکی پیروی کرنے لگے اور ہر ایک میرا بنیاد و باغون کو راستہ کر نیکی کو کام میں ایک دوسرے پر سبقت لگیا غرض قفہ ترک ہو کر و بارہیمین و دیگر وین چروہ اور زہر کے اطراف چار سمت دن س کوں تک نغات و عمارت کی تعمیر ہوئی۔ اور ہر ایک نگر کے نام سے مشہور ہو گیا۔ جسکا چار لاکھ ہن حاصل و صل ہوتا تھا وہ کل رقوم غریب لوگوں پر تقسیم و علماء و سادات کو تسلیم کر دیا اور ساٹھ ہزار روپیہ لنگر نام میں اور بارہ ہزار ہن زواریں و مجادین کو دیا جاتا تھا اسکے عہد میں عاشور خانجات عشرہ محرم میں تمام مالک محروسہ میں آباد اور لوگ تغیر پرست ہو گئے اگرچہ یہ شیعہ مذہب تھا مگر اس نے یہ بھی حکم دیا تھا کہ جو شخص صاحب ثلاثہ کی نسبت تشریک لکھا اسکی زبان کاٹی جائیگی۔ ایک بل اسکی سوار کیے نزدیک آیا اور عرض کی بھائی مائی معہ ہونج جسیہ بادشاہ سوار ہے بارہ امام کے نام سے عکودیدے اس نے فی الفور دیدیا۔

الحاصل اس نے تیس سال نہ بیٹھے بکمال فیکٹامی اور عشرت و عشرت کے ساتھ سلطنت کر کے آخر شراب خوار زمین مبتلا ہو گیا جسکے سبب سے روز بروز انواع اقسام کے بیمار یونین مبتلا ہو کر خربہ و اقلیعدہ اور پنجاس برس عمر پا کر مر گیا اور لنگر فضل ترمین سپہ دغا کہ ہوا۔

سلطان محمد قطب شاہ بن محمد اور اسکے انتقال کے بعد اسکا بیٹا سلطان محمد قطب شاہ تخت نشین ہوا۔
ابن ابی القاسم سلطان محمد قطب شاہ کا مال یہ بادشاہ تخت پر متمکن ہو کر شہل اپنے چچا سلطان محمد قطب شاہ کے

ایک نیا شہر بسانا چاہا۔ چنانچہ شہر کے مشرق طرف قلعہ کی بنیاد ڈالی اور نولاکھ مہن کی منظوری کی اور اوسمیں عمدہ عمدہ عمارتیں و عایشان محل تیار کئے۔ جس کا نام سلطان نگر رکھا۔

اور خاص شہر میں بھی اوسکا ارادہ ہوا کہ ایک عمدہ مسجد بنانی چاہئے۔ چنانچہ ۱۲۷۷ھ میں جمیع علماء اور فضلا کو بلوا کر فرمایا کہ جس شخص کی نماز تہجد فضا نہ ہوئی ہو وہ اس مسجد کی بنیاد کا پہلا پتھر رکھے چنانچہ پتھر رکھ کر چلے اپنے ہاتھ سے پتھر رکھ کر بنیاد مسجد کی قیام کی۔ قریب تیس ہزار مہن اوس کی تیاری میں خرچ ہوئے اور وہ مسجد ایسکے بعد سلطان عبداللہ سلطان ابوالحسن تانا شاہ کے عہد تک تیار ہوتی رہی آخر بعد دولت مہد عالمگیر نے باقی تعمیر اس مسجد کی ۱۶۷۳ھ میں عمل میں آئی۔ اب وہ مسجد کہ مسجد کے نام سے مشہور ہے۔ اور قلعہ گلگندہ کے باہر متصل گنبدون کے اور ایک دوسری عمارت سلطان پور کے نام سے بنوائی۔ مگر مرنور سلطان آباد ہونے نہیں پایا تھا کہ اس عہد میں یہ بابر ہو گیا اور حال رحلت سلطان محمد قطب شاہ کا مورخین نے یوں لکھا ہے کہ جو وقت سکون ہزارہ عبداللہ غزنی پیدا ہوا تو بنجومیون نے باتفاق بھیجیاں کیا کہ اس شہزادہ کا دیکھنا بادشاہ کو منحوس بارہ برس تک دیکھنا چاہئے ورنہ بادشاہ کیلئے جان کا اندیشہ ہے چنانچہ شہزادے کی بارہ برس تک غلطیہ پرورش ہوتے رہی اور جب بارہ برس گزرے تو شہزادے کو آرزوئے قدمبوسی شاہ ممدوح کی ہوئی اور بادشاہ کی شفقت پدری نے بھی جوش کیا چنانچہ ایک روز تاریخ نیک تجویز کر کے دیدار فرزند سے مسرت حاصل کی اور جشن شامانہ ترتیب دیا گیا اوسی سال بھی عافیت تپ محرقہ میں بیمار ہوا ہر چند علان کیا گیا مگر کچھ مدہ قریب نہوا آخر چودہ سال چھین روز سلطنت کر کے بروز چہار شنبہ ۳ جمادی الاول ۱۲۷۵ھ میں ۳۳ سال ایک مہینہ بیس روز کی عمر میں بھی نیک نام بادشاہ انتقال کر گیا۔ اور گنبد واقع لنگر نضال شرمین بدنون ہوا۔

سلطان عبداللہ قطب شاہ کا حال۔ اور اسکے انتقال کے بعد اسکا بیٹا سلطان عبداللہ قطب شاہ سرسید

قطب شاہیہ ہوا۔ پھر شاہ ہو کر امرا دولت کا غزل و منصب شروع کیا۔ چنانچہ منصور خان کو
 منصب میرٹھلی پر سر بلند بخشی اور خواجہ افضل ترک کو جاگیر چار لاکھ ہن پر برنوار رکھا اور تاج سنگ
 کو توال شہر اور اوسکی نیابت میں حسن بیگ کو مقرر کیا۔ اور ایلچی بیگ کو سپہ سالار کر کے زمیندار ٹکگو
 پر مامور کیا۔ اور خیانت کو خلعت مصاحبت سے سرفراز کیا۔ مگر اس بادشاہ کی مدت عمر سیر قفاسہ
 و عین عشرت و تعمیر عمارت میں گزری۔ چنانچہ اس نے سیر و تماشا کیلئے باغ لنگم پل بنوایا
 گوشہ محل بنایا کروایا جہاں ہزار چرخ کی بنیاد ڈالی اور اسکے پاس ایک بڑا حوض سیر و تماشا کے
 لئے بنوایا۔ اور اسی بادشاہ کے عہد میں منصوران چین نے اگر بادشاہی عاشور خان کی گزشتہ
 کی اور اسی بادشاہ نے ایک حکم جاری کیا کہ عشرہ محرم میں تمام قلمرو کے اندر نظارہ نہ بجھے اور نہ بولی
 پان و تصاب گوشت نہ پھین اور تمامی لذات سے امیر و غریب باز رہیں چنانچہ چھ طریقہ مہند و اور
 مسلمان دونوں میں جاری ہو گیا۔

اور اسی بادشاہ کی وقت سے رسم لنگر کشے کا عشرہ محرم میں رواج پایا جس کا قصہ و غین نے
 یوں لکھا ہے کہ سلطان عبدالقدوس شاہ ایک روز سواری ہاتھی پندرہویں ذی الحجہ کو قلعہ کھٹیف
 جا رہا تھا اتفاقاً ہاتھی سبب ہستی جنگ کی طرف چلا اور جو لوگ اسکے ہمراہ تھے وہ درہم برہم ہو گئے حال
 سنکر حیات بخشی بیگ اسکی والدہ رومی اور صحرا کے درختوں میں ایک ایک صحرا کی دکھانیکا توشت
 بندہ ہوا دیا اور ایک روز بہت گڑا کر بوسطہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے منت مانی کہ آٹھے
 اگر میرا فرزند صحیح و سالم مجھ سے آتا تو میں سو نیکی زنجیہ فیل تیار کروا کر اپنے فرزند کے کہیں
 باندہ کر لنگر نکالوں گی اور وہ قلعہ کو تقسیم کر دیوں گی اتفاقاً ہاتھی گرفتار ہوا آیا اور سلج و نیچ میں سلطان
 خیر خوبی سے داخل محل ہوا فی الفور بیگ مذکور نے راتوں رات زنجیہ تیار کروائے اور بارہ بج
 پخت کر کے اوسکے دوسرے روز جلوس شاہانہ سے لنگر خینے علم کو روانہ کی چنانچہ اتناک بچہ

دکن میں جاری ہے۔ اور سلطانہ میں اسی بادشاہ کے نام شاہجہان نے فرمان صادر کیا کہ ملک
دکن میں قبراؤ کو اکڑتا ہے اور اسکے علاوہ خطبہ میں شاہ ایران کا نام پڑھاجاتا ہے یہ دونوں
طریقہ مذموم ہیں اگر موقوف نکرینگے تو تمہارا ملک ضبط و شاہی تصرف میں شامل کر لیا جائیگا۔
غرض جب یہ فرمان محبت عبداللطیف گزانی کے صدر و پاپا تو بہ و دروہ و طریقوں کی سخت مانعت کروائی
اور ایک غمہ پیشکش شاہجہان پاس بھیجی۔

ایک روز میر محمد امین فرزند میر محمد سعید عرف میر حبلہ المخاطب بہ عظم خانان
بادشاہ کا سلطان عبدالقدوس شکرگشی کا باعث۔
بادشاہ جوانی و دولت میں منت ہو کر سند شاہی پر حالت نشہ شراب میں سو گیا ہوتی کی سلطان عبدالقدوس
قطب شاہ کو اسکی یہ حرکت ناگوار گزری تو دربار بند کر دیا اسلئے میر حبلہ برداشتہ خاطر ہو کر اوگڑ آباد
چلا گیا اور تنہا رہا اور گنتیب عالمگیر سے جا ملا اور اس کے واسطے سے دربار شاہجہانی میں اس
امر کی عرضداشت لکھی اور استدعا کی کہ فرمان شاہی میر حبلہ کے طلب میں بنام سلطان عبدالقدوس قطب شاہ
صادر ہو اور اس میں یہ بھی ذکر ہے کہ میر حبلہ اور اسکے متعلقین کے سلطان عبدالقدوس قطب شاہ نے غرض نکرین
غرض کہ فرمان شاہی احمد افاضی محمد عارف کشمیری صدر و پاپا۔ سلطان عبدالقدوس قطب شاہ نے اس کا
کچھ خیال نہ کیا بلکہ میر حبلہ کا گھر بار ضبط اور اس کے فرزند محمد امین کو قید کر دیا۔ یہ خبر سن کر شاہجہان نے
عالمگیر کو سختی سے حکم دیا اور عالمگیر میر حبلہ جانشین تھا اس نے ایک حکماء اس مضمون کا سلطان عبدالقدوس
کے نام روانہ کیا کہ میر فرزند سلطان محمد جانتا ہے کہ اوڑھیں کی راہ سے اپنے چچا تنہا رہے تھے چچا
بگالہ جادو سے مگر او سکا گزرجہر آباد پر سے ہو گا پہلے یہاں بندوبست اور انتظام رہے کہ وہ تمہاری
سرحد سے بچھاؤ و آرام سے عبور کر سکے۔

سلطان عبدالقدوس نے صاف دلی سے اس پیام کو یقین سمجھ کر تیاری سامان ضیافت میں
مشغول ہوا القصد عالمگیر نے آٹھ دین ربیع الاول ۱۰۲۶ ہجری میں پہلے اپنے فرزند سلطان محمد کو

حیدر آباد کے طرف روانہ کیا اور خود بھی سوم بیسج انسانی کو اس کے پیچھے کو بیج کیا۔

سلطان عبداللہ قطب شاہ نے جب یہ سنا تو عبد اللہ امین اور اسکی والدہ کو مار کر کے روانہ کیا اور خزانہ میں سے اپنے والدہ کے بارہ اکوس کے فاصلہ پر تھنہ زادہ سلطان محمد سے ملائی ہوا اور اپنی سرگزشت

عرض کی تھنہ زادہ نے بھی سنتے ہی حیدر آباد کا رخ کیا اور سلطان عبداللہ قطب شاہ سے بھڑو

سننے اس خبر کے پیچھے بیسج انسانی کو نقد و جنس لیکر داخل قلعہ گلگندہ ہو گیا۔ اور تھنہ زادہ سلطان

مہتاب حسین سار کے کنارہ خیام پذیر ہوا۔ المختصر فوج قطب شاہیہ نے متعدد سے مقابلہ

کیا اور لڑائی شروع ہوئی اور تھنہ زادہ نے بھی دلیلہ خوب لڑا آخر فوج قطب شاہیہ

پیٹھ و کچھائی اور میدان جنگ تھنہ زادہ کے ہاتھ رہا حیدر آباد کو فتح کر کے کارخانہ بانی

قبضہ کر لیا۔ اس واقعہ کے بعد سلطان عبداللہ قطب شاہ نے قلعہ گلگندہ سے جوابی فوج

وزیر خیریل تھنہ زادہ سلطان محمد کو پیشکش کیا مگر باطن میں تیاری جنگ تھنہ کام قلعہ میں مشغول

موجود تھا شاہ خواں ملک اور تھنہ میں عالمگیر بھی پہنچا اور تھنہ زادہ سلطان محمد کو قلعہ گلگندہ کے روبرو

جاکم کر کے طرح جنگ لائی قلعہ سے بھی گولہ پر گولہ برس رہا تھا اور دوسری لڑائی کا جواب متعدد سے دیا بارہ ہاتھ فوج کے

بہادران دلاور نے داد و جوا فرمادی دے اور آگست خون ہوا مختصر محنت وقت سلطان عبداللہ

قطب شاہ نے ناگزیر اپنے داماد میر احمد کو عالمگیر کے حضور میں روانہ کیا اور زر و نقایا

پیشکش افسیہ معمولی و حال و مال و اسباب مضبوط مزاجہ امین پیش کیا اور خود بھی عالمگیر کے پاس

چلا آیا اور خواہاں صلح ہوا۔ آخر صلح اس شرط پر واقع ہوئی کہ سلطان عبداللہ قطب شاہ اپنی

لڑکی تھنہ زادہ سلطان محمد کے قید کالج میں دیوے اور اسکے سوا ایک کڑور روپیہ نقد و خل

کوسے چنانچہ ان شرطوں کو سلطان عبداللہ نے قبول و منظور کر لیا اور عالمگیر نے بعد اس

صلح کے راحت فرمائی الحاصل سلطان عبداللہ قطب شاہ نے ساٹھ سالہ عمر اور بیس سالہ

سلطنت کر کے بروز نکیش تہ سیری محرم ۶۳۰ ہجری میں کاروبار سلطنت کو چھوڑ کر عالم عقی کا سر
لیا اور لنگر فیض شرمین مد فون ہوا۔

سلطان ابو الحسن تانا شاہ کا حال۔ اور اسکے انتقال کے بعد سلطان ابو الحسن تانا شاہ اسکاداماد
میر مظفر کی سہی سے پنجم محرم ۸۳۰ھ میں تخت نشین ہوا اور میر مظفر نے خدمت وزارت پای
یچہ بادشاہ خاندان قطب شاہیہ کا ڈونٹا ہوا آفتاب اور سلطنت شمعہ کا گل ہوتا ہوا چرخ
اس نے تخت پر بیٹھتے ہی حکم دیا کہ فرزند خزانہ غلام و مرتب ہو کر جلد پیش ہو۔ میر مظفر
وزیر نے پیش کی اور بعد از خطہ حکم دیا کہ اس کو چار چھون پر منقسم کر میں ایک حصہ ہمارے پیش و
عشر کیسے اور دوسرے حصہ خیرات کو دیا جائے اور تیسرا حصہ تنخواہ سپاہ میں پیش کیے تقسیم
ہونا چاہیے اور چار حصہ ضرورت کیسے خزانہ میں جمع رہے۔

وزیر آباد بجالایا اور عرض کی کہ ملک و کن میں ہمیشہ موکہ جنگ ہے اور لڑائیاں پیش
رہے ہیں اگر شاہی خزانہ اسطرح خالی رہیگا تو ان مہمات عظیمہ کا کیونکر بندوبست ممکن ہوگی
سلطان ابو الحسن نے چھ منکر کھا کہ شاہان سلف نے جمع کر کے بحفاظت رکھا آخر چھوڑ گئے
مگر ہم اپنے ساتھ لے جائینگے۔

الغرض اسکے تھوڑی ہی زمانہ بعد سلطان ابو الحسن میر مظفر وزیر بنیک ندیر سے ناراض ہو گیا
اور اس کو معزول کر کے ماونا پٹلون کو وزارت سے سرفراز کیا اور اس نے اپنے بھائی اکناکو
اپنا پیکار بنایا۔ چھ دو دن رفتہ رفتہ سلطنت کے مختار کل ہو گئے اور شاہی اہلکاران قدیم کو
موقوف اور اپنے حقوق کو بڑے بڑے کاموں پر مامور کئے اور اہل اسلام کو بغیر حقارت
دیکھنے لگے بیرون شہر نت گہریمین ایک دیول بنوا کے اکثر اوقات سوار ہو کے وہاں
جائے تھے اور جو وقت ہنود کا ہوا آما شمت و جلوس سے سوار ہو کر سادات و شرفا کو

مذکورہ دونوں سببوں سے
جائی ساکنان کو ناراض
کر کے اور بعض سببوں
سبب سے ہم کو ناراض
والہ قلم ہے

اپنی سواری کے ہمراہ لیجاتے تھے غرض کہ ابوالحسن رات دن شہر بخواری وغیرہ عشرت میں غرق رہتا کرتا اور بیچہ دو لون کل امور سلطنت پر مقتدر تھے عدل و انصاف کا نام نہ تھا سادات و مشایخ و فضلا و شرفا کو انہوں نے تنگ کر رکھا تھا اور عالمگیر کو بھی اس کی خبر لگ رہی تھی آخر سلطان ابوالحسن کو تین چار مرتبہ نصیحتیں لکھا کہ اپنی بُری عادتوں سے باز آو اور رعایا کی اہمالت کرو اور خوش و خرم رکھو لیکن اس پر اس نے کچھ بھی خیال نہ کیا۔

القصد عالمگیر نے پچھلے تیجہ بجا پور کا ارادہ کیا چنانچہ شہزادہ محمد اعظم اور غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ نہ لکھنؤ جہاں بجا پور کے طرف روانہ ہوئے۔ ہم میں طوالت ہوئی خود عالمگیر نے اورنگ آباد سے لشکر احمد نگر ہوتے ہوئے شولا پور کا رخ کیا اس اثنا میں سلطان ابوالحسن کا ایک خط عالمگیر کے نظر سے گذرا جس میں لکھا ہوا تھا کہ میں مراسم بندگی تنگ بجالا یا مگر تم نے سکندر عادل شاہ کو تمہیں جانکڑ بجا پور کا محاصرہ کر کے اس کو تنگ کیا ہے اب مجھ پر بھی واجب ہو گیا ہے کہ جیسے لشکر راہ بنہاجی مرہٹہ کا سکندر عادل شاہ کی مدد کر رہا ہے میں بھی اوس کی کمک کروں اس لیے اپنے سپہ سالار خلیل اللہ خان پٹنگ جٹ کو مہ چالیس ہزار سواروں کے ساتھ خود کیا ہوں دیکھوں کہ تم کس کس سے مقابل آراہو سکتے ہو بجز ملاحظہ اس خط کے عالمگیر علیٰ بذات سلطان ابوالحسن کے طرف متوجہ ہوا پچھلے شہزادہ عالم شاہ بہادر زناہ اور خان جہاں بہادر وغیرہ کو روانہ کیا۔ انہوں نے جاکر سرحد کے قلوں سے چھٹی چھار شروع کر دیے۔ اور سلطان ابوالحسن کے طرف سے خلیل اللہ خان نے باتفاق شیخ مہاج درستیہ راو چار اور دربادنا کے قصبہ طیم و ملک پٹیر پر مقابل آراہو گیا۔ دونوں جانب کے سپاہ نے دوا و مرومی و شجاعت دی مگر میدان جنگ لشکر سلطانی کے ہاتھ رہا سپر بھی شہزادہ نے کھلا بھیجا کہ طیم و ملک پٹیر پر گنہ گار کی وغیرہ جس پر فوج شاہی نے قبضہ کر لیا ہے سلطان ابوالحسن اگر اس سے دست بردار ہو جائے تو میں

یہیں سے مہناری سفارش حضور سلطانی میں عرضداشت روانہ کر کے نسلج کروانا ہوں۔
 اس بات کو خلیل اللہ خان نے قبول کر لیا مگر شیخ مناج اور رستم راو نے نامنطور کی آخر پھر
 لڑائی شروع ہوئی اور اسی روز ابو الحسن کے طرف سے ان کی ٹھکانے لے اور بھی لشکر آ
 چھو نچا طرفین سے۔ مگاہ گرم ہوئی پیکر و کجاست مناج و رستم راو مجروح ہو گئے اور دکنیوں
 یا نون میدان کارزار سے اکٹھے اور راہ فراری اور لشکر سلطانی نے برابر ان کا تعاقب کیا
 ہوا چلا آیا اس لڑائی میں صورت یہ ہوئی کہ اکثر سردار و زمین نفاق پڑ گیا اور دکنی فوج منتشر
 ہو گئی۔ چنانچہ دکنیوں کا لشکر سپاہی ہو کر سلطان ابو الحسن پاس چھو نچا تو خلیل اللہ خان کی سپاہ
 کی کہ اس کے سبب سے کچھ شکست ہوئی اور مادنہ بھی سلطان ابو الحسن کے ذہن نشین کیا خانہ کھنہ
 عالمگیر سے مل گیا ہے۔ اس پر ابو الحسن بدظن ہو گیا اور اس کے قتل کے درپے ہوا خلیل اللہ خان نے
 یہ نہ کر خوف جان خود اپنے بھائی جہین شہزادہ سے جا ملا اور شش ہزاری نصب چہ ہزاری سوار
 و خطاب جہات خانی سے سرفروزی حاصل کی۔ یہ حال نہ کہ ابو الحسن پوشیدہ منشاں محل شاہی سے
 نکل کر تمام ضادیق جو اس وقت دہن و اشرفیوں کے ساتھ لیکے قلعہ گلاندہ میں داخل ہوا۔
 اور حبیب ابو الحسن کا اسطرح قلعہ میں چپ کے سے چلے جانیکی خبر مشہور ہوئی تو تمام رات شہر میں شہر
 برپا ہو گیا کی ہزار شہر فاشیاں حال اپنا اپنا مال و سباب گہ و زمین چوڑ کے صرف عیال بچاں
 لیکر قلعہ میں چلے گئے۔ او باستان شہر نے قابو پا کر شہر کی غارتگری میں دست درازی شروع
 کی۔ اور بیشمار مال و دولت و محلات شاہی کا غارت گروں نے لوٹ لیا یہ خبر نہ کہ شہزادہ نے
 بے شکستہ خلیفہ ابو الحسن میں داخل ہوا اور احکم الحاکمین کا تکریم بجالایا اور تاراجی شہر کا حال
 چوہارون کو مامور کیا جب غارت گروں نے نہ سنا تو کو تو ال لشکر کو بانفاق اپنے دیوان کے
 پانچ سو روپے کر دے اوری و بند و بست شہر کیلئے مقرر فرمایا اور خلیفہ کو او باشتون کی دست

درازی سے اس ملی۔ القصہ تہزادہ نے قریب اسی ہزار ہن نقد و جنس پر ابو الحسن تانا شاہ کے قبضہ کر لیا تو سلطان ابو الحسن تانا شاہ نے ایک معذرت نامہ عفو قصور کیلئے تہزادہ پاس روانہ کیا اور جب معذرت نامہ تہزادہ کے نظر سے گذر تو صورت صلح اس پر قرار پائی کہ ابو الحسن ایک دہائی میں لاکھ روپیہ اب دین اور اس کے سوا جو سالانہ مقرر ہو وہ دیا کریں اور ادا نا اور اکتا جاؤ ایسا اور صیب خرابی سلطنت حیدر آباد میں اون کو بیدخل کر کے قید کر دیں اور گھر ہی سیٹم و کو ہیر معہ دوسرے محلات مفتوحہ جو فوج شاہی کے تصرف میں آچکے ہیں اون سے ہمیشہ کیلئے دست بردار ہو جائیں صلح کی چھٹہ طین قرار پائی مگر تانا شاہ کو ادا نا و اکتا کا جدا ہونا ناگوار تھا اس کے نسبت ابھی پوری طور پر گفتگو صاف ہوئے نہیں پائی تھی کہ تہزادہ بندہ دور فرمان شاہی بجا پور کے طرف رخ کیا۔ اور اس اشنا میں اتفاقاً ایک مرتبہ ادا نا و اکتا جس کے سر پر نقدا آگئی تھی تنجائے کے نزدیک جو متصل دیو از قلعہ کے تھا یکہ شورت کر رہے تھے دشمنوں نے قابو پا کر سڑن سے جدا کر کے تہزادہ سے شاہ عالم پاس روانہ کر دیا۔

الحاصل اورنگ زیب عالمگیر بعد فتح بجا پور گلبرگ شریف میں آکر زیارت حضرت خواجہ بندہ نواز سید محمد گیسو دراز قدس اللہ سرہ سے مشرف ہوا۔ اور وہاں سے پچھلے ایک حکمنامہ بنام سعادت خان صادر کیا کہ بہت جلد ابو الحسن تانا شاہ سے زرندرانہ وصول ہو۔ تانا شاہ نے جب یہ سنا مجبور ہو گیا اور زرندرانہ کی عیوض نایاب جواہرات دیا۔ اس نے وہ بھینسہ فالگیر کے پاس بھیج دیا۔ لیکن جب تانا شاہ کو معلوم ہو گیا کہ اورنگ زیب عالمگیر خود ہی اس طرف آئے ہیں تو سعادت خان سے استدعا جواہرات کیلئے کیا۔ خان نے وہ نقصان و غریب کی کہ بیکر چپ ہو رہا۔ المختصر تانا شاہ نے ایک عرضی لکھی۔ خلاصہ اس کا یہ تھا کہ اختیار یا بی اختیار ہی سے جو کچھ خطا ہوئی فدوی اس کی سزا کو چھوٹا

اب امیر وار سحافی کاہون۔ عالمگیر نے بعد ملاحظہ عرضی فرمان صادر فرمایا کہ تمہارے
تقصیرات بی گنتے صادر ہوتے رہے ہیں منجملہ اون کے پچھلے یہ کہ کافر کو اقدار دیا۔
اور فضلا کو بے احتیاسی عطا نہ بادہ خواری کی نہ اسلام سے کام رکھنا عدل اور ظلم میں
فرق سمجھنا نہ فسق و عبادت سے واقف ہوئے کافر خبی کی اعانت کی سمجھانے پر بھی ایک لاکھ
ہن جھاجی کے حوالے کی گئے اب ان مقصیلات پر امید لطف و کرم دنیا میں تو کیا عقبی میں بھی ممکن
ہے۔ پس جب نانا شاہ نے یہ جواب سننا پریشان ہو کر شیخ جہانچ اور شرزہ خان و مصطفیٰ خان
عرف عبدالرزاق خان مود و دیگر نامور سرداروں کو مقابلہ کیلئے روانہ کیا۔

اور حیدر آباد سے دو منزل کے اوپر دونوں لشکروں کا اجتماع ہوا اور لڑائی شروع
ہو گئی۔ اس شان میں غازی الدین خان فیروز جنگ کا عرفیہ عالمگیر کے نظر سے گذرا کہ بعد تسخیر
بجاولو قلعہ ابراہیم گڑھ پر بھی خاطر خواہ قبضہ ہو گیا ہے اور جان نثار بھی حسب کم سلطان ایٹنار
چھوٹتا ہے۔ چنانچہ پھر خبر شکر یان نانا شاہی میں شہور ہوئی تو یہی سبھی مہمت پسپا ہوئی
الغرض لڑتے بڑھتے شاہ فتح نصیب لے اگر قلعہ کلکنڈہ کے روبرو دم دے اور مورچہ
قائم کر کے قلعہ محاصرہ کر لیا۔

مگر نانا شاہی فوج نے بھی لشکر شاہی سے دیر نہ مقابلہ کیا اور قلعہ سے بھی براہ آتش
برستی رہی اور لشکر شاہی سے بھی پے در پے دلا ورا نہ حمایت ہوتے رہے اس زور
و شور سے فوج شاہی کے حملوں کو دفع کیا کہ سب کے منہ پر پھپھکے میگزین ہی کا
کہیت پڑا اور خواجہ عابد علی خان بہادر نے داد شجاعت دی اور اس جو امر دی سے
دلا ورا نہ حملہ کیا لیکن تقدیر اعلیٰ ایک گولہ آگیا تو بازو جدا ہو گیا آخر جام شہادت نوش
فرمایا۔ اگر عہد شاہی لشکر اور سلطنت کے سامان کے سامنے ایک سو بکی کیا بساط تھی

تاہم نو مہینے کے قریب طویل کہنیا۔ بالآخر تدبیر و ن کے حال چھلائے گئے اور خلیہ ساز شون کے
 سرنگین گامین گہین اور اکثر سرداران تانا شاہی شل شیخ منہاج اور شیخ نظام وغیرہ ہجرت سے
 ادھر کے بلے و فادہ ہر آن ملے اور شاہ مصلحت پناہ نے بھی ادن دل شکنوں کے دل بڑھانے
 کے لئے کیونچہ ہزاری اور کیونچہ ہفت ہزاری منصہ بارون میں شریک فرمایا چنانچہ شیخ نظام
 شش ہزاری منصب اور پنجہزار سواروں سے خطاب مقور خانی سے سر ملند ہوا ^{۱۲} ^{۱۳} ^{۱۴} ^{۱۵} ^{۱۶} ^{۱۷} ^{۱۸} ^{۱۹} ^{۲۰} ^{۲۱} ^{۲۲} ^{۲۳} ^{۲۴} ^{۲۵} ^{۲۶} ^{۲۷} ^{۲۸} ^{۲۹} ^{۳۰} ^{۳۱} ^{۳۲} ^{۳۳} ^{۳۴} ^{۳۵} ^{۳۶} ^{۳۷} ^{۳۸} ^{۳۹} ^{۴۰} ^{۴۱} ^{۴۲} ^{۴۳} ^{۴۴} ^{۴۵} ^{۴۶} ^{۴۷} ^{۴۸} ^{۴۹} ^{۵۰} ^{۵۱} ^{۵۲} ^{۵۳} ^{۵۴} ^{۵۵} ^{۵۶} ^{۵۷} ^{۵۸} ^{۵۹} ^{۶۰} ^{۶۱} ^{۶۲} ^{۶۳} ^{۶۴} ^{۶۵} ^{۶۶} ^{۶۷} ^{۶۸} ^{۶۹} ^{۷۰} ^{۷۱} ^{۷۲} ^{۷۳} ^{۷۴} ^{۷۵} ^{۷۶} ^{۷۷} ^{۷۸} ^{۷۹} ^{۸۰} ^{۸۱} ^{۸۲} ^{۸۳} ^{۸۴} ^{۸۵} ^{۸۶} ^{۸۷} ^{۸۸} ^{۸۹} ^{۹۰} ^{۹۱} ^{۹۲} ^{۹۳} ^{۹۴} ^{۹۵} ^{۹۶} ^{۹۷} ^{۹۸} ^{۹۹} ^{۱۰۰} ^{۱۰۱} ^{۱۰۲} ^{۱۰۳} ^{۱۰۴} ^{۱۰۵} ^{۱۰۶} ^{۱۰۷} ^{۱۰۸} ^{۱۰۹} ^{۱۱۰} ^{۱۱۱} ^{۱۱۲} ^{۱۱۳} ^{۱۱۴} ^{۱۱۵} ^{۱۱۶} ^{۱۱۷} ^{۱۱۸} ^{۱۱۹} ^{۱۲۰} ^{۱۲۱} ^{۱۲۲} ^{۱۲۳} ^{۱۲۴} ^{۱۲۵} ^{۱۲۶} ^{۱۲۷} ^{۱۲۸} ^{۱۲۹} ^{۱۳۰} ^{۱۳۱} ^{۱۳۲} ^{۱۳۳} ^{۱۳۴} ^{۱۳۵} ^{۱۳۶} ^{۱۳۷} ^{۱۳۸} ^{۱۳۹} ^{۱۴۰} ^{۱۴۱} ^{۱۴۲} ^{۱۴۳} ^{۱۴۴} ^{۱۴۵} ^{۱۴۶} ^{۱۴۷} ^{۱۴۸} ^{۱۴۹} ^{۱۵۰} ^{۱۵۱} ^{۱۵۲} ^{۱۵۳} ^{۱۵۴} ^{۱۵۵} ^{۱۵۶} ^{۱۵۷} ^{۱۵۸} ^{۱۵۹} ^{۱۶۰} ^{۱۶۱} ^{۱۶۲} ^{۱۶۳} ^{۱۶۴} ^{۱۶۵} ^{۱۶۶} ^{۱۶۷} ^{۱۶۸} ^{۱۶۹} ^{۱۷۰} ^{۱۷۱} ^{۱۷۲} ^{۱۷۳} ^{۱۷۴} ^{۱۷۵} ^{۱۷۶} ^{۱۷۷} ^{۱۷۸} ^{۱۷۹} ^{۱۸۰} ^{۱۸۱} ^{۱۸۲} ^{۱۸۳} ^{۱۸۴} ^{۱۸۵} ^{۱۸۶} ^{۱۸۷} ^{۱۸۸} ^{۱۸۹} ^{۱۹۰} ^{۱۹۱} ^{۱۹۲} ^{۱۹۳} ^{۱۹۴} ^{۱۹۵} ^{۱۹۶} ^{۱۹۷} ^{۱۹۸} ^{۱۹۹} ^{۲۰۰} ^{۲۰۱} ^{۲۰۲} ^{۲۰۳} ^{۲۰۴} ^{۲۰۵} ^{۲۰۶} ^{۲۰۷} ^{۲۰۸} ^{۲۰۹} ^{۲۱۰} ^{۲۱۱} ^{۲۱۲} ^{۲۱۳} ^{۲۱۴} ^{۲۱۵} ^{۲۱۶} ^{۲۱۷} ^{۲۱۸} ^{۲۱۹} ^{۲۲۰} ^{۲۲۱} ^{۲۲۲} ^{۲۲۳} ^{۲۲۴} ^{۲۲۵} ^{۲۲۶} ^{۲۲۷} ^{۲۲۸} ^{۲۲۹} ^{۲۳۰} ^{۲۳۱} ^{۲۳۲} ^{۲۳۳} ^{۲۳۴} ^{۲۳۵} ^{۲۳۶} ^{۲۳۷} ^{۲۳۸} ^{۲۳۹} ^{۲۴۰} ^{۲۴۱} ^{۲۴۲} ^{۲۴۳} ^{۲۴۴} ^{۲۴۵} ^{۲۴۶} ^{۲۴۷} ^{۲۴۸} ^{۲۴۹} ^{۲۵۰} ^{۲۵۱} ^{۲۵۲} ^{۲۵۳} ^{۲۵۴} ^{۲۵۵} ^{۲۵۶} ^{۲۵۷} ^{۲۵۸} ^{۲۵۹} ^{۲۶۰} ^{۲۶۱} ^{۲۶۲} ^{۲۶۳} ^{۲۶۴} ^{۲۶۵} ^{۲۶۶} ^{۲۶۷} ^{۲۶۸} ^{۲۶۹} ^{۲۷۰} ^{۲۷۱} ^{۲۷۲} ^{۲۷۳} ^{۲۷۴} ^{۲۷۵} ^{۲۷۶} ^{۲۷۷} ^{۲۷۸} ^{۲۷۹} ^{۲۸۰} ^{۲۸۱} ^{۲۸۲} ^{۲۸۳} ^{۲۸۴} ^{۲۸۵} ^{۲۸۶} ^{۲۸۷} ^{۲۸۸} ^{۲۸۹} ^{۲۹۰} ^{۲۹۱} ^{۲۹۲} ^{۲۹۳} ^{۲۹۴} ^{۲۹۵} ^{۲۹۶} ^{۲۹۷} ^{۲۹۸} ^{۲۹۹} ^{۳۰۰} ^{۳۰۱} ^{۳۰۲} ^{۳۰۳} ^{۳۰۴} ^{۳۰۵} ^{۳۰۶} ^{۳۰۷} ^{۳۰۸} ^{۳۰۹} ^{۳۱۰} ^{۳۱۱} ^{۳۱۲} ^{۳۱۳} ^{۳۱۴} ^{۳۱۵} ^{۳۱۶} ^{۳۱۷} ^{۳۱۸} ^{۳۱۹} ^{۳۲۰} ^{۳۲۱} ^{۳۲۲} ^{۳۲۳} ^{۳۲۴} ^{۳۲۵} ^{۳۲۶} ^{۳۲۷} ^{۳۲۸} ^{۳۲۹} ^{۳۳۰} ^{۳۳۱} ^{۳۳۲} ^{۳۳۳} ^{۳۳۴} ^{۳۳۵} ^{۳۳۶} ^{۳۳۷} ^{۳۳۸} ^{۳۳۹} ^{۳۴۰} ^{۳۴۱} ^{۳۴۲} ^{۳۴۳} ^{۳۴۴} ^{۳۴۵} ^{۳۴۶} ^{۳۴۷} ^{۳۴۸} ^{۳۴۹} ^{۳۵۰} ^{۳۵۱} ^{۳۵۲} ^{۳۵۳} ^{۳۵۴} ^{۳۵۵} ^{۳۵۶} ^{۳۵۷} ^{۳۵۸} ^{۳۵۹} ^{۳۶۰} ^{۳۶۱} ^{۳۶۲} ^{۳۶۳} ^{۳۶۴} ^{۳۶۵} ^{۳۶۶} ^{۳۶۷} ^{۳۶۸} ^{۳۶۹} ^{۳۷۰} ^{۳۷۱} ^{۳۷۲} ^{۳۷۳} ^{۳۷۴} ^{۳۷۵} ^{۳۷۶} ^{۳۷۷} ^{۳۷۸} ^{۳۷۹} ^{۳۸۰} ^{۳۸۱} ^{۳۸۲} ^{۳۸۳} ^{۳۸۴} ^{۳۸۵} ^{۳۸۶} ^{۳۸۷} ^{۳۸۸} ^{۳۸۹} ^{۳۹۰} ^{۳۹۱} ^{۳۹۲} ^{۳۹۳} ^{۳۹۴} ^{۳۹۵} ^{۳۹۶} ^{۳۹۷} ^{۳۹۸} ^{۳۹۹} ^{۴۰۰} ^{۴۰۱} ^{۴۰۲} ^{۴۰۳} ^{۴۰۴} ^{۴۰۵} ^{۴۰۶} ^{۴۰۷} ^{۴۰۸} ^{۴۰۹} ^{۴۱۰} ^{۴۱۱} ^{۴۱۲} ^{۴۱۳} ^{۴۱۴} ^{۴۱۵} ^{۴۱۶} ^{۴۱۷} ^{۴۱۸} ^{۴۱۹} ^{۴۲۰} ^{۴۲۱} ^{۴۲۲} ^{۴۲۳} ^{۴۲۴} ^{۴۲۵} ^{۴۲۶} ^{۴۲۷} ^{۴۲۸} ^{۴۲۹} ^{۴۳۰} ^{۴۳۱} ^{۴۳۲} ^{۴۳۳} ^{۴۳۴} ^{۴۳۵} ^{۴۳۶} ^{۴۳۷} ^{۴۳۸} ^{۴۳۹} ^{۴۴۰} ^{۴۴۱} ^{۴۴۲} ^{۴۴۳} ^{۴۴۴} ^{۴۴۵} ^{۴۴۶} ^{۴۴۷} ^{۴۴۸} ^{۴۴۹} ^{۴۵۰} ^{۴۵۱} ^{۴۵۲} ^{۴۵۳} ^{۴۵۴} ^{۴۵۵} ^{۴۵۶} ^{۴۵۷} ^{۴۵۸} ^{۴۵۹} ^{۴۶۰} ^{۴۶۱} ^{۴۶۲} ^{۴۶۳} ^{۴۶۴} ^{۴۶۵} ^{۴۶۶} ^{۴۶۷} ^{۴۶۸} ^{۴۶۹} ^{۴۷۰} ^{۴۷۱} ^{۴۷۲} ^{۴۷۳} ^{۴۷۴} ^{۴۷۵} ^{۴۷۶} ^{۴۷۷} ^{۴۷۸} ^{۴۷۹} ^{۴۸۰} ^{۴۸۱} ^{۴۸۲} ^{۴۸۳} ^{۴۸۴} ^{۴۸۵} ^{۴۸۶} ^{۴۸۷} ^{۴۸۸} ^{۴۸۹} ^{۴۹۰} ^{۴۹۱} ^{۴۹۲} ^{۴۹۳} ^{۴۹۴} ^{۴۹۵} ^{۴۹۶} ^{۴۹۷} ^{۴۹۸} ^{۴۹۹} ^{۵۰۰} ^{۵۰۱} ^{۵۰۲} ^{۵۰۳} ^{۵۰۴} ^{۵۰۵} ^{۵۰۶} ^{۵۰۷} ^{۵۰۸} ^{۵۰۹} ^{۵۱۰} ^{۵۱۱} ^{۵۱۲} ^{۵۱۳} ^{۵۱۴} ^{۵۱۵} ^{۵۱۶} ^{۵۱۷} ^{۵۱۸} ^{۵۱۹} ^{۵۲۰} ^{۵۲۱} ^{۵۲۲} ^{۵۲۳} ^{۵۲۴} ^{۵۲۵} ^{۵۲۶} ^{۵۲۷} ^{۵۲۸} ^{۵۲۹} ^{۵۳۰} ^{۵۳۱} ^{۵۳۲} ^{۵۳۳} ^{۵۳۴} ^{۵۳۵} ^{۵۳۶} ^{۵۳۷} ^{۵۳۸} ^{۵۳۹} ^{۵۴۰} ^{۵۴۱} ^{۵۴۲} ^{۵۴۳} ^{۵۴۴} ^{۵۴۵} ^{۵۴۶} ^{۵۴۷} ^{۵۴۸} ^{۵۴۹} ^{۵۵۰} ^{۵۵۱} ^{۵۵۲} ^{۵۵۳} ^{۵۵۴} ^{۵۵۵} ^{۵۵۶} ^{۵۵۷} ^{۵۵۸} ^{۵۵۹} ^{۵۶۰} ^{۵۶۱} ^{۵۶۲} ^{۵۶۳} ^{۵۶۴} ^{۵۶۵} ^{۵۶۶} ^{۵۶۷} ^{۵۶۸} ^{۵۶۹} ^{۵۷۰} ^{۵۷۱} ^{۵۷۲} ^{۵۷۳} ^{۵۷۴} ^{۵۷۵} ^{۵۷۶} ^{۵۷۷} ^{۵۷۸} ^{۵۷۹} ^{۵۸۰} ^{۵۸۱} ^{۵۸۲} ^{۵۸۳} ^{۵۸۴} ^{۵۸۵} ^{۵۸۶} ^{۵۸۷} ^{۵۸۸} ^{۵۸۹} ^{۵۹۰} ^{۵۹۱} ^{۵۹۲} ^{۵۹۳} ^{۵۹۴} ^{۵۹۵} ^{۵۹۶} ^{۵۹۷} ^{۵۹۸} ^{۵۹۹} ^{۶۰۰} ^{۶۰۱} ^{۶۰۲} ^{۶۰۳} ^{۶۰۴} ^{۶۰۵} ^{۶۰۶} ^{۶۰۷} ^{۶۰۸} ^{۶۰۹} ^{۶۱۰} ^{۶۱۱} ^{۶۱۲} ^{۶۱۳} ^{۶۱۴} ^{۶۱۵} ^{۶۱۶} ^{۶۱۷} ^{۶۱۸} ^{۶۱۹} ^{۶۲۰} ^{۶۲۱} ^{۶۲۲} ^{۶۲۳} ^{۶۲۴} ^{۶۲۵} ^{۶۲۶} ^{۶۲۷} ^{۶۲۸} ^{۶۲۹} ^{۶۳۰} ^{۶۳۱} ^{۶۳۲} ^{۶۳۳} ^{۶۳۴} ^{۶۳۵} ^{۶۳۶} ^{۶۳۷} ^{۶۳۸} ^{۶۳۹} ^{۶۴۰} ^{۶۴۱} ^{۶۴۲} ^{۶۴۳} ^{۶۴۴} ^{۶۴۵} ^{۶۴۶} ^{۶۴۷} ^{۶۴۸} ^{۶۴۹} ^{۶۵۰} ^{۶۵۱} ^{۶۵۲} ^{۶۵۳} ^{۶۵۴} ^{۶۵۵} ^{۶۵۶} ^{۶۵۷} ^{۶۵۸} ^{۶۵۹} ^{۶۶۰} ^{۶۶۱} ^{۶۶۲} ^{۶۶۳} ^{۶۶۴} ^{۶۶۵} ^{۶۶۶} ^{۶۶۷} ^{۶۶۸} ^{۶۶۹} ^{۶۷۰} ^{۶۷۱} ^{۶۷۲} ^{۶۷۳} ^{۶۷۴} ^{۶۷۵} ^{۶۷۶} ^{۶۷۷} ^{۶۷۸} ^{۶۷۹} ^{۶۸۰} ^{۶۸۱} ^{۶۸۲} ^{۶۸۳} ^{۶۸۴} ^{۶۸۵} ^{۶۸۶} ^{۶۸۷} ^{۶۸۸} ^{۶۸۹} ^{۶۹۰} ^{۶۹۱} ^{۶۹۲} ^{۶۹۳} ^{۶۹۴} ^{۶۹۵} ^{۶۹۶} ^{۶۹۷} ^{۶۹۸} ^{۶۹۹} ^{۷۰۰} ^{۷۰۱} ^{۷۰۲} ^{۷۰۳} ^{۷۰۴} ^{۷۰۵} ^{۷۰۶} ^{۷۰۷} ^{۷۰۸} ^{۷۰۹} ^{۷۱۰} ^{۷۱۱} ^{۷۱۲} ^{۷۱۳} ^{۷۱۴} ^{۷۱۵} ^{۷۱۶} ^{۷۱۷} ^{۷۱۸} ^{۷۱۹} ^{۷۲۰} ^{۷۲۱} ^{۷۲۲} ^{۷۲۳} ^{۷۲۴} ^{۷۲۵} ^{۷۲۶} ^{۷۲۷} ^{۷۲۸} ^{۷۲۹} ^{۷۳۰} ^{۷۳۱} ^{۷۳۲} ^{۷۳۳} ^{۷۳۴} ^{۷۳۵} ^{۷۳۶} ^{۷۳۷} ^{۷۳۸} ^{۷۳۹} ^{۷۴۰} ^{۷۴۱} ^{۷۴۲} ^{۷۴۳} ^{۷۴۴} ^{۷۴۵} ^{۷۴۶} ^{۷۴۷} ^{۷۴۸} ^{۷۴۹} ^{۷۵۰} ^{۷۵۱} ^{۷۵۲} ^{۷۵۳} ^{۷۵۴} ^{۷۵۵} ^{۷۵۶} ^{۷۵۷} ^{۷۵۸} ^{۷۵۹} ^{۷۶۰} ^{۷۶۱} ^{۷۶۲} ^{۷۶۳} ^{۷۶۴} ^{۷۶۵} ^{۷۶۶} ^{۷۶۷} ^{۷۶۸} ^{۷۶۹} ^{۷۷۰} ^{۷۷۱} ^{۷۷۲} ^{۷۷۳} ^{۷۷۴} ^{۷۷۵} ^{۷۷۶} ^{۷۷۷} ^{۷۷۸} ^{۷۷۹} ^{۷۸۰} ^{۷۸۱} ^{۷۸۲} ^{۷۸۳} ^{۷۸۴} ^{۷۸۵} ^{۷۸۶} ^{۷۸۷} ^{۷۸۸} ^{۷۸۹} ^{۷۹۰} ^{۷۹۱} ^{۷۹۲} ^{۷۹۳} ^{۷۹۴} ^{۷۹۵} ^{۷۹۶} ^{۷۹۷} ^{۷۹۸} ^{۷۹۹} ^{۸۰۰} ^{۸۰۱} ^{۸۰۲} ^{۸۰۳} ^{۸۰۴} ^{۸۰۵} ^{۸۰۶} ^{۸۰۷} ^{۸۰۸} ^{۸۰۹} ^{۸۱۰} ^{۸۱۱} ^{۸۱۲} ^{۸۱۳} ^{۸۱۴} ^{۸۱۵} ^{۸۱۶} ^{۸۱۷} ^{۸۱۸} ^{۸۱۹} ^{۸۲۰} ^{۸۲۱} ^{۸۲۲} ^{۸۲۳} ^{۸۲۴} ^{۸۲۵} ^{۸۲۶} ^{۸۲۷} ^{۸۲۸} ^{۸۲۹} ^{۸۳۰} ^{۸۳۱} ^{۸۳۲} ^{۸۳۳} ^{۸۳۴} ^{۸۳۵} ^{۸۳۶} ^{۸۳۷} ^{۸۳۸} ^{۸۳۹} ^{۸۴۰} ^{۸۴۱} ^{۸۴۲} ^{۸۴۳} ^{۸۴۴} ^{۸۴۵} ^{۸۴۶} ^{۸۴۷} ^{۸۴۸} ^{۸۴۹} ^{۸۵۰} ^{۸۵۱} ^{۸۵۲} ^{۸۵۳} ^{۸۵۴} ^{۸۵۵} ^{۸۵۶} ^{۸۵۷} ^{۸۵۸} ^{۸۵۹} ^{۸۶۰} ^{۸۶۱} ^{۸۶۲} ^{۸۶۳} ^{۸۶۴} ^{۸۶۵} ^{۸۶۶} ^{۸۶۷} ^{۸۶۸} ^{۸۶۹} ^{۸۷۰} ^{۸۷۱} ^{۸۷۲} ^{۸۷۳} ^{۸۷۴} ^{۸۷۵} ^{۸۷۶} ^{۸۷۷} ^{۸۷۸} ^{۸۷۹} ^{۸۸۰} ^{۸۸۱} ^{۸۸۲} ^{۸۸۳} ^{۸۸۴} ^{۸۸۵} ^{۸۸۶} ^{۸۸۷} ^{۸۸۸} ^{۸۸۹} ^{۸۹۰} ^{۸۹۱} ^{۸۹۲} ^{۸۹۳} ^{۸۹۴} ^{۸۹۵} ^{۸۹۶} ^{۸۹۷} ^{۸۹۸} ^{۸۹۹} ^{۹۰۰} ^{۹۰۱} ^{۹۰۲} ^{۹۰۳} ^{۹۰۴} ^{۹۰۵} ^{۹۰۶} ^{۹۰۷} ^{۹۰۸} ^{۹۰۹} ^{۹۱۰} ^{۹۱۱} ^{۹۱۲} ^{۹۱۳} ^{۹۱۴} ^{۹۱۵} ^{۹۱۶} ^{۹۱۷} ^{۹۱۸} ^{۹۱۹} ^{۹۲۰} ^{۹۲۱} ^{۹۲۲} ^{۹۲۳} ^{۹۲۴} ^{۹۲۵} ^{۹۲۶} ^{۹۲۷} ^{۹۲۸} ^{۹۲۹} ^{۹۳۰} ^{۹۳۱} ^{۹۳۲} ^{۹۳۳} ^{۹۳۴} ^{۹۳۵} ^{۹۳۶} ^{۹۳۷} ^{۹۳۸} ^{۹۳۹} ^{۹۴۰} ^{۹۴۱} ^{۹۴۲} ^{۹۴۳} ^{۹۴۴} ^{۹۴۵} ^{۹۴۶} ^{۹۴۷} ^{۹۴۸} ^{۹۴۹} ^{۹۵۰} ^{۹۵۱} ^{۹۵۲} ^{۹۵۳} ^{۹۵۴} ^{۹۵۵} ^{۹۵۶} ^{۹۵۷} ^{۹۵۸} ^{۹۵۹} ^{۹۶۰} ^{۹۶۱} ^{۹۶۲} ^{۹۶۳} ^{۹۶۴} ^{۹۶۵} ^{۹۶۶} ^{۹۶۷} ^{۹۶۸} ^{۹۶۹} ^{۹۷۰} ^{۹۷۱} ^{۹۷۲} ^{۹۷۳} ^{۹۷۴} ^{۹۷۵} ^{۹۷۶} ^{۹۷۷} ^{۹۷۸} ^{۹۷۹} ^{۹۸۰} ^{۹۸۱} ^{۹۸۲} ^{۹۸۳} ^{۹۸۴} ^{۹۸۵} ^{۹۸۶} ^{۹۸۷} ^{۹۸۸} ^{۹۸۹} ^{۹۹۰} ^{۹۹۱} ^{۹۹۲} ^{۹۹۳} ^{۹۹۴} ^{۹۹۵} ^{۹۹۶} ^{۹۹۷} ^{۹۹۸} ^{۹۹۹} ^{۱۰۰۰}

اور باہر آکر چھپ کر شاہی پر بٹھ گیا۔ اتنے میں اس کو خبرداروں نے خبر دی کہ حضور چند سرداران شاہی شاہزادہ کے دربار سے رخصت ہو کر ادھر آ رہے ہیں۔ چونکہ اسکے کہانیاں بھی وقت نہا بکا دل کے نام حکم بھیجا۔ اس عرصہ میں سرداران شاہی ہتیاروں میں اُدبھی بنے اور تلواریں علم کئے ہوئے آہی بھونچے اس نے سلام و علیک میں بہت کی اور اتنے میں بکا دل نے آکر عرض کی کہ خاصہ تیار ہے تانا شاہ نے اجازت لی اور سرداران شاہی بھی شامل ہو گئے ایک سردار نے طعن سے کھا کہ بھیکہ کیا وقت کہانیاں تانا شاہ نے کھا کہان میں اس وقت کھانا کھایا کرتا ہوں اس نے کھا کہ بھیکہ تو میں جانتا ہوں۔ مگر اس حال میں آپ کا جی کھانیکو کیونکر چاہتا ہے کھا التبت علی العموم تو لوگوں کا بھی حال و خیال ہے۔ مگر انسان کو خدا پر نظر رکھنی چاہئے جو شاہ و گد ادون کا خالق ہے باپ دادا نے نہایت فراخ البالی سے عمر گزاری میں نے چند روز نہایت فقیری و تنگدستی اٹھائی۔ پھر خدا کی عنایت ہوئی تو اس بقدر کہ درجہ شاہی پر پہنچا دیا کہ جکا دہم گمان بھی نہ تھا۔ الحمد للہ کہ اب کوئی آرزو باقی نہ رہی۔ لاکھوں ہی حاصل کئے اور کڑوٹن ہی دسے ڈالے۔ عالم سلطنت میں جو ناشائستہ عمل ہوئے اس کی تنبہ و تادیب کے لئے خداوند عالم نے بادشاہت لے لی۔ اور اب میں بارگراں سلطنت سے سبکدوش ہوا اور امر سلطنت خلیفہ عادل کے سپرد ہوئی۔

بھیکہ کبک بعد فراغ طعام آن بان سے سوار ہو کر چلا۔ قلعہ کے دروازہ پر شاہزادہ محمد عظیم ایک خیمہ میں کرسی نشین تھا اور دم دم کی خبریں اس کو بھونچ رہے تھیں اس کے پاس لے آئے شاہزادے نے اس کی خاطر جھٹکی کی اس نے اپنے گلے سے نایاب موتیوں کی ایک مالا اتار کر شاہزادہ کو نذر کی۔ لفقہ شاہزادہ نے تانا شاہ کو دربار شاہی میں

لے آیا۔ عالمگیر نے تعظیم و توقیر کی اور شاہی خیام میں نظر بند رکھا اور تہوڑی روز
بعد اس کو مع اہل عیال ہمسارہ جانب پارخان بہادر قلعہ دولت آباد میں روانہ کر دیا اور حکم
دیا کہ جو کچھ مبلغ ابوالحسن کے کھانے اور پہننے و لباس وغیرہ میں مطلوب ہو بغیر اعتنا
دیا جائے اور اس کو کسی بات کی تکلیف ہونے نہ پائی۔ سلطنت قطشاب یہ کا نقشہ مٹ گیا
اور ملک شاہی تصرف میں آگیا۔

مورخین نے ابوالحسن تانا شاہ کی مدت عمر نوٹ تقسیم کی ہے کہ چودہ سال طفلی میں اور
چودہ سال تحصیل علم میں اور چودہ سال سید راجو جینی رح کے حلقہ مرید میں اور چودہ
سال حکومت میں اور چودہ ہی سال قید میں گزرا کر کے آخر اسہال کبد شرب پختہ بنہ
بارہویں ربیع الثانی ۱۲۰۰ھ بمقام انتقال ہوا اور حسب وصیت متصل دفنہ مقدس حضرت
سید راجو قتال جینی والد ماجد حضرت سید محمد گیسو د راز قدس سرہما اور رنگ آباد میں مدفون ہو

رستم دل خان صوبہ دار کا حال

الغرض وزیر گزیر عالمگیر نے فتح دار السلطنت قطشاب یہاں
دسکھ ٹھاکر رستم دل خان کو صوبہ داری حیدر آباد پر مقرر کر کے خود بدولت بڑے
دبدبہ و جاہ و شہرت سے فتحیابی کے نقارہ بجاتا ہوا بیدر سے ہوتے ہوئے روانہ ہو گیا
اور رستم دل خان تیس سال تک حیدر آباد کا مستقل صوبہ دار رہا۔ اس نے ملک کا
عمدہ نظام کیا اور بے چراغ گانوں کو از سر نو بسایا اور مالگنداری کا بندوبست کیا۔
اس عرصہ میں شاور فتح نصیب عالمگیر نے گزیر زیب مرٹھوں کی گوشمالی میں مصروف ہوا۔ چنانچہ
بالکندہ والا متعرب خان دکن کی کوشش سے سمجھا جی مرٹھ مارے نادر گرفتار ہو کر قتل ہوا اور قلعہ
ستارہ جو مسکن و بلجا و مرٹھوں کا تہا متعرب ہو گیا۔ مگر یہ بھی مرٹھے ہر طرف لوٹ مار میں
مصروف تھے جن سے لشکر شاہی بھی ننگ تھا۔

المختصر شاہ فتح نصیب اور نگ زیب عالمگیر نے سنجہ پور و حیدر آباد کن سے محبت فرمائے احمد نگر ہو کر قیام کیا اور دو کن کے ملکوں کا نظام و ریٹش تھا کہ بڑا پیسے کے سبب سے بیمار ہوا اور جب وقت قریب آچھو سنا تو ملک کو تین حصوں پر منقسم کر کے شاہزادوں کو تقسیم کیا۔ چنانچہ شاہزادہ بہادر شاہ کو ہند اور شاہزادہ اعظم شاہ کو دکن اور شاہزادہ کام بخش کو بیجا پور دیا اور ان تینوں کو عالمگیر کی وفات کے بعد شاہزادوں کا باہم لڑ جھگڑ کے سرٹ جانا۔ وصیت نامہ لکھ دیا۔ اور آپ ۲۸ ذیقعدہ بروز جمعہ

۱۶ سالہ عجمین اس ملک فاسیم پچاس سال ۲۴ روز پیر اسکے دیندار یہین سلطنت کر کے رخصت ہوا۔ بڑا شجاع متقی دیندار و دانائے روزگار اور معاملات مالی و ملک و ایرین کار آزمودہ شخص تھا۔ روزہ شریف خطہ حضرت شیخ زین الدین چشتی قدس سرہ اور نگ آباد میں سپرد خاک ہوا۔ عالمگیر نے جہان رفت۔ اس کی تاریخ رحلت ہے اور اسکے وفات کے بعد نریمان شاہزادی نے سلطنت تمام شاہزادہ خیر اعظم شاہ کو بذریعہ قاصد اس حادثہ کی اطلاع دی اور لکھا کہ جلد ممکن ہو بیجاں پھونچو۔

یہ خبر سننے ہی فوراً اعظم شاہ لشکر شاہی سے ملحق ہوا اور بعد ا اسکے مراسم ماتم داری دہم دیچے بروز عید تخت پر جلوس فرما کر لشکر شاہی اور رعیت کی تمنا و وفاداری شریع کی اور خزانہ پر قبضہ کر لیا اور دولت و ارکان سلطنت کو حکم دیا کہ دربار عاتق حاضر ہوں۔ ہر ایک کو رستے کے موافق سفر فرما کر آصف الدولہ اسد خان کو بدستور عہدہ وزارت پر بحال اور اسکے فرزند ذوالفقار خان کو حسب سابق سپہ سالاری پر برقرار رکھا۔ اور بہادر شاہ بڑا فرزند عالمگیر جو صوبہ دار بن گائے پر تھا اس نے جب خبر انتقال شاہ معذور کی سنی تو کیم باہ محرم بروز شنبہ ۱۹ سالہ ہجر کو اکبر آباد میں جلوس فرما ہوا۔ اور

اور عظیم شاہ کو کچھ بھیجا کہ ملک کن وسیع ہے لہذا تم کو مناسب ہے کہ جب بیت مغفرت پناہ کے اسپر
 آگیا کرو اور ملک ہند کی سلطنت ہمارے سپرد ہے۔ صلح بہتر ہے جنگ سے۔ اتحاد باہمی میں فوائد
 بیشمار ہیں۔ عظیم شاہ نے اس کے جواب لکھا کہ دو بادشاہ ایک لایت میں نہیں رہ سکتے ہیں۔ یہ سکر
 بہادر شاہ نے بہاب جنگ فراہم کر کے آدھ جنگ ہوا۔ اور عظیم شاہ نے سوساں جنگ کو ترجیح کیا اور
 گوالیار چھوڑ دیا۔ اور ارخان کو مع دیگر امرا ساتھ لیا اور دہول پور کا قیام پذیر ہوا۔ بہادر شاہ چھ سکر
 ہزار خود اوسط چلا اور جاجو کے قریب مقام کر چکا تھا۔ تنہا ہنوز اس کے خیمہ تادہ ہونے نہیں پایا
 کہ سید اربخت شہزادہ عظیم شاہ مع چند امرا ناموشل فوالفقار خان وغیرہ کے آٹھ اور دکنیوں نے
 جو اس کے علاوہ تھے لوٹ مار شروع کی اور خمیوں میں آگ لگا دی چھ سکر بہادر شاہ نے طع جنگ کی
 ڈالی۔ طرفین سے معرکہ جنگ گرم رہا قریب تھا کہ میدان جنگ سے بہادر شاہ کے قدم اکٹھے
 اتنے میں اسکا بڑا فرزند جہاندار شاہ عین موقع جنگ پر سیر کر کے پھونچا عظیم شاہ کے دونوں
 فرزند اس معرکہ جنگ میں کام آئے اور عظیم شاہ نے بھی دوشجاعت دی مگر فوج مخالف کے
 کسی ایک کی گولی اس کے ہاتھ پر لگی فوراً ماتی سے گر کر کے جان بحق تسلیم کی اور بہادر شاہ اس واقعہ کے
 بعد خود تخت سلطنت پر جلوں فرما ہو گیا۔

اور بیجا پور میں شاہزادہ کام بخش کو جب خبر طعت فرالی عالمگیر شاہ مغفور کی چھوٹی تو اس نے
 دو ہی مہینے کے اندر بیجا پور کے بندوبست سے فراغ حاصل کر کے امرا کو منصب خطابات سے
 سرفراز و ممتاز کیا اور بیجا پور میں شاہانہ جلوس کر کے اپنے نام کا خطبہ دے کر جاری کیا۔

دو دکن زد کے خورشید و ماہ	بادشاہ کام بخش و دین پناہ
---------------------------	---------------------------

اور اسکے بعد کام بخش نے سات آٹھ ہزار سوار فراہم کر کے قلعہ آبا و گلبرگہ یفشہر پر آ کر قبضہ کیا	حیدر آباد پر کام بخش کی یورش
اور قلعہ آگن گیر کو مفتوح کر کے حیدر آباد کا رخ لیا اور یہاں آ کر	اور اسکا قلعہ

حیدر آباد پر دفعۃً یورش کی اور رستم دلخان صوبہ دار کو بڑے قید اور حیدر آباد پر اپنا قبضہ
 دخل کر لیا۔ چھ نگر بہادر شاہ نے سنہ ۱۲۰۱ھ میں کام بخش کے نام پچھلے ایک خط مضمون
 کا لکھا کہ اسے عزیزین تم اپنے حیدر سے قدم بڑھایا۔ حیدر آباد پر یلغار یورش کر کے رستم دلخان
 خیر خواہ سلطنت کو ناخوش قید کر لیا۔ یہ بات اچھی مکی خیر جو کچھ نہونا تھا سو کیا مگر اب بھی بہتر اور
 مناسب وقت ہے کہ اس خط کو خطبہ کرتے ہوئے ہمارے نام کا جاری ہے اس کے سوا پیشکش معمولی ہر سال کا
 ارسال کر کے پین تو بھی اختیار دو وزن صوبہ نگارین نے تم کو بخشا اچھی طرح سے ملک کا نظام اور
 بندوبست کر کے رعایا کی تہالت کرو اور خوش خرم آسودہ حال رکھو۔ کام بخش نے اس کا کچھ جواب
 ندیا بلکہ رستم دلخان کو سختی سے مار ڈال کر اعلیٰ محل میں دفن کروادیا اور معتب خان الہی بہادر
 کو سختی کے ساتھ قید کر کے جواب خط خصوصاً آمین لکھ کر روانہ کیا الغرض جب یہ خط بہادر شاہ
 کی نظر سے گذرا۔ اس نے باوجود موسم بربال دکن کے طرف لشکر کشی کی اور منزل بنزل کوچ
 کرتا ہوا قصبہ اندر پڑے جو شہر لویہ گو داوڑی پر واقع ہے وہاں پر او آخر شوال ۱۲۰۱ھ
 میں آچھوچھا۔ اس مقام پر گونید سنگ نامی سکھوں کے گرد کو جو تین سو جمعیت سکھوں کے سات
 ہمراہ بہادر شاہ آیا ہوا تھا اس کو کسی کیلئے مار ڈالا چنانچہ اس کی سادہ اتبک بڑے پین
 واقع ہے۔ غرض کہ بہادر شاہ ناہنر سے کوچ کر کے اونیسویں ذیقعدہ ۱۲۰۱ھ میں حیدر آباد
 تین کوس کے فاصلہ پر خیمہ زن ہوا اس وقت کام بخش کی فوج متفرق اور پراگندہ تھی صرف
 اس کی رفاقت میں پانچ چھ سو سواروں کی تعداد تھی وہ بھی بدوشہ خاطر۔ اور بہادر شاہ کے
 ہمراہ کبھی نہر جمعیت کی تعداد تھی۔ بہادر شاہ نے پچھلے شاہزادہ رفیع الشان جہاندار شاہ کو
 رنگ ہنگ بکھ نیکے روانہ کیا۔ اور اسکے چیمے خان خانان اور ذوالفقار خان کو دس ہزار
 سواران جہاز و کیر بھیجا۔ کام بخش باوجود تھوڑے سے فوج ہو نیکے خود ہی مقابل آ رہا گیا۔

اور طرح جنگ کی ڈالی۔ اور بان اندرون کو حکم دیا کہ ایک بارگی لشکر مخالف پر بان چھوڑیں اور
 بھی دو الفقار خان سے مقابلہ کا حکم دیا اور خانخانان بھی اور سکاشر یکے حال ہو گیا اور تہہ سچا نہ شاہی
 سے بھی آتش برسانا شروع ہو گئی۔ کام بخش نے پنتیس ہزار سے دلاورانہ مقابلہ کیا مگر اس طرح
 کا نتیجہ اسکے خلاف اور میدان شاہی جنگ ورون کے ہاتھ ہوا آخر شش شاہزادہ کام بخش سے
 اپنے دونوں فرزند محی السنہ اور فرزند کے زخموں میں چور ہو کر گرفتار ہو گیا اور تینوں
 بہادر شاہ پاس لائے گئے لیکن تین چار پہر کے عرصہ میں کام بخش اور فرزند کا انہیں زخموں
 سے کام تمام ہو گیا ان دونوں کی نعشیں دہلی بھیجی گئیں اور مقبرہ بہا یونہ میں سپرد خاک
 کر دیے گئے۔ اس واقعہ کے بعد دو الفقار خان المناطیہ نصرت جنگ کی سفارش سے دلاور خان
 نے صوبہ داری دکن پر سرفزاری پائی اور بہادر شاہ نے دار الخلافت دہلی کی طاعت
 حاجت فرمائی مابقی الامریں لکھا ہے کہ دلاور خان کے بعد السلطنت حیدر آباد کی صوبداری پر ابوالصور خان
 مامور ہوا۔ اور اس کے بعد فتح میر کے عہد میں نواب صفی نظام الملک بہادر نواب فرزندہ نکل دکن کی صوبداری پر
 مستقلانہ منصب حاصل کی۔ الی اصل طلبان واقعات کے تھوڑے ہی روز بعد بہادر شاہ بادشاہ ہندوستان کے
 عہد سلطنت خاندان مغلیہ کے زوال سے مرہٹوں کی ریاست تو خود سر ہو ہی گئی تھی۔ اسکے علاوہ اور کئی
 صوبہ بھی دار الخلافت دہلی سے الگ ہو کر ان کی ریاستیں علیہ علیہ قائم ہو گئیں اور سلطنت دہلی میں ضعف
 آ گیا بادشاہ کی حکومت صرف نام ہی نام کی رہ گئی چنانچہ راجپوتانہ اور صوبہ اودھ
 اور صوبہ بنگالہ وغیرہ خود مختار بن بیٹھے ان سب سلطنت حیدر آباد دکن کے راجاؤں میں
 سب سے پہلے رئیس نواب نظام الملک صرف جاہ و تہہ و نفوذ نواب فرزندہ گذشتہ صدیکی شریعین انگریزوں
 کے کاروبار ملکی میں اعلیٰ کر کے نواب سے پہلے خود مختار ہو کر بقا راجپوتانہ ان کے بیٹے خاندان کی بقا بعد عروج
 کو چھوٹ گیا۔ اب مانہ عالمین بھی ایک سلطنت زبیر اسلامینہ ہندوستان میں لجاو اہل اسلام کا حال ہم نظیرین کے
 روبرو پیش کرتے ہیں نقطہ

دار الخلافت دہلی سے
 صوبہ بنگالہ وغیرہ اور خود
 سر ہو جانا۔



بسم الله الرحمن الرحيم

حال سرحدان دولت اصفیہ السلطنت حیدر اباد وکن بادشاہ علی گڑھ
ذکر خیر و انظام المملکت حاکم فتح جنگ و سید محمد تاب نواز قزوینی

اچھا اسم گرامی میر قمر الدین شاہ، اور آپ کے نانا نواب عمدة الملک سعد اللہ خان بہادر صاحب خان ثانی قزاق
بادشاہ ہند کے وزیر اعظم تھے اور جدائی خواجہ عابد خان بہادر اور ان کے پدر بزرگوار عالم تھو اور تھو
کے مشایخین اور بزرگوں میں نام آور تھے اور تھو اوتھیں لال جلوسی شاہ جہانی میں ۱۶۵۷ء کو خواجہ عابد خان
بہادر نے ہندوستان میں آکر شاہی ملازمت اختیار کر لی اور اسکے بعد وزارت حرمین فیضین
کے لئے تشریف لی گئے اور بعد مراجعت سفر حرمین شرفین شاہزادہ محمد آؤ گرنے کے لئے ملازماں شاہی میں
شریک ہو کر ٹبری ٹری کار کا نمایاں کے مقتدر ہوئے اور جب اورنگ زیب تخت سلطنت پر بیٹھا تو آپ کو حکم
صدارت کی حد نشینی سے سرفراز فرمایا اور اسکے تھوڑے ہی زمانہ بعد (قلیچ خان بہادر) کے خطاب
اور پنچزاری منصب سے ممتاز فرمایا جزانہ میں عالمگیر کو لکھنؤ کا خاصہ کہہ ہوئی سلطان ابو الحسن نانا شاہ خاں
قطب شاہیہ کے بادشاہ سے بنو دارا تھا ایک گولہ توپ کا عین حرکت جنگ میں اس تھو دو زبان قلیچ خان بہادر
کے سپہ سالار گھنچ نے اس فردیلہ کی بہادری اور ستمناہ دلی کے شانہ اسن اور کے صفہ ہستی کو علی
دیا۔ فہر بیع الاول ۱۰۹۰ء ہجری کی جو تھو تاریخ دولت اصفیہ جامع لے اس خرابہ
ہستی سے قضا کے عالم قدس کی طے ہو۔ آپ کا مقبرہ قلیچ خان کے
نام سے نواح قلعہ گو لکھنؤ میں موجود ہے اور قلیچ خان کی درگاہ سے بلند آواز
اس سے نو نشین کے خلف الرشید میر شہاب الدین خان اسی زمانہ میں ملازم شاہی تھے

سلسلہ جلوس عالمگیر میں باضافہ منصب خطاب خانی بہادری مع فیل و فخر کش بین الاماثل
 ممتاز ہوئے اور سلسلہ جلوسی میں جب شانہ روزہ محمد اکبر عالمگیر یہی الو العزم اور بلند قبال باد
 سے قسمت آزمانا ہوا تو بعد فیصلہ ہم جنگ اس بہادر کے والاحبی اور عالی نبی کے صلہ میں
 ہفت ہزاری ہزار سوار کے منصب سے ممتاز فرما کر (نواب غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ
 خطاب گرانمایہ تخت حرمت فرمایا اور بعد فتح ہم بیجا پور فرزند احمد بے ریورنگ خطا
 صدر پر اور رہادہ کیا گیا۔

جب بہادر شاہ بہادری تخت مالک دیہیم و تخت ہوا تو پچھلے ہی سال جلوسی میں ملک لودھ
 کی صوبہ داری نواب محمد شہم کی نام نہاد ہوئے مگر چار سالہ حکمرانی کی بعد بفرمان قضا و قدر
 سلسلہ جلوسی میں رگہ رگہ عالم جادوانی ہوئے آپ کے متعلقین اچھا خزانہ دار و الخا فہ ملی
 میں لائے اور متصل امیر دروازہ ادھن کے بنائے ہوئے خانقاہ میں سپرد خاک
 کیا پانچو آپ کا مقبرہ اب تک مشہور عام و خاص ہے۔

آپ کے خلف ارشد میر تقی الدین خان بہادر آصفیہ منقرت تاب میں اسلئے ملک عدم سے
 کشور وجود میں تشریف لائے چہرہ انور سے آثار امارت اور ریاست پدید آئے حضور
 ہی زمانہ بعد دربار سلطانی بے چین تبلیغ خان بہادر کے خطاب اور چار ہزاری منصب
 سے بلند ہوئے اور بعد وفات عالمگیر بادشاہ غازی انار اشد بہانہ جب بہادر شاہ تخت نشین ہوئے
 تو آپ کو خان دوران خان بہادر کا خطاب اعانت کیا اور صوبہ داری اودہ اور

نوجہ داری لکھنوپور سرفرازی ہوئی گمراہیئے دارالسلطنت کو بچھڑا اور جب فرج سیر
 بمعادت نجات و تخت کا مالک ہوا تو ۱۱۲۳ھ لیئے اول سال جلوس میں نظام الملک
 فتح نواز جنگ اور منصب ہفت ہزاری سوار اور صوبہ داری دکن سے بین قرار

مقتل ہوئے صوبہ داری دکن پر تین ہی سال گذرے تھے کہ صوبہ داری دکن سپید
 حسین علیخان امیر الہامرا کے سپرد ہوئی اور نواب آصفیہ بہادر کو بہ سبب برہمی ایمان
 سلطنت و ارکان دولت کے فوجداری سنبھل کر آباد پربادل ناخستہ ہو جاتا پڑا اور
 حکم شاہی زمینداران کوہ شوالاک کی تادیب قرار واقعی کی گئی حیدر وزیر بھی نہ گذرے
 تھے کہ سپید حسین علیخان حاکم بہار اور اسکا بھائی سید عبداللہ حاکم کہ آباد جو اثنا عشری
 شہر اور متعصبی المذہب تھے فرخ سیر کو شطرنج کا پادشاہ بنا رکھا تھا اور تمام الہین
 کاغزل و نقب بلکہ تمام امرائے ہند کے قسمت انھیں دونوں بزرگوں کے ہاتھ میں تھے
 چھ برس تک تو فرخ سیر انھیں دونوں کے اشارے پر چلتا رہا آخر بادشاہی غیر حرکت
 میں آئے اور آہستہ آہستہ ان دونوں انجنوں کے پڑ پڑت کو گھٹانا شروع کیا جہاں
 بزرگوں کے پاس ہائے نام بادشاہ کے پھر درونی رفتار دیکھی تھی نکم اور پاس ملاطمت کو
 بالائے طاق رکھ کر جابرانہ حکومت اور غاصبانہ قورقے کام لیا اور تاج سلطنت فرخ سیر
 چھین کر فریح الدرجات کے سپرد رکھ دیا مگر بھی تاج مبارک نہوا تیسرے چھینے اس پر بھی
 معاملہ گذر رہا اور شاہ کا دوسرا بیٹا فریح الدولہ تخت سلطنت پر ٹھجایا گیا دو چھینے کے
 بعد اس کے قسمت نے بھی پٹیا کھایا اور شل یوسف اسپر چاہ زندان ہوا
 تیسرا بادشاہ حکو سیدوں نے تخت نشین کیا بہادر شاہ کا پوتا روشن اختر خاں جو خزانہ
 نقب سے ملقب ہوا سادات بارہ جو سلطنت کے کلید اور بادشاہ کے نفس مالقہ تھے نواب
 آصف جاہ کی دانش اور بہت اور دلیری زور و جرأت کو ہمیشہ رشک کی نظر سے دیکھتے تھے وہی
 رہنا نواب کا مصلحت نہ سمجھا ملک لہ کے صوبہ داری پر روانہ کیا ۱۳۲۲ھ میں جب ارکان
 سلطنت و اعیان دو یمن غرضہ نزک حیدر و رض نفاق سے ماوہ فاسد غیر قابل علاج راعل

اور سادات بارہ نے کارپردازان دولت کے استقبال کی فکر کرنے لگے نواب آصف جاہ پہا
 جو تختہ روزگار اور عقل و دانش میں فروخت تھے ایسی حالت میں کہ آتش فتنہ و فساد ہر طرف بڑھ
 رہی تھی اور ہر نفس اسی آتش بے زہنہار میں گرفتار تھا دہلی میں اپنا قیام چاہ سالہ عزت و آبرو کا کہونا
 تھا اور بد رنگوں کے پیدا کی ہوئی عزت کا خاک میں ملا تھا بادل ناخوشہ مستہ عین موسم برش کال میں
 راہ ملک لودہ قلعہ لیسر پر قابض ہوئے اور ناصر جنگ اور نصیر جنگ اپنے دونوں فرزندوں کو مع
 متعلقین قلعہ میں چھوڑ کر بذات خاص مد تو نچانہ دارالسرور مجہدان پور کا ارادہ کیا اور لال باغ
 میں خیمہ زن ہوئے اور خان بہادر قطب الدولہ ناظم برہان پور نے ملازمت حاصل کی اور آپ کے
 سپاہی عافیت و فطرت و تقویٰ رہنا قبول کیا۔ اسی اثنا میں خبر آمد کہ سید دلاور خان بخشی فوج کو
 بشارہ امیر الامرا سید حسین علی خان نواب آصف جاہ بھادر کے گوش زد ہوئی نواب بخشام او سیوقت
 مردان کا سپاہ جنگ آزماکو ہمراہ لیکر درگیاں بڑا کے اور طرف خیمہ زن ہوئے اور آتش جنگ
 جدال طرفین سے بڑھ اٹھی سید دلاور خان عین معرکہ جنگ میں مردانہ مارا گیا اور نواب بخشام
 مظفر و منصور برہان پور پر قابض ہوئے امیر الامرا نے جب اس سلطنت میں بھی خبر و طرح
 سنے وہ سیوقت اپنے ہمیشہ زاد سید عالم علی خان مبارز نامور و سید عالمی گہر کو تاکیدی فرمان
 بھیجا کہ بہادران جہاد ناموران آزمودہ کار کو ہمراہ لیکر اورنگ آباد سے بغیر مجادلہ آصف جاہ
 مقابل صف آرا ہو ہر چند نواب قمر کا بیٹے چاہا کہ سید قمر نقوی گہر کے خون میں شہید خون
 اشام کو رنگین کرے مگر وہ بھادر کب مانتا تھا زبان تیغ سے جواب دینا چاہا کہ دونوں طرف
 فوجیں حرف و غم کی طرح لگئیں اور تیغ و شمشیر نے اپنے جوہر دکھانے شروع کی چونکہ نصرت
 و ظفر و زازل سے نواب برجیس علم کے خانہ زاد تھے اور دولت و اقبال پرستار
 فوج حریف نے شکست کھائی اور سید عالم علی خان مردانہ شہید ہوئے نواب قمر کا پ مظفر

داخل اور نمل باد ہوئے اور ملکی نظام کی طرف مصروف ہو کر جب امیر لاسرا نے یہ حادثہ جان کر اسنا
پادشاہ کو ساتھ لیکر بارادہ مقابلہ دکن کی طرف روانہ ہوا اگرچہ پادشاہ سیدون کے ہاتھ میں
مکروان سے بالکل غافل بھی نہ تھا اور ان کی قید حکومت سے آزادی کا خواہش نگار تھا اور ہر سید و
دشمن بھی تاک میں لگے تھے جب عظیم الشان فتح پور سیکری بھیہو سچا اور سید حسین علیخان امیر لاسرا
سوار ہو گیا تھا اور بہتر بادشاہ سوار ہونے نہ پایا تھا کہ بادشاہ محمد امین خان بخشی میر حیدر کو
کاشغری نے سید حسین علیخان کو پالکی میں قتل کر ڈالا بعد ازاں سید حسین علیخان امیر لاسرا
امیر لاسرا سید حسین علیخان کے بھانجے تھے بادشاہ کے قتل میں کوشش کی مگر ناکام ہوا گیا پہر بادشاہ
دار الخلافت دہلی کی طرف متوجہ ہوا۔

قطب الملک سید عبداللہ خان نے جب اپنے بھائی سید حسین علیخان کے مارے جان کی خبر پائی تو
اوس نے ایک تیموری شاہزادی کو بارشاہ بنا کر دہلی اور اگرہ کے درمیان شاہ پورگی
طراستین تک کھائی جس سے ان سیدوں کا بقیہ نقیبہ زور و بل بھی ٹوٹ گیا اور سید حسین ان
دونوں سیدوں کو جو تبقیہ مذہب تھے ہندوستان کا بادشاہ گر کہتے ہیں۔

الغرض بادشاہ نے اعتماد الدولہ کو اپنا وزیر کیا جیسا اعتماد الدولہ وہی امین جان بخشی تھا
جس کے اشارے سے میر حیدر کاشغری نے سید حسین علیخان کو قتل کیا تھا سید کے خون نامی
نے اوسکو بھی وزارت سے متعلق نہ ہونے دیا اجل نے اوس کا کام بھی تمام کیا بادشاہ نے
بہرہ مرگ اعتماد الدولہ کو اب آصف جاہ کو دکن سے طلب کیا یا پھر حسین جہادی الاول ^{۱۳۲} سال
خلعت وزارت و صدارت کل سے ممتاز بن الاقران والا ناٹل ہوئے۔

سال پنجم جلوسی میں معزالولہ حیدر علیخان خراسانی ناظم گہراست کی باغبانہ سرکشی بارگاہ
شاہی میں مجموع ہوئی تو اب آصف جاہ بہادر معہ دس لاکھ روپیہ نقد صوبہ داری لودہ

ادبگارت پر نصیحت و وزارت و صوبہ داری ملک کن حیدر علی خان کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوئے
حیدر علی خان رانائے اودھ پور کی عملداری میں بھاگ گیا نواب آصف جاہ بہادر نے حیدر علی خان
اپنے چچا کو پیش کیا حضور سلطانی سے معزالدولہ ملائت جنگ کے حکم کے اسے فرازی دلو کر فرمایا
صوبہ داری بکرات پر مقرر فرمایا اور نیابت صوبہ داری مالوہ پر عظیم اللہ خان بہادر اپنے
چچا داد بھائی کو مقرر کر کے دہلی کی طرف روانہ ہوئے اور بعد باریابی پیشگاہ سلطانی سے
خلعت انعام شاہی سے ممتاز ہوئے۔

اگرچہ اودھ بونہیں اب بھی مساواتی تھا مگر جب دربار شاہی نواب آصف جاہ بہادر حسن نظام سے مشاہدات و مذاکرات
کی نگین طبعیت نے اپنا اصلی رنگ دکھانا شروع کیا خلیفہ اگر ان زہرہ طلعت کے طرفائل ہوا تو نہ دیکھ سکا
دربار نظام تھا رعیت بھی پشتون سے عیش و عشرت کی خوشگوار اور اور شاہی انعامات سے
مالا مال بھی گہر گہر لولیان حور پر پیکر سے دن عید رات شب برات ہو گئی ایسی کس تعمیر سی
کی حالت میں ارباب فضل کمال کو کون پوچھتا تھا ہزاروں آدمی جمع تھے مگر بادشاہ کی طبیعت
کو سطرف مائل دیکھ کر سب اسی رنگ میں رنگ گئے عالم نقص سرور میں کبھی کبھی خود بدلتے
بھی شوگر کی طیرت راغب ہو جاتے فارسی اردو و وزن زبان میں طبع آزمائی کرتے کرچا پتھر
دو شعر یہ ناظرین کے جاتے ہیں۔

یار در برج بر سر فکر بر جایش کُتید	عاشقان شب میر و زنجیر در پائش کُتید
پیری میں نہ کس طرح کروں میر جہان کی	دن ڈھلتے ہی ہوتا ہے تماشا گزری کا

نواب امیر خان ایک قدیم المذہب اور خاندانی امیر زادہ تھا جو دلی لڑنے ہنسنا و امیرانہ دماغ
رکھتا تھا ساتھ اسکے لطیفہ گوئی اور نبدلہ سنجی کا یہ عالم تھا کہ نگام نبدلہ سنجی چھپڑی کی طرح منہ سے
پھول جھڑتے تھے خلوت اور دربار میں ایسی گل افشانی کرتا کہ اہل دربار لوٹ لوٹ

جائے تھے لطیفؒ ایک دن بادشاہ نے پوچھا کہ امیر خان یہ جو پوتہ - سپوت - کپوتہ
 زبان زد خلائق ہے اس کی اصل کیا ہے عرض کی کہ حضور اسی دربار میں تینوں قدر
 کے لوگ موجود ہیں۔ بادشاہ نے پوچھا کیونکر دکھایا پوتہ تو بھی جیسے حضور سچے سلطان
 ابن سلطان۔ اور سپوت محمد امین نام ایک مغل تھا جو ایران سے آیا بھان حضور کے
 تصدق سے وہ منزہ پایا کہ باپ دادا کا فخر ہو گیا اور کپوت بچہ خانہ زاد کہ باپ دادا
 حضور کے بزرگون کی جان نثار میں اعلیٰ اعلیٰ عہد و نپیر ممتاز رہے اور فدوی اسی حکم
 گرفتار ہے۔ لطیفؒ ایک دن امیر خان حضور میں اپنے بزرگون کی جان نثاریاں
 اور شاہجہاں اور عالمگیر کی قدر دانیان بیان کر رہا تھا۔ میراباب کابل میں ناظم تھا اور
 انبی عقل و تدبیر سے اس قدر مورد عنایت تھا کہ کئی جہین دکن میں فتح ہوئیں اور عالمگیر نے
 بیفتوحات اوس بہادر کے نام پر لکھے بچہ خاندان اوسے سربہادر کا ناخلف یادگار اور
 باین کست گرفتار حضور شاہی میں حاضر ہے۔

غرض کہ بازاریوں اور سوقیوں کی صحبت تھی اور عیش و عشرت کے جلیے تھے مہتاب
 باغ اور حیات بخش کے باغوں کو سجا کر رام کا جو را سز میں ہند میں بنایا تھا نہرو نہیں نواڑے
 بڑے رہتے بادشاہ و نہیں بیٹھے نایب رنگ کے جلیے جتے اور شراب کے دور چلتے جب
 برسات آتی تو ان کے ہاں ہار آتی قطب صاحب کے جنگل بنری سے ہرے بہرے
 ہو جاتے ہیں یہ شہر چوڑا کر وہاں جا رہتے حکم تھا کہ ابر سیاہ ہمارا نقیب ستہ جب گر جھ
 کی آواز آ کر سے اسیدت کہ بندی ہو جایا کر۔

تمام امیر ایک سال دروازہ پر نہیں تھے مگر ہمارے دربار کے لطف ٹھانکیوں ناسب اپنے
 وہاں چھوڑتے اور خود دربار میں چلے آتے ظاہر ہے کہ جہاں اہل دربار ایسے ایسے

چنانچہ ان دنوں وہاں ملکی انتظام کا کیا حکمانا تازہ گل یہ تھا کہ وزیر اور سپہ سالار کے توڑ نیکی
 نے بیٹے تجر بزمی چونکہ نواب آصفجاہ بہادر دیر نی سال اور عالمگیری کے آنکھیں دیکھ ہوئے
 تھے بادشاہ صلاحیت پر لانا چاہا۔ اور انہیں شاہی جاری کرنے شروع کئے خلوت اور جلوت
 میں بادشاہ کے رفیقوں کی تقیم کی اور کاروبار ملکی پیش کرنے لگے رنگین خراج مصاحبین
 کو بلائے۔ نواب مختتم کے فکریں مصروف ہوئے رنگیلے بادشاہ کو کچھ تو خود ہی یہ کام ادا
 وہاں معلوم ہوتے تھے کچھ ایسے دن کے بیکانے سے نواب آصفجاہ کے معروضات پر توجہ فرما
 جب نواب معززہ دربار کا بھیر رنگٹ یکھا حیدر آباد کی صوبہ داری کو ایسی وزارت پر ترجیح دی
 اور بعد از سازی آب و ہوا مراد آباد جانیکی اجازت لیکر خیام پذیر ہوئے اسی آستانہ اتفاقاً
 ۱۲۶۷ میں عماد الملک مبارخان ناظم حیدر آباد مقرر ہو کر روانہ ہو گیا بھیر رنگٹ نواب
 آصفجاہ بہادر معززہ آب پاشند کرب موخدم چشم اور رنگٹ باو بھیر پنچہ عماد الملک مبارخان
 جنگ راہوا اور بہت رسوم محرم ^{۳۱} اللہ ہاپنے دونوں فرزندوں اسعد خان اور محمود خان
 کے معرکہ جنگ میں کام آیا اور خواجہ محمود خان و حامد افند خان فرزند ان مبارک الدین عماد الملک
 اسیر ہوئے نواب فلک کاب بفتح و فیروزی وار حیدر آباد ہوئے۔

جلال الدین محمود خان صوبہ داری حیدر آباد سے معزول ہوا اور عماد الملک کے بڑے بیٹے
 خواجہ احمد خان کے لشکر شوی کے اور منصب نشہ ہزاری اور چہ ہزار سوار سے بظاہر
 شہامت خان بہادر ممتاز فرمایا اور خواجہ محمود خان فرزند اصغر کو منصب پنجہ ہزاری اور سہ ہزار
 سوار و خطاب مبارک خان سے مرزا کیا اور حامد افند خان کو منصب دو ہزاری ایک ہزار سوار
 مشرف فرما کر آمد دولت آصفیہ میں داخل کیا اسی شان میں روان شاہی ^{۳۲} اللہ میں موعظ
 آصفجاہ اور منصب ہشت ہزاری ہشت ہزار سوار براہ دلجوی آستانہ ^{۳۳} اللہ میں حسب خواہش ملانی

نواب آصفیہ بجاور نے اپنے نرند نواب ناصر جنگ بہادر کو اپنا قائم مقام اور انور اللہ خان کو
اولن کا مارالھام کر کے روانہ دار الخلافت ہوئے۔

انجین دلوغین راجہ سینگ صوبہ دار اکبر آباد اور باجی راو صوبہ دار مالوہ خود سر ہو گئے تھے ان
دو وزن سرکشوں کی تادیب کے لئے حضور سلطانی سے نواب آصفیہ بہا منغر تائب مامور ہوئے
اکبر آباد چھوٹے راجہ الہیہ صاحب نی غریز کو نیابت صوبہ داری اکبر آباد پر چھوڑ کر خود ملک مالوہ
کی طرف نصرت کی الغرض ریا رحمن سے اوتر کر اٹاواہ اور مانک پور ہوئے ہوئے بیکہ ہند
میں جا چھوئے وہاں کارا چوہنکے ملاعت پیشاں یا پھر وہاں سے کوٹج کر کے نواح بہوپال
میں چھوٹے باجے راو وہاں پر جو بے شمار لشکر لئے ہوئے پڑا تھا مقابل آ رہا ہوا۔

چونکہ کیلیٹ کی دست برد سے سلطنت کے اعضا متزلزل تھے اوہر سے نادر شاہ صیبا
جلاد ہند کے طرف متوجہ تھا اور اسکے کار نمایان اور عجمی فتوحات کے شہرت عام خاص و افت
تھے اسکے بادشاہ دہلی کے طلب پر آصفیہ بہادر کو حیرت تہرقی کرنی پڑی۔ نادر شاہ اصل
نام اوس کا نادر قلی نام قلی کا بیٹا تھا ایک کم ہائے شخص تھا جو بچہ خرز کے کنارے پر رہتا تھا مگر
اپنی دلیری اور مردانگی سے ایک نامور شخص ہو گیا اور جب مغربی افغانوں کے سردار محمود
اوسکے بیٹے سردار شرف نے ایران پر حملہ کر کے وہاں پر اپنا تسلط کر لیا تھا اس وقت نادر شاہ
نے شاہ ایران کی طرف سے افغانوں کو شکست پر شکست دی اور ملک ایران کو اوسکے
ہاتھ سے چھڑایا مگر پیچھے آپ ہی سلطنت فارس کو دبا بیٹھا اور افغانوں کے حملہ کا انتقام
لینے میں ہارت اور قندھار کو بھی فتح کر لیا پھر اس پر چلے سے کہ ہمارے بعض مسلمان
مغلیہ میں پناہ گزین ہیں کابل پر چڑھ آیا یہاں لشکری سے لیکر اہل قلم سائیس سے لیکر
تک ایسے خواب خرگوش میں مبتلا تھے کہ ان متوش خبروں سے بھی کان پر جون نہ بیگی

لوگ نادر شاہ کے ایکلی خبریں دیتے تو امرائے دربار شکر خفا ہوئے اور کہتے کہ لوگوں کے کہہ
 بہت بلند بہن دور سے نادری لشکر دکھائی دیتا ہے اور جب نادر شاہ نے کابل کو آن گھسٹا
 تو وہاں کے حاکم نے نہایت مضطر اسبے عرضی لکھی۔ جو وقت خرطہ بچتا بادشاہ ہتھاب
 باغین عالم آپ کا تماشا دیکھہ ہاتھا۔ اور سامنے سری پیکر ورون کے قطار کھڑی تھی
 طلبہ پر تھاپ پڑ رہی تھی اور جام سے ارغوانے گزشتہ تھے اور سے عالم متی میں ڈیران
 کابل کی عرضداشت پیش ہوئی بادشاہ کو اور وقت بدست تھا عرضی کو لیکر گوشہ اسکا
 شراہین ڈر بویا اور بھر مضر پڑا کہ سع این دفتر میں غرق ہئی ناب اولی۔ چونکہ وہ
 متفرق تاب آصفیہا بہادر کی دانائی و تجربہ کاری کو حریف بھی مانے ہوئے تھے جب
 اہل دربار سے کہہ بن پڑا تو ناگزیر آپ کو سبیل منجیال طلب کیا۔

نواب آصفیہا بہادر نے بصلحت وقت باجے راوے صلح کر کے دار الخلافہ میں داخل
 ہوئے۔ اُدھر نادر شاہ نے کابل کو فتح کر کے بادشاہ کو نامہ لکھا اور اپنا الچی دربار شاہی
 میں بھیجا یہاں دربار شاہین پھر زیر بحث تھا کہ جواب کیا لکھا جائے اور القاب کیا لکھا جائے
 کیونکہ وہ اصل میں نادر قلی ہے کوئی خاندانی بادشاہ نہیں ہے اسنے میں خبر آئی کہ اسکا
 لشکر اٹک اتر آیا۔ یہاں بھی کہ چکی تیاریاں ہونے لگی اور چلتے چلتے کرناں پہنچے سب
 نہر کے کنارہ برات کیطرح پڑے تھے برہان الملک کلنٹار بھورا تھا کیونکہ اسکی فوج تو پہنچ
 کی پشت گرمی سے بہت نامور تھی اتفاقاً جس دن وہ لشکر میں شامل ہوا اس دن نادر شاہ بھی
 قریب پیچ گیا تھا اور یہاں کیونکہ خبر بھی نہ تھی چنانچہ اسی دن گہسارے خستہ و فگار بدووس
 وڈرے آئے کہ ہم جنگل میں گھاس گھودنے گئے تھے ناواری قزاقوں نے کئی آدمیوں کو گرفتار
 کر لیا۔ امرائے چھر گفتگو شروع کی اسنے میں خبر آئی کہ چند قزاقوں نے نادر شاہ برہان الملک کے قریب

پرتانہ صاف کر گئے برہان الملک تنوار شیک کر اٹھ کھڑا ہوا اور کھا کھا صاحب آپ کو نئی بات باقی ہے جبکا انتظار کیا جائے مجھ کھڑا سی وقت روانہ ہو گیا۔

اور خان دوران نے بھی برہان الملک ساتھ دیا اور آدھ کوس کے فاصلے پر ان الملک کے چلو میں اپنی فوج جمادی۔

نادر شاہ بھی سنتے ہی اٹھ کھڑا ہوا اور فوج کے تین حصے کر کے ایک کو اپنے پاس رکھا اور دو کو دونوں کے مقابلہ میں مقرر کیا قزلباشوں نے برابر حملہ پر حملہ کرنا شروع کیا تھوڑی ہی دیر میں عیش پروردہ فوجین پریشان ہو گئیں بہت سے سردار مارے گئے اور خان دوران زخمی ہو کر میدان سے پلٹا شکست کی خبر اڑتے ہی خان دوران کے خیمے ڈیرے لٹ گئے۔

اُدھر برہان الملک اور اسکے چند رفیق میدان میں رہ گئے تھے وہ جو انفر دہاتھی پر بیٹھا تیر مار رہا تھا کہ قزلباشوں نے چاروں طرف سے گھیر لیا ایک جوان نیشاپوری اس کا ہموطن گھوڑا اڑا کر چھپا۔ اور آواز دی کہ۔ اے محمد امین دیوانہ شدہ بکہ جنگ میکنی بچی اعتماد جنگ میکنی۔ مجھ سنتے ہی برہان الملک نے ہاتھ روک لیا۔ قزلباش نے نیزہ زمین پر گرا کر گڑھی کی باگ ڈور اس سے باندھی اور جھپٹ کر ساکپڑا اور مہودج کے اندر جا بیٹھا۔ برہان الملک ایرانی دستوروں سے واقف تھا۔ کمان لٹھے رکھ دی اور اپنے تئیں بچہ تقدیر کے حوالہ کیا قزلباشی ہاتھی کو معیل نشین اپنے لشکر میں لگئے۔ نادر شاہ نے برہان الملک کی خط معاف کی اور چونکہ تمام ہو گئی تھی مع فوج اپنے خیمہ گاہ کی طرف پھرا اور برہان الملک کے دسترخوان پر مصلحت آمیز گفتگو کا سلسلہ چھیڑا۔ مجھ خرابی لشکر دیکھ کر اب آصف جاہ بہار۔ دیلانہ نادر شاہ کے پاس چلے گئے اور اپنی حسن تدبیر و فلسفانہ تقریر سے دو کڑوڑ پیر۔

نعل پہا لینگے پر نادر شاہ کو مجبور کیا اور بعد عہد و پیمان رخصت ہو کر محمد شاہ سے سارا واقعہ
 عرض کیا اور اس حسن خدمت کے صلہ میں حضور سلطانی سے خان دوران اور امیر المامری کا
 خطاب بیش بہا عنایت ہوا اور سرون چونکہ ملاقات کے لئے ٹھیلے تھا اس لئے بادشاہ ہندوستان
 ادھر سے بڑے ٹوڑک و تہشام سے روانہ ہوئے ادھر سے نادر نے اپنے بیٹے کو متقبلا
 کے لئے بھیجا وہ ہستہ میں آکر ملا بادشاہ نے تخت رودانکو زمین پر رکھوا کر ملاقات کی
 اُس نے فرزندانہ طور سے معافہ کیا۔ اور ہم کلاب ہو کر نادر شاہ کے پاس لیگیا۔ نادر شاہ
 طالب فرشل استقبال کو آیا اور اپنی سند پر نہایت تعظیم سے بٹھایا بعد اسکے برادرانہ اور
 درو مندانہ باتیں شروع کیں بجائے ساغر می جام چائے خطای گرد و شمین آیا۔ نادر شاہ
 اس وقت برک کی تبا۔ اسپر قافلہ یعنی سیاہ پوست برہ کا خفقان۔ اسپر ایک برکی جینے
 پچھنے بیٹھا تھا سر پہ کلاہ پاپاخ تھی۔ ادھر محمد شاہ شبنمی کرتہ ڈھاکہ کی ملل کا جامہ پہنے تھے اور
 سر پہ جو دستار تھی وہ بھی فرق نازک کو گران تھی گو بادکش مصروف موصوفی تھا مگر محمد شاہی
 جامہ پہنے سے تر تھا استعجاباً۔ نادر شاہ سے کہا کہ رخت شما بسیار گرم است۔ برتن
 گرانی نمیکند و نادر شاہ نے جواب دیا کہ برادر جان من و ہمین رخت گرم است کہ مارا از
 ایران تا اینجا رسانید۔ لطافت لباس شماست کہ نگزاشت از دہلی تا اینجا حرکت کنید
 القصہ یاد شاہ نے بطیب خاطر چہان سے مراجعت کی۔ برہان الملک نے جب نواب
 آصف جاہ کے خلعت و خطاب کا حال سنا تو نہایت کشیدہ خاطر ہوا اور بھیام
 او سکو بہت ناگوار گزارا نادر شاہ سے عرض کیا کہ حضور نے یہ کیا غضب کیا جو ہندوستانی
 قارونی خزانہ چھوڑ کر دو کر و روپیہ پر رضامند ہو گئے بھڑم تو نقطہ غلام ادا کر سکتا ہو
 اور شاہی خزانے دار و دوا جنوں کے گہانوں کے کیا ٹھکانے ہیں۔ شہر یہاں سے

چالیس کو سہ ہندوستان تک تکلیف فرماتے۔ نادر شاہ اس فتوح عجیبی کا امیر و ارہو کر عہد کیا
کے خلاف دغا بازی سے داخل ہو گیا۔

پانچ چار دن کے بعد عید قربان آئی مسجد میں خطبہ نادر شاہ کے نام سے پڑھا گیا چونکہ وہ سردار
تھا اس لئے بڑی دھوم کا نوزک و حشام ہوا مگر قربانی اس عید کی عجیب غریب ہوئی یعنی نماز
عصر تک تمامی شہر میں امن و آمان سے عیش و عشرت کے جلسہ تھے بازاری سے لشکر کی تک
سرگرم نشاط تھے کہ دفعۃً ہنگامہ نے میں بیٹھے بیٹھے ایک ہنگامہ بول اٹھا کہ واء محمد شاہ
رنجیلے۔ آخر بادشاہی پیچ کھل ہی گیا۔ دوسرا بول لایا۔ اُس نے کہا حرم میں واقع تاک کر
ایک تلخانی سے نادر کو مروا ڈالا یہ ہوا دفعۃً اڑی اور ہوا کی طرح تمام شہر میں گھوم گئی اتفاقاً
نادری سپاہی جو ایک ایک دو دو گلی کوچوں میں بے تکلف پھر رہے تھے اُن کو قتل کرنا
شروع کر دیا نادر کو خبر ہوئی تو حکم دیا کہ اپنی اپنی جگہ پر قائم رہو اگر تم پر چڑ آئیں تو جہاد بدو
ہنیں تو خاموش بیٹھے رہو الغرض اُن بھر برائے زوار چلتی رہی۔ صبح تک سوا دن دلائی
شمار ہوا جو جان تیریں نہ داخل کر چکے تھے نادر حیران ہوا کہ کراں کے معرکہ میں کل تیریں لاتی
مرین اور میر کی زخمی ہوں اور شہر میں میرے صدمہ سپاہی اس طرح ضایع ہو جائیں دنیا اس کے
آنکھوں میں تاریک ہو گئی فوراً گھوڑی پر سوار ہوا اور شہر کو دیکھتا بھاتا چلا کہ شاید جیسے زندہ
وسلامت دیکھ کر کچھ طوفان بے نیازی فہم جائے اس پر بھی پتھر اور بندوقرن کی بارش ہوئی
ایک مصاحب زخمی ہوا جہد نظر اٹھ جاتے ہی قربانوں کے فشتیں ٹک پڑ نظر آتی ہیں چھال
دیکھ کر انہیں خون اُترا یا اور قتل عام کا حکم دیکر ترپو لے تاکہ آیا اور روشن الدولہ کی مسجد
میں پہونچ کر قتل عام کی علامت ظاہر کی یعنی تلوار کہنی مسجد میں بیٹھ گیا۔ کلیون میں نور کے
نالے بگئے۔ آگ کے شعلے ہر گھر سے اڑتے تھے اور گھر کے ساتھ بیٹھتے تھے۔

نادر شاہ کا غصہ تھا یا خدا کا تہ ولی والوں پر نازل ہوا تھا ایک بڑا خواجہ سراج شاہ کے پاس روتا ہوا آیا اور عرض کیا کہ حضور کے باپ دادا کی تمام رعیت قتل ہو گئی یہ سکر شاہ آبدیدہ ہوا چہ شعر پڑھنے لگا

دیدہ عجت کشا ندرست حق را بین | شامت اعمال باصورتِ نادر گشت

دومیر کے قریب جب شہر میں کہنم چکیا سب نے نواب آصف جاہ بہادر کو مجبور کیا کہ اسی عاتقین ہم لوگوں کا یاد رکھتی تھیں ہے نواب مغزلوار حاکم کئے ہوئے دیر نہ نادر شاہ کے سامنے پھونچے اور عرض کیا کہ

کے مانند کہ دیگر بہ تیغ ناز کشتے | اگر کہ زندہ کئے خلق را دواز کشتی

نادر نے شہر آکر سر جھکایا اور تلوار نیام میں کر لی اور رکھا کہ بریش سفیدت بخشیدیم۔ بہت شہر میں ایرانی تقسیم چاوشل مان امان کہتے ہوئے دوڑے ایک ساعت میں وہ نہ گامہ شہر فرمایا سلطنت کے کاروبار کے ساتھ دونوں بادشاہوں کی صحبتیں پھر بدستور جاری کیں لطیف ایک دن نادر شاہ کے پیش میں گرائی معلوم ہوئی شہر شاہ سے حال بیان کیا بہت علوی خان حکیم آیا اور بھن بیکر دو خانہ کے داروغہ کو اشارہ کیا ایک مصع کشتی پر زر نگار خان پوش پڑا ہوا ایوان پوش تھا تو ایک مصع مرتبان میں گلقد۔ الماس چمچہ برابر وہ لنگا جنہی کا نشان تھی ہاتھ سمیت وزن کے انداز سے کٹے ساتھ موجود تھا۔ حکیم سوچتا تھا کہ گلقد آسین سے کالے اور وزن کر کے کھانے کو دے نادر شاہ نے خود ہی مرتبان اٹھالیا اور کھو کھو دیکھا اور بعد اسکے دو انگلیان اندر ڈال کر چار نو الونین مرتبان خالی کر دیا چونکہ وہ سین خوشبودار دو آئین ملی ہوئی تھیں اچھا معلوم ہوا اور کھا کھلواے خوب کھیا لطیف ایک دن نادر شاہ ہوا کہانے کو سوار ہوا شہر شاہ نے کھا کھلواے باقی نہیں ہوا

آج انہیں ہاتی پر سوار کر دے سب ہوج میں جا کر بیٹھا تو اس کے فیلبان کو دیکھا۔ پوچھا۔ این کیت
لوگوں نے کہا کہ۔ فیلبانست۔ این را میرند۔ فیلبان سے کہا کہ۔ غناش بہن بدہ۔ اُس نے
غرض کیا کہ فیلبان نہ درود و باشارہ سر پائیم راہ میرود۔ تاک چڑھا کر بولا۔ نیشانیہ کہ فوایم
مرکبی کہ غناش بدست خیر باشد سوار ی را نشاید۔

لطیفہ محمد شاہ کے ارباب نشاط میں ایک کنجی مٹی نور بائی اس کا نام تھا اور مزاج گانے
کے علاوہ حاضر جوابی اور لطیفہ گوئی کا بھی عالم تھا کہ گویا منہ سے چھول پھڑکتے تھے ایک دن
نادر شاہ نے بھی اس کا نام سنا چنانچہ بہت مخطوط ہوا اور پچھلے انعام دیا گیا کہ نور بائی روئی
ہند را سیاہ کن بیا کہ بایرانت بریم۔ پھر سنتے ہی بائی جی کا دم بند ہو گیا۔ اور سارے لطیفہ
گوئیات بھول گئیں۔ دلیں ڈرین کہ خوش ہو کر ساتھ نہ لیچے۔ غرض اس وقت پھر غزل گائی

من شمع جانگدازم تو صبح دل کشای	سوزم گریست نہ بینم میرم چو رخ نمای
نزدیک این چنین دورا سنجانکہ گفتہ	نہ تاب وصل دارم نہ طاقت جدائی

نادر اُس کا مطلب سمجھ کر چہرا دے سے باز آیا۔

الغرض دو مہینہ دلی کا ہمان رہا اور خاطر خواہ نقد و جنس مع تخت طاووسی تیس کروڑ کی
دولت لیکر روانہ ہوا اور دیرہ جات کا بل اور پنجاب کے ان علاقوں کو جن کا پرہ
کا بل کی فوج میں لگا تھا ہندوستان سے نکال کر ایران کی سلطنت میں داخل کیا۔
محمد شاہ دولہا۔ پھر بزم نشاط میں آ بیٹھا اور پھر روز و شب طلبہ پر تھاپ پڑنے لگے نو بہ
آصف جاہ ہمارے ندیکہا گیا سوچتے تھے کہ اس صبح کچھ پہنچ کل چلون کہ اسی عرصہ میں
نواب مہر جنگ بہادر اپنے فرزند ارجمند کی بغاوت کی خبر گوش گذار کی اس وقت حضرت
حاصل کر کے حیدر آباد کا رستہ لیا۔ بیویں جمادی الاول ۱۱۰۳ھ کو دہلی اورنگ آباد

میں آچھو سپنچہ ادھر سے نواب ناصر جنگ بہادر عبدالعزیز خان کے جھکامنے سے فتحیاب خان
 قلعہ لڑ کر ہوا گیا پھر چار ہزار سواران ہنود متصل عید گاہ صف آرا ہوئے چونکہ فوج ناخبرگی
 ناخبر بہ کار تھی اسفجی اہی لشکر سے تاب مقاومت نہ لاسکی آخر میدان جنگ سے قدم اٹھ
 گئے لیکن نواب ناصر جنگ نے میدان نبرد سے قدم نہ ہٹایا اور نواب لشکر کی طیت متوجہ ہو
 ادھر سے سرست خان بنی جمدارا پلچپوی چار سو پیادوں سے مقابل آرا ہوا نواب
 ناصر جنگ بہادر شیر غران کیطرح اس جماعت میں درائے کنور جان چند نے عابد خان کو
 کہہ جائے نیلیان بیٹھا ہتا ضرب بدوق سے مار ڈالا القہہ نواب ناصر جنگ بہادر نیز
 کی بارش برساتے ہوئے زندہ و سلامت حضور پدر میں چلے آئے اور رفتہ برفت ہو گیا
 اس واقعہ کے بعد ۱۱۵۷ھ میں نواب آصفیہ بہادر نے ملک کرناٹک کے قسیر کارا وہ کیا اور
 قلعہ ترخیا پللی راور کو گھوڑ پڑی سے خالی کر لیا اور قوم نوابیت سے ملک رکاٹ نکال لیا۔
 اور ۱۱۵۸ھ میں منقر سخان دکنی کے بھائی بنی منور خان سے قلعہ باکنڈہ لے لیا۔
 خرمک نواب مختتم کے اقبال انزل آور دے حیدر آباد سے رونق پائی اور طول و عرض اس
 بڑے بڑے سلطنتوں سے حکمرکان لگا چنانچہ ملک کن نربا سے انتھای حدود بیجا پور
 حیدر آباد سے لیکر دریائے شوریت بندر رایشو تک آصفیہ علیہ علیاری پھیل گئی
 اور ۱۱۶۰ھ میں جب احمد خان ابدالی والی کابل نے شاہجہان آباد پر حکم کیا اور اسکی
 آمد کی خبر مشہور ہوئی تو نواب آصفیہ بہادر منقر تآب اور نگ آباد سے کوچ کر کے
 برہان پور تک آئے وہاں معلوم ہوا کہ شاہ دہلی کو فتح ہوئی اور احمد خان ابدالی نے
 شکست کھا کر کابل کا رستہ لیا۔ اسی شمار میں ناسازی فراج کے سبب سے اوگر آباد
 جانیکا ارادہ کیا مگر بیماری روز بروز بڑھتی گئی اور ضعف و ضحلال کو روز بروز ترقی

ہوتی گئی ناچار برہانپور میں قید کیا آخر اسی عارضہ میں ۷۹ سال کی عمر ۲۹ برس ریاست کر کے چوتھی جادی الاخرہ ۱۶۱۰ھ عصر کے وقت انتقال کیا آپ کا جنازہ قلعہ آباد میں لاکھ شیخ الشیوخ مولانا برہان الدین غریب کے پائین مزار دفن کیا۔

اور اسی سال محمد شاہ فرمانرواے ہندوستان اور اعتماد الدولہ قمر الدین خان وزیر نے بھی انتقال فرمایا۔ مولوی میر غلام علی آزاد حسینی خشتی بلگرامی نے ان کی وصیت کی تاریخ جو لکھی ہے ہدیہ ناظرین ہے۔

سہ رکن مملکت ہند از جہان رفتند	فتاد حیف سہ دریگان از کھن دہر
برای رحلت این ہر سہ یافتہ تاریخ	نماند شاہ زمان با وزیر و صف دہر
گشت تاریخ چون کشیدہ ام	دولہ موت شاہ و وزیر و اصف جاہ

لذاب مغفرتاب بڑے تجربہ کار تھے جو باتیں تجربوں سے اداں کو ثابت ہوئیں اور مذکورہ حصہ اول میں کر دیا گیا ہے۔ آپ کی اولاد میں سب سے بڑے فرزند امیر الامرا لذاب غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ ہیں اور دوسرے لذاب نظام الدولہ بے احمد خان ناصر جنگ بہادر اور تیسرے امیر الممالک صف الدولہ لذاب بید محمد خان بہادر صلابت جنگ اور چوتھے لذاب صفیہ ثانی میر نظام علی خان بہادر اور پانچویں امیر الامرا بید محمد علی خان شجاع الملک بسالت جنگ اور چھٹے مقتدر الدولہ دین علی خان بہادر ناصر الملک المعز بہ نخل علی خان بہادر بہاؤ نجا مگر ان سب میں ناصر جنگ اور فیروز جنگ عینی بہائی تھے مغفرتاب کی یادگار عمارتوں میں شہر شاہ برہان پور جو سال ۱۳۱۰ھ میں تعمیر ہوئی اسکے علاوہ آبادی و مسجد اور کاروان سرائے اور دولت خانہ عالی اور پبل نظام آباد جسکو کچھ کہتے ہیں (جو اس زمانہ میں ویران پڑا ہے) اور شہر شاہ دارالسلطنت پیر آباد

اگرچہ عماد الملک مبارز خان نے اس کی تعمیر شروع کئے تھے جو ناقص رہ گئی اس کے
عہد کی صرف دروازہ چادر گھاٹ اور دبیر پورہ کے جانب جو بلا کنگرہ ہے باقی تمام
فصل بلکہ نواب مغفرت آباد کے عہد میں کنگرہ دار تعمیر ہوئی اور اورنگ آباد میں عمارت
نو کھنڈہ بھی اٹھین کے یادگار سے ہے۔

نفاذ سریر آرائی عالیجناب نواب نظام الدولہ میر احمد خان بھادر ناصر جنگ شہید۔

نواب مغفرت آباد کے بعد سریر آرائی دکن ہوئے آپ کی مہیت و جلالی نے چنگیزی طاقت
و صولت کو باد باد بارہن امر ابھورت تصویر کھڑے رہتے تھے سخت نشین ہوتے
ہی انتظام مالی اور ملکی اور تقسیم خدمات کے طرف توجہ کی چنانچہ پورن چند دیوان کو مغول
کر کے نواب مصمم الدولہ شاہ نواز خان صوبہ دار بڑار کو اپنا وزیر اور مختار کل مقرر فرمایا
اور مور و پیڑت کو پیشکاری کی خدمت سے سرفرازی بخشی۔

تمام عہدہ داران قدیم خانہ نشین ہوئے اور حے نشاط پیچھے گئے آپ کو بادشاہ ہندوستان
نے دارالخلافہ میں طلب فرمایا تو مصمم الدولہ کو نیا بننا صوبہ داری دکن پر مامور فرما کر خود
سترہزار سوار اور ایک لاکھ پیدل ہمراہ لیکر دہلی کے طرف روانہ ہوئے اور
دریائے نربدا پر پھونچے تھے کہ دربار شاہی سے مراجعت کا فرمان آچھونچا۔

اسی عرصہ میں مخبروں نے خبر دی کہ ہریت محی الدین خان مظفر جنگ ہمیشہ زادہ نواب
ناصر جنگ بہادر صوبہ دار بیجا پور نے بغاوت پر کمر باندھی ہے۔ اور مظفر جنگ بہادر
کی بغاوت کا سبب معتبر مورخین نے اس طرح لکھا ہے کہ نواب مظفر جنگ بہادر
بیجا پور تھے آپ نے بہار ان چند رک کی بغاوت سکڑا کر اس طرف روانہ ہوئے اور

بھو بچتے ہی ماہی کنڈہ کا محاصرہ کر لیا اور چونکہ حسین دوست خان رگھو جی بھوسلا کی قید سے
نجات پا چکا تھا یہ بھی اودھ میں محصورین میں موجود تھا چونکہ یہ شخص ملک کرناٹک کے مالک
نوجوئی وقف تھا اس نے موقع پا کر ہدایت عی الدین خان مظفر جنگ بہادر کے پاس اپنا
اعتبار پیدا کر لیا اور انکی مزاج میں کسی قدر بغیل ہو کر ان کو برنجیت کر کے ملک کرناٹک
پر حملہ کر نیکی شتعالف ی اور اس کے بھکاسنے پر مظفر جنگ بہادر بھی متعہ ہو گئے۔

یہ وہ زمانہ ہے جو ہند کے فراسیسی سردار و نہیں ڈو سیلے بڑا نہر اور نظم گزار ہے جس
دس سال چند نگر کی گورنری کے اور پھر اس کے بعد پانڈی چری کا گورنر اور ہند کے
کل فراسیسی بستیوں کے علاقہ کا گورنر جنرل ہو گیا اور یہ عہدہ پانچ ہی ہند سے
انگریزوں کو نکالنے اور فراسیسی سلطنت کی بنیاد قائم کرنے کی تدبیر کرنے لگا پھر چند ہی
روز میں ایک ایسا موقع اس کے ہاتھ آ گیا کہ اس نے اس خیال کو پورا کرنے کی کوشش
کی کہ اس میں انگریزوں اور فراسیسیوں میں لڑائی شروع ہو گئی اور آٹھ برس تک
یہ جنگ قائم رہی۔ مگر انگریزوں اور فراسیسیوں میں جو لڑائی اس کے بعد چڑی
وہ اکثر ملک کرناٹک ہی میں ہوتی رہی اور جب تک انگریزوں نے ۱۷۶۱ء میں پانڈی
چری پر اپنا غاصبہ خواہ قبضہ نہ کر لیا نہ ہوئی۔

اول اول فراسیسیوں کا بادشاہ خوب زبرد ہا کیونکہ ان کے مشہور سردار ڈو سیلے اور نائی
گرامی جبریل لا بورڈنس نے ملکر اس کے بعد میں مدراس پر جو اس علاقہ میں انگریزوں کا محاصرہ
مقام تھا مستقر کر لیا۔

الغرض نواب مظفر جنگ بہادر اور حسین دوست خان نوابینہ نے ملکر کرناٹک کے طرف
بڑے اور نرسہ کو بھی ہمراہ لے لیا اور سوقت ضلع کرناٹک کی صوبہ داری اور فوج داری

پر نواب شہامت جنگ انور الدین خان نواب ناصر جنگ بہادر کی طرف سے فرمانروا تھا
یہ ستمبر ہی پانچھزار سواروں سے مقابل آرا ہوا اور مقام امبور پر لڑائی ہوئی تو
انور الدین خان اس جنگ میں کام آیا یہ واقعہ ۱۶ شعبان ۱۱۲۲ھ ہجری میں ہوا اور مظفر جنگ
ارکات کو چاہا گیا اس مشہور معرکہ میں فراسی فوج کا جنرل بڑی قہار ایک بڑا مشہور و فکیر
اب کچھ عرصے تک مظفر جنگ بہادر منصوبہ دار اور چند اصحاب نواب کرناٹک رہے۔

یہ چند اصحاب پچھلے سنار امین سرٹھون کا قیدی تھا مگر اس استحقاق سے کہ دوست علی کا
واماد خا کرناٹک کی لڑائی کے دعویٰ پر بدستور لڑا رہا آخر انکا عروج بہت عرصے تک نہ رہا
تھوڑے ہی دن بعد محمد علی خان والا جاہ فرزند انور الدین خان شہامت جنگ نے انگریزوں
سے اعانت چاہی اور نواب ناصر جنگ بہادر بھی شیرخان کی طرح اگلی سرکوبی کے لئے اچھے بیچے
ایک طرف تو محمد علی خان والا جاہ اور ان کے حامی انگریز اور نواب ناصر جنگ بہادر سب
اور دوسرے طرف چند اصحاب اور مظفر جنگ تھے جن کے معاون فراسیس ہوئے
ان دونوں میں نارہ جدال شعل ہو گیا اور لڑائی طول پکڑتے گئی جس کا انجام نواب
ناصر جنگ بہادر کے حق میں مفید ہوا مظفر جنگ کو قید کر کے محمد علی خان والا جاہ فرزند
شہامت جنگ کو فرمان فرما کر دئی عنایت کیا اور خود بند و بست پھلچری کی طرف
عازم ہوئے اور فوج کو بسر کر دگی محمد علی خان والا جاہ و بخشیان فوج مثل صف شکن خان
نیاہد جنگ میرانش دکن اور ترک طہاسپ خان و ظفر یار جنگ کھانگے بڑھنے کا حکم دیا۔

متعاقب خود ہی روانہ ہوئے اور بھیچو پوری کے میدان میں طہاسپ صف آرا اور نبرہ آزما
ہوئے، آٹھ جہینے تک بھی لڑا کیا ان ہوتے رہیں اور ہر فراسیسی تو پینار سے آگ بڑتی
تھی اور ناصر جنگ کی فوج بھی ثابت قدمی سے مستعد بکار تھی ایک دن فراسیسی سپاہ

۱۱۶۴ھ میں حالت بارش و طوفان خستہ تیرہ مین ناصر جنگ کی لشکر پشچون مارا
 نواب ناصر جنگ بہادر نے باتفاق باغنے کرنا تک چاہا کہ ان سرکشوں کی تادیب کرین
 بدین غرض قریب صیغہ فیل خاصہ کو بڑھایا مگر مشیت ایزدی ناصر جنگ کے خلاف
 حرکتیں تھی جب فیل خاصہ بہت بہادر خان نمک حرام کے ہاتھی کے پاس پھونچا اور یہ
 نمک حرام فیل کے مخالف سے ملا ہوا تھا موقع پا کر ضرب بندوق سے نواب نمک کا بکا
 کام تمام کیا اس فتح نمایان سے جو خوشی فراسیون کے گورنر جنرل ڈو پلے اور اسکے
 سپہ سالار یوسی کو بھی اس کا اندازہ اوس مینار سے ہو سکتا ہے جسکو فراسیون نے
 تعمیر کی اور ایک شہر (ڈو پلے فتح آباد) کے نام سے آباد کیا۔ اس لڑائی نے تبادلیا کہ
 آج کل انگریز و کھاستارہ موطنین ہے۔

بہر حال نواب ناصر جنگ شہید کے نقش مبارک اور نگاہ دین الہیہ اور نواب
 مغفرتا کے پہلو میں سپرد خاک کیا اس رستم جگر نواب کی مرگ ناگہانی سے خاندان آصفیہ
 خصوصاً دارالسلطنت دہلی پر سخت صدمہ پھونچا چنانچہ میر غلام علی آزاد بگرامی اوستہ
 شہید نے (آفتاب رفت) میں تاریخ شہادت نکالی ہے

آپ کی شہادت کے بعد افغانان کرنا گمانے نواب مظفر جنگ بہادر کے سپہ تاج
 حکومت رکھا مگر مبارک نہوا انہوں نے رام داس پنڈٹ کو دیانانہ خطاب و سیکرٹ
 دیوان کیا اور ایک ہزار سپاہ قوم فراسیون اور بیس ہزار دیلی ٹپن ہمراہ لیکر حیدر آباد کی طرف
 کوچ کیا اتنے راہ میں متصل ملک کڑپہ قریب مقام راے چوٹی کے اوٹھیں پٹن
 سے چل گئی آخر، اربعہ الاول ۱۱۶۴ھ ہجری روز یکشنبہ کو طرین مین لڑائی ہوئی۔
 مظفر جنگ نمک حرام بہت بہادر خان کے تیرے جانب نہوا گندمالک کا خون بالا

نگیا ہمت بہادر خان بھی مارا گیا اسی ساعتیں جنم وصل ہوا۔ اور میر نظام علیخان بہادر نے
 ہمت بہادر خان کے خواہی نشین رنست خان کو قتل کیا اور ہمت بہادر خان کا سر تنہا
 چڑھا کر لشکر پونہ میں لکھوا گیا غرض اس تدبیر سے وہ فتنہ فرو ہوا۔ مظفر جنگ بہادر کی
 حکومت دو چھینے رہی۔ بعد اس واقعہ کے ارکان دولت کی رائے ہوئی کہ نواب
 میر نظام علیخان بہادر جن کی شجاعت اور رشتہ جوت اس سرکہ میں ظاہر ہو چکی
 ہے۔ سربراہ رائے دولت آصفیہ ہوں مگر شہر جنگ نواب نصیر الملک کے جدِ امجد
 کے رائے ہونے سے آخر فراسیوں نے سید محمد خان صلابت جنگ فرزند سونی
 نواب مغفرتاب کو ۱۲۴۷ھ میں شہر اورنگ آباد میں تخت نشین کیا اور اون کا
 پہلا سال فراسیسی یوسی ہوا۔

جب نواب ناصر جنگ بہادر کے شہادت کی خبر دار الخلافہ دہلی میں پہونچی امیر الامرا
 میر محمد نیاہ نواب غازی الدین خان فیروز جنگ بہادر جو سب سے بڑے فرزند نواب
 مغفرتاب آصفیہ کے تھے۔ اور دار الخلافہ میں رہا کرتے تھے و عویہ اسطنت
 ہوئی چنانچہ سندھ و باری دکن حضور سلطانی سے لیکر حیدر آباد کے طرف
 منوج ہوئی اور اٹھارہ راہ میں ہلکمرٹھ کو بھی ہمراہ لے گیا ۳ ذیقعدہ ۱۲۵۰ھ کو
 اورنگ آباد کے قتل پہونچ کر خیم پڑیر ہوئے و نعمت عارضہ ہر فیض میں مبتلا ہوئے
 اور انتقال کیا آپ کا جنازہ دوش بدوش دہلی میں لائے اور وہیں دفن کیا انہیں کے
 فرزند میر شہاب الدین ہیں جو نواب اعتماد الدولہ قمر الدین خان وزیر دار السلطنت
 دہلی کے نواسے تھے اور کم عمری کے سبب نواب صفدر جنگ وزیر دار الخلافہ
 کی سپردگی میں تھے یہ لڑکا بڑا ہی زیرک اور فہم و فراست پہونچا کہ روزگار تنہا

ایک روز نواب صفدر جنگ بہادر کے ہمراہ دربار سلطانی میں چلا گیا بادشاہ اس کی گفتگو سے بہت محظوظ ہوا آخر محل سلطانی میں بادشاہ نے تربیت فرمائے رفتہ رفتہ وزیر الممالک عماد الممالک نواب غازی الدین خان بہادر کے خطا سے ممتاز ہوا جب احمد شاہ ابدالی نے دار الخلافہ دہلی پر ۱۷۵۷ء میں حملہ کر کے دہلی میں لوٹ مار کر نیکی کے بعد نجیب الدولہ روہیلہ افغانوں کو وزیر سلطنت مقرر کر کے قنبار کو واپس چلا گیا تو اسکے تنہا ہی عرصہ کے بعد نجیب الدولہ کو غازی الدین خان نے مرہٹوں کی مدد سے نکال دیا انکی فوری ترقی پر صفدر جنگ بھی تعجباً ہوا صفدر جنگ کا یہ شعر اسطرح اشارہ کرتا ہے ۔

زفتہ زفتہ اشک چشم در گلوزنجیش	انفل و منگی با آخر گریبان گیس شد
-------------------------------	----------------------------------

ذکر سیر آرائی امیر الممالک نواب سید محمد خان بہادر آصف الدولہ
صلابت جنگ

آپ فرزند سومی نواب مغفرتآب آصفیاء بہادر کے بہن جری اور دلاور تھے شہر خجستہ بنیاد بلدہ آدرنگ آباد میں تخت نشین ہوئے رگناتھ واس کو دیوانی سرفراز فرمایا اور فرنگیوں سے صلح کر کے چند روز کے بعد بلدہ فرخندہ بنیاد حیدر آباد کا ارادہ کیا بعد پر اورنگ آباد کیطینہ رحبت قہر علی کی ۔ چونکہ موسم برشکال تھا ہر سال کے دن وہیں ختم کے مرہٹوں سے ہمیشہ جنگ جہال کا سامنا و پیش تھا اس لئے بعد ختم موسم بارش گیا روہیلہ دیوچ ۱۷۶۲ء احمد گریطینہ رنج کیا اور احمد گریٹ پر ہونچکر بالاجی باجی راویشو کی تنبیہ کے پوسنے کے جانب روانہ ہوئے پھر خبر سنکر بالاجی باجی راویشو پاس ہزار

سواروں سے سخت جنگ ہوا۔ اس لڑائی کا بیج باعث تھا کہ پٹیو اس نے احمد نگر
 قبضہ کر لیا تھا آخر ۱۱۸۵ھ میں بمقام راجاپور لڑائی شروع ہوئی اس موکہ
 میں سپ سالار لشکر مشہور افسر سیو سی تھا بالآخر لشکر پٹیو کے میدان جنگ کے
 قدم اوکڑ گئے اور صلاحیت جنگی فوج نے اس کو شکست دی اور بالاجی راو
 بیواری اسپ بے زمین بھاگ گیا اس کا بیجانہ سمار کر دیا اور میدان کارزار
 نواب صلاحیت جنگ بہادر کے ہاتھ رہا اور طفف و مشہور دار السلطنت
 بلدیہ فرخندہ بنیا وحیدر آباد کی طے کروانے ہوئے۔

رگناتھ و اس دیوان بھالکی کے نواح میں چند مفسدون کے ہاتھ سے مارا گیا
 نواب صلاحیت جنگ بہادر نے اس کے بعد رکن الدولہ بدر لشکر خان کو مدد
 دار المہمانی سے سرفراز فرمایا۔

جب نواب غازی الدین خان بہادر امیر الامرافیر جنگ دار الخلافہ دہلی سے
 بحصول سند صوبہ داری دکن آ رہی تھی تو ہلکمرٹھ بھی شامل ہو گیا تھا اس کو
 انھوں نے ملک غاندیس کی حکومت کیلئے سند لکھ دی تھی نواب صلاحیت جنگ بہادر
 نے بھی بجال رکھا۔

اور ۱۱۸۶ھ ہجری کے چودہویں صفر کو مصمام الدولہ شاہ نواز خان نے خدمت
 دیوانی سے سرفرازی حاصل کی انہیں دلوئین نواب میر نظام علی خان بھاد کو
 بھی صوبہ داری بڑا پر جانا پڑا اور میر محمد شریف خان بہادر شجاع الملک
 صلاحیت جنگ امیر الامر کو ملک بیجاپور پر مگر شجاع الملک ذی قعدہ کے مہینے
 میں سند صدر کو بیجاپور سے طلب ہوا کہ خدمت دیوانی پر مقرر کیے گئے

اور مصمصام الدولہ قلعہ دولت آباد میں جا رہے تھے ان کو بھی نواب میر نظام علی خان نے بڑا رسد اپس کر قلعہ دولت آباد سے طلب کر کے حضور میں پیش کر دیا اسی عرصہ میں پشواش راد فرزند بالاجی راد نے حوالی شہر میں آکر قتلہ اور فساد مچا دیا یہ خبر نیکر نواب صلابت جنگ بہادر بذات خود اس کی سرکوبی اور سرخ شہر فساد کے لئے متوجہ ہوئے چنانچہ سندھ کی طرف روانہ ہوئے اور وہاں راجہ رلم چندان سے مل گیا اور پشواش راد صلح کا خواہاں ہوا لہذا صلح ہو گئی اسکے بعد موسیٰ سی فرانس پہلے اور حیدر جنگ مرہٹوں سے علیحدہ ہو کر لشکر نواب صلابت جنگ بہادر میں شامل ہو گئے اور نواب ممدوح انشان مع الحیر بلدہ خجستہ بنیاد اور بنگ آباد کے طرف روانہ ہوئے۔

اسکے بعد حیدر جنگ جڑیسی فرانسیس کل ایک لاڈ لاسر دار تھا فرانسس کا ستارہ عروج دیکھا تو اس نے اپنے ڈھنگ جمانا چاہا۔ جسکا اصلی منشا یہ تھا کہ آصفیہ خاندان کی خیرانی ہو اور اپنا اصلی مقصود ہاتھ لگے مگر اسکی بداندیشی اوسکے سامنے آئی چنانچہ حیدر جنگ نے اسی ارادہ سے براہیم خان کار دی اور دوسرے افسران فوج و سرداروں کو ہمراہ کیا اور آٹھ لاکھ روپیہ کا خزانہ لیکر اپنا شریک کر لیا سبے اول مصمصام الدولہ شاہ نواز کو قید کر لیا۔ چونکہ نواب میر نظام علی خان بہادر کا کو کھٹکا لگا ہوا تھا اس لئے ان کو حیدر آباد بھیجنا چاہتا تاکہ مسند خیالات اور توسن فکر کے دوڑانے کے لئے ان کو وسیع میدان ہاتھ آئے مگر اس کی آرزو پوری ہونے پاچی۔ آخر یہ راز طشت بام ہو گیا اور اسی خیمہ میں قتل کیا گیا حیدر جنگ کے قتل کی خبر دیا کی طرح پھیل گئی مخالفین ہر طرف سے بارادہ فساد اور کھٹکے ہوئے

نظام علیخان بہادر خمد بدولت اس مجمع کی طرف تشریف لائے کہ شاید قتلہ فرما دیا جائے
 مگر موسیٰ عیسیٰ فرانسس نے جو حیدر جنگ کا یار غارتھا پانسو جہازوں کو ساتھ وفتہ بند و تون کی
 فیر کی چیز کمال تہاں ہا ورتھا اور فتح و ظفر ہر کلاب تھے مظفر منصور سلطان پور میں داخل ہوئے
 اس واقعہ کے بعد نواب میر نظام علیخان بہادر نے قصد باسم کے طرف متوجہ ہوئے
 اور جانوجی فرزند رکھو جی بھوسلا کو ادیبانہ گوشمالی دی اور بعد ختم پر نکال صلابت جگایا
 امیر الممالک کے جانب ہنضت کی۔

چونکہ بوجہ پستی ہمت و کم حوصلگی نواب صلابت جنگ بہادر امیر الممالک سلطنت انی کی
 قابلیت نہ رکھتے تھے بادل ناخوستہ غنائم مٹا لیا اپنے ہاتھ میں لے لی اور امیر الامرا
 شجاع الممالک بسالت جنگ کو صوبہ پٹیالہ کی طرف روانہ کیا۔

اسی اثنا میں مجنوں نے خسروی کہ بالاجی را ووالی پڑنے کے برادر عہد اور سدیشیو را و بہادر
 نے قوی جنگ فرزند گنگا ز خان قلعہ دار احمد نگر پر بعض چند مواضعات جاگیر کے اپنا
 قبضہ کر لیا ہے۔

اور دوحجادی الاول ۱۲۰۳ء اتفاق ابراہیم خان کار دی برطرف شدہ سرکار نظام نو میں
 لیکر پونے سے نواح اوگیر میں آگیا ہے۔

لہذا یہ خبر سن کر ہی فوج برہتہ بسر کردگی محمد معین خان بینی کے روانہ کی گئی
 جس نے جمعیت مرہٹہ کو تہ تیغ کیا اور مخالف کے گیارہ نشان چہین لئے اس واقعہ کے
 بعد نواب نظام علیخان بہادر اور سر کے قلعہ کے جانب سے دہارور کے طرف متوجہ ہوئے
 اور دوحجادی الاول ۱۲۰۳ء میں دشمن نے لشکر نظام کے راول پر موقع پکڑ کر چاہا مگر
 چونکہ غنیمت کے مقابلہ میں ان کی تعداد بالکل تھوڑی تھی شکست کھائی اور سر کے قلعہ

سردار جمع بعض لیان فوج مجروح ہوئے کہ لب تشنہ حوض کوٹر پر دم لیا۔
اس واقعہ کے بعد نواب صلابت جنگ بہادر امیر الممالک نے بصلحت ملک و قلعہ اس کے
وقت ساٹھ لاکھ سالانہ کالکٹیکر مرٹون سے صلح کر لیا اور عید آتش تیرجہ تمام قلعہ میں
بہتر سکیم ہوئی تھی اس طرح فرو ہوئی۔

چندر دز کے بعد نواب صلابت جنگ بہادر مع نواب نظام علیخان بہادر اورنگ آباد
کی طرف روانہ ہوئے اثنار راہ میں شاہ گڑھ کے قریب مرٹون سے پھر لڑائی شروع
ہوئی مگر لڑتے پھرتے اورنگ آباد میں داخل ہو گئے۔

دوسال کے بعد ۲۲ ربیع الثانی ۱۱۵۵ء میں اپونہ کے تاخت و تاراج کرنے کا ارادہ ہوا
مہ لشکر حیرا اور سطرف رخ فرمایا راہ میں قبضہ ٹوک کو مع تنکدہ غارت کیا اور پونے پر
چڑھائی کی اور د نوٹمین راجہ راجندر فرزند چندر سین اور منغل علیخان ہوا خواہان مگر
دولت آصفیہ سے روگردان ہو کر فوج غنیم سے مل گئے تاہم لشکر نظام نے دشمنان پر
دولت کو تغیر مجبور کیا مگر، جمادی الثانی ۱۱۵۵ء میں ستائیس لاکھ روپیہ کا مالک قبضہ صوبہ
اورنگ آباد اور پچھ سو روپے دست بردار ہونا پڑا۔

بعد اس واقعہ کے پونے کے متصل تعلقہ تیج محلہ تعلقہ خاصہ راجندر میں غنیمہ زن ہوئے
اور پچھل گھوڑوں کے اپون سے غارت کر دیا گیا چونکہ موسم سرما کا قریب آچکا تھا
لہذا بیدر کے جانب متوجہ ہوئے اور اس صوبہ و کشمیر میں بہادنی ڈال کی چونکہ یہاں
پیر اشوب تھا اور مرٹون کی بغاوت فرو نہوی تھی اور اوہ نواب صلابت جنگ
امیر الممالک کی کم ہمتی اور پست حوصلگی نواب میر نظام علیخان بہادر کو ثابت ہو چکی تھی
لہذا امیر الممالک نواب صلابت جنگ بہادر کو زراہہ ناکامی میں بٹھنا پڑا زمانہ نے

نواب میر نظام علیخان بہادر کو قلعہ بیدر میں مسند نشین کیا۔

جنگی بدولت ایک مستقل سلطنت کی بنیاد ملک دکن میں قایم ہو گئی نواب مملکت جنگ بہادر نے
گیارہ سال حکمرانی کئے اور قلعہ بیدر میں ایک برس تین مہینے نظر بند رہے آخر ۲۰
ربیع الاول ۱۱۰۵ء میں انتقال فرمایا۔ آپ کا مزار محمد آباد بیدر میں واقع ہے۔
ع۔ امیر الممالک بحیثیت شدہ آپ کی رحلت کی تاریخ ہے۔
۱۱۰۵ء

ذکر سلطنت نواب میر نظام علیخان بہادر فتح جنگ نظام الدولہ نظام الممالک آصفیہ عفراناب

آپ فرزند چارمی نواب آصفیہ عفراناب کے ہیں غرہ شوال ۱۱۰۵ء سند ولادت ہے
اور تاریخی نام حفیظ الدین ۱۱۰۵ء ہجری میں میر آراءے دولت آصفیہ ہوئے ان کی تاریخ
سلطنت رانی اور قایع عہد حکومت دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک لاکھ و اربع سو
میں جو تو بیان ہوئی چاہئے وہ سب ان کی ذات میں جمع تھیں غم تنقلاں علم اصابت رائے
مناست فکر تقاضا الزام صوم وصلوۃ ایک فطرت میں تھا۔

درجہ آپ تخت نشین ہوئے تو راجہ پرتاب دند کو اپنا دیوان مقرر فرمایا اور شوال پور کے
زمینداروں سے پیشکش لیکر حیدر آباد روانہ ہوئے نواب میر نظام علیخان پہاڑی صاحب
مرہٹوں اور حیدر علی اور ٹیپو سلطان سے جنگ بدال میں گزربے جس زمانے میں
یورپ کے دو نہایت زبردست قومیں یعنی انگریز اور فرانسیسی دکن کی حکومت کئے
کرنا ملک میں باہم خونخوار لڑائیاں لڑ رہے تھے جبکا ذکر آئندہ اپنے موقع پر کیا جائیگا۔

تخت نشینی کے روز سے سال ۱۱۶۷ھ میں دریا بہرا کے اوسط میں عبور
عبور فرمایا تو اودھ سے رگناتھ راو مرٹھہ صف آر کر لشکر شکست خوردہ
اوتھا پھر گیا لشکر یان نظام چلے گئے اوسکا تعاقب کرتے ہوئے بڑا ر
اور قصبہ پٹن تک جا پہنچے۔

اودھ دشمن نے فوج نظام سے میدان خالی پا کر قلعہ حیدر آباد کا رخ کیا اور بھان آکر محاصرہ
کر لیا چونکہ اوسوقت حیدر آباد کا نائب ناظم شجاع الدولہ بہادر دلخان تھا اس نے
فوراً قلعہ کے برجوں پر توپیں چڑھا دیں اور شہر نیاہ کی عزت کے مستعد جنگ سے پیکار کیا
اودھ نواب میر نظام علی خان بہادر نے پونہ پہونچ کر اوسکو ایسا لوٹا کہ خانہ منسل کیطرح
بیچراغ ہو گیا الغرض مع متاع قلعہ اوسے میں چھوٹ کر اور رنگ آباد کا ارادہ کیا پھر آغاز
۲۸ محرم کو موہنہ شکر اور چند امر اور دولت آصفیہ لگا پا رہو کر اس طرف خیاں پذیر ہوئے
اودھ سے راجہ پرتاب وندو پٹل داس دیوان سرکار نظام بھی مع بقیہ لشکر اور دران
آصفیہ ندی کے کنارے آ پہونچا چونکہ گنگا طغیانی پر مٹی اور اتر سنے کی فکر و پیشینہ مٹی
رگناتھ راو موقع پا کر سب بلا کیطرح آچھونچا اور سخت حملہ کیا اور راجہ پر تاوند دیوان سب
اس لڑائیمیں کام آ یا طرفین کے لوگ اس معرکہ میں مارے گئے آخر نواب میر نظام علی خان
بہادر غرہ صف میں اور رنگ آباد تشریف لائے اور رگناتھ راو بھی تعاقب کرتا چلا آیا
اور شہر کا محاصرہ کر لیا آخر کار طرفین میں صلح ہو گئی اور رگناتھ راو میر رنگ پٹن
کی طرف چلا گیا۔

اس واقعہ کے بعد رکن الدولہ میر موسیٰ خان بہادر اختتام جنگ خدمت دیوانی سے
سرفراز ہوا۔ خوشگوار بم رکن الدولہ جو جانب مشرق مائل جنوب بلوہ حیدر آباد واقع

انہیں کا یادگار ہے۔

انفرض نواب میر نظام علی خان بہادر غور بریں الاول سے آکر راجست فرمائے بلکہ حیدر آباد
 ہو کر بہت جلد پیشکش لینے کی غرض سے ارکاٹ کا ارادہ فرمایا اور رہستہ میں چند
 روز امیر لاکھ شجاع الملک کے علاقہ میں خیمہ زن رہے شجاع الملک بصلاح دست
 قلم دار قمر نگر کر نولہ اصغر سے لکھنؤ میں آکر شرف اندوز ملازمت ہوا پھر وہاں سے
 مع لشکر جرات پرتی کے جانب باگین اور ٹھامیں آپ خبر آمد سنکر سراج الدولہ والا جاہ
 ارکاٹ سے چھینا پٹن کی طرف بھاگ گیا تھا لہذا امیر الملک شیر جنگ بہادر کو اس کے
 پاس روانہ کیا چند روز بعد بار سال زر نقد مع تحائف والا جاہ خواہاں معافی تقصیر ہوا اس کے
 بعد بہت بجاوڑہ لشکر خطرہ سیکر نے رخ کیا چونکہ قطب لدولہ حسین علی خان فوجدار سیکا کول
 ورا چندری خود ہی چلا آ رہا تھا رہستہ میں شرف اندوز ملازمت ہو کر سعادت حاصل کی لہذا
 یہیں سے نواب میر نظام علی خان بہادر راجست فرمائے بلکہ حیدر آباد ہوئے اور
 بعد ازاں قضاویاں بزم شہر کال نواب میر نظام علی خان بہادر بڑا کی جانب روانہ ہو اور صوبہ بڑا میں
 پھونک کر کاسبہ داری جانواری سے پیشکش وصول کر کے اورنگ آباد کی طرف مسافرت فرمائے
 اور سواد جالندہ پور میں ریات لشکر نظام منصوب ہو چکر ۹۷۹ء میں حیدر آباد پھونک کر نظام
 و بندوبست منقطعات امور ریاست میں مصروف رہے اسکے بعد ۱۰۰۰ء میں نواب
 میر نظام علی خان بہادر نے میر رنگ پٹن ملک میوہ کی طرف غزیت فرمائی۔
 یہ فرمان ہے حسین انگریزوں کو روپیہ کی شد ضرورت تھی چنانچہ دارن ہنس ٹیکر ہند کا
 اول گورنر جنرل لڈراہے کے عہد میں چیت سنگھ راجہ بنارس اور گیات اودہ پر جو
 سختیاں کی گئی تھیں ان کی وجہ سے بھی جاتی ہے کہ اس وقت انگریزوں کو کسی بڑی لڑائی کے

سبب روپیہ کی سخت ضرورت تھی سینے میں بیوان اور سلطان میسور اور فرانسسوں اور دکن کے
 ایک ساتھ لڑائی کا سامنا تھا یہ لکھے واریوں میں ٹینگ گورنر جنرل نے سخت تدبیریں فرمائی
 خزانہ کے لئے عمل میں لایا اور فاکٹر جینٹیل سینگہ راجہ بنارس و بگیات اودہ کے
 ساتھ بڑی سختی کی اوس کا مختصر حال یہ ہے کہ بنارس پہلے نواب وزیر والی اودہ کے
 علاقہ میں تھا مگر ۱۷۷۵ء سے کونسل ملک کے اکثر زمینوں نے جو گورنر جنرل کے
 مخالف تھے اس کے مرضی کے خلاف بنارس کا علاقہ نواب اودہ سے چھین کر سرکار
 انگریزی کی عملداری میں شامل کر لیا تھا اس کے بعد یہ علاقہ ساٹھ برس بائیس لاکھ روپیہ
 سالانہ خراج پر وہاں کے ہندو زمیندار کے سپرد کر کے اس کے سرکار انگریز کی سایہ چاند
 میں لے لیا اور ایک رئیس باجگڑ قرار دیا تھا اب نہ کہ میں جو سرکار کو سلطان میسور اور
 میٹھوں سے لڑائیاں درپیش آئیں اور صارف جنگ کیلئے روپیہ نکلی نہ ضرورت
 ہوئی تو گورنر جنرل نے راجہ جیت سنگھ کو لکھا کہ تم کو ساڑھو بائیس لاکھ سے زیادہ خرچ
 دینا ہو گا اور سرکار کے ملاک کے لئے کچھ سپاہی بھیجے پڑینگے راجہ نے اس کے بجا اور بھی
 پہلو تھکی کرنی چاہے اس لئے گورنر جنرل اس سے زبردستی اپنے ملک کی قبیل کرانے کو بنارس
 چلا آیا اور آخر اس کو جیت سنگھ کی ناشکری سے ایسا غصہ آیا کہ اس کو گرفتاری
 کر لیا حکم دیا مگر بنارس کے لوگ راجہ جیت سنگھ کی نفرت و عنایت کرتے تھے
 کہ گورنر جنرل کا حکم سنا فوراً ہتھیار باندہ کر اور ٹھکے سے لڑ ہوئے اور جو سپاہی
 راجہ کو گرفتار کرنے آئے تھے ان کو مار ڈالا اور پھر گورنر جنرل کے حکام کو اگر کسی
 راجہ تو تھے بے جمل بہاگا اور گورنر جنرل نے فرنگین بنیسیا چون کہ اس کے پاس
 انگریز اس وقت لڑنے کے قابل سپاہی نہ تھے مگر یہ بھی اوس کے در اس بجا ہے

وہاں سے نکل کر چون توں چار گڑھ جا چھوچھا پہ چاروں طرف سے فوج سمیٹ کر
 راجہ کی جمیٹ سے چوبیس ہزار آدمی کی بیڑی بھاڑ تھی خوب جنگ کی اوس کو شکست
 دیکر فلوٹ بھی گڑھ میں رام چھوچھا پہ تھانج کر لیا راجہ یہاں سے بہاگ کر گیا اور
 قلعہ میں راجہ کا مقدر خزانہ تھا اور سب گورنر جنرل کی فوج نے منگو الیا غرض گورنر جنرل
 کے ہاتھ نہ راجہ آیا اور نہ خزانہ۔ اسکے بعد گورنر جنرل چیت سنگھ کے بھتیجے کو راجہ
 بنارس مقرر کر کے کلکتہ کو واپس چلا گیا اوس کے ایک برس بعد بیگمات اودہ سے گورنر
 جنرل کو زبردستی وصول ہوا اسکی کیفیت یہ ہے کہ جب نواب وزیر اودہ نے ۱۷۵۷ء
 میں انتقال کیا تو بیگمات یعنی اسکی بی بی اور والدہ نے یہ حکم نواب تھانی وصیت
 کر کے مرا ہے کہ اودہ کا سارا خزانہ ہیکو دیا جائے اسپہوارن ہیٹنگر کو تو اس امر کا
 یقین نہ آیا مگر کونسل کے ممبرن نے اس دعویٰ کو تسلیم کر کے سارا خزانہ بیگمات کو دلو
 دیا اور نواب جانشین کو فراموش کرنے سے روکا اور نواب کے پاس فوج کی خواہ
 بانٹنے اور کپسنے کا روپیہ ادا کرنے کو کوڑی نہ رہی اس کے بعد نواب نے گورنر جنرل
 سے کہا کہ کپسنے کا جو روپیہ مجھ کو دینا ہے اس کے ادا کرنے کی مجھ میں استطاعت
 نہیں ہے مگر ان بیگمات کے پاس جو خزانہ ہے وہ میرے ہاتھ لگ جائے تو میں ادا کر سکتا
 بیگمات پر اس وقت بھی لازم لگایا گیا تھا کہ انہوں نے مال و سپاہ دونوں سے
 چیت سنگھ کو مدد دی۔ الحاصل گورنر جنرل نے نواب اودہ کو اجازت دیدی
 کہ بیگمات سے (۷۶) لاکھ روپیہ چھین کر سرکار کا روپیہ ادا کرے۔ اگرچہ یہ تحقیق نہیں
 کہ بیگمات نے جو سارا خزانہ اپنے تحت میں کر لیا تھا اس کا ان کو کقدر حق تھا مگر
 وارن ہیٹنگر کا یہ فعل انصاف پر مبنی نہیں خیال کیا جاسکتا۔ المنحصر لکھا

میدور میں جو جنوبی ہند کے اندر واقع ہے وہاں پر اس وقت حیدر علی نام ایک بڑا نامور بہادر سردار تھا جس کی لیاقت کے باعث اس ریاست کو بڑی قدرت و وقعت حاصل ہو گئی تھی حیدر علی ابتدا میں راجہ مسور کے ہاں فوج کا ایک کپتان تھا ۱۷۶۷ء میں راجہ اور اس کے وزیر کو اس کی ریاست سے خارج کر کے آپ میسور کا سلطان بن بیٹھا اس کو دولت و کھفیہ سے خطاب ہی ملتا تھا اس نے ایک فوج کثیر اور خزانہ خطیر فراہم کر کے قلعہ میدور پر چھین بیٹھا خزانہ جمع تھا قبضہ کر لیا یہ خزانہ آئینہ لڑائیوں میں اس کے بڑے کام آیا کچھ عرصہ بعد ماہوار آمد پیشوا کے چارم نے حیدر علی کے علاقہ پر یورش کی اور اس کو شکست فاش دی اس وجہ سے حیدر علی نے وہ سارا ملک جس پر حیدر علی فتح کیا تھا مرہٹوں کو واپس دیا اور بتیس لاکھ روپیہ ادا کیا مگر اگلے سال حیدر علی نے اس نقصان کی کچھ کسر نکال لی کیونکہ وہ ملیبار کے زرخیز ملک پر جو اس کی ریاست کی مغرب میں تھا فوج بیکر چڑھ گیا اور اس کا اکثر حصہ فتح کر لیا اس موقع پر حیدر علی سے ایک ایسی حرکت سرزد ہوئی جو اس کے شان کے لائق نہ تھی وہ یہ ہے کہ اس نے زمرورن یعنی راجہ کلی کوٹ پر یورش کی تو اس نے قلعہ سے نکل کر اس کی اطاعت منظور کر لی تھی مگر حیدر علی حیدر علی نے اس کے شہر پر یکایک قبضہ کر کے اس کو لوٹ لیا اس پر راجہ نے اس پر نیشہ سے کہ مبادا حیدر علی اس سے بڑھ کر کوئی اور بدسلوکی کرے اپنے محل میں آگ لگا کر توہین اپنے تئیں ہلاک کر ڈالا۔ اور گو غنٹہ ۱۷۸۱ء میں حیدر علی کے باہم ۱۷۶۶ء میں پہلے لڑائی شروع ہوئی اس جنگ میں اول تو مادمہور اور پیشوا اور مسکار نواب میر نظام علیخان بہادر انگریزوں کے حامی اور مددگار تھے مگر پچھے حیدر علی نے ان دونوں سے صلح کر لی اور حیدر علی کا مشاریم ہوا کہ سب ملکر انگریزوں کے لڑنے آخر

معرکہ جنگ طرفین سے گرم ہوا اور سو قوت انگریزی فوج کا سپہ سالار کرنل ہنٹ تھا
اسکے پاس فقط سات ہزار آدمی تھے اور حیدر علی دوسرے کار نظام کی فوجی تعداد ستر ہزار تھی
المنصور محمد علی والا جاہ تھے رکن الدولہ مدارالہام سرکار نظام کو اپنے پاس بلوایا اور بعد
گفت و شنود سرکار انگریزی دوسرے کار نظام کے مابین صلح کرادی۔

تاہم حیدر علی اور انگریزوں سے جنوبی ارکاٹ میں دو سال تک برابر لڑائی قائم رہی
جبین نتیجہ جنگ دونوں کے حق میں مساوی رہا۔

حیدر علی ایک ایسی چال کھیلادس کے حق میں مفید ثابت ہوئی اپنے سواروں کا ایک گروہ
منتخب کر کے بلالہ اور کس تیرہ ہجاکس سے کونسل مدراس پر اس قدر ہیبت چھا گئی کہ نسل انگریز کو
اوس سے صلح کر گئے ہی بنی مگر اس میں یہ شرط قرار پائی کہ لڑائی سے پہلے جو صورت تھی وہی
باقی رہی جس سے پہلی لڑائی کا یون خاتمہ ہو گیا۔

اسکے بعد مادھورائو پیشوانے حیدر علی پر پہرہ چٹائی کی اور متواتر کشتیوں سے قریب تھا
کہ حیدر علی کا کام تمام ہو جائے مگر اس نے اس وقت مرٹھوں کو اپنا سازشمالی ملک اور بہت سا
روپیہ دینا منظور کر کے ان سے اپنا بیٹہ چھڑایا ملاو دھوراکا مرٹھا کہ مرٹھوں میں پیوٹ پڑ گئی
اس وجہ سے حیدر علی نے جب قدر ملک مال دیا تھا اوس سے المضاعف آئندہ چہ سال کے
عرصہ میں حاصل کر لیا۔

سنت عام میں پہرہ بارتانی صرف حیدر علی و انگریزوں کے مابین لڑائی شروع ہو گئی
اس کی مختصر کیفیت یہ ہے کہ سو قوت انگریز مرٹھوں کی اول لڑائی کے مخضون میں
پھنس رہے تھے حیدر علی ایسے موقع کا منظر تھا سرکار نظام اور مرٹھوں کو گناہگار انگریزوں
چہرہ کیا اور اول سرکون میں خلف مندر ہا نہیں انگریزوں کے بہت سے قلعہ فتح کر لیا اور کرنل

تاریخ
انگریزوں کی

جلی کو مدد و سوجاؤن کے قید کر دیا پہر حسب مختار سپہ سالار و سرور کے داران ہینگر سے نکلتے تھے
 لکھی لشکر سمندر کی راہ پہنچا اور وہ بد اس میں سپہ سالار کے پاس اوترا آیا اور لڑائی کا رنگ ل گیا
 چنانچہ سترائیکوٹ سے جو ایک بڑا بہادر کاروان جبریل تھا پورٹو نوو۔ پالی پور۔ اور سوان گڑھ
 پرتین مرتب میدان داری کی اور حیدر علی کو شکست دی مگر اسی سال بیٹھ شخص بیمار ہو کر چلا گیا اور
 لڑائی بدستور قائم رہی اس عرصہ میں کبھی انگریز فوج نہ ہرجاتے تھے اور کبھی سلطان میسر غلاب
 ہو جاتا تھا آخر ۱۸۲۷ء میں حیدر علی کا یکایک انتقال ہو گیا اور اس کا فرزند میو اوسکی جگہ سلطان
 میو مقرر ہوا اس کو انگریزوں سے سخت عدوت تھی اور بغیری طبیعت سے یزید کی حمایت
 رکھتا تھا مگر آرائی اور نبرد آزمائی میں حیدر علی کا ہمسہر تھا مگر طبیعت اور فطرتی شجاعت میں
 اس سے کہیں بڑھ کر تھا غرض کہ تخت نشین ہو کر انگریزوں سے دیر ۷ سال تک برابر لڑتا رہا
 جب فوج انگریزی کرنل فلڈن کے ہمراہ اسکے پای تخت میرنگ پٹن کے طرف بڑھنے
 لگی تو میو سلطان نے گورنر بد اس سے صلح کر لی اس طرح دوسری لڑائی کا خاتمہ ہوا۔
 القصہ نواب میر نظام علی جان بہادر بعد صلح انگریزوں کے ہمیشہ حامی اور معین رہے جس کا
 ذکر آئندہ ہو گا اور جس سے ثابت ہو جائیگا کہ سرکار نظام سے کس قدر انگریزوں کو نفرت ہوئی
 جس کو آج نواز کی انہیں کس حالت میں دیکھتے ہیں۔ الحاصل یہ کہ میو سلطان کو کوئی حیل
 والا جاہ نہ کی تھی پانسو سوار اور دو ہزار پیدل باضا و غصب سرور و فرما کر محالات و ملکیت و پانچ
 بہادر چلم پر مامور فرما کر خود بدولت و اقبال و فوجیہ لاء حیدر آباد و شریف آباد کو اس غرض سے لشکر باندھتا تھا
 دوسری شعبان ۱۸۳۳ء میں نادیب مرکنان جنو برویہ کے نادیب اور غلبہ کے لئے روانہ ہو
 وریارکشا سے اتر کر قلعہ گرگٹ کو متوجہ کیا اور راجہ راجندر بھجوت اسیر کر کے قلعہ کھیان
 خط کر لیا گیا پہر غلامہ نزل کو بھیج کر کے ظفر الدو ازبا لکھا جس کے تفویض فرمایا اور خود بدولت

حیدر علی نے اپنے بیٹے کو قلعہ کھیان میں قید کر دیا

راجہ فرید کے حیدر آباد ہوئے انہیں دنو نمین خان سپہی نائب ناظم بڑا مقرر کئے
 اور ۸۶ سالہ امین مرشد زادہ عالیجاہ بہادر کی شادی دختر امیر الامرا شجاع الملک بہادر سے
 قرار پائی اور اسکا رسم بڑی دھوم دھام سے ہوا اور انہیں دنو نمین سپہی نے امر اور منصب
 عزل و منصب و تبدیل و تقرر عمل میں آیا۔

اسی اثنا میں دارمہو راو کے مرنے پر نرائن راو اور سکافرنند جانشین ہو اگراوس کا چچا
 رگھوناتھ دوتھدر وخیل ہو گیا تھا کہ گویا خود راجہ بن بیٹھا اور تمام سیاہ و سفید کا مالک ہو گیا
 مگر ایسا شخص نہالی کب بیٹھ سکتا تھا سرکار نظام کے ملک پر فوج کشی کی بھی سنتے ہی نواب
 میر نظام علیخان بہادر ۲۳ شعبان ۱۱۸۰ کو مع لشکر اوس کے سرکوبی کے لئے
 متوجہ ہوئے اور رستہ میں رکن الدولہ اوس کے دوسرے ہی دن جو تصفیہ ملا
 بڑا سنگم ہوئے تھے قریب موکل لشکر میں آکر شامل ہو گئے وہاں سے نواب
 میر نظام علیخان بہادر قلعہ بیدر میں فروکش ہوئے اور رگھوناتھ راو بھی برسر مقابلہ
 آپہنچا تھا ایک جہینے تک لڑائی کا باز اگر کم رہا آخر طوفان میں صلح ہو گئی دوسرے
 روز رگھوناتھ راو کو نواب میر نظام علیخان بہادر نے باریابی کی عزت بخشی اور وہ اکثر فرائد
 ملازمت ہوا اس لڑائی کا یوں خاتمہ ہو گیا اس کے بعد نواب میر نظام علیخان بہادر نے
 جمن آباد کا ارادہ فرمایا۔

اسی عرصہ میں فرمان شاہی و خلعت فاخرہ بادشاہ ہندوستان کے تھیکہ گاہ سے پہنچ کر شاہی
 رازہ اسطلاح کے عالم میں نہادہ اکبری شوکت اور عالمگیری سطوت رخصت ہو چکی تھی صرف
 برائے نام سلطنت کا نام باقی تھا تاہم نواب میر نظام علیخان بہادر نے فرمان شاہی کی
 قدر فرمائی اور اوس کا استقبال کیا۔

اسکے بعد مہن آباد سے نکل کر حسن آباد گلبرگہ کا ارادہ کیا اور حسن آباد گلبرگہ گریفتہ پہنچ کر
 قلعہ کی سپر فرمائی اور حضرت خواجہ سید محمد گیسو دراز بندہ نواز خلیفہ حضرت مخدوم خواجہ
 نصیر الدین محمود چراغ دہلوی کی زیارت کے مشرف ہو کر بارادہ کا لاجپوترہ دربار
 بہیمرا کے متصل قلعہ ادگیر پر نزول اجلال فرمایا اور اسکے دوسرے ہی روز راجپور کے
 متصل بہیمرا کے اوس جانب خیام پدیر ہوئے اور ناصر الملک جو انہما زنگٹہ ادہوئے
 میں نظر بند تھا باز یاب ہو کر راجپور کو گیا پھر نواب میر نظام علیخان بہادر بغرض وصول
 پیشکش موضع کو ٹورہ میں رونق افروز ہوئے۔

اسی جگہ حیدر آباد سے صاحبزادہ بلند اقبال کی پیدا ہونے کی خبر پھونچی نواب میر نظام علیخان
 بہادر نے میر اکبر علیخان سکندر جاہ کے نام سے موسوم فرمایا۔

اسی عرصہ میں مخدوم نے خبر دی کہ رگناتہ راو نے نقص عہد کیا اور قلعہ محمد آباد میرے
 بہت سارے روپیہ لوٹ لیا مڑھون کے معاون و مددگار بھی پریشان حال حاضر ہوئے
 اور ستعانت چاہے۔

نواب میر نظام علیخان بہادر نے بعد شماع واقعہ ۲۲ فروری ۱۸۵۷ء میں بعد زیارت مخدوم
 شیخ علاؤ الدین انصاری رح دربار بہیمرا سے عبور کر کے رگناتہ راو کی طرف متوجہ ہوئے
 اور قلعہ مرغ کے قریب جا پہنچے رگناتہ راو نواب مستطاب کی آمد خبر بہاگ کھڑا ہوا
 پھر آغاز ۱۸۵۷ء میں نواب محمود الشان مع لشکر قلعہ پر نیندا ہوتے ہوئے اطراف
 احمد نگر میں جا پہنچے مگر پھر رگناتہ راو برہان پور کی طرف ہٹ گیا آخر نواب
 میر نظام علیخان بہادر احمد نگر موتے ہوئے کیلنا پر جا پہنچے اور یہاں سے ظفر الدولہ
 اور ساجی کو نظام آباد کے گھاٹ سے اتر کر پہلے جانیگا حکم دیا اور اوس کے دوسرے

اون بعد خود بدولت تاجی ندی کے طور سے آہو باح برہان پور جاوترے اور
 لکھناتھ راو دریا نرہدا کے اوس کنارہ پر پہاگ گیا۔

انہیں دنوں مین نرائن راو کی بی بی کو لڑکا پیدا ہوا اور اسکا نام سوامی ناراین راو
 رکھا گیا چونکہ ایام بارش آگئے تھے لہذا اورنگزک بادپہو چکر قیام پذیر رہے اور بعد
 ختم ہر شہ سال ضابطہ جنگ بہادر کو لکھناتھ راو کی تعاقب مین روانہ فرمایا اور سوقت رگناتھ
 ملک اندیس مین رعایا کو لڑتا پھر رہا تھا۔ اسکے بعد پیرنواب میر نظام علیخان بہادر
 سلطان پور دتھانیس ہونے ہوئے برہان پور جا پہونچے اور ضابطہ جنگ شیریکٹر ہو گیا
 اسی عرصہ مین خبر ملی کہ فرزند ان رگھو جی بہولامین جگڑا واقع ہوا اور مودہا جی نے سلا جی کو
 مار ڈالا لہذا نواب میر نظام علیخان بہادر آخر ماہ محرم ۹۹۹ھ مین ناگیور تشریف لائے تو
 عاجزانہ پیش آیا اسلئے اسکے معاملات کا تصفیہ فرمایا اسکے واپسی کے وقت لشکر سمیت
 ایلیچور کو تھج کر ہاتھار کن الدولہ مدارالمہام سرکار کو فیض نامی سپاہی نے قتل کر ڈالا اور اس
 بچی کو بھی مخالفت کی وجہ سے فوج نے زندہ پیچھڑا ان دفعات کے بعد نواب میر نظام علیخان
 وہین خیمہ زن ہوئے اور مصمام الملک فرزند مصمام الدولہ شاہ نواز خان کو خدمت پر
 پراوٹھر الدولہ کو باضادہ منصب بخطابہ ساز الملک بہادر اور سید عاقل خان بہرام جنگدار
 سرکارگان کو منصب پنجہزاری ذات و تین ہزار سوار و خطاب برہان الدولہ و خدمت نظامت
 محمود پٹار پر سرسفر انری بخشی اور خود بدولت وسط جہادی الاول مین اورنگزک باد داخل ہوئے
 بعد چند روز رگھوناتھ کے تہذیب کے لئے بازار الملک کو جمعیت مرٹھہ کے مالوہ کے جانب
 روانہ فرمایا اور خود بدولت بغرض واصل شیکش شولا پور کے جانب متوجہ ہو چنانچہ دریاب
 مالوہ پر خیمہ زن ہو کر بعد ختم ایام عشرہ محرم ۹۹۹ھ قلعہ کلہیان مین فروکش ہوئے وہین الملک

دولت ملازمت حاصل کی پہر وہاں سے شولا پور کی طرف باگین اوٹھائیں راجہ ونکیٹا نایک بھری
بہادر قوم بیدار حاضر حضور اقدس ہو کر شرف اندوز ملازمت ہو اور وہاں سے حیدر آباد واپس
ہوئے اور مرشد زادہ عالیجاہ بہادر کی انالیقی میں مصمصام الملک ملازمہام کو مامور کر کے اون کو
حسن آباد کلبرگہ کی جانب رخصت دی۔

۹۲ء ایچ مین حیدر آباد سے کوچ کر کے گنگن پہاڑ ہوتے ہوئے کوٹلیکنڈہ تک سینہ فرما کر
پہر داخل دارالامارت ہوئے اور مرشد زادہ عالیجاہ بہادر سے نواب مصمصام الملک واپس کر کے
کے کالے چوڑے تک دورہ فرما کر ارجب مین داخل حیدر آباد ہوئے۔

اسکے بعد نواب میر نظام علیخان بہادر دو سال تک تفریح طبع یعنی سیر و شکار میں مصروف رہے
نواب شمس الدولہ تیغ جنگ بہادر کا اتمام تھا۔ شیر و چیتہ و ہرن وغیرہ کا شکار فرمایا۔ چونکہ
موسم گرم تھا لہذا نواب تیغ جنگ بہادر نے جا بجا آبدار خانہ تیار فرمائے جن میں لشکریوں کو
گلاب بڑا ہوا سرد شیرین پانی ملتا تھا اسی زمانہ میں معین الدولہ سہراب جنگ نے عرض کیا کہ
نواب مبارک الملک نطفہ الدولہ بہادر سخت علیل ہو گئے ہیں چنانچہ حضور نے حکیم الملک مسیح الدولہ
حکیم خواجہ حمید باقر خان اور امان نامی حلاج کو اون کے معالج کیلئے نزل کو روانہ فرمایا ان کو تیسری منزل
پر خبر ملی کہ مبارک الملک انتقال ہو گیا لہذا واپس چلے آئے۔

چونکہ قلعہ نزل کو قحطام جنگ فرزند نطفہ الدولہ نے خوب مستحکم اور مضبوط کر لیا تھا لہذا نواب
میر نظام علیخان بہادر نے ۹۶ء میں اس طرف سے کاغذ فرمایا اور کوٹلیکنڈہ تک رونق
افروز ہوئے اس اثنا میں مصمصام الملک انتقال کیا اور بلحاظ موسم برسات تھوڑا
ساپیشکش یکیر صحبت فرمائے بلکہ ہوئے۔ انہیں ایام میں شجاع الملک بھی انتقال ہوا
اذکلی جبکہ ون کے فرزند مہابت جنگ دارا بہادر کو طاقت اور ہونی پر یہ سچو پر فرمایا

۹۶۔ اٹھتین خود بدولت قلعہ نرمل کی طرف عازم ہوئے اور وہاں پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ اٹھتین شام جنگ عفوۃ تقصیر کا خواہاں ہوا۔ بجائے قلعہ نرمل نظامت صوبہ براٹر پر مامور کیا گیا۔ اور حفاظت قلعہ نرمل و جگتیاں برہان الدولہ کے ذمہ قرار پائی اور مبارز الملک مال نقد و جنس داخل سرکار کر لیا گیا۔ بعد اس تصفیہ کے مراجعت فرمائے بلکہ ہوئے اور مصاصم الملک کے خدمت دیوانی پر غلام سید خان بہادر سربراہ جنگ معین الدولہ شہید الملک کو سزا فرمایا۔

اس کے بعد چھ پرہیز تک بلکہ فرخندہ بنیا و حیدر آباد میں بدولت اقبال قیام پذیر رہے اور تمام بہت اصلاح ملک فلاح رعایا میں صرف فرمائے اور انہیں دنوں میں میراج القاسم میر عالم بہادر کی روانگی بجانب کلکتہ عمل میں آئی چنانچہ مع عاقل الدولہ و میر عباس علیخان نظام یار جنگ میر عبد الغفر خان بہادر اور غلام نبی خان بہادر و خزانہ وزیر خان بہادر موسات رنجیل سواری و دستر ہار شتر و ساٹھ سواران سوار برابراہ کلکتہ تشریف لے گئے اور سوقت لارڈ کارلوز اس گورنر جنرل تھا اس سے باہم ملاقاتیں بڑی گرم جوشی سے ہوئیں اس طرح گورنر جنرل بہادران کے مستقر ملاقات کے لئے آئے اس کے بعد میر عالم بہادر کے سوا ہم آئین منصبداران سرکار نظام کو تحائف و زرو جواہر سے گورنر جنرل بہادر نے جنون فرما کر روانہ فرمایا الغرض میر عالم بہادر وہاں سے رخصت ہوئے بعد طے منازل حیدر آباد پہنچ کر تحائف مرسلہ گورنر جنرل بہادر حضور میں پیش کئے جس کے صلہ میں خلعت فاخرہ و خطاب امیر عالم بہادر حاصل کیا اور سوقت سے سرکار نظام و سرکار کمپنیز میں مستحکم محبت و اتحاد قائم ہو گیا۔

اس عرصہ میں ٹیپو سلطان کی حکومت اور دولت بہت بڑھ گئی تھی اس لئے

اندر اوس نے ایک بار قلعہ اوہونی پر حملہ کیا مگر مہابت جنگ وارا جاہ بہادر
 فرزند شجاع الملک کے حسن تدبیر سے محفوظ رہا اور مہابت جنگ بہادر نے اس
 واقعہ کے حالت سرکار نظام کو بذریعہ عرضداشت مفصل تحریر کیا اور وہرینڈت پردہان
 نے شیون کے علما نہ کارروائیوں کے شکایت کے ایک طرف صاحبان انگریز اوس کے
 دشمن ہو گئے اسوجہ سے کہ اوس نے کانڑا کو رگ اور ملیبار کے ضلع فتح کر لئے
 تھے اور آخرین اوس نے تراونکور پر جوہند کے انتہائے جنوبین واقع ہر حملہ کیا
 اور جب وہ تراونکور کی سرحدی دیوار پر جوہادہ نے اپنی ملک کی حفاظت کیلئے
 پہنچ لی تھی حملہ آور ہوا تو راجہ کے فوج نے اسکو ہٹا دیا شیو سلطان اوسکو معلوم
 کر نیکی فکر میں تھا مگر راجہ تراونکور انگریزوں کا دوست تھا اس لئے۔ لارڈ کالوا اس
 گورنر جنرل نے اسکو شیو سلطان کے ہاتھ سے بچانیکا مصمم عزم کر لیا اور نواب
 میر نظام علی خان بہادر بھی ادھر سے اوسکے حامی ہو گئے۔ الفتحہ حضور نواب
 میر نظام علی خان بہادر نے اول تو شیو سلطان کو بجیاں حیدر علی نایک کے اوسکو
 دوستانہ نصحت فرمائی مگر جب کچھ نتیجہ نہ نکلا تو آخر سال ۱۸۱۷ ہجری میں معہ لشکر
 جرات قلعہ پانگل کے طرف ارادہ فرمایا اور وہاں سے مرشدزادہ بلذاقبال نواب سکندر
 جاہ بہادر کو اور اونکی ہمراہی میں نواب شیر الملک اور چند سرداران لشکر کو معہ فوج
 جرات سرپرنگٹن پر حملہ کرینکا حکم دیا اور خود بدولت اوسی قلعہ میں تین سال تک قیام پذیر
 رہے غرضکہ لشکر نظام بسالاری نواب سکندر جاہ بہادر سرپرنگٹن کے طرف پڑی
 اور راوینڈت پردہان وہرینڈت پڑت پڑکیہ ہی دیر میں اگر شریک لشکر سرکار
 ہو گیا۔ اور لارڈ کالوا اس فوج کی سپہ سالاری کیلئے خود ہی کلکتہ سے مدد اس

اپنی پناہ اختیار کر لیا اور جو ٹیپو سلطان کی عملداری میں دوسرے درجہ کا مضبوط اور
 بڑا شہر ہے اس میں مفتوح ہوا پہر دو ہینے بعد ٹیپو سلطان اور اسکی ساری فوج
 کو مقام اری کی کیرا پر کامل شکست ہوئی اور اس واقعہ کے بعد میسور کے پائے تخت پر
 رنگ پٹن کا فتح ہونا کچھ دشوار نہ تھا۔ کیونکہ اسکی بیرونی فضیل تک قبضہ کر لیا گیا تھا
 لیکن ٹیپو سلطان اور گورنر جنرل کے باہمین صلح ہو گئی انگریزوں کو تین کروڑ روپے
 نقد اور ادا کے مقبوضہ ملک سے وندیکل۔ بڑا جمال اور لیبار کے اضلاع انگریزوں
 کے ماتھے آئے اور سرکار نظام کو صرف ایک کروڑ روپہ نقد اور ایک کروڑ کا ملک
 کرطہ رسد ہوٹ و گنتی کوڈ بات لگا اور گورک کا علاقہ گورنر جنرل بہادر نے
 اوسکے راجہ کو دیدیا اس طرح میسور کی اس قیمتی لڑائی کا سلسلہ امن خاتمہ ہو گیا
 اور نواب سکندر جاہ بہادر مع نواب شیر الملک و فوج ہمراہی نصرت و فیروزی
 کے ساتھ دارالسلطنت حیدرآباد کے طرف مراجعت فرما ہوئے۔

اور اوس طرف سے نواب میر نظام علی خان بہادر بہ عجلت تمام دارالسلطنت
 حیدرآباد میں آ پہونچے۔ چونکہ مزاج نواب میر نظام علی خان بہادر کا ناساز
 ہو گیا تھا لہذا ایک سال تک اصلاح طبیعت میں مصروف رہے اور سفر
 مغرب کے طرف توجہ نہ فرمائی۔

فصل سال کا حال اور ششہ کو ملک دکن میں خشک سالی نمودار ہوئی اور قحط پڑا
 یہاں تک کہ ششہ میں ایک سیر چار ایک روپہ کو ملنے کی نوبت پہونچی بلکہ تین روز
 تک بازار بند رہا ایک ایک دانہ گوہر شبتاب بنگیا تھا لاکھوں آدمی مر گئے
 ہزاروں ہی جانیں ضائع ہوئیں ہزاروں محتاج اس خدائی گروہ کا کھانا تک

بند و بست کیا جاتا، حضور ہی دیوڑھی پر فراہم ہو گئے مجبوراً دروازہ بند کر دیا گیا
لیکن بلوائیوں نے دروازہ کو آگ لگا دی اور اندر گھس پڑے بہار وقت بلوچ
منتشر کیا گیا اور اسی روز نظامت شہر بہت یارخان بہادر سے نکال کر مدینہ منورہ
بہادر ناظم جنگ کے سپرد ہوئی اور مہاجنوں کو حکم دیا گیا کہ غلہ کا ایسا بند و بست
کہ بند گانچہ کو تکلیف نہ ہو اور بنی نوع انسان اس طرح ضایع نہ ہونے پائیں۔

انہیں ایام میں سیف الملک مالی میان فرزند شیر الملک نے عارضۂ سہال
انتقال کیا چونکہ انکو گہرا یہی ایک چراغ باقی رہ گیا تھا اس صدمہ سے
انکو بھی ٹہا دیا۔

اس عرصہ میں نواب میر نظام علی خان بہادر کو خبر دارون نے خریدی کہ مہاجی
سندھیا حسب قرار داد صلح نامہ ہر معرکہ جنگ میں شریک لشکر نظام رہے
کے لئے مع فوج آ رہا ہے لہذا خود بدولت و اقبال محمد آباد بیدر کی طرف متوجہ
ہوئے اور دمان پہونچ کر بانتظار آمد سندھیا سیر و شکار میں مصروف رہے
ایک ہفتہ نہ گزرا تھا کہ مخبروں سے مسموع ہوا کہ مہاجی سندھیا مر گیا
اور دولت راو اسکا بیٹا اسکولشکر پر قاضی ہوا۔ اور زانا پٹھانوں سے
وزیر اعظم اور نفس نا طعہ ہو گیا ہے چونکہ اسکے رگ و پی میں فتنہ و فساد مہلکا
اثر سمرایت کر گیا تھا دولت راو کو صلح نامہ کی تعمیل کی طرف کب متوجہ ہونے دیتا
چنانچہ دولت راو سندھیا کو اس نے برا لکھتے کر کے آخر سرکار نظام خلیفہ
سندھ اور آمادہ کر دیا۔

اور اوس زمانہ میں سر جان شور گورنر جنرل ہند موافق ہدایت کمپنی کے ایسی

اور شیر الملک کے غایب میں نیابتاً راجہ شیامراج مقدّمات مالی و ملکی فہمیل کرتے تھے انہوں نے رگھوتم راؤ کے کہنے سُننے سے فوج میں تخفیف کی اور انگریزی فوج جو دارالسلطنت میں رہا کرتی تھی وہ بھی بمشورہ میر عالم بہادر روانہ کر دی گئی تھی۔ تخفیف شدہ فوج نے میدان خالی پا کر مرشدزادہ عایجاہ بہادر کو بغاوت پر برا بھلا کہنے لگے اور انکی ملازمت اختیار کر لی۔

مرشدزادہ عایجاہ بہادر کی چنانچہ ۹ ذیحجہ ۱۲۸۵ء میں غالب جنگ دیف جنگ وغیرہ قلعہ محمد آباد باغیانہ حرکت۔ بیدر پر جا کر قابض ہو گئے۔ اور ادھر سے سدئی عبداللہ خان جشتی مع اپنی فوج کے مرشدزادہ بہادر کے تادیب کے لئے پیچھے پیچھے روانہ ہوا لیکن اسپر ایک روز بحالت غفلت سدایشور ٹیڈی دفعتاً ایسا توڑ کر گرا جس سے یہ سخت مجروح ہوا اور اسکی جمعیت منتشر ہو گئی اور اسکی اہل و عیال سدایشور ٹیڈی کے ہاتھ پڑ گئے۔

یہ خبر سنتے ہی نواب میر لطاف علی خان بہادر نے پہلے تو شفقت پوری کے لحاظ سے ایک غایت نامہ عایجاہ بہادر کے پاس بھیجا لیکن مفتریوں نے اسکی تعمیل کھٹکھٹائی اور انکو رجوع ہونے نہیں دیا۔ پہر ناگزیر فوج انگریزی لبر کر دگی میر عالم بہادر اور جمعیت بھٹی ریمو فرانسس وافر ان پائیکاہ مثل سردار الملک گہانسی میان وغیرہ مرشدزادہ عایجاہ بہادر کو لے آئیکے لئے مامور کئے گئے۔ اور سید محمد باقر خان بیج بہیہ اور محمد اعظم خان لبریں وغیرہ جمعہ داران پائیکاہ ہی انکے شریک ہو گئے اور جب یہ فوج متفقہ قلعہ محمد آباد بیدر کے قریب جا پہنچے تو باغیوں نے اتحاد لیرانہ مقابلہ کیا۔

بالآخر چاروں طرف سے لشکر نظام نے باغیوں کو ایسا گھیرا کہ سب منتشر و متفرق ہو گئے۔

ہو گئے اور مرشد زادہ عایجاہ بہادر نے قلعہ بیدر میں پناہ لی اور سدا شیوردی جو اصل بانی اس شہکار کا تھا قلعہ فتح کر کے قید کر دیا گیا اور سکور عد جنگ فرزند کی عبداللہ خان جشی نے قتل کر ڈالا اور سیف جنگ وغالب جنگ عفو قصور کے طالب ہوئے جو ایک معقول وظیفہ پر خانہ نشین کر دیئے مگر بدیع اللہ خان کا پتہ نہ ملا کہ وہ کہہ رہا ہے کیا مرشد زادہ عایجاہ بہادر اورنگ آباد کے طرف چلے گئے تھے وہاں سے اونکو لیکر آ رہے تھے کہ کہیں کی منزل میں دریائے گنگا پر باتفاق تقدیر سخت بخارا گیا آخر اوسی عارضہ سے قضا کر گئے بعض کا قول ہے کہ مارے شرم کے زہر کہا گئے اوسی زہر سے انکا کام تمام ہوا بالآخر انکی نش میر عالم بہادر و موسیٰ ریمو بکمال حسرت و افسوس دار السلطنت حیدر آباد میں لے آئے اور درگاہ سید حسن برہنہ صاحب رحمہن مدفون ہوئے۔

نواب میر نظام علیخان بہادر کو سخت رنج و غم ہوا اور اسکے دوسرے ہی سال خود بخود بالائے بام آتش بازی کا تماشاہ ماہ شعبان میں ملاحظہ کر رہے تھے باتفاق تقدیر دفعتاً لقوہ اور فاجعہ عاید حال ہو گیا حکیم حمایت اللہ خان و حکیم عبد الجلیل خان معالج رہے اور مشیر الملک بہادر بھی پونہ سے آگئے معالجہ میں کوشش کی آخر کار ۱۲۱۲ھ ہجری میں مزاج اصلاح پذیر ہو گیا۔

اور اسکے تھوڑے ہی زمانہ بعد ٹیپو سلطان سے جنگ کا سامنا ہو -

سیور کی چوٹی لڑائی کا	اوسکا مختصر واقعہ یہ ہے کہ زمان شاہ و رانی جو کابل اور پنجاب
حال۔	کا پادشاہ اور ہندوستان کے دشمن احمد شاہ ابدالی کا

کا پوتا تھا اس نے ٹیپو سلطان کی حمایت کیلئے شمالی ہند پر یورش کرینکا قصد کیا

اور فرانس کا بڑا نامی گرامی سپہ سالار نپولین بونا پارٹ اس وقت مصر پر
جنگ اراتھا اور ٹیو سلطان نے انگریزوں کو سرزمین ہند سے نکال دینے
لئے برطانیہ سے مدد مانگی تھی بلکہ یہ کہہ تھا کہ میں فرانس کی جمہوری سلطنت
کا جان و دل سے شریک اور متفق ہوں۔

الغرض یہ خبر سنکر لارڈ ولزلی گورنر جنرل بہادر نے سب سے پہلے سرکار
نواب میر نظام علی خان بہادر سے استعانت چاہی اور نواب محترم کو معین و
حامی بنا کر سب سیڈی اے ری قاعدہ پر عہد نامہ مرتب کر لیا۔

یعنی سرکار انگریزی اور ہندوستانی ریاستوں کے باہم ایک رابطہ قائم ہے جو
سب سیڈی اے ری اسٹم (امدادی انتظام) کے نام سے مشہور ہے
اس موقع پر اس کی کچھ صراحت کرنا مناسب معلوم ہوا۔

اول تو یہ ڈھنگ وارن ہیننگز گورنر جنرل نے نواب آودہ کے ساتھ برتاہا
پہلا لارڈ ولزلی نے کل ہندوستانی ریاستوں کے ساتھ اسی قاعدہ پر رابطہ قائم کیا۔
اس قاعدہ کو جب کوئی ریاست عہد نامے کی رو سے منظور کرتی تھی وہ سرکار
انگریزی کی حکومت کو ہند میں سارے حکومتوں پر غالب مانتے تھے۔

اور سرکار انگریزی اسکی حفاظت اور سلامتی کی ذمہ دار ہو جاتی تھی پھر اس
ریاست کی طرف سے یہ بھی اقرار ہوا کرتا تھا کہ ہم سرکار انگریزی کی منظوری
بغیر نہ کسی سے جنگ کریں گے اور نہ صلح اور اپنے ٹان کنٹینٹ فوج رکھیں گے اور
اُس سے ضرورت کی وقت سرکار انگریزی کی مدد کریں گے۔ اس انتظام کی یہ بڑی
شرطیں تھیں مگر جیسا موقع محل ہوتا تھا۔ اسکے موافق تغیر و تبدل یہی ہو جاتا تھا۔

لارڈ کادانس اور سر جان شور کے عہد میں سرکار انگریزی می کامند وستانی
ریاستوں کے ساتھ بطرح کاراطہ تھا اسکی علت غائی یہ تھی کہ ہندوستانی
ریاستوں کی قوت اسپین ٹلی رہے کہ ایک دوسرے سے بہت کم یا زیادہ
ہو جائے۔ مگر یہ نیا قاعدہ اس سے عمدہ تھا اور اب جا بجا اسی کے مطابق
عملدرآمد ہے۔

الحاصل نواب میر نظام علی خان بیادرنے سلسلہ ہجری میں ایک جنگی برجستہ فوج
سب کردگی نواب میر عالم بیادرنے ٹیپو سلطان کی استیصال کے غرض سے سر
نپٹن دارالسلطنت میور کے طرف روانہ فرمائی جسکا حاکم کرنل ولزلی برادر گورنر جنرل
مقرر ہوا اور اسکے بعد گورنر جنرل بیادریہی اسکے اہتمام کیلئے بذات خود مدراس
چلا آیا۔ الغرض ایک فوج بنام زد کرناٹک کمپو جسکا سپہ سالار جنرل ہیرس تھا
اور دوسرا کمپو بنام زدا حاطہ بمبی جسکا سپہ سالار جیرنیل سنوارٹ تھا پہلی فوج
مدراس کے طرف سے اوتری اور دوسری ساحل ملیبار کی جانب سے
اوترائی ان لشکریوں نے ٹیپو سلطان کی خوب ہی خبر لی اور پے درپے
شکت دی اور سدا سیرر و ملا و ملی پران دونوں میدانوں میں ٹیپو سلطان
نے شکت کہا ئی اور یہ دونوں کمپو بڑے بڑے میور کے سخت گاہ سریرنگپٹن
پر جا پہنچے اور اس کا محاصرہ کر لیا۔

حبوقت لشکر متفقہ نے قلعہ سریرنگپٹن پر حملہ کیا اور وقت ملا زمان ٹیپو سلطان
نے انگریزوں سے سازش کر کے قلعہ میں داخل کر لیا اور وقت ٹیپو سلطان
علی الصبح حسب عادت قلعہ کی شمالی فیصل کی طرف کہ جہان سے لشکر انگریزی

اور لشکر سلطانی کی جنگ وجدل بخوبی نظر آتی تھی چلے گئے اور اس مقام پر دوپہر
 تک ٹہر کر کہا نا کہا یا اسوقت تک یہ گمان ہی تھا کہ لشکر انگریزی اسقدر جلد حملہ اور
 ہوگا۔ جب ہر کارے نے خبر دی کہ تمام ددمے اور کوئچوئین انگریزی فوج اگئی ہے
 اسوقت ہی اسکے چہرے کوئی ہراس ظاہر ہوا مگر اخباری کو یہ حکم دیا کہ سید غفار اور فوج
 متغیہ سرننگ کو ہوشیار اور خبردار کر دے تھوڑے ہی عرصہ کے بعد ٹیپو سلطان کو
 اطلاع پہنچی کہ توپ کے گولے کی ضرب سے سید غفار نے جان بحق تسلیم کی یہ خبر
 وحشت اثر گوش رز ہوئے ہی ٹیپو سلطان اپنے استقلال کو قائم نہ کہہ سکا ایشیان
 ہوا اور خاص حصوری فوج کو حکم دیا کہ فوراً مسلح جنگ ہو جائے اور اپنے خاص ٹوکر
 کو یہ ہدایت کی کہ وہ قرابین جو سلطان کے استعمال کیلئے نزدیک رکھی گئی تھی بارگاہ
 احماد ٹیپو سلطان ایک جماعت منتخب اور مخصوص سرداروں کو لیکر بھجوت تمام
 فیصل کے طرف جہان نقب لگائی گئی تھی آپہنچا اور وہاں اپنی فوج کے ایک حصہ
 کو لشکر انگریزی کے ہراول کے سامنے مفور پایا اور دیکھا کہ ہراول مذکور فضیلون
 پر چڑھ کر قابض و متصرف ہو گئے۔

اسوقت ٹیپو سلطان نے مفور حصہ کو فراہم کیا اور اپنی خاص جماعت میں شریک
 کر کے ادبکے دلوں کو اس طرح بڑھایا کہ اسے بہادر سپاہیو وقت حملہ اور می کاہے
 اور میدان کارزار گرم اور دشمن برسر مقابلہ ہے۔

اور یہ کہ ٹیپو سلطان بہادرانہ بذات خاص معرکہ آرا ہو گیا اور کئی ایک لوگوں
 جو سیردن نقب تھے انکو گولی سے مار کر گرا دیا۔ جب فوج انگریزی ٹیپو سلطان
 کی قیام گاہ تک پہنچ گئی اسوقت سلطان کے پاس کے اکثر بے وفالوگ

بھاگ نکلے اور ٹیپو سلطان فیصل شمالی کی طرف متوجہ ہوا اور چند شہنشاہ و جوانمرد
 بہادران دلاور سرداروں کو ساتھ لیکر ایک فیصل پر سے جوانمردانہ مقابلہ کیا اور
 کئی بار لشکر انگریزی کے ہرا دل کو جو آگے بڑھ رہا تھا روک ہی دیا۔ مگر اونٹوں
 ہتھوڑی انگریزی فوج خندق عبور کر کے آگے نہیں آئی ہوتی تو سلطانی جوانمردوں
 نے بہت ہی بڑا کشت و خون کیا ہوتا۔

ان مختصر چاروں طرف سے انگریزی لشکر کی آمد شروع ہو گئی۔ اور گولیوں کا ہشیہ برپا
 لگا اور سلطان بہت سے زخم کھا کر گر پڑے اور ان کے قریب کئی باؤ فاسپائی
 ہی حتیٰ تک سے سبکدوش مقول ہو گئے۔ اسکے بعد ان کے نوکردوں نے
 سلطان کو لبواری میاں لیجائی کا قصد کیا انہیں ایک سوا لجر نے اونکی تلوار
 کی حائل کو جو بہت قیمتی تھی نکالنا چاہا تو سلطان اس کو زخمی کیا۔ سوا لجر نے
 ضرب بندوق سے اس وقت ٹیپو سلطان کو شہید کیا۔ انگریزوں نے ان
 کو لال باغ کے اندر ایک عمدہ مقبرے میں فوجی رسوم و شایہ تعظیم کے
 ساتھ دفن کر دیا۔ یہ واقعہ سال ۱۸۱۸ء ہجری میں ہوا۔
 ایک شاعر نے ٹیپو سلطان کی تاریخ شہادت یہ لکھی ہے۔

داخل مجلس پیمبر شد

نسل حیدر شہید اکبر شد

شاہ ماچون بک برتر شد

روح قدسی بعرش گفت کہ آہ

القصد جب اس جنگ چہارم کا یون خاتمہ ہو گیا تو ملک مفتوحہ میں
 وہ ضلع جو دار السلطنت حیدرآباد کے قریب تھے وہ سرکار نظام کے حصہ
 رسد آئے اور اضلاع کانٹا۔ کوام۔ بٹور۔ اور دنیا۔ انگریزی عملداری

میں شامل کر لئے گئے۔ اور ریاست میسور کی حکومت کیلئے یہ تجویز قرار پائی کہ وہاں کے قدیم راجہ کی اولاد میں سے ایک لڑکے کو جو گڈی کا وارث تھا سند نشین کر دیا جائے۔ جسکا راج اب تک اوس خاندان میں چلا آتا ہے۔ اور ملک میسور کا انتظام خبر سل ولنری برادر گونر جنرل کے سپرد کیا گیا۔

حقیقت یہ ہے کہ سرکار نظام کی حمایت و وفاداری اور سلطنت میسور کی فتحیابی سے انگریزوں کی حکومت صرف دکن ہی میں نہیں بلکہ تمام قلمرو میں غالب مان لی گئی جسکو زمانہ کی آنکھیں آج اس سرسبزی و شادابی پر دیکھ رہی ہیں۔

اور نواب میر عالم بہادر بعد اس کارروائی کے معہ فوج انگریزی ملازم سرکار نظام کنٹینٹ داخل دار السلطنت حیدرآباد ہوئے اور حضور اقدس و اعلیٰ نواب میر نظام علیخان بہادر میں عزت باریابی کی حاصل کی اور جمعیت انگریزی مامورہ سرکار نظام کیلئے حسین ساگر کے اوس طرف چھاونی ڈالی گئی جو اسوقت الوال کے نام سے شہرت پذیر ہے اور اسکی تنخواہ میں ملک مفتوحہ شیو سلطان سے جو حصہ ملا تھا مقرر کیا گیا۔

نواب سکندر جاہ بہادر اور اسی علی شاہ ہجیرین نواب سکندر جاہ بہادر کے ساتھ کے شادی کا حال۔

جہان پرور بیگم دختر مالی میان سیف الملک فرزند شیر ارسلو جاہ بہادر کا عقد ہوا حسین لاکھون ہی روپیہ صرف کیا گیا۔

میر عالم بہادر کے قید کا

اور بعد ختم ان جہنوں کے میر عالم بہادر ملک مفتوحہ کڑیہ

دکنی کوٹہ و قلعہ سدھوٹ کے انتظام کیلئے گئے اسی اشار

ذکر۔

مین بوجہ انقلاب زمانہ ارسطو جاہ بہادر نے ایک چال ایسی کھیل گئے کہ عالم
بہادر کو وکالت سرکار انگریزی کی خدمت سے موقوف کر داکر قلعہ دروہن
قید ہی کر دیا اور خدمت وکالت مدار المہامی کا ضمیمہ ہو گئی۔

میر عالم بہادر نظام ہراس مرزا کا مستحق نہ تھا شاید۔ ٹیپو سلطان کے اسلامی
حکومت برباد کرنے کے جرم مخفی مین بہہ مرزا نصیب ہوئی ہو تو عجب نہیں۔

وفات حضرت ایات اللہ اسکے چوتھے برس مرشد زادہ کیوانجاہ بہادر کا جشن تسمیہ خوانی

میر نظام علی خان بہادر منعقد ہوا تھا کہ عین جشن مین نواب میر نظام علی خان بہادر کا

مزاج ماساز ہو گیا ہر چند علاج کیا گیا مگر کوئی سود مند نہ ہوا آخر ۱۲۱۵ ہجری قمری مقدم
ربیع الثانی کو ستر سال کی عمر پائے چوالیس سال حکمرانی کر کے انتقال فرمایا
بعد نماز جنازہ اپنی والدہ عمدہ بیگم کے پہلو مین دفن کئے گئے۔

تنازع حلت

زین مصوع عجیب و تاریخ رانجونا
مستوجب بہشت و باخلاص فاتحہ

برادر چ پاک میر نظام علی مدام
خوانند یا و صنومہ شفا ص فاتحہ

نواب غفر آباد کے بہادر چوہدری نواب غفر آباد کے بہادر مین ایک امیر الامرا شجاع الملک
حال۔ بسالت جنگ بہادر تھے اور دوسرے معتقد الدولہ مین

تلیخ خان ناصر الملک ہمایون جاہ نعل علی خان بہادر تھے جنکی مختصر کیفیت یہ ہے کہ
شجاع الملک بہادر فرزند چچی نواب مغفرت باب آصفیہ بہادر بعد المیر الملک

نواب صلاستہ جنگ بہادر بمیا پور کی صوبہ دار تھی فیروز گڑھ ادھونی وریا پور
آپ کی جاگیر تھی ۱۱۶۱ھ ہجری مین انتقال کر گئے انکے بعد اون کے فرزند میا بہت جنگ دارا

بہادر بعد نواب غفراناب ادسی جگہ پر ممتاز رہے چنانچہ اوہوں نے مسند میں بیٹھنے سے میدان کارزار گرم کیا ان کے انتقال کے بعد انکی اولاد میں قابلیت حکمرانی نہ رہی لہذا تمام جاگیر خالصہ میں شامل کر لی گئی۔

اور نواب ناصر الملک ہمایون شاہ مغل علیخان بہادر فرزند ششٹی نواب مغفرت آباد آصفیہ بہاؤ قلعہ محمد آباد بیدریں نظر بند تھے جس وقت عالیجاہ بہادر باغی بہادر بیدر گئے تھے اون کو قوت دی مگر آخرین سچا یا مگر جب اون کے پند و نصیحت نے کچھ اثر نہ کیا تو نواب غفراناب نے انکو بغرت تمام دارالسلطنت میں طلب فرمایا چنانچہ انکے اولاد عزت کے ساتھ سب کرتے ہیں۔

غفراناب کی اولاد میں سب سے بڑے عالیجاہ بہادر تھے جنکی بنادت کا پہلے تذکرہ ہو چکا ہے دوسرے نواب میر اکبر علیخان بہادر سکندر جاہ بہادر جنکا ذکر خیر آئندہ ہونے والا ہے اور فرزند سومین نواب فریدونجاہ میر سبھی علیخان بہادر انکا انتقال مسند میں ہو گیا۔

اور فرزند چہارمین نواب جہاندار جاہ میر ذوالفقار علیخان بہادر جو نیک فرج اور حلیم طبیعت تھے اوہوں نے مسند میں ملک بقاء کا راستہ لیا۔

اور نواب میر حمید علیخان حمید جاہ بہادر فرزند پنجمی غفراناب کا پندرہ برس کی عمر میں انتقال ہو گیا تھا۔

اور ششٹی فرزند نواب میر تمیور علیخان اکبر جاہ بہادر دہشتی نواب میر جہانگیر علیخان سلیمان جاہ بہادر اور ہشتمی فرزند غفراناب کے نواب کیونجاہ بہادر تھے جو بذل و سخاوت میں شہرہ آفاق تھے انکا مسند میں انتقال ہوا۔

الغرض بعد وفات نواب غفراناب کے فرزند دہمین سے نواب ملک رکاب میر اکبر علیخان بہادر

سکندر جاہ آصف جاہ ثالث نے مسند حکومت کو رونق دی جنکا حال سلطنت ہدیہ ناظرین ہے

ذکر خیر سلطنت نواب میر اکبر علی خان بہادر سکندر جاہ آصفیہ شاہ

آپ شمسہ ہجری میں تخت نشین ہوئے۔ شجاعت سخاوت آپ کے فطرت میں ہی سپاہ اور عیال بہت دوست رکھتے تھے ہر معرکہ جنگ میں اپنے بھائیوں سے نمایاں طور پر جرنیلی قابلیت اور شاہی لیاقت کا ثبوت پیش کیا۔ چنانچہ نواب غفراناب کے روبرو قابل قدر فتح حاصل کی۔ انھوں نے بعد وفات نواب غفراناب اعیان دولت دارا کین سلطنت نے بصلاح نواب مشیر الملک اسطو جاہ دار المہام سرکار عا در دولت پر حاضر ہوئے اور تخت نشینی کے لیے عرض کیا آپ نے اس بارگران سے بصلحت انکار کرنا چاہا مگر کارپردازان سلطنت نے سمجھا بچھا کر بٹھا ہی دیا آپ کی جلوسی سواری شاہی خدم حشم کے ساتھ شاہی محل میں داخل ہوئی اوس وقت آپ کی خواہی میں رگھوتم راؤ پیشکار تھا۔

جیندین ربیع الآخر شمسہ میں تخت نشین ہوئے اور اداون معاہدون کا جو فیما بین سرکار نظام سرکار انگلشیہ کے قرارداد ہوئے تھے اذکم بلا کم و کاست بجال رکھا۔

فرید پنجاب بہادر کو تین ہزار روپیہ مانگنے کے عوض چار ہزار روپیہ مانگا اور دس ہزار روپیہ مانگا جو تین تین ہزار روپیہ مانگے تھے چھ چھ ہزار روپیہ کی ماہوار مقرر فرمائی۔

چند روز کے بعد مشیر الملک اسطو جاہ بہادر نے سرور گزین ایک مینا بازار قائم کیا جس میں بہت قریب ضیافت نواب سکندر جاہ بہادر ہی رونق افروز ہوئے چنانچہ بازار کو میں لکھو کھو روپیہ تجارتی مال سود اگر دیکھ کر خرید کیا گیا اور اسی زمانہ میں جشن ششمہ خانی کیو انجاء بہادر کا جو بوجہ رحلت فرمائی نواب غفراناب کے ناتمام رہ گیا تھا ترمیم دیا گیا اور مناجات حصہ پرنور دس ہزار روپیہ کی نقد مہندی بھیجی گئی تھی اسی پر اور سامان جشن کا تکلف خیال کرنا چاہیے

۲۸ محرم ۱۱۹۰ء میں نواب میر علی گڑھ اسد جاہ بہادر بخارین مبتلا ہو کر آٹھ ہی روز کے عرصہ میں انتقال کیا رحلت کے بعد بڑے گھومتے ہوئے پشکار مدار المہامی کا کام دو مہینے تک انجام دیتے رہے انہیں دنوں میں سفیر انگریزی نے بھی امور سلطنت میں دخل دینا شروع کر دیا۔

میر عالم کی وزارت کا حال

آخر یکم جمادی الاول ۱۱۹۱ء میں میر عالم بہادر جو قید کئے گئے تھے نواب سکندر جاہ بہادر نے ان کو طلب فرما کر خلعت مدار المہامی سے سرفراز کیا جبکہ نتیجہ یہ ہوا کہ سفیر نے پھر بھی مسالط سلطنت میں دخل نہ دیا۔

۱۱۹۱ء میں میر عالم بہادر نے جشن سالگرہ مبارک نواب سکندر جاہ بہادر ترتیب دیا جس میں بہت بڑا تکلف کیا تھا چنانچہ اسی جشن سالگرہ میں میر جعفر علی خان بہادر و میر حسن علی خان بہادر کو حفیظ ناز و اسد ناز جنگ اور تین تین ہزاری منصب در سالہ سواران صرف خاص اور نظام یا جنگ بہادر کو حسام الملک و محمد قمر الدین خان خوشنویس و استاد حضور کو اکبر یا جنگ اور منصب سہ ہزاری و رسالہ صرف خاص اور میر الدین خان قاضی دار السلطنت کو سکندر جنگ و منصب سہ ہزاری و رسالہ سواران و خطابات مفرز سے سرفراز فرمایا۔

انہیں دنوں میں راجہ مہیت رام جو بہ سردگی چالیس ہزار فوج بعہد نواب غفر نانا بٹالہ شورش پنداروں کے لیے روانہ ہوا تھا حسب الطلب نواب سکندر جاہ بہادر دار السلطنت میں واپس آیا چونکہ ان دنوں میں خود غرضوں کے خلاف واقعہ مخبری سے حضور کا مزاج مہلک میر عالم بہادر کی طرف سے گذر تھا اس نے موقع پا کر بطع خدمت مدار المہامی اور یہی براگینہ کر دیا بالآخر سرزم صاحب وکیل انگریزی نے عزت باریابی حاصل کر کے میر عالم بہادر کی سفارش کی جبکہ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ راجہ سربستہ کھل گیا اور راجہ مہیت رام شہر مد قلعہ سکر شاہ پور کے جانب روانہ کیا گیا اس نے وہاں پر فوج جمع کر کے سرکار سے مقابلہ کیا ادھر سے فوج انگریزی ملازم سر نظام

ہی اوسکی سرتابی کے لیے فوراً روانہ کی گئی آخر بعد جنگ دیکھا کہ قتل مسٹر گارڈن بہاگ نکلا اور ملہاراؤ بھکر کے لشکر میں جا گھسا اور راجہ بہت رام کی جگہ گونیش بخش برادر راجہ چندو لعل سرداری لشکر پر سرفرازی پائی۔ اسی زمانہ میں سینہ میا اور والی برار سے انگریزوں کی لڑائی کے بعد بھکر اور راجہ بہت پور سے لڑائی پیش تھی جس سے مرہٹوں کا زور بل توٹ گیا۔

انہیں دنوں میں میر عالم بہادر نے راجہ چندو لعل کے لیے خدمت پیشکاری کے لیے تجویز کی مگر راجہ سورج پرتاب معروف راجہ شیر مل جو مختار و قمر مال و منیت میر عالم بہادر تھا اوس نے اس تجویز سے باز رکھا آخر میر عالم بہادر نے اپنے اور حضور کے درمیان میں چندو لال کو سفیر مقرر کیا۔ اور جب راجہ سورج پرتاب مر گیا تو ۲۲ صفر ۱۲۱۷ بروز چہا شنبہ خدمت پیشکاری سے سرفرازی پائی۔

اور ۲۱ شوال ۱۲۱۷ میں میر عالم بہادر نے انتقال کیا یہ شخص نہایت نیک نیت تھا خلق خدا کو بڑا صدقہ ہوا آخر اوسکی نعش میر موسیٰ کے داسرہ میں دفن کی گئی۔

میر عالم بہادر نے اپنی وزارت میں مسافروں کے آرام کے لیے شہر حیدر آباد میں مدراس سے لیکر اورنگ آباد و پونہ و ممبئی تک کے رستوں میں سرایت بنوائیں اور دار السلطنت حیدر آباد میں تالاب میر عالم حسین تین لاکھ روپیہ صرف ہوا تھا اب تک موجود ہے اور باغ بارہ دری کنار رود موسیٰ اور منڈی میر عالم کی اب تک یادگار ہے اور بعد وفات میر عالم بہادر کے تخت سرفرازی خدمت دیوانی نیز الملک بہادر دیوانی پر ادوں کے داماد نیز الملک بہادر سرفرازی پائی

اور ۲۱ رمضان ۱۲۱۸ میں دمدار ستارہ گوشہ شمال و مغرب میں شام سے پہرات تک ایسا ایک چہنیہ تک طلوع ہوتا رہا اور اسی سال میں جہونت بھکر ہی مر گیا اور پونے میں شافقہ شہر دوع ہوا

ہندوستان کا قلع قمع اور لکھنؤ میں ہندوؤں کے تمام ممالک محروسہ سرکار عالی میں
 فتنہ و فساد اور لوٹ مار کا نااہلہ دلوں کیا راستہ بند اور ہزاروں گانوں بے چراغ ہو گئے
 ہندوؤں کے ایک لٹیری قوم تھی اور انکی بڑی جمعیتیں مدت سے سیندھیا اور ہلکو وغیرہ
 کی فوج کے پیچھے پیچھے گیدڑوں کے رما کرتی تھیں اور ان غارتگروں نے دریا سے
 زبدا کے متصل کچھ زمین بھی پیدا کر لی تھی۔ یہ لوگ کئی سال سے وسط ہند کے لیے اور
 خاص کر ملک سرکار نظام کے لیے بوجہ انکی طرفداری انگریزوں کے گویا ایک دبائے
 عالمگیر بن رہے تھے چنانچہ باجی راؤ پیشوا جو پورے میں رہتا تھا مرہٹوں کی اس سازش کا
 کام سرغنہ اور اپا صاحب راجہ ناکپور بھی اس میں شریک ہو گیا تھا۔

آخر شکر نظام اور سٹرکلم صاحب مہاراجہ انگریزی اسناد ہندوؤں کے لیے متوجہ ہوئے
 انجام یہ ہوا کہ سیندھیا نے سرکار انگریزی کی اطاعت قبول کر لی جسکی وجہ سے اسکی اولاد
 آج تک گوالیار میں راج کرتی ہے۔ اور امیر خان جو ہندوؤں کا سردار تھا اس نے بھی سب
 ڈال دیا اسی سبب سے انکی اولاد اب تک ٹونک میں سندھوابی پر حکمران ہے مگر باجی راؤ
 برسر مقابلہ ہوا اور پورے میں زرتیڈیسنی کوٹھی پر حملہ کر کے اسکو لوٹ لیا لیکن کچھ بہت دم
 خم نہ کر سکتا تھا اس لیے تھوڑے ہی عرصہ میں میدان جنگ سے ہٹا نکلا اور ہر چند کئی
 مقاموں پر مقابلہ کیا مگر اس سے کچھ نہ ہو سکا آخر گدی سے اتارا گیا اور انکی ریاست کلہ
 انگریزی کی عداوت میں شامل ہو گئی صرف ستارہ کے آس پاس کا تھوڑا سا ملک راجستھان کو
 جو سیوا جی کی نسل میں تھا دیدیا گیا۔

باجی راؤ کے مغلوب ہونے کے تھوڑے ہی روز بعد اپا صاحب ناکپور میں جو انگریز تھے ان پر
 حملہ کیا مگر فوراً شکست کھا کر قید ہو گیا ہر چند روز بعد قید سے نکل چلا گیا لیکن ہٹا گیا اور

سکھونین کچھ مدت تک بجا لت گنا می رہ کر مر گیا۔

جب امیر خان نے انگریزوں کی اطاعت قبول کر لی تو پہر اور پنڈار سے سردار ہی ایک ایک کر کے مغلوب مطیع ہو گئے ان سرداروں میں جیتوب سے آخر مغلوب ہوا تھا اس نے ایک ہلکے کی فوج میں چاہ لی اور اس فوج نے راجہ نابالغ کی سرپرست رانی تمسی بائی کو اس شک پر کہ وہ انگریزوں کی طرفدار ہے قتل کر کے انگریزوں کے مقابلہ کا ارادہ کیا چنانچہ اسوجہ سے اس میں جہد پور کے میدان پر ایک بڑی بہاری لڑائی ہوئی اس میں فوج انگریزی فتح مند رہی اور ہلکے کی فوج کے مرٹھوں و پنڈاروں نے کامل شکست کھائی اسکے بعد ملہار اور ہلکے تو انگریزوں سے سب سیڑی اسے ری قاعدے پر عہد نامہ کر لیا اور جیتوب باگ کر آواں بہر تار نا اور اسکا چہتا ٹوٹ گیا انجام یہ ہوا کہ ملک خاندیس میں اسیر لڑکے کے پاس جنگل میں اسکو ایک شیر نے ہلاک کر ڈالا اس لڑائی کے بعد مرٹھوں کے سارے ملک ہلکے سارے وسط ہند میں سرکار انگریزی کا تسلط ہو گیا اور لیٹرون سے امن و چین ہو گیا۔

سباز الدولہ و سپاہیان انگریز سے لڑائی اور شکستہ سردار و ہون رمضان کو فیما بین مردانہا
 ہمراہی نواب سباز الدولہ بہادر اور سپاہیان فوج انگریزی کے ایک لحاظ پر بنا قشہ ہو
 یہ نسبت پہونچی کہ جمعیت انگریزی نے سباز الدولہ کی حویلی پر چڑائی کی اور لڑائی شروع ہو گئی
 چونکہ نواب سباز الدولہ بہادر ایک مرد دل اور دجری تھے انہوں نے بھی انجا جواب دیا اور برابر
 ثابت قدمی سے لڑتے رہے اس اثنا میں ایک جشی افسر پٹن پر حملہ کیا اور اسکا کام تمام
 کر کے توپ کو اولٹ دیا یہ خبر سننے ہی نواب سکندر جاہ بہادر نے معرفت راجہ چند لال
 لشکر انگریزی کے افسر کو کہلا بھیجا کہ جلد یہاں سے فوج چلی جائے اور نواب سکندر جاہ بہادر
 سباز الدولہ بہادر کو اپنے پاس طلب فرمایا اور انکو مصالحت وقت کے لحاظ سے قتل و لکڑہ

میں نظر بند کیا ستوڑی مدت کے بعد پھر قلعہ سے بلوا لیا اور جوبلی علیجاہ کی ادن کے لیے
مرحمت ہوئی۔

انہیں دنوں میں راجہ چند دلال پنجاب مہاراجگی و علم و تقارہ اور منصب شش ہزاری چہنہزار
سوار سے اسی کارگزاری کے صلہ میں سرفراز ہوئے۔

ملاحظہ فرمائیے جعفر یار جنگ بہادر اور ۱۲۳۲ھ میں پانزدہم ذی الحجہ کو نواب سکندر جاہ بہادر باغ
قدسید میں رونق افروز ہوئے تو نواب جعفر یار جنگ بہادر نے اپنی جمعیت و توپخانہ کو ملاحظہ
اقدس و اعلیٰ سے گزارنا چاہا پھر بعد ملاحظہ جمعیت کے حضور نے خوشی ظاہر فرمائی۔

بہنوائی میں جھگڑے کا حال ۱۲۳۳ھ میں اساک باران سے گرمی کی زیادہ شدت ہوئی
اور وبا کا زور ہوا اس ہیفہ کے زور و شور میں ایک روز ہندو سوانگ بنائے ہوئے پوجا
کرنیکے لیے دیول کو جا رہے تھے اور ان کے ساتھ سامان پوجا پاٹ بکری و مرغ وغیرہ
تہا یہ لیکر بڑی دھوم و دھام و بھیر ہاڑ سے گاتے بجاتے مکہ مسجد کے سامنے سے گزرے
مکہ مسجد کے شہدوں نے انکسب سامان پوجا پاٹ لیا اور ایک جہنڈا مکہ مسجد میں کھڑا کر دیا
ہندو اور مسلمانوں میں یہ فساد شروع ہوا اور تین دیولین توڑ ڈالی گئیں قریب تہا کہ تیغ و خنجر
سے کام لیا جائے مگر راجہ چند دلال کی فہمائش سے وہ فتنہ فرو ہو گیا۔

مہدیوں کی لڑائی کا حال پہلے خنجر گورہ پر مہدیوں سے وصول زر قرضہ پر لڑائی
ہوئی حضرات مہدی و مہدی نواب غفر اناب خنجر گورہ میں آباد ہوئے نواب شمس الاعراب جنگ
بہادر کے علاوہ پانچاھ مین دس ہزار سوار حکم اعلیٰ حضرت غفر اناب مامور کئے گئے اور ان میں
دلدار خان مہدی و مہدی و مہدی و مہدی و مہدی کے مامور ہو کر خنجر گورہ میں قیام پذیر ہوئے
دلدار خان حضور رس بھی تھا اور سالہ نواب شیر الملک بہادر مین ہی رفتہ رفتہ چار ہزار مہدی

وہ حوض جلو خانہ پر بیٹھ گیا استنہ میں ایک ہمدوی زادے کی نظر اسپر پڑی اور اس نے
 دیکھ کر اپنے ہم قوم میں خبر دی قریب شام بلا لقا ہمدوی لوگ جلو خانہ میں بہر گئے
 اور ہنگامہ مچا دیا چونکہ سلخ ^{۳۳} دیچ ^{۳۳} لڑ رہی اور سیر الملک بہادر چہتہ میں علم ستارہ
 کرنے چلے آئے تھے جب یہ سنا تو ہمدویوں کو منع کیا چنانچہ حکیم خواجہ احمد خان نے
 ان لوگوں کو سمجھایا مگر کب باز آتے تھے استنہ میں دائم خان بہادر اور حسن خان
 بہادر جمعہ اران مندوری اہل تشن ہی آ گئے اور مولوی صاحب سے عرض کیا کہ
 اس موقع پر یہاں سے اٹھ چلئے مولوی صاحب نے کہا کہ جب میں مدینہ طیبہ میں تھیں
 جناب سلطان الالبنا رصلم نے خواب میں ارشاد فرمایا کہ اسے عبدالکریم توحید آباد
 جاوے گا تیری آرزو سے شہادت برائیگی لہذا میں یہاں سے اب اور کہیں نہیں
 جا سکتا اور نہ اس مسجد کو چھوڑ سکتا۔ القضا غایت خان پرورزی ماتی پر سوار ہوا مسجد
 میں گھسے کا ارادہ کیا دائم خان اور حسن خان بہادر دونوں سے روک دیا اور کہا کہ بہادر
 غایت خان شکوہ مناسب نہیں ہے کہ مسجد میں فساد برپا کر دے اگر فساد کر دے گا تو یوں
 رکھو کہ قیامت تک فریقین میں تلوار چلتی رہے گی مولوی صاحب پر اس قدر غم کرنا
 قرین مصلحت نہیں اور نہ یہ فعل خدا غرضی میں داخل ہے لیکن غایت خان نے
 نہ مانا آخر نیا مون سے تلواریں نکل پڑیں غایت خان مارا گیا اور دائم خان بھی
 جام شہادت نوش کیا حسن خان نے بھی سخت حد کیا اور خود بھی زخمی ہوا چودہ ہمدوی
 زادے قتل کئے گئے آخر بہت سے ہمدوی لوگ اندر گھس آئے اور بند و قون کا
 فیر کیا تاج محمد خان اور ایک عرب گھوڑا غین نماز سنت مغرب میں شہادت پائی اور
 یسین خان اور ہمدوی زادے مولوی صاحب کی تلاش میں تھے استنہ میں مولوی صاحب

بہایت استقلال سے آواز دی کہ ادھر ادھر بیان میں بیان منظورقت ہوں یہ سنتی
 یسین خان مولوی صاحب کے سینہ بے کینہ پر چڑھ بیٹھا اور خنجر سے اذکور شہید کر ڈالا
 اور اپنے چودہ مقتولوں کی لاشیں اٹھا لگئے۔ اور سید نفرت مہدی زادہ
 داروغہ ہرکارگان نے بہت جلد حضور میں جا کر اس واقعہ کو ظاہر کر کے عرض کیا
 کہ مولوی صاحب خود ہی اپنی جہالت سے مار گئے۔

دوسری محرم بروز چہار شنبہ سید نور اللہ صاحب نے علما و دارالسلطنت کو اطلاع
 کہ ایک رکن رکین مذہب سنت و جماعت کا ناحق خون ہو گیا جسکا اسناد فی الوقت
 نہ ہو سکا اس لیے جائز ہو سکتا ہے کہ اس واقعہ کا بالاتفاق تدارک کیا جائے چونکہ
 ایک ایسا عالم بقید اس طرح شہادت پا چکا ہے تو ایسا ہی دوسرے کی بھی نوبت
 آنے والی ہے یہ سنتے ہی ذوالفقار خان بہادر شریعت پناہ بلوہ و قاضی شیخ
 حیات اللہ و مولوی حافظ میر شجاع الدین صاحب اور مولوی غلامی صاحب مکہ مسجد
 میں جمع ہو گئے اور بروز جمعہ جہاد کا دغظ پکار دیا یہ سنتے ہی راجہ چند دلال نے
 غوث خان جمہدار کی زبانی کہلا بھیجا کہ گو آپ صاحبوں کا جمع ہونا درست ہے
 مگر مکہ مسجد شاہی محلات کے قریب ہے اس سے بہتر ہوگا کہ جامع مسجد میں فراہمی کی
 صورت ہو اور ہم ہی آپ کے ہمراہ ہیں ان مختصر ایک لاکھ آدمیوں کا ہجوم ہو گیا
 اور ایک نشان محمدی ہی استناد کیا گیا اب ہجوم عام و بلوہ عظیم میں کون کسکی
 سنتا تھا اور ہر مہدی زادے ہی تیغ و بندوق و ساز و سامان جنگ سے جہاد نہ مستعد
 ہو گئے اور ادھر سے نیاز مند خان بہادر اور منصور خان بہادر و صالح محمد خان
 و عبد الرحیم خان و میر احمد خان و محمد خان گلیانی وغیرہ جمہدار ہی اٹھ کھڑے ہوئے

اور دروازہ یا قوت پورہ سے نکل چھل گورہ جا پہنچے اس وقت فریقین سے گفتگو
 یہ ہوئی کہ مہدوی زاد کیلین خان کے دینے پر رضا مند ہو گئے مگر ادھر سے قصاص
 میں روشن میان طلب کئے گئے چونکہ نواب میر نظام علی خان بہادر غفراناب کے عہد میں
 یہ لوگ ہمیشہ جنگ میں رہتے اب انکو ماتھے پر ماتھے رکھے ہوئے بیٹھا رہنا کب
 گوارا تھا قصہ کوتاہ لڑائی چھڑ گئی پہلے نیاز بہادر خان اور شمشیر خان مہدوی سے
 لڑائی ہوئی نیاز بہادر خان نے شمشیر خان کا کام تمام کر دیا اور خود ہی زخم اٹھا کر
 شہید ہوا پھر سبزہ میان بہانجہ مسطور خان نے مہدیون پر سخت حملہ کیا اور بعد قتل کئی
 ایک مہدیون کے خود ہی شہید ہو گیا مسطور خان نے بھی بہت سے مہدوی زادوں
 کو قتل کر کے شربت شہادت نوش کیا اور مرزا نصیر بیگ ولایتی نے بھی مہدوی زادوں
 کو تہ تیغ کر کے خود ہی شریک شہدا ہوا احمد خان گلپانی اور غلام جلیانی خان فرزند
 کنو میاں حمیدار و شیخ حیات اللہ اصل بانی قصہ نے سیکڑوں لاشیں میدان جنگ میں
 گرا دیں اور خود زندہ رہا اس عرصہ میں جمعیت عروبہ بھی آپہنچی اور انہوں نے بھی
 مہدیون کو نشانہ بدوق بنا لیا بچارے اکثر مہدوی زادے میدان لڑائی سے
 نکل اپنے اپنے گھروں میں جا کر پناہ لی اور رات بھی ہو گئی تھی لیکن اتنے میں اس اقامت
 کی خبر نواب سکندر جاہ بہادر کے گوشزد ہوئی وقتاً غضب سلطانی جوش زن ہوا آدھی رات
 گزری تھی کہ بنام راجہ چند دلال حکم صادر ہوا کہ مٹا جمعیت انگریزی مقیمہ اوال کو حکم
 دیا جائے کہ وہ فی الفور اگر چھل گورہ کو صبح تک خاک میں ملا دیں چونکہ راجہ چند دلال
 بھی مہدوی زادوں سے وابستہ تھا اس لئے وہ ان کے حکم کی تعمیل کی گئی چار ہزار فوج متوجہ
 انگریزی دارلنظام صاحب و نامہاٹن صاحب کیل سرکاری و سرلین صاحب بقتیل تمام اگر چھل گورہ

کو گھیر لیا اور حکم کے منظر رہے کہ صبح کو باغینوں نے ہتیا رڈ الدیسے بالا خراج چھوڑ دیا
 کی شہنشاہ پر ان کی جان بخشی ہوئی مگر حکم دیا گیا کہ آج سے تیسرے دن تک کل قوم ہمد
 شہر سے چلے جائیں چنانچہ کچھ تو بجانب کرنول اور کچھ ہندوستان کی طرف اور بعض غریب
 دیہاتوں میں جا بسے اور جب خلی گورہ ہمدوی زادوں سے بالکل خالی ہو گیا اور ان کا
 خاطر خواہ اخراج ہو چکا تو شاہ یار انکس بہادر کو معہ پیش کے چھل گورہ میں رہنے کے
 لیے حکم دیا گیا صرف سلطان میان کے فرزند محمد صاحب میان اور کرار نواز خان بہادر
 جو تعلقات گنگا دتی وندرک میں تھے یہ دونوں سردار قوم شریک بغاوت تھے باقی رہ گئے
 شہادت غرت یار خان صد و کا حال اور شہادت میں غرت یار خان بہادر صدر الصدور اور

مصاحب و مستند سرکار دطیب تھے اثنار راہ چار کمان میں چار ہمدویوں نے منہض دکھانے
 کے بہانے سے قریب جا کر ان کو جد پڑ سے شہید کیا ایک اونہیں سے بچ گیا اور باقی
 تین راستے میں بھاگ رہے تھے اور جب مبارز الدولہ صاحب زادے کے دروازہ پر سے
 گذرے ان تینوں کا کام تمام کر دیا گیا۔ یہ خبر سکر نواب سکندر جاہ بہادر طالب الدولہ
 حسن علی خان بہادر کو توال شہر کو حکم دیا کہ گھر گھر تلاشی ہو جہاں کہیں ہمدوی پائے جائیں
 گرفتار کئے جائیں اور آئندہ کے لیے بندوبست کر دیا جائے کہ آنے نہیں پائیں۔

لطیفہ

راجہ چند لعل کو اکثر شہ و سخن کا زیادہ شوق تھا ایک روز چند نامی کچنی جو بہت بڑی
 مالدار اور صاحب طبع و علم تھی ماہ لقابائی خطاب تھا حاضر جوابی میں لاجواب تھی اور
 موزونیت طبعی میں زبانزد خاص و عام تھی اس کے روبرو راجہ چند لعل نے مطلع پڑھا

ملنے کی بخومی تو بتا کون گھڑی ہے

ہو چن کہاں جب عمری آنکھ لڑی ہے

چندانے فی البدیہہ جواب دیا -

پہلے ہی سے چلا کے مرچو دلو گشتا	اسے مرغِ تحرُّپ ہو ابی رات بُری
وفاتِ حسرتِ آیاتِ نواب سکندر جاہ بہادر	المختصر ابنِ واقعات کے دو سال بعد نواب
<p>سکندر جاہ بہادر کی ایک صاحبزادی کا انتقال ہو گیا جس سے آپ کو محبت زیادہ تھی اور اسی اشتدادِ غم میں آپ کا مزاج بادۂ اعتدال سے بخرب ہو گیا آخر ایسے رعایا پروردگار رحمتِ رُئیس کو بیماری نے آگھیر کر چند علاج کیا گیا مگر کچھ سو دن نہ ہو ۲۱ سال کی عمر ۲۶ سال حکمران رہ کر اذی قعدہ ۱۲۸۰ھ بروز جمعہ انتقال ہوا خلقِ خدا میں ایک شورِ عظیم گریہ و بکا کا تھا آخر صحنِ مکہ مسجد میں دفن کئے گئے آپ کا مزار پر انوارِ آپ کے جدہ ماجدہ کے پہلو میں ہے۔</p>	

تاریخِ رحلت

چون سکندر جاہ از آفاق رفت بر کشیدم آہ گفتم سال او کرد شاہِ دکن زد ہمسہ کنار	ہر مکان شد از غمش بہتِ اخترن راہی فر دوس شد شاہِ دکن در نہر اردو صد و چیل چہار
<p>آپ کے صاحبزادگان ملکہ اقبال سے سب میں بڑے نواب میر فرخندہ علیخان بہادر ناصر الدولہ آصف جاہ رابع اور دوسرے نواب بشیر الدین علیا بہادر مصمم الدولہ اور تیسرے نواب میر گوہر علیخان بہادر مبارز الدولہ اور چوتھے میر تغفل علیخان بہادر میر بادشاہ پانچویں نواب میر تہور علیخان بہادر منصور الدولہ اور چھٹے نواب میر ذوالفقار الدولہ بہادر اور ساتویں نواب میر محمود علیخان بہادر اور آٹھویں نواب میر ذوالعلیخان بہادر نمر الدولہ نویں نواب میر فتح علیخان بہادر مظفر الدولہ تھے اور اٹھویں صاحبزادیان</p>	

ان سب میں سے بعد انتقال نواب سکندر جاہ بہادر مغفرت منزل کے نواب فرخندہ علیا
بہادر ناصر الدولہ جو سب سے بڑے دنیا دار عالم دینی تھے سریر آرائی دولت آصفیہ ہو
چکا ذکر خیر و حال سلطنت یہ یہ ناظرین ہے۔

ذکر خیر سریر آرائی سلطنت آصفیہ نواب میر فرخندہ علیا بہادر
ناصر الدولہ آصفیہ ابغ خلد اللہ ملک و دولۃ

آپ شہنشاہین پیدا ہوئے اور بعد انتقال نواب مغفرت منزل کے اسی وقت راجہ چند لال
نے آپ کے نام سے منادی کروادی اور بعد زیارت خود بدلت سریر آرائے دولت
آصفیہ ہوئے اور اپنے جلوس مہینت مانوس سے رونق تازہ دی ارکان دولت داعیان
سلطنت و سفیر سرکار انگلشیہ حاضر دربار شاہی ہوئے نواب میر امک بہادر اور نواب
شمس الامرا بہادر و راجہ چند لال اور مارٹن صاحب بہادر رزیدنس سرکار انگریزیہ نے
نذرین پیش کین اور ایک جدید عہد نامہ حسب عہد نامہ سابقہ مابین سرکار عظمت مدار و سرکار
دولت مدار مرتب ہوا۔

انہیں دونوں مملکت دکن میں خشک سالی نے اپنا زور دکھلایا دو سال تک قحط رہا منجا
حضور سلطانی حکم صادر ہوا کہ بنی نوع انسان کی حفاظت کی جائے اور غلہ کے ہم پہنچانے
اور مہیا رکھنے کے لیے بندوبست کامل کیا جائے۔

اور خود بدلت بغرض سیر و شکار سرور و نظام مگر و قلعہ محمد نگر کی طرف مع محلات شاہی
و حرم و چشم متوجہ ہوئے۔

شہنشاہین بروز عید الفطر دربار آراستہ ہوا اور ارکان دولت داعیان سلطنت نے
نذرین پیش کین و خلعت و جایزہ سے سرفراز ہوئے۔

اور بعد برخواست دربار شاہی چند سپاہی ہمرائیان محمد صاحب میان خلف نواب سلطان پٹیا
صف شکن جنگ دیوان عام میں آکر اپنی تنخواہ کے لیے محمد صاحب میان کو روکا اور بقیتہ خوا
کے خواستگار ہوئے بعد گفتگو طویل نوبت جنگ کی پہونچی اور خود مدد دو سپاہیوں کی حق کند
شاہی سے سبکدوش ہوئے۔

اور ۱۲۶۶ء میں پل چادر گھاٹ بحکم نواب ناصر الدولہ بہادر تیار ہوا۔ تخمیناً چاس ہزار کا صرفہ ہوا

تاریخ بنیال

ناصر الدولہ شاہ آصف جاہ	کہ عدلیش کہے ندید گناہ
شد چو حکمش بہ راجہ چند و لعل	زود ساز مذہل بہ شام و دیکاہ
باسر عقل محیبہ اسٹورٹ	پل بنا کہ مثل مہر و ماہ

مبارز الدولہ کی شورش
ابنیں دونوں میں نواب مبارز الدولہ بہادر نے چند روز پیشتر
روہیلوں کی جمعیت نوکر رکھی تھی باتفاق زمانہ کئی مہینے کی تنخواہ دستیاب نہ ہوئی مرشد
بہادر نے چائاکہ کارپردازان سرکار کو توجہ دلا کر متنبہ کروں چنانچہ اسی بنا پر کچھ شورش
مچائی اہلکاران سلطنت نے انکو جمعیت انگریزی کے ساتھ قلعہ محمد نگر میں روانہ کر دیا بہرہ رسال
کے بعد اپنے مسکن و مقام پر بحصول اجازت سلطانی واپس آ گئے۔

۱۲۶۶ء میں موسیٰ ندی کو طغیانی ہوئی اور فیض بازو کے پل قدیم شکست ہو گئی بازار گہانہ میں د
حوض جار محل و بازار سدھی غنیر وغیرہ بہہ گیا۔ اسی سال جشن سالگرہ مبارک قرار پایا اور تقریب
جشن سالگرہ راجہ چند دلال کو راجا یان راجہ خطاب ہوا اور شش ہزاری پنچہار سو روپے جاگیر
منصب سے سرفرازی ہوئی۔ علی ہذا اور اسرار دولت بھی آصفیہ خطابات و مناصب سے
مفتخر ہوئے۔

سکھ اور عربوں کی لڑائی کا حال

۱۷۷۱ء میں مابین سپاہیان جمعیت عرب اور سکھوں

کے خونریز لڑائی ہوئی اسکا قصہ یوں ہے کہ عبدالقدیر بن علی بدر جنگ اور شیخ احمد عباد
بہار جنگ بہادر محمداران عرب کے علاقہ میں اور دہزار جوانان عرب تازہ وارد کی
بہرتی ہوئی یہ امر جمعیت سکھوں کو ناگوار گذرا چونکہ اوکو اپنی سپہ گری پر گھمنڈ تھا ہر ایک
کی قوت کو اپنے سامنے ہیچ جانتے تھے عربوں سے چھپر چار شروع کی ایک روز اپنے
غور میں آکر جلو خانہ راجہ چند لال میں عربوں سے باتیں و خفتر مقابلہ کیا عرب تو ایک ہلکا
پٹیلے اور دانت مند ہیں اکیبار کچھ تھوڑے ہی سے سکھوں کے قتل پر اکتفا کر کے خاموش
ہو رہے مگر سکھوں نے جب پھر شرارت شروع کی تو بار ثانی شجاعان عرب نے سکھوں کی
خوب ہی خبر لی کم و بیش دوسو جوانان سکھ کا سر کاٹ اور بال پڑ کے شہر میں تشریف کر کے
انکا ساز و سامان لوٹ لیا مہاراجہ چند لال نے اپنی بزدلی دیکھ کر موقعی کا حکم دیا حضور
سلطانی سے یہی سکھوں پر عتاب نازل ہوا اور حکم دیا گیا کہ یہ لوگ شہر بدر کر دیے
جائیں چنانچہ سکھوں نے اپنی بود و باش انت گری میں اختیار کر لی اور اب تک یہی چند
سکھوں کے مکان انت گری میں موجود ہیں۔

اس واقعہ کے بعد عربوں کا زور و شور شروع ہو گیا ان لوگوں نے سلسلہ ملازمت کے
علاوہ داد و ستد کا طریقہ جاری کر دیا اور زر قرض کے وصول کرنے میں سختیاں شروع کیں
جنگلی سختی کا کوئی تحمل نہیں ہو سکتا تھا سیکڑوں روپیہ کے مالک اور لاکھوں روپیہ کی
جاگیر و مقطعات پر قابض ہو گئے اور بجد سود سے نفع اٹھایا اور ایک ایک جوان عرب
دو دو تین تین جگہ پر مامور ہو کر تنخواہ پانے لگا۔

۱۷۷۱ء میں راجہ چند لال بہادر نے اپنے نواسہ راجہ نریندر بہادر نرندر راجہ دہراج کی

شاہی کا جشن ترتیب دیا اور اس تقریب میں حضرت نواب ناصر الدولہ بہادر بہی ضیاء قنات اور
افروز بہو کر با نیاں جلسہ کو سفرزادہ ممتاز فرمایا۔

جوانانِ لینِ رومیلیون و عربوں کا مناشہ انہیں دونوں میں جوانانِ لینِ رومیلیون کے
درمیان ہنگامہ برپا ہوا اصل اسکی یہ ہوئی کہ ایک رومیلیہ کا رروان میں ایک دوکان پر
غلہ لے رہا تھا اتنے میں کہیں ایک جوان لین کا بھی غلہ خریدنے آ نکلا ان دونوں
سپاہیوں میں تکرار ہو گئی اور دونوں زخمی ہوئے یہ حال دیکھ کر دونوں طرف کے لوگ
جمع ہو گئے اور لڑائی چھڑ گئی اور ہر غلام حسین کندان لین زخم کھا کر گہرا آیا اور پچاس
جوانان لین اس کے مار گئے اس نے بیس ہزار جوانانِ ملٹن فراہم کر کے متوجہ
دروازہ پل قدیم کے باہر مستعد پورہ اور کاروان تک فوج کو جا دیا۔ ادھر رومیلیہ بھی کم
سے کم چار ہزار جمعیت رومیلیوں سے جمع ہو کر شاہ شہلی صاحب حم کی درگاہ اور بیادریوں
میں مورچے قائم کر کے مستعد جنگ ہو گئے قریب تھا کہ معرکہ جنگ گرم ہو یہ سُننے ہی
راجہ چند دلال نے سردارانِ عرب مثل عبداللہ بن علی تدبر جنگ اور شیخ احمد علی عبادی
سیرا یہ جنگ کو مقامِ معرکہ پر روانہ کر دیا اور ان دونوں سرداروں نے فریقین میں صلح کرادی
اس قصہ کا یوں خاتمہ ہو گیا اس کے ایک سال بعد ۱۲۵۲ء میں رومیلیوں اور عربوں کے
درمیان صورتِ تصفیہ واقع ہو کر ہر دو فریق باہم لڑ مرے تفصیل اس واقعہ کی یہ ہے کہ ایک
روز حسین یا در جنگ کے مکان پر ایک عرب اور ایک رومیلیہ اپنا قرض مانگنے آئے
ان دونوں میں تکرار سے تلوار کی نوبت پہنچی اور طرفین کے چار جوان باہم لڑ کر
قتل ہوئے اس کے ساتھ ہی شہر میں ہنگامہ مچ گیا اور بہت سے عرب رومیلیوں کے
ناحقہ سے ہلاک ہوئے بالآخر سردارانِ عرب نے راجہ چند دلال کو ایک معقول رقم تذرانہ

دیکر دہلیوں کو شہر بدر کروادیا چنانچہ یہ لوگ دیہاتوں میں جا کر زمینداروں کی نوکری اختیار کر لی اور بعض اپنے وطن چلے گئے۔ اب تو کوئی روہیلہ آنے ہی نہیں پاتا ہوا اگر کوئی بھولا بھٹکا آہی گیا تو فوراً بذریعہ پیڑ روانہ کر دیا جاتا ہے۔

اہل حدیث دکن میں آئینکا حال ۱۲۵۵ھ میں ملک دکن میں اہل حدیث آ گئے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ مولوی سعید احمد صاحب جو طریقہ بنویہ کے زندہ کرینوالے تھے جب شہر سنگہ والی پنجاب سے لڑ کر شہید ہو گئے تو انہیں کے خلفا ملک ہندوستان منتسب ہو کر اپنے سچے دین اسلام کو جو رخنہ انداز دہی وجہ سے افراط و تفریط ہوئی تھی اوسکو بتاتے اور تارکیوں سے نکالتے پھرتے تھے جنکا اصلی منشا یہ تھا کہ حکومت اسلام اور اس پاک مقدس دین میں جو دنیا پرستوں کی بدولت فواجہاد خرابیان واقع ہو گئیں ہر دفعہ کیجائے اور اسلامی قوت اور اسلامی عزت کو ترقی ہو اور وہی صاف چشمہ جسکی ہر سلطان مآلینا صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ مبارک سے نکلی تھی مومنین کے دل و جگر میں جوش اے۔

چنانچہ انہیں کے خلفاؤں میں سے دو شخص ایک مولوی ولایت علی صاحب اور دوسرے مولوی سلیم صاحب دارالسلطنت حیدرآباد میں آئے اور احادیث کے ترجمے و رسالہ کے ذریعہ سے اپنا اصلی مطلب نکالنا شروع کر دیا اسپر کسی نے شرک کا الزام قائم کیا کسی نے کافر کا خطاب دیا۔ آخر مولوی عنایت علی صاحب تو اور کہیں چلے گئے مگر مولوی سلیم صاحب مرشد زادہ نواب مبارک الدولہ بہادر تک اپنی رسائی پیدا کر لی اور ازلی طبیعت کو کمزوری اور ذہنی خیالوں سے پھیر دیا مرشد زادہ بہادر ہی علم و دست تھے اس لیے ان کے پورے مطیع ہو گئے اور مولوی سلیم صاحب نے یہ موقع غنیمت جان کر خفیہ بذریعہ خطوط اپنے ہم خیالوں کو جو دہلی پشاور۔ لاہور۔ مدراس۔ بمبئی۔ سورت میں اس طریقہ کے پیرو لوگ کم سے کم دوا لاکھ آدمی کی

لغداد کا اندازہ تھا اور کو خط لکھ بھیجا کہ ایک خاص تاجرخمین تمامی قلمرو ہندوستان میں ایک ہی
آتش فتنہ مشتعل کر دیں اور ہر جگہ تیغ و خنجر سے کام لیں چنانچہ نواب غلام رسول خان دہلی قمر
کرنول نے بھی گیارہ سو سرباز توپ تیار کر لی اور ایک لاکھ روپیہ کا گولہ باروت فراہم کر لیا
گریہ تدبیر پیش رفت ہنوی راز کھل گیا اور مولوی سلیم صاحب کی دستاویز مہری دستیاب ہو گئی
اور صاحبان انگریز بمبئی سے حسین ساگر میں آگئے فوراً ایمر اسٹوارٹ صاحب بہادر رزٹرنٹ
سرکار انگریزی نے دربار شاہی میں حاضر ہو کر اسکا مفضل حال عرض کیا یہ سنکر نواب مرالدولہ
بہادر کو سخت حیرت اور استعجاب ہوا نواب ممدوح الشان کے حکم سے جمعیت سرکار عالی نے
مبارالدولہ بہادر کو قلعہ گوکنڈہ میں نظر بند کیا اور مولوی سلیم صاحب مع اپنے گروہ کے
قتلہ کئے گئے۔

فتح قلعہ قمرنگر کرنول اس انتظام کے بعد دفعتاً کڑپہ سے انگریزی بیٹن کرنول پر چڑھ گئی
اور نواب غلام رسول خان سے قلعہ کے ملاحظہ کا حیلہ کیا نواب نے قلعہ خالی کر کے قریب چھوڑ
جوانان عرب دروہیلہ کی جمعیت زہرہ بیٹہ میں جا بیٹھے فوج انگریزی نے اوپر توپوں کے
گولے اوتارے سخت لڑائی ہوئی اور طرفین کے لوگ قتل ہوئے بالآخر نواب کرنول کو
گرفتار کر لیا اور سواری میانہ چاٹن لیجا رہے تھے کہ راستہ میں مذہبی گفتگو پر نواب نے گالی
دی اسپرڈکو وہین جہدہر سے قتل کر ڈالا اور انکا تمام مال و سبب سرکار انگریز نے ضبط
اٹھا رہ لاکھ روپیہ محاصلات کا ملک داخل دولت انگلشیہ کر لیا اور ادین کے پس ماندوں کے
لیے کسی قدر روزیہ مقرر کر دیا۔

اس ذرا سی ناقابلیت اندیشی سے ایسا ملک جو چھوٹی سی سلطنت اسلامیہ کا نمونہ تھا اس طرح
صاحبان انگریز کے تسلط میں چلا گیا اور نواب کے فرزند بامید سرفرازی ریاست وظیفہ لینے پر

رضا مند نہ ہوئے۔ نواب کے خاندان کے تین صاحبزادیوں کی شادی سنہ ۱۲۵۵ء میں بڑی دھوم دام سے ہوئی۔

انتقال نواب منیر الملک بہادر اور اسی سال میں نواب منیر الملک بہادر مدار الملہام سرکار عالی پچیس لاکھ روپیہ کا قرضہ چھوڑ کر انتقال کیا جس کا قرضہ سرکار عالی نے ادا فرمایا مگر ادنیٰ جائداد مالاب سیر عالم اور کل جائداد بعنوان کفالت داخل سرکار کر لگئی اور سیدر جاگیر پر درشن خاندان کے بیٹے چھوڑ دی گئی چونکہ اس زمانہ میں اولیٰ خاندان کے سردار سراج الملک فرزند نواب منیر الملک بہادر صغیر السن تھے اس لیے سنہ ۱۲۶۳ء میں نواب ناصر الدولہ بہادر نے کل جائداد نواب سراج الملک بہادر کے تفویض فرمایا۔

سرفرازی وزارت براہ چند دلال بعد وفات منیر الملک بہادر کے راجہ چند دلال بہادر نے مدار الملہامی سے سرفراز ہوئے اور باستقلال تمام اقتدارات مدار الملہامی عمل میں لائے راجہ چند دلال کی خیرات اب تک زبانزد خلایق ہے ہر روز دوس ہزار روپیہ ہر مغل کے دن در شاہی دس ہزار روپیہ سے کم خیرات نہیں دیا جاتا تھا اور گو کل آشنی کے ہوا میں ایک لاکھ روپیہ صرف کیا جاتا تھا علاوہ برین جو کوئی کم سے کم بارہ سو روپیہ نذرانہ گذرنا تھا اور سو روپیہ سے کم مہوار نہیں ہوتی تھی چنانچہ انہیں کارروائیوں سے بہت لوگوں نے سلسلہ ملازمت پیدا کر لیا مگر ساتھ ہی اسکے یہ بھی ہوتا تھا کہ اذکی تختہ این ماہ بہا نہیں ملتی تھیں اور ملک کا انتظام گتہ داری پر محول تھا۔ القصہ ان کے عہد وزارت میں داو و دیش کا بازار گرم تھا اور انتظام ملک و صرفہ خزانہ شاہی انہیں کے اختیار ہوا کرتا تھا چنانچہ انہیں سب سے چند دلال کا جید راہ باد مشہور ہو گیا اور جب محلات شاہی اور مضبہ اران دولت کی مہواریں نکلیں تو نواب ناصر الدولہ بہادر نے راجہ چند دلال کو معزول کر دیا۔ اور راجہ چند دلال نے

۲۶۱ء میں اس جہان فانی سے کوچ کیا کسی نے مادۂ تاریخ یہ کہا ہے

سخی راتا گیا دینا سے اب مائے

اور سراج الکمل کو مدارالمہام کیا پھر نواب امیر کشمیر الامرا بہادر اور ادن کے بعد راجہ مہم
پھر دوبارہ سراج الکمل کو دیوانی سے سرفزاری بخشی۔

۲۶۱ء بمیسورین ذی قعدہ کو ایک اشتہار اس مضمون کا جاری کیا گیا کہ دسہرہ ایام
عشرہ محرم میں واقع ہوا ہے اگر اہل ہندو رسوم دسہرہ اور استناوگی جہنڈہ وغیرہ عاشو
میں کرینگے تو احتمال فتنہ و فساد کا درمیان اہل اسلام اور ہندو کے ضرور ہے اس سے
تمامی ہندو کو بذریعہ اشتہار نڈا حکم دیا جاتا ہے کہ وہ لوگ ایام عشرہ میں جہنڈے وغیرہ
کھڑا کرنا موقوف رکھیں اور بعد گزرنے ایام عشرہ ۱۰ محرم ۱۰۶۹ء کو رسوم دسہرہ عمل میں
لائیں۔ اگر کوئی اقوام ہندو سے باوجود جاری ہونے اشتہار نڈا کے خلاف کر لگا
تو وہ لائق سزا ہے پس اس باب میں تاکید فرمید جا کر بموجب اس حکم کے عمل کریں۔

شیعہ دشمنی کی لطائی کا حال و مغزولی کو تو ال اور طالب الدولہ حسن علیخان کے عہد تو ال

اور نواب سراج الکمل بہادر کی وزارت میں شیعہ دشمنی میں مذہبی امور ات پر تکرار واقع ہوئی
تو فریقین میں سخت لطائی ہوئی یہاں تک کہ مرزا عباس شالی بندے پر اور کالے نواب
میر صلابت علی کے مکان میں جو چادر گھاٹ کے پل کے قریب تھے مار گئے اور ادن کے
مکانوں کو آگ لگا دی گئی اور بہت سال و اسباب لوٹا گیا اس کے سوا اور بہت سے
شیعہ مارے گئے بالآخر نواب ناصر الدولہ بہادر نے حسن علیخان کو تو ال شہر کو مغزول فرما
محمد وزیر کو تو ال شہر امور کر کے حکم دیا کہ جلد تر اس ہنگامے کا بندوبست کر دیا جائے
تا امنیت خلق اللہ میں خلل واقع نہو۔ اور نواب سراج الکمل کی عہد وزارت میں یہ سبب باقی

ملک بڑا دیسے جانے کا حال رہا ہے تنخواہ افواج کینٹنٹ کی حسب مطالبہ لارڈ وولزنی

گورنر جنرل بہادر باوجود عدم رضامندی مجبوراً سالانہ پچاس لاکھ روپیہ محصل کا ملک بڑا زر خیز نظر دیا مافی اس شرط پر سرکار انگریزی کے تقویٰ لین کیا گیا بعد وضع اخراجات کے باقی رقم سرکار نظام کے خزانہ عامرہ میں داخل ہوا کرے۔

اس کے تھوڑے ہی زمانہ بعد آخر ۱۸۶۹ء میں نواب سراج الملک بہادر بھی اس جہان فانی کو چھوڑ کر ملک عقیقی کا راستہ لیا۔

سرفرازی وزارت بہ نواب مختار الملک اور ان کے انتقال کے بعد نواب ناصر الدولہ بہادر نے ادن کے بھتیجے میر تراب علیخان بہادر سالانہ جنگ مختار الملک کو خلعت وزارت سے سرفراز فرمایا اس وزیر اسطو تدبیر نے آغاز سال وزارت میں سب سے پہلے عربوں کا زور ٹوڑنا شروع کیا اور جنگ بقیہ میں ملک کی بڑی آمدنی ہتی اس کے کمانے کی تدبیر کی چنانچہ تیرہ لاکھ روپیہ کا علاقہ عمر بن عوض سے مسترد کر لیا گیا اور عربوں کا قرضہ ادا کر کے پندرہ لاکھ روپیہ کا ملک واپس کر لیا پہلے ہی سال وزارت میں چالیس لاکھ روپیہ کی مالگذاری کا ملک مرہونہ چھڑا لیا گیا اور دوسرا نصف جمعیت عرب و روسیوں میں تخفیف کر دیے گئے۔

اسی سال فوج کینٹنٹ کو نظام و ہیلو کی سرکشی کے دفع کرنے کو اور ایک ہزار فوج مع توپ خانہ گولیاں کی سرکوبی کے لیے مامور ہوئی۔

۱۸۷۰ء میں من مخط پڑا اور بنی نوع انسان کی حفاظت کے لیے ہندو سبت کیا گیا اور اس کی طریقہ گتہ داری کا عمل موقوف کیا گیا اور شخص مالگذاری کے لیے امانت و دیانت دار اہلکار معزز کئے گئے۔

۱۸۷۱ء میں ملک کی رونق شادابی پر نظر آنے لگی اور سلطنت کا اعتبار بھی زیادہ بڑھ گیا

اسی سالمین بردہ فروشی کا طریقہ بند کر دیا گیا۔

المختصر نواب ناصر الدولہ بہادر ایک روز بطور سیر ماہ شبان میں تشریف فرما سے سوز و گرجے
 دفعتاً ۲۲ ماہ مذکور کو لجاؤنٹنٹ اسہال علی بیگے اور روز بروز بیماری زیادہ ہوتی گئی آخر
 ۲۸ ماہ مذکور کو سوز و گرجے بلکہ کا ارادہ فرمایا چونکہ مزاج میں بدرجہ کمال صفت تھا اثنار راہ
 میں میانہ سواری لمحہ لمحہ اقامتے ہوئے داخل مجلسائے شاہی ہوئے بیماری کا دہچال
 رہا ۱۹ روز تک بیمار رہے آخر ۲۲ رمضان ۱۲۷۳ء چار گھنٹہ رات گزری تھی کہ اس جہان فانی
 سے رحلت فرمائی ۶۶ سال چند ماہ کی عمر پائی ۲۸ سال دس ماہ پانچ روز حکمران ریاست رہے
 یہ رئیس بڑے دیندار خدا پرست پرہیزگار متقی عالم و عادل تھے آپ نے اپنی ساری عمر میں
 انگریزی کیڑا کسی قسم کا نہیں پہنا۔ اور جب بزرگانِ دین کی زیارت کے لیے سواری چایا کرتی
 تھی بعد از نیاز کے مراجعت کے وقت کسی کو روپیہ کسی کو اشرفی خیرات کرتے ہوئے ہوتے
 تھے جہلی وفات کا صدقہ عظیم رعایا و اہل ملک کو پہنچا شہر میں گہرام چکیا آخر بعد ادا نماز جنازہ
 صبح مکہ مسجد دارالسلطنت حیدرآباد میں دفن کیا گیا۔ چنانچہ مولوی حافظ محمد شمس الدین نقیض
 عارف کامل و شاعر حق گفتار نے جرنیخ وفات نواب ناصر الدولہ غفران منزل کہی ہے وہ
 ہدیہ ناظرین ہے۔

قطعہ تاریخ وفات

دین دیر خراب آباد بے بنیاد عالم کش	قضا گردید روز سے بار باب ناصر الدولہ
جہانی گشت محزون زانتقال آنجناب بدو	اجل شد طوقو گو در رکاب ناصر الدولہ
چو بر باب آنجناب آسش ای فیض جوان	بجلد لم یزل آمد جناب ناصر الدولہ
اور آنجناب کی اولاد میں سے اول نواب میر تہنیت علیخان بہادر فضل الدولہ بہادر میں جنکا ذکر	

خیر آئینہ ہونے والا ہے۔ اور دوم نواب میر جاگیر علی خان بہادر روشن الدولہ تیسرے
 نمبر خیر سریر آراء کے نواب میر تنہیت علی خان بہادر فضل الدولہ
 آصف جاہ خامس خلد اندک ملکہ تیسرے

نواب فضل الدولہ بہادر سلج ربیع الاول ۱۲۳۱ بروز دوشنبہ پیدا ہوئے اور ۲۲ رمضان
 ۱۲۳۲ بروز جمعہ شنبہ سریر آراء دولت آصفیہ ہوئے اور دربار منعقد ہوا ارکان دولت
 واعیان سلطنت و امراء عظام و راجہ مہاراجہ و ڈیوڈ و صاحب وزینٹ دولت انگلشیہ
 معہ چند نامور انگریزی عہدہ دار حاضر دربار شاہی ہوئے۔

نواب سر سالار جنگ مارالہام سرکار کا راجہ راجا یان مہاراجہ نذیر پشادنیہ راجہ
 چند لال اور امراء دولت و ارکان سلطنت و وزینٹ صاحب بہادر کی نذیرین گذرین
 اور ہر ایک مورد الطاف خرد اپنے ہو کر دربار برخواست ہوا۔

نواب فضل الدولہ بہادر نے تخت نشینی کے بعد تین سو حافظ قرآن شریف اور پچتر آٹھ
 بخاری شریف اور مشکوٰۃ شریف و حصن حصین کے پڑھنے والے اور گیارہ جامعین مولود
 خاتون کی اور پانچ ہزار جوانان علی غول کے جدید امور فرمائے۔

اور ہمیشہ بعد نماز صبح کے وہ لوگ جو حافظ قرآن مقرر کئے گئے تھے ختم کرتے تھے اور بعد
 ختم شیرینی تقسیم ہوتی تھی اور خود بہ دولت ہی کبھی کبھی ختم قرآن میں تشریف لاکر شریک
 رہا کرتے تھے اور کیکو تعظیم کے لیے اٹھنے کا حکم نہ تھا۔ غرض کہ نواب فضل الدولہ بہادر بڑے
 جید عالم اور خدا پرست و نیکو کردار و درویش دوست اور علما و فضلاء دور
 و حفاظ کی بڑی توفیر و قدر کرتے تھے و درویشوں اور حاجتمندوں کے ساتھ ایسا سلوک
 فرمایا کہ ہر ایک کو امیر و غنی بنا دیا جاگیرین عنایت کین اور جہاز تیار کروا کے حاجیوں کے

لیے رقت فرمایا سخی رحیم اور دنیا مٹی کا یہ حال تھا کہ جو سائل سامنے آیا اس کا دامن زرد و جاہر سے بہرہ دیا جاتا تھا۔

اور لہو و لعب سے بالکل پرہیز تھا چنانچہ حکم دیا کہ تاجی کھالی خانہ شہر بدر کر دیئے جائیں اور کوئی خرید و فروخت سسینہ ہی و شراب شہر میں کرنے پائے جس کا رواج آج تک چلا آ رہا ہے اور ترمیم چار گمان کیلئے حکم ہوا اور کہ مسجد کا صحن جو چوٹنے کا تھا سنگ بست کر دیا گیا اور محل مبارک میں عمدہ عمدہ مکانات خوشن وضع بنائے گئے اور ایک چوبلیک چاروں طرف چار مکان مسمی بہ آفتاب محل و مہتاب محل و تہنیت محل و افضل محل بہت ہی خوشنما طیار ہوئے جن میں لاکھوں روپیہ کے شیشہ آلات و جہاز کل پنج ذخیرہ سے آراستہ ہوئے اور ہر عشرہ شریف میں تین لاکھ روپیہ حیرات میں عرف کیا جاتا تھا اور ہر روز دیم شریف دیا زہم شریف و ماہ صیام میں برائی کی دیکھیں باورچی خانہ شاہی سے مسجد دلی و درگاہوں میں روانہ کیا جاتا تھا چنانچہ آج تک یہی معمول جاری ہے۔ نواب فضل الدولہ بہادر کے جو دستخط اور عدل و کرم و فضائل پسندیدہ کا تذکرہ حصہ اول کتاب ہذا میں پہلے ہی پیش ناظرین کر دیا گیا ہے۔

مفسد ہی کے اسباب اور اس کا خلاصہ و سرکار
نظام کی و زاداری دولت انگلستان کے
نواب فضل الدولہ بہادر کی ادا اعلیٰ تخت نشینی کا دور
زمانہ تھا جب میں بوجہ غدر ہندوستان انگریزوں کے
کے اوپر چاروں طرف سے آنت برپا تھی اعلیٰ ہندوستان کی فوجیں بدل گئیں جن میں
اس جہان کا نشان تک نہ تھا تار توت گیا ڈاک و ریل ٹٹ گئی جسکی لاشیں اسی جھنڈے کا منہ
بہا قتل و غارت ہو رہا تھا دنیا عالم تاریکی میں بھنسی ہوئی تھی لگاتار وہ تمام منہ سے نکل رہی تھی
نفاذت شدت تمام پھیلی ہوئی تھی لکھنؤ اور دہلی باغیوں کے بہاری مرکز تھے۔

خلاصہ اس بغاوت کا یہ ہے کہ سب سے پہلے ایک خبر بے بنیاد پشت از بام ہو کر پھیل گئی کہ دولت انگلشیہ نے مصمم ارادہ کر لیا ہے کہ سارے راجاؤں اور نوابوں کو سیدخل کر کے ہندوستان کو اپنی عملداری میں شامل کر لے۔

اور دوسرے یہ عندیہ ہے کہ کیا ہندو اور کیا مسلمان سب مذہب کو بگاڑ دے۔

باتفاق زمانہ ششہ مطابق ۱۲۵۷ء کے شروع میں ہندوستانی فوج کے لیے نئی قسم کی ریل بندوقین بھی طین تھیں ان کے کارٹوس کو بندوقون میں پھرنے سے بیشتر چربی وغیرہ سے چکنا نا ضرر ہوتا تھا معنہ پر دازدن نے اس امر کو ایک بڑی حجت گردان کر یہ ظاہر کیا کہ ان کارٹوسوں میں سورا اور گائے کی چربی لگی ہے۔ جس سے ہندو اور مسلمان دونوں کا ایمان جاتا رہے گا۔

غرض مکہ اول اول میرٹھ کی چھاؤنی میں ایک نہایت خوفناک معندہ برپا ہوا اور پیراناٹا سارے ہندوستان اور آس پاس کے صوبوں میں پھیل گیا اس فساد کے بڑے واقعات یہ ہیں۔

پہلے میرٹھ دہلی کا پنور اور اور مقامات میں باہمی وجوں جولائی ۱۲۵۷ء مطابق ۱۲۵۷ء میں عذر چننا اور ہندوستانی سپاہیوں کے ہاتھ سے فرنگیوں کے زلے بچے تک کا قتل ہونا دوم ماہ جون سے دہلی کا محاصرہ شروع ہونا اور آخر کار ستمبر ۱۲۵۷ء مطابق ۱۲۵۷ء میں فوج انگریزی کا شہر دہلی کے حصن حصین پر ہلاک کے ادسکو فتح کرنا۔

سوم لکھنؤ میں جو انگریز تھے انکا اپنی پناہ گاہ کو بجائے رکھنا۔

اور پھر جنرل ہیو ہلاک اور اوٹیم کے ماتحت ستمبر ۱۲۵۷ء میں فوج انگریزی کا اون کی مدد کو پہونچنا۔

چہارم سرکارن کبل جبکو پیچھے لارڈ گلڈ خطاب ملا اس کے ہمت فوج انگریزی کا دوسرے مرتبہ لکھنؤ کے انگریزوں کی مدد کے لیے جانا اور آخر شہداء مطابق شہداء میں اور وہ اور اس کے پاس کے اسلحہ میں بغاوت کا بالکل ٹٹ جانا۔

پنجم شہداء کے شروع میں سر ہیوز کے معرکہ آرائیوں سے وسط ہند کا ناہیوں سے کپ ہو جانا مفندی کے وقت جو انگریز اس ملک میں متفرق موجود تھے وہ باغیوں کی تعداد کے مقابلہ میں بہت ہی تھوڑے تھے لیکن ان کے تذکرے مفندی کی تاریخ کو بڑی زمینت حاصل اور انہیں ایام میں گورنر بمبئی نے رزٹینٹ حیدر آباد کو لکھا کہ دہلی باغیوں نے فتح کر لی اور سرکار انگریز قتل و برباد ہو گئے اور اس وقت مصیبت میں اگر سرکار نظام کی طرف سے اُمید و نادرہی ہوئی تو ہم لوگوں کا کچھ ٹھکانا ہی نہیں ہے۔

گورنمنٹ ہند اور رزٹینٹ حیدر آباد کرنل ڈیوڈسن نے اس امر کو پورے طور سے تسلیم کر لیا تھا کہ اگر حضور نظام نے ذرا ہی حرکت کی تھی ایسے وقت میں انگریزوں سے مخالفت کی تو پھر انگریزی قبضہ بالکل جاتا رہیگا چنانچہ اس وقت مراسلات جو درمیان رزٹینٹ اور گورنمنٹ ہند کے ہوئے شاہد حال ہیں۔

الغرض یہ سنتے ہی نواب افضل الدولہ بہادر نے انگریزوں کی طرف ذرا ہی میں قدم بڑھایا اور ان کی جان مال و آبرو کی حفاظت و حمایت دولت انگریز کے لیے لشکر سرکار نظام مامور ہوا چنانچہ کنتھبٹ نظام سرزمین ہند و گویار اور قلعہ کاپی وغیرہ ملک مانوہ پر پہنچی اور چند مخرف راجگان ہند کی سرتابی کر کے اپنی تختہ مذی کا نقارہ بچایا اور بڑی خیر خواہی و ثابت قدمی سے جنگ و پیکار کر کے شہداء فتنہ و فساد کو سرکروا دیا۔

اور اسی زبان غدر و خوف خطر کے موقع پر اپنے ملک اور ہم وطنوں کی خیر خواہی و سرکار انگریزی

کی دغا داری و ثابستہ قدمی میں کر لی دقتہ اوشا ہنیں کہا گیا اگرچہ دارالسلطنت حیدرآباد
میں بھی چند مفسدہ بد اندیش کو بھی رز ٹیڈسنی پر حملہ کئے۔ ہتھے کر تاب آتشکاری نہ لاکر بہاگ کہہ
ہوئے چنانچہ طرہ باز خان اور علاء الدین گرفتار کر لینگئے طرہ باز خان نے تو اسی زمانہ میں
قید حیات سے نجات پائی اور علاء الدین نے دربار شور کی سزا پائی۔

زمانہ بخارت ہندوستان کے حال میں چنان ایسے ایسے عمدہ و چپ تذکرون کے سننے سے
دکھو لیکن ہو سکتی ہے اس طرح باغیوں کی کمال غداری کے واقعات سننے سے بڑا بیخ ہوتا ہے
باغیوں نے اکثر موقع پر نہ صرف انگریزوں کے قتل پر اکتفا کیا بلکہ ان کے بہت سی عکس
عورتوں اور بچوں کو بھی وحشیانہ حرکت سے ہلاک کیا۔

گر حق تو یہ ہے کہ ان قاتلوں کو اسکی پاداش میں جو سزا ملی ہے اس میں انگریزوں کی طرف
بھی سخت ترین انتقام اور محض فضول برہمی عمل میں آئی۔

سراج الدین محمد بہادر شاہ ابوالنظر اس اہتمام پر کہ وہ باغیوں کے سردار بنے پکڑے گئے
اور انکا ایک پوتا اور دو بیٹے بعد فتح دہلی گولی سے ناحق مار دیئے اور اکثر سرداروں کا گناہ
پہا نسی پر لگا دیا گئے اور بادشاہ دہلی اخیر تجویز مقدمہ کے بعد رنگون بھیج دیے گئے
انہوں نے ۱۹ سال تعلق سلطنت اور ۲۵ سال قید جلد ۲۵ سال ۱۰ ماہ ۲۰ روز سال جلوس سے بروز
سہ شنبہ ۱۸ جمادی الاول ۱۲۹۹ھ میں قید حیات سے نجات پائی۔

لیکن سپاہیوں کی بغاوت سے جو خرابیاں اور دقتیں پیش آئیں ان سے یہ بھی نتیجہ پیدا
ہوا کہ انگلستانی پارلیمنٹ نے مصمم ارادہ کر لیا کہ آئندہ حکومت ہند کبھی سے متعلق نہ رہے
بلکہ خاص ملک منظمہ و کمپریہ تعمیر ہند کے مقبضہ اختیار میں آجائے اور ملک مدوحہ کی طرف سے
ایک وکسیر یعنی نائب السلطنت ہند میں اور ایک وزیر انگلستان میں حکومت ہند کا انتظام کرے

چنانچہ اس تجویز کے بموجب لارڈ کینگ بہادر ہند کے سلطنت انگریز کا ادلی ویلر سے مقرر ہوا اور
اوس وقت سے اب تک ہر گورنر جنرل اس خطاب سے ممتاز ہوتا ہی۔

اصل مسئلہ میں بغاوت کا مفہدہ آہستہ آہستہ سب جگہ سے رفع ہو گیا اور باغیوں کے دوچار
گروہ جو باقی رہ گئے تھے انکو بھی تعاقب کرتے کرتے پاتا ہوا ویرا کر دیا۔

اوس وقت گورنر جنرل بہادر نے نواب فضل الدولہ بہادر سرکار نظام میں لکھا کہ ایسے نازک وقت
میں حق و فاداری و ثابت قدمی جو آپ کی طرف سے عمل میں آئی گورنٹ آف انڈیا اس سے بہت
شکر گزار ہے اور وعدہ کرتی ہے کہ آئندہ ان فاداری کے نسبت اور طریقہ سے ہی خوشنودی ظاہر
کی جائے گی۔

اور لارڈ کینگ بہادر ولایت جانیسکے قبل اور جو بڑے بڑے سرکاری کام اخیر زمانے میں انجام دیے
ادین سے ایک یہ بھی تھا کہ سرکار انگریز کے باغدار فرمان روایان ہند جو زمانہ بغاوت میں
سرکار کی فاداری و خیر خواہی میں سرگرم رہے تھے انکو سندن بھی عطا کیں۔ جن سے وہ دولت و
کے روسا تحت قرار پائے اور انکی یہ خاطر جمع کی گئی کہ جو قول و قرار انہوں نے سرکار انگریز کے
ساتھ کئے ہیں۔ اگر وہ ان سب کو فاداری سے پورا کر نیگے اور مکمل منظم و مکمل یقین مندی کی اطاعت میں
ثابت قدم رہیں گے تو انکی امن و آسائش و ریاست و حکومت عزت و عظمت میں کچھ خلل نہ آئے گا اور
فرزند نرینہ کے نہ موجود ہونے کی حالت میں انکو سیکویتی منی کر کے وارث ریاست مقرر کرے گا یہی
اختیار ہو گا۔

نواب مختار الملک بہادر وزیر سرکار نظام
اور گورنٹ صاحب بہادر پرتا پالاجی

۵۰ مسئلہ میں نواب مختار الملک بہادر وزیر دولت آصفیہ سرکار نظام
اور کرنل ڈیوڈسن صاحب بہادر رزیدنٹ دربار سلطانہ سے
و ایسی کے وقت ملاقاتی کمرے کے نزدیک پہنچتے ہی جہانگیر خان نامی ایک شخص نے ان دونوں پر

قراہین کا فیر کیا یہ دونوں سردار تو بیچ گئے اور جہانگیر خان تلواروں کے سایہ میں کر لیا گیا اور وہ ایک مہنی تک زندہ رہ کر قید حیات سے نجات پائی مگر یہ راز نہ کھلا کہ اوس نے ایسی حرکت کیوں کی۔
نواب فضل الدولہ بہادر کو اس واقعہ سے سخت حیرت ہوئی چنانچہ نواب مدوح الشان نے رزیدنسٹ کو فوجی حلقہ میں بحفاظت تمام تاکہ کوٹھی رزیدنسٹ پہنچا دیا۔

اسی سال بادشاہ دہلی کا قدیم سکہ جو یہاں مروج تھا حسب ایما گورنر جنرل لارڈ کیننگ صاحب بہادر تبدیل ہو کر ایک طرف نظام الملک آصفیہ دوسرے جانب ضرب حیدر آباد قرار پایا اور سرسالا جنگ کو انہیں دنوں میں دربار دولت آصفیہ میں مختار الملک وزیر عظم کا خطاب ملا اور اسی برس ۹۸۵ھ آصفیہ صمدین و مدارستارہ نمایاں ہوا۔ انہیں ایام میں عبور و مرور خلق اللہ کے لیے بنار پل دروازہ آصفیہ کی رکھی گئی اور ۱۲۶۶ء میں پل تیار ہوا۔

تاریخ تیاری پل

بعد فضل الدولہ بہادر	نظام الملک آصف جاہ دوران
آہلی تا بود تابان مسہ و خور	بود خورشید اقبالش درخشان
نمودیوان او مختار الملک است	کہ نیکی را بود ہر حال خواہان
بود کرنیل دیو دسن بہادر	سفر نیک دل ذی شوکت دشان
ز حسن رائے مسٹر این پل	بنا شد سچو طاق بہفت ایوان
صراط مستقیم رود موسے	زمین مصروع تاریخ برخوان

اور آبادی افضل گنج نہایت ثلث کے ساتھ شروع ہوئی اور ایک بہت بڑی مسجد تعمیر ہوئی اور پہلو میں ایک بہت بڑا دارالشفار شاہ میں کہو لا گیا۔ علاج کے لیے پہلے حکیم میر وزیر علیان بہادر سلطان بکمار اور اوان کے بعد میرزا علیان بہادر حکیم اسماعیل مقرر کیے گئے ان کے بعد ڈاکٹر نمٹ رزیدنسٹ

سرحن دمان کا ہستم ہوا۔ اور اس کے تحت حکیم تراب خالصا جب اور دو عیدائی عورتیں متعین ہوئیں اور اس شفا خانہ میں بیماران مرحوم کے لیے سرکار دوا و غذا اور ان کے آرام و آسائش کا کُل سامان مہیا رکھا گیا ممالک محروسہ میں جا بجا تعلقات و صد مقام پر دوا و خراجات کہو لیگئے۔ عدل و انصاف کے لیے عدالین قائم ہوئیں۔ اور تعلیم کے لیے مدارس قائم کئے گئے خاص دارالسلطنت میں پڑھنے والے دارالعلوم و مدرسہ اعزہ و مدرسہ عالیہ و مدرسہ طبابت۔ علیٰ ہذا تمامی ممالک محروسہ سرکار نظام میں مدارس کھولے گئے۔

۱ در ۳۱ دسمبر ۱۸۵۷ء مطابق ۱۲ شعبان ۱۲۷۵ ہجری میں سرکار انگریزی سے ایک جدید عہد نامہ کے رو سے ملک شورا پور جو دمان کے راجہ کی بغاوت و سرکشی سے ضبط ہوا تھا سرکار نظام کو دیا گیا۔ اس کے سوار ایچور دوا بہ اور دمار اسپین دندرک بھی مسترد کیا گیا اور پچاس لاکھ روپیہ قرضہ سرکار کے مطالبہ سے سرکار برٹش انڈیا دست بردار ہوئی اور ۲۲ صفر ۱۲۷۵ء میں نواب فضل الدولہ بہادر کو (نائب کنڈرائف ڈی اسٹارف انڈیا) خطاب اور ملکہ منظمہ کیرف سے جو اہرات و طرہ و طرح بھیجنے کا سرسٹی۔ چٹھہ کلنی اور دو ملواریں و ایک پیش قبض اور ایک سپر حاکم نگار و شالہ کو بھیجے۔ تحائف ۲۳ ماہ مذکور کو پیش ہوئے۔

اور نواب مختار الملک بہادر و نواب شمس الامرا امیر کبیر بہادر کے لیے بھی گورنمنٹ انگریزی کی طرف سے تیس ہزار کے قیمتی تحائف آئے۔ اسی سال ۲۴ ذیحجہ کو بارشانی ایک اور دمدار شالہ طلوع ہوا۔

۱۸۵۹ء میں بارش ہونے کی وجہ سے قحط واقع ہوا ایک روپیہ کو ایک سیر چانول بکتے تھے نواب فضل الدولہ بہادر نے حفاظت بنی نوع انسان کے لیے پانچ لاکھ روپیہ کا غلہ خرید کر اس کے غریبوں کی جانیں بچائیں۔

سنہ ۱۲۸۲ء میں ایک مجلس انگذاری دار السلطنت میں قائم کی گئی مگر چند ہی سال بعد اس کا شکست ہوا اور صدر الہام انگذاری و صدر الہام عدالت و صدر الہام کو توالی و صدر الہام متفرقات ہوئے۔ بار ثانی سنہ ۱۲۸۲ء میں قحط سالی نے زور دکھلایا اور اس کے انتظام و حفاظت مخلوق آہی کے لیے پانچ روپیہ صرف کیا گیا اور جمعیت و لشکر یونکی تنخواہیں بھی بڑھادی گئیں۔

سنہ ۱۲۸۳ء میں ممالک محروسہ سرکار نظام پانچ صوبہ اور ستر ضلع پر تقسیم ملک اور اس کا انتظام کیا گیا ہر صوبہ پر ایک صد تعلقہ دار یعنی کمشنر اور ہر ضلع پر ایک اہل تعلقہ دار یعنی فلکسٹر دو دو تین تین ہشت تعلقہ داروں کے مقرر ہوئے اور ہر ایک تعلقہ پر ایک تحصیلدار مامور کیا گیا۔ اور اسی زمانہ میں صیغہ جٹیشل اور صیغہ تعمیرات و صیغہ طبابت و حکمہ صفائی اور حکمہ تعلیمات قائم کئے گئے۔ پنجم ربیع الثانی سنہ ۱۲۸۳ء ہجری اعلیٰ حضرت قدر قدرت ظل سبحانی حضرت بندگان فی متالی حضور پر نواب میر محبوب علی خان بہادر مظہر العالی نے ولادت پائی اور اسی سال چوتھی جادی الاول بعد از مغرب پورا چاند گھن ہوا۔

سنہ ۱۲۸۵ء ربیع الثانی بروز سہ شنبہ پیر دن سورج گھن شروع ہوا۔ اور اس کا عمل دو پہر تک ہوا چونکہ تمام قریب کا گھن تھا اندھیرا ہو گیا تھا تارے صاف نظر آنے لگے تھے یہ حالت کوئی دس پل رہی ہو گی کہا جاتا ہے کہ ایسا گھن دوسو برس پہلے ہوا تھا اور اسی سال ابتدا ذی قعدہ میں نواب فضل اللہ بہادر کاخراج ناسنہلہ ہو گیا حکیم شغائی خان اور حکیم نادر علی معالج تھے۔ اخیر میں حکیم محمد اشرف اور فیض اللہ خان بھی شریک معالج ہوئے تھے۔ لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا آخر ایسا حاتم دل رئیس تیرہ ذی قعدہ بروز جمعہ سنہ ۱۲۸۵ء میں دنیا داخل دنیا کو اپنی ماتم داری میں مبتلا کر کے رحلت فرمائی دروازے مجلس اور شہر نیا کے بند ہو گئے اور عیاری تہنیز تکفین کی شروع ہوئی اور بعد ازاں ناز خانہ مکہ مسجد میں دفن کر کے

کل بار سال ایک ماہ بیس روز حکمران ریاست رہے اور ۲۲ سال کی عمر پائی۔ اس مدت سلطنت میں ایسے ایسے بڑے خیر و برکت ہوئے جکا ظہور آج تک رعایا و اہل ملک کو ہر روز نظر آنا ہے مگر ابھی اون کے عہد کے خیر و ثواب رعایا و اہل ملک کے نزدیک باقی ہیں۔

حق تو یہ ہے کہ یہ اپنے خاندان کا چشم و چراغ تھا۔ بہت سے اہل ہند ان کی کمال پروری سے دارالسلطنت حیدر آباد میں کیسج آئے۔ اور شہر حیدر آباد علم و ہنر کا معدن بن گیا رعایا ان کے عہد سلطنت کو عیش و آرام کا گہوارا سمجھتی تھی۔

تاریخ رحلت نواب افضل الدولہ مغفرت مکان

ربی المالک ماح الحبتہ	ولید وحی فاح الحبتہ
قلت تاریخ وفات امرجو	افضل الدولہ لراح الحبتہ

صدر رحلت فرمائی نواب افضل الدولہ مغفرت مکان کے بعد از مغرب نام نامی گرامی اعلیٰ حضرت قدر قدرت خداوند نعمت حضور پر نور بندگان عالمیہ حضرت ظل سبحانی نواب میر محبوب علی خان خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ سے شادی ہوئی اور آپ دو سال سات مہینے سات دن کے عمر میں جلوہ جلوہ افروز تخت سلطنت اصفیہ ہوئے۔

ذکر خیر سریر ارامی خاقان مان اعلیٰ حضرت قدر قدرت ظل سبحانی گردون قباب حضور پر نور بندگان عالمیہ حضرت نواب میر محبوب علی خان بہادر فتح جنگ نظام الملک آصف جاہ خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

نواب افضل الدولہ مغفرت مکان کی زیارت کے روز ارکان دولت و اعیان سلطنت بالافتتاح موجب مشورہ نواب مختار الملک بہادر وزیر اعظم دولت سرکار نظام ۵ ذی قعدہ ۱۲۸۵ھ دہرے وقت اعلیٰ حضرت قدر قدرت خداوند نعمت حضور پر نور بندگان عالمیہ نواب

میر محبوب علی خان بہادر خلداتہ ملکہ دولت کو سر پر آراے دولت آصفیہ ہے۔ سناڈ سر صاحب
رزیدنٹ معہ دو امزدون کے حاضر ہو کر رسم باقم پرسی ادا کی دارکان دولت تقریت کی
نذرین گذارین۔ اور جلوس سمیت مانوس اعلیٰ حضرت کا ۱۶ تاریخ بروز دوشنبہ منعقد ہوئے
ارکان دولت واعیان سلطنت اور رزیدنٹ صاحب مع مسٹر فریڈ صاحب اور ڈاکٹر صاحب
اور ڈاکٹر ونڈ صاحب کے علاوہ ۳۰ جلیل القدر سردار ہی حاضر دربار ہوئے اور نذرین
مبارکباد کی گزیرین۔

نواب مختار الملک اور سلطنت کے لیے فیصل اور نواب امیر کبیر شمل لامراتاسن شوزاب
حضور قرار پائے۔

عشہ ہجری میں جشن رسم تہنہ خوانی اعلیٰ حضرت اقدس اعلیٰ پر تکلف سے ترقیب دیا گیا
اس تقریب میں شب کو جلسہ میں علماء فضلادوران وارکان دولت واعیان سلطنت
دولت خانہ شاہی تھے ہر ایک نے محجب مراتب جوڑے و خلعت والغلام اکرام سے سرفرازی
پائی اور اسی شب یچنے کثرت روشنی سے شب ماہ کا مقابلہ کیا خصوصاً محلات شاہی اور
عموماً تہامی شہر میں بلکہ روشنی چار بنیاد کر کہ آتشین تھی علیٰ ہذا افضل گنج سے تاب کو شہی
رزیدنٹ صاحب ہمارا و شادیا نہ خوشی سمجھتے تھے گویا دن عید اور رات شب برات تھی
اور کل و فائز سرکار عالیہین دوروز تعطیل رہی۔

اور مولانا افضل العلما مولوی محمد زاننا خاں لقا ایک ہزار روپیہ مالانہ پر اور اوکو تخت میں مولانا
حاجی محمد انور اللہ صاحب اور مولوی محمد مصباح الدینی صاحب اور نواب آغا مزار سرور
وحافظ الوز الدینیان بہادر محبوب لواز جنگ و محمد مظفر الدینیان بہادر خورشید و مزار انور
بہادر دولت یار جنگ صفہا۔ اور تحصیل علم انگریزی کے لئے سی کلارک صاحب بہادر اور

کرون صاحب بہادر و ناٹسن صاحب اعلیٰ حضرت اقدس و اعلیٰ کے لغتِ سلیم کے لئے
ماہور ہوئے۔

اور سب سے پہلے مصاحبت میں امراءِ نظام سے
نواب محترم الدولہ بہادر۔ اور نواب عمدۃ الملک اعظم
حال۔

امیر اکبر محمد منظر الدین جان بہادر بشیر الدولہ اور نواب امیر کبیر شمس الامرا
سرخورد شید جاہ بہادر اور نواب سکندر جنگ اقبال الدولہ اقتدار الملک
ذقار الامرا بہادر اور نواب ظفر جنگ بہادر وغیرہ۔

اور مقربانِ بگاہی و تالیفی کے لئے نواب مغزیار جنگ و نواب فیروز یار جنگ
اور نواب فرخندہ یار جنگ بہادر اور نواب اقبال یار جنگ اور نواب
شہسوار جنگ اور نواب صدر الدین جان شرف یار جنگ بہادر

اور نواب مستحکم جنگ محبوب یار الدولہ اور نواب اکرام جنگ بہادر۔
اور نواب مرزا محمد علیگ خان بہادر اور جنگ افسر الدولہ اور نواب محبوب یار جنگ ناظم الدولہ وغیرہ

مختار الملک کا پہلا دورہ اور نواب مختار الملک کا پہلا دورہ ۱۲۸۸ھ میں معززینِ صاحب
بہادر اورنگ آباد کی طرف ہوا اور بعد معائنۃ ملک بذرہیتی تک گئو اور وہاں پر گورنر کی

جہان ہے اور پھر اورنگ آباد آکر کان گانوں کی طرف گئے اور وہاں پر لارڈ ویو صاحب
بہادر گورنر جنرل سے ملاقات کی اور پھر کچھ روز بعد کلکتہ جا کر ویسارے بہادر جہان سے

اسی سال حسن آباد گلبرگہ شریف سے حیدر آباد تکسیل کی بنیاد شروع ہوئی اور اسی سال میں
نواب مختار الملک وزیرِ عظمیٰ سرکارِ دولت آصفیۃ دارالہمام اعلیٰ حضرت خلد اللہ علیہ و آلہ و سلم

ملکہ مغلیہ و قیمر ہند سے (ناٹ گرانٹ کمانڈر آف دی اسٹارٹ انڈیا) کا متعہ ملا۔

پہر ۱۰۰۰ میں نواب مختار الملک بخت اعظم حضرت بارشانی لارڈ نارہتہ بروک کے صاحبزادے
گورنر جنرل ہند کے دربار میں شریک ہوئے۔ یہی گئے اور اسی سال شہزادہ جارج روفی فرنگ
ہند وستان ہوئے۔

جلوس سوارۃ اعظم حضرت اقدس علیہ السلام اور ۱۲۹۱ ہجری میں اعظم حضرت کی سوارۃ جلوس
بڑی شان و تجل شامانہ سے خاص محل مبارک سے آصف نگر کے باغ میں رونق افروز ہوئی۔
چنانچہ سب سے پہلے ایک نشان ماتی پر علم اڑدیا پھر۔ پیچھے اسکے ماتون پر ہندوستانی
ماہی مراتب اپنی ولایت کے طوغ و علم۔ برنجی اور فولادی نقارے اور دھواں پھانکے
ان کے اور ماتی ہودج سے سجے ہوئے سوڈون میں فولادی زنجیریں لیے گلے میں
ہیکلین پشانیان شام و شفق کی طرح رنگین۔ ادھر سنہری پہلی ڈھالیں۔ زلفیت کی
جھولیں پائون تک لٹکتی کسی پر ہودج کسی پر عاری۔ ریشمی اور کلاتونی رسون سے کسی
گردنوں پر جہاد لباس زلفیتی سے لبوس کمر میں کٹار ایک ماتہ میں گجراگ دوسرے
میں انکس جھوٹے جہاد چلے جاتے۔ تھے آگے پیچھے چرکے سانٹے مار بھا
بردار بر چھت بانڈار خیلے سلگائے بھاگے جاتے تھے۔

پہر سواروں کے پرے۔ ہر سے پائون تک لوہے میں ڈوبے بہادر نوجوان۔ ترک
بچے۔ افغان۔ حبشی۔ راہپور۔ دودھلو اورین حائل۔ کئے ہوئے۔ بعضوں کے فولادی
خود سروں پر دھرے۔ کمر میں فردلی اور کٹار۔ پشت پر گینڈی کی ڈھال۔ چار آئینہ
کہنوں تک داستانے پڑھو ہاتھوں میں برچہ لگا ہوں۔ سے خون چکنا موچوں کو
تاؤ دیتے گھوڑے اڑاتے چلے جاتے تھے۔

پہر ساندھیاں خوش رفتار۔ ادھر شہر سوار زرد دریاں پہنے ہوئے ہتیار لگائے جہاز

اوٹھائے ہوئے ادن کے بعد ارکان دولت کی ہمراہی سپاہیوں کے غول اور سواروں
 کے سارے رنگا رنگ کے نشان جدا جدا پہرے اڑاتے چلے جاتے تھے۔
 پہرہ شجاعان عرب کی جمعیت کا جگمگاٹا اور ادن کے غول کے غول ضامنی کہتے ہوئے
 اُچھلتے کودتے فیتے بند و قون کے سنگے ہوئے کمر بین سکتین و جنبہ لگاے ہوئے گزر گئے
 تو سواری کے خاص خاصے نظر آئے۔ عربی۔ ترکی۔ عراقی۔ مینی۔ کاہیا دار کے
 دکنی چاندی سوینکے بھاری بھاری ساز۔ کسی پر جڑاؤ زین دہرا۔ کسی پر چار جاکیا
 قجریان۔ اور پاکہرین پٹھون پر پٹین۔ جنین قائم و سوار کی جھال۔ کلابتون پھندے
 گلے میں سر لگاے کی چوریاں لکنتی۔ سر پر گلگیاں طلائی اور نقرئی۔ ریشمی باگڈیرین
 سامیون کے ہاتھ میں کلیل کرتے ہوئے معہ محرمپو خان بہادر کے جاتے تھے۔ ان کے
 بعد عربی۔ رومی۔ تاتاری۔ فرنگی۔ ہندی۔ باجے فیتیدن اور چوہداروں کے آداب
 دہائے کے چوٹ کے ساتھ وہ سب بندھا ہوا تھا کہ بندہ دلون کے دلون میں لہو جوش مارتا
 ادن کے بعد خاص برداروں کا غول سروں پر کشمیری شالین بندھی کھانکے انگر کے
 زربغتی نیا آستین پہنے اصفہانی تواریں مرصع قبضے ہاتھ میں سنہری زپہلی میان کمرین
 اور قدرتی باران نرول رحمت کی وجہ چہر کاؤ سے سرزمین تروتازہ تھی۔ پہرہ خدایان اور
 خواجہ سرا انگلیٹھیان اور عود سوزیے خوشنویوں سے دماغ مسطر کرتے چلے گئے۔
 پیر ارکان دربار شاہی کے جگمگاٹ بیچون بیچ میں سواری علی حضرت کی روپہ نشرفیان غلابو
 خیرات دیتے ہوئے زرد عماری میں بڑی تزک و مطراق شاہی کے ساتھ رونق افروز
 ہوئے جس وقت سواری مبارک گوشہ محل کے قریب آئی تمامی فوجین باقاعدہ سلامی
 کے لئے درویدہ استادہ تہین میر عکر سلطان نے آئین فوجی کے ساتھ سلامی ادا کی اکیس ضرب

تو چنانہ شاہی سے سلامی کے سر ہوئیں اس روز جو لوگ بہ تمنائے تھاے مبارک بیٹھے تھے اذکی کثرت اور اذکی تعداد بیان سے باہر ہو کر سب کے دلوں سے ازدیاد و نمود و اقبال کی دُعائیں تھیں۔ پھر بعد زیارت درگاہ حضرت شاہ شرف الدین و شاہ یوسف الدین قدس اللہ سرہم کے مراجعت فرمائے بلدہ ہو۔

اور سالہ میں منجانب اعلیٰ حضرت بواب مختار الملک دارالمہام سرکار عالی استقبال شاہزادہ پرنس آف ویلز بہادر کے لیے بھی گئے شاہزادہ ممدوح الصد نے بہت سے تحفہ و تحائف اعلیٰ حضرت کے لیے بھیجے اور منجانب اعلیٰ حضرت کئی لاکھ روپیہ کے تحائف شاہزادہ بہادر کو دیے گئے۔ اسی سال اذیقہ میں بتقریب دربار شاہزادہ گلکھ تک دارالمہام سرکار عالی کو جانا پڑا۔

شہادت فضل العلماء مولوی محمد زانخان مرحوم کا حال۔	اور اسی سال کے اخیر خاص دار السلطنت حیدرآباد میں ایک بہت بڑا واقعہ شہادت فضل العلماء مولوی محمد زانخان
---	--

کا ظہور میں آیا۔

خلاصہ اس واقعہ کا یہ ہے کہ مولوی صاحب نے حسب خواہش و درخواست عالم میان مہدوی پیرزادے کے کتاب ہدیہ مہدویہ لاجواب مذہب مہدویہ میں تصنیف فرمائی تھی اس پر مہدوی زادے سب سب مولوی صاحب کے دشمن جانی ہو گئے اور قابو جو تھے۔

اور مولوی جتانی پتی مرتبہ خواب میں بشارت شہادت پائی۔ اول شب عید الفطر کو عالم خواب میں ایک مکان عالیشان کے در پر آپ پہنچے اور معلوم ہوا کہ یہ مکان اہل بیت رضی اللہ عنہم کا ہے اور اہل بیت رضی اللہ عنہم پر پارچہ و ملبوس کی تکلیف ہو مولوی جتانی فوراً بازار جا کر دس روپیہ کا پارچہ لاکر مکان کے اندر روانہ کیا پارچہ مذکور پسند جناب

اہل بیت رضی اللہ عنہما مولوی صاحب کو خیال ہوا کہ شاید انگریزی کپڑے ہونے کی وجہ سے بے سبب
 ہو انجمن اوس کے ایک پارچہ سرخ رنگ جناب اہل بیت رضی اللہ عنہما سے مولوی صاحب کے عطا
 ہوا مولوی صاحب نے بسر و چشم بوسہ دیکر سر پر رکھ لیا اور بیدار ہوئے اسی روز سے
 اپنے خواب و خور کم کر کے تنہائی اختیار کی اور اکثر اشخاص سے فرمایا کرتے تھے کہ ایمر
 موجب شہادت ہر مہین معلوم کون مجھ کو جام شہادت پلائے گا۔

اس کے چند روز بعد دوسرا خواب دیکھا کہ جناب سید الشہداء حضرت امام حسین رضی اللہ
 نے مولوی صاحب کو یاد فرمایا مولوی صاحب بسر و چشم در اطہر پر حاضر ہوئے در بانوں نے
 اندر جانے سے منع کیا کہ یہ جاے شہداء کی ہے اندر سے آواز آئی کہ آنے دو یہ بھی
 شہید ہے آپ نے اندر جا کر دیکھا کہ جناب شہید کربلا کے دست پاک میں تھوڑا سا شربت ہے
 فرماتے ہیں کہ یہ شربت لیکو پھر مولوی صاحب کو پلا دیا اور مولوی صاحب بیدار ہو گئے۔

اور بعد اس کے تیسرا خواب یہ نظر آیا کہ محاسن اوز جناب ختم المرسلین شیخ المذہبین رحمۃ
 اللعالمین میں آپ حاضر ہوئے ارشاد ہوا کہ سب لوگ کنارے ہو جاؤ محمد زمان آتا ہے
 لوگ سب کنارے ہو گئے جب مولوی صاحب روبرو سلطان الانبیاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
 واصحابہ وسلم کے بیٹھے جناب سردار عالم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بستہ پارچہ کا
 کھوکھو رنگین کپڑے ہر قسم کے جدا کئے اور ایک پارچہ سرخ رنگ سے مولوی صاحب کو فرما
 فرمایا آپ نے بصد تعظیم و تکریم اس کو لیکر تمام جسم پر پلا اور سر پر رکھ لیا کہ بیدار ہو گئے۔

انقض چٹی دیچ ۱۲۹۲ ہجری ۱۸۷۵ء بروز سہ شنبہ شام کو جناب مولوی صاحب جب معمول مع دو
 خدمتگاروں کے مسجد میں تشریف لائے اور بعد نماز مغرب دو زانو بیٹھ کر تلاوت قرآن
 میں مصروف ہوئے اور خدمتگار بھی رفع حاجت کیلئے باہر گیا بیرحم سید محمد ہمدانی آدھے

موقع پاکر مسجد میں آیا اور ستون کی آڑ میں جا کر پس پشت مولوی صاحب کے ایک ضرب لگا
ایسا مارا کہ سینہ بے کینہ کے پار ہو گیا اور بارشانی اور ایک کٹا سر پر اور دوشہرگ پر ماری
مولانا ممدوح نے کلامِ اقدس پر سر رکھ کر شربتِ شہادت نوش فرمایا خونِ شہید سے آیہ فَاَنْظُرْ
كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ رنگین ہو گئی اور روح پاک مولوی صاحب کی
ادھیوت راہی خلد برین ہوئی اور قاتل ادھیوت بدست اہلکاران کو توالی گرفتار ہو گیا
اور اہل اسلام اس حادثہ سے آگاہ ہو کر لاش مبارک مکان پر لائے اور بروز چار شنبہ
نماز جنازہ مکہ مسجد میں ہوئی بیس ہزار نمازیوں کا ہجوم ہوا اور سپر ہی ہزاروں کو نماز میں
بت تا دفن چودہ جماعتیں نماز کی ہو کر اپنے مدرسہ محبوبیہ کے صحن میں دفن ہوئے
اعلیٰ حضرت تاجدار دکن کو اس حادثہ جانکذا سے سخت صدمہ ہوا اور تمامی اہل اسلام نے
فرقہ مہدیہ کا قلع و قمع کرنا چاہا مگر یہ قوم اکثر مقام خچل گوڑہ اور بگیم بازار میں بیرون
شہر کے رہتی ہے بلوہ عام کا طور تھا اسکے فرد کو نے میں محمد رستم علیا صاحب نام غرض
مہتمم کو توالی بیرون بلدہ نے بہت ہی کچھ تدبیر کے ساتھ عالم میان و دنیا میان دیکھو چھا
میان وغیرہ پیرا دگان مہدیوں بانی فساد کو ساتھ ہی نظر بند کر رکھا۔

اور بروز زیارت مولوی صاحب شہید کے چونکہ عرفہ تھا اور اس روز حسبِ عادت بیرقین
بھی اٹھائی گئی تھیں اور روز ہی ایک ہنگامہ عظیم کا طور تھا اور بیرق جانِ خالص
مہتمم پولیس ہی اس کے بندوبست میں شریک تھے مگر ان کے ہمراہی سکھوں بگینا ہتھار
افضل بگیم بگیم فرزند ان بیکو جو بیرقین چھوچا کر آ رہے تھے ناحق ضربِ بدوق سے
حرف لگان بلوائیوں کے قریب مسجد مردہ منور کے شہید کر ڈالا۔

الغرض اس واقعہ کی وجہ سے شہر میں بڑا جوش و خروش تھا قریب تھا کہ ہنگامہ عظیم ہو کر

ہزار دکان گشت و خون ہو جائے مگر اس اثنا میں نواب مختار الملک شملہ سے حیدرآباد واپس
 تشریف لائے اور دریافت مقدمہ کے لیے ایک خاص مجلس علماء دیوانخانہ شریعت پناہ دارالطینۃ
 محمد میر دلاور علی صاحب شریعت پناہ میں منعقد ہوئی جس میں مولوی نیاز محمد صاحب اور مولوی
 علی عباس صاحب و مولوی محمد حسن صاحب اور مولوی محمد نور حسین صاحب اور مولوی محمد اکبر علیا
 اور مولوی محمد ابو الفضل شریک تھے۔ آئندہ بعد ختم دریافت اور تجویز فتویٰ کے سید محمد قتل
 قصاصاً قتل کیا گیا اور عالم میان و مسامیان مدام بحیات قلعة جگتال میں قید کر دیئے
 اور نئے صاحب میان کو سزا دیرہ سال اور باوا صاحب میان اکیس سال باسفت ذربخیر کی
 سزا جگت کر خارج البلد ہوئے اور سید نصرت و سید زین العابدین و سید نخی میان علیہم
 معہ اور دوسو چھیالیس^{۲۲} پیر زادگان مہمدی زادگان کا اخراج کیا گیا اور حکم دیا گیا کہ کوئی
 اخراجی پہر آنے پناہ ہے۔ اور اسی سال مولوی سید ابراہیم صاحب حکیم دولت آصفیہ کا انتقال
 ہوا^{۹۲} حکیم حاذق از دنیا شدا^{۱۲}ے وائے۔

اور اسی سال لارڈ ناٹھ بروک کی جگہ پر لارڈ لٹن^{۱۲} گورنر جنرل ہند مقرر ہو کر آئے۔

مختار الملک کے سفر لندن کا حال چنانچہ بنجاب سرکار نظام نواب مختار الملک، ربیع الاول^{۱۲۹۳}

بارادہ سفر لندن جہت ملاقات ملکہ و کٹوریہ قیصر ہند استقبالاتاً بہ بندر بمبئی گئے اور وہاں سے
 اوس کے دوسرے ہی روز بمبائی جہاز لندن روانہ ہوئے پچیس روز کے بعد ملک اطالیہ میں
 جا پہنچے اور شہنشاہ اٹلی دلوپ صاحب ملاقات ہوئی اور شاہزادہ ہمیرٹ سے بھی ملاقات
 ہوئی فی الحال یہی شاہزادہ سلطنت اطالیہ کا شہنشاہ کہلاتا ہے پرومان سے چکر چار رو
 بعد پیرس دارالسلطنت فرانس میں پہنچے۔

اور اسی روز شام کے وقت مختار الملک بہادر کا پائون ایک ہوٹل کی سیڑھی پر سے پھسل گیا

اور ران کی بڑھی ٹوٹ گئی کم سے کم مہینے بروز پیرس میں مقیم رہے پہر سواری جہاز لندن
کی طرف روانہ ہوئے اور تھوڑے ہی عرصہ میں لندن جا پہنچے اور میں روز بعد شام زادہ برس
آف ویلز بہادر نے دعوت کی حسین اور بڑے بڑے جلیل القدر لندن کے باشندے شریک تھے
اس کے دوسرے روز اکسفورڈ یونیورسٹی سے ڈی سی۔ ایل کا اعزازی خطاب نواب
مختار الملک کو ملا۔ اور اس کے بار اور بعد نواب صاحب نے بذریعہ لارڈ سالبری حضور مکہ معظمہ
فقیر ہند سے ملاقات کر کے نذر پیش کی اور اسی شب دسترخوان مکہ معظمہ فقیر ہند پر دعوتی کہا نا
کھایا۔ اس کے تیسرے روز مارکویش آف سالبری کے یہاں دعوت ہوئی اور اس کے دوسرے
روز مخدوم نواب مختار الملک بہادر پر سن آف ویلز بہادر کی دعوت کی گئی۔ پیر اسکاٹ لینڈ
گئے اور پندرہ روز بعد واپس آکر لارڈ ناتھ بروک کے یہاں دعوت کہا فی الغرض دوسرے مہینے لندن
میں ہے پہر پیرس آکر دو روز قیام کیا اور وہاں سے سواری جہاز چند روز بعد برنڈزی میں
پہنچے اور اسکے سولہ روز بعد بمبئی آئے اور دوسرے روز دار السلطنت حیدر آباد میں
آ گئے۔

اسی سال چوک چارمینار دگلزار حوض کی ترمیم ہوئی اور اکثر مکانات رو برو چار مکانات چارمینا
و بازارت شہر کے بہت عمدہ خوش وضع ہوائے گئے اور کشادگی سڑکوں کے لیے بھی حکم ہوا
دو سالہ قحط سالی اور اسکی انتظام کا حال اور بارش ہونے کی وجہ سے ۱۵ رمضان ۱۲۹۳ھ

سے گرانی شروع ہوئی رفتہ رفتہ روپیہ کو پانچ سیر چانول پر نوبت پہنچی وہ بھی بدقت تمام
اسی طرح دو برس تک یہ آفت آسانی رہی۔ اس زمانہ قحط سالی میں اس قدر بندوبست چستی کے
ساتھ کیا گیا اور اتنی بڑی رقم صرف ہوئی کہ دار السلطنت حیدر آباد میں اموات کی تعداد
بمبئی اور مدراس کے مقصود اضلاع کے مردوں کی تعداد سے بہت کم ہوئی اگرچہ تکلیف کی سختی بہت تھی

لیکن اس کے دور اور کم کرنیکی کوشش میں کوئی دقیقہ اڑھا نہیں رکھا گیا۔ شروع سال قحط ہی سے ملک کی حالت کی طرف توجہ کی گئی اور ایک باقاعدہ طرز کارروائی کا اختیار کیا گیا۔ چنانچہ مختلف اقسام کے کارماے امدادی اور ذرائع پرورش اور بنی نوع انسان کے جان کی حفاظت جو ناموری اور قابل تعریف دارالسلطنت خیال کی جاتی ہے اس کے جاری کرنیکی تجویز پیش ہوئی چنانچہ سرکار دولت آصفیہ سے ایک خاص مجلس انتظام قحط کی قائم ہوئی اور اسپیشل کمشنر اضلاع قحط زدہ کو روانہ کیے گئے جبکہ گورنمنٹ آف انڈیا کی طرف سے فینڈ میکیٹ سرحد پٹیل ۱۱۔ جنوری ۱۹۴۷ء کو دارالسلطنت حیدرآباد آئے ہوئے تھے ادھون نے ان تجاویز کو جو عمل میں لائی گئی تھیں کافی خیال کیا اور یہ رپورٹ کی کہ انتظامات جو آسویالی مصیبت کو دور کرنے کے لیے کئے گئے ہیں اس کے نسبت سرکار دولت نظام کی عاقلانہ دور اندیشی قابل تعریف ہے۔

اضلاع ممالک محروسہ سرکار دولت آصفیہ نظام میں جب قدر اندیشہ شروع میں تھا اس کے معاملہ میں مصیبت کم ہو گئی اور توقع کی جاتی ہے کہ ان تجاویز کی وجہ سے سرحدی اضلاع سرکار عظمت دار میں بھی قحط سالی کی مصیبت کا دباؤ اور زور زیادہ ہونے پا دیگا۔

المختصر قحط کا خرچ کارماے امدادی میں آٹھ لاکھ اڑتیس ہزار ایک سو بائیس اور محتاج خانوں کے متعلق دو لاکھ چوالیس ہزار چھ سو اڑتالیس اور معافی جمع کے بابت تیس لاکھ اٹھ ہزار ایک سو اڑتالیس جبکہ تین لاکھ اکتالیس ہزار چھ سو اڑتالیس کا خرچ اس قحط میں ہوا۔

اور ۱۹۴۶ء ۶ شوال بروز سہ شنبہ بار بجے رات میں زمین کو زلزلہ ہوا اور اسی سال ۱۹ ذیقعدہ ۱۴۰۶ء میں حضرت قدر قدرت خداوند منت نعل سبحانی تاجدار ملک دکن حضور پرور بندگانی متعالیٰ نواب میر محبوب علی خان نظام الملک آصفیہ خلداتہ ملکہ و سلطنتہ بتقریب جشن دربار و خطاب

المختصر ۲۲ ذیحجہ کو اعلیٰ حضرت قدر قدرت بندگان علی متعالیٰ خلیفۃ المسیح سلطنتہ مراجعت فرما
دارالسلطنت حیدرآباد ہوئے اور ۲۷ ذیحجہ کو داخل بلدہ فرخندہ بنیاد حیدرآباد ہو گئی اور
تمامی رعایا ملک نے خوشی ظاہر کی اور تمامی شہرین روشنی لگائی۔

ملک برار کی واپسی کا تذکرہ ادرارڈولٹن کی ناراضی اور انہیں دنوں میں نواب مختار الملک بہادر
وزیر دولت سرکار نظام نے حسب اجازت صاحب سکرٹری آف سٹیٹ ہندوستان کے واکذشت
ملک انانی برار کی نسبت قبل ازاں نقاد دربار فقیر ہند کے بذریعہ صاحب رزٹرنٹ بہادر دارالسلطنت
حیدرآباد دکن دفتر گورنر جنرل بہادر کشور ہند پر تحریک لگائی تھی چنانچہ اسکی نسبت لارڈولٹن
بہادر سے اسی بنا پر دربار وہلی میں نواب گورنر جنرل بہادر نے نواب سرسارا جنگ مختار الملک
بہادر وزیر سرکار دولت نظام سے اپنی رضامندی ظاہر کی بلکہ گورنر جنرل بہادر کو ناگوار گذرا
اور نواب مختار الملک کو بھی اس سے سخت رنج ہوا چنانچہ جب تک لارڈولٹن گورنر جنرل بہادر
خدمت گورنری پر رہے نواب ممدوح الصدر اور رزٹرنٹ صاحب بہادر کے درمیانی تعلقات
مخواب ہی رہے مگر احکم احمین نے بہت جلد اپنا کرم کیا کہ ۱۲۹۸ھ کے شروع ہی میں اسٹوٹ
بیلی صاحب رزٹرنٹ دارالسلطنت حیدرآباد مقرر ہو گئے اور اوہر ایک رجمنٹل سردار مارکویٹ
آف رپن وائس لڑے گورنر جنرل کشور ہند نے گورنری کا جائزہ لیا اور فوراً وہ بدترین پاسی
وہر ہو گئی۔ یہ مبارک زمانہ لارڈولٹن بہادر کا اقلیم ہندوستان کے لیے گذرا۔ چنانچہ اسی
زمانہ میں گورنمنٹ ہند کی طرف سے نواب مختار الملک بہادر کے نام مراسلہ پہنچا جس میں گورنمنٹ ہند
اپنی بے انتہا غایت و اعتبار اور وفاداری و دیانت داری ظاہر کی چنانچہ اس کے پہنچنے ہی
نواب مختار الملک بہادر نے مسرت فرمائی۔

مگر ملک انانی برار کی واپسی کے واسطے سرکار ملک منظمہ فقیر ہند کے فیضانہ دربار سے کیا تجویز پیش ہے

اسکا حال بہنیں کہتا۔

تقرر سررشتہ دار انفضالی

۹۴ء میں نظر امن و آسائش خلق اللہ کے لیے بموتوفی کاغذ
مہمہ معاملہ خفیہ کی دریافت کے لیے ہر ہر محلہ میں سررشتہ دار انفضالی قرار پایا اور اس کے لیے
ایک جداگانہ دستور العمل ۲۵ء میں مرتب ہوا اگر اس کے ہتھوڑے ہی زمانہ بعد سررشتہ دار
انفضال برخاست ہو گئے۔

اور ۹۸ء میں جنوبی اضلاع پر قحط سالی کی مصیبت آئی بہتی مگر سرکار دولت آصفیہ کی
طرف سے بڑی تیزی سے انتظام ہوا اور بہی نوع انسان کی حفاظت میں کوشش ہوئی
حضرت بندگانِ اعلیٰ خدامتِ خداوندہ
اور پندرہویں سال جلوسی میں اعلیٰ حضرت اقدس علیہ
سلطنت کا دورہ اور ملاحظہ ملک کا حال
لے بذات خاص امور سلطنت کی طرف توجہ فرمائی

باوجود کم سنی کے خود ذہن عالی کی صفائی اور عقل خدا داد کی رسائی سے معاملات
سیاست و ملک داری کے رموز کی جانچ ہونے لگی چنانچہ آغاز ۱۰۰۰ء میں ملاحظہ ملک
دور یافت حالات کے لیے دہریوں کا دورہ فرمایا پہلے ۲۶ صفر کو سواری مبارک
حسن آباد گلبرگہ شریف میں پہنچی اور ۲ کو قلعہ کے ملاحظہ کے بعد بذلت کا کام ملاحظہ
فرمایا جسکی تفصیلی کارروائی مولوی سید مہدی علیخان محسن الملک بہادر متمدن دارالہمام سرکار علیہ
لے عرض کئے اور آلات اور ادائے کے طریقہ عمل و بذلت کے تاریخی حالات کو دلچسپی سے
بیان کیا اور مختلف قسم کے نقشہ جات مرتبہ سررشتہ بذلت ملاحظہ اعلیٰ حضرت اقدس علیہ
سے ہی گذرے اور شام کو زیارت حضرت خواجہ سید محمد گیسو دراز سے مشرف ہو کر رہائے
مراحت فرما کر سواری فیصل خاصہ جلوسی شہر اور محبوب گلشن کی روشنی اور آستین بازی کا ملاحظہ ہوا
اور ۲۷ کو سواری اسپ صبح کے وقت ہو سک کے تالاب کو ملاحظہ فرمایا یہ تالاب قیام گاہ

اعلیٰ حضرت اقدس دہلی سے سات میل کے فاصلہ پر ہی پر دمان سے مراجعت فرما کر گلبرگہ شریف کے صد محبس کا ملاحظہ ہوا۔ اور ۲۹ کو تعلقدار ضلع و عدالت ضلع کے دفتر اور خزانہ ضلع اور دہانکی پہرہ بندی و خزانہ کے طریق حفاظت کا ملاحظہ فرماتے ہوئے نواب یار جنگ اکرام اللہ صد تعلقدار کے دفتر اور اسکے بعد صد عدالت سمٹ کے دفتر کا ملاحظہ ہوا۔ اور ۲۹ کو آخری سچا رہ کا دین تھا لہذا محبوب گلشن کو اپنی رونق افروزی سے زینت دی اور چڑیا خانہ و مکان گلبرگہ کا ملاحظہ ہوا اعلیٰ حضرت کے شہر حسن آباد گلبرگہ شریف میں خیر مقدم میں کئی ایک اشعار نصب از آئینہ ایک قطعہ مدیہ ناظرین ہے۔

شہ حبشید میر محبوب عین	چو آمد سوے گلبرگہ لب جہا
شدیم منتظم سالش زماقت	ندا سیکر خیر مقدم شاہ

المحقق بعد ملاحظہ گلبرگہ شریف کے بجانب صوبہ حبشہ بنیاد اور رنگ آباد نہضت فرما ہوئے اور دمان پر رونق افروز ہو کر بعد ملاحظہ ملک اور شرف اندوز زیارت بزرگان دین کے مع انجیر مع خدم چشم مراجعت فرمائے دار السلطنت فرخندہ بنیاد حیدر آباد ہوئے۔

وفات حسرت آیات مختار الملک بہادر	اسی سال ڈیوک آف میکلزک و اخل حید آباد ہوا
ذکر مدار الہامی مفرانہ پیشکار بہادر	اور نواب مختار الملک بہادر ادبکی دعوت کا اہتمام

کیا ایک روز تالاب میر عالم پر دعوت کا اہتمام کیا گیا تھا کہ دفعتاً اوسی شب آدمی رات کو مختار الملک کی طبیعت بگڑ گئی اور مبتلا رہیضہ ہو کر ۲۹ ربیع الاول ۱۳۱۳ بروز پنجشنبہ ساراہ سات بجے شام کو ۵۶ برس کی عمر میں آخر وزارت کے جاہ و جلال کو چھوڑ کر عالم آخرت کا رستہ لیا اور بروز جمعہ دس بجے میر کے دائرہ میں مدفون ہوئے اور اون کے وفات کے بعد راجا جیان جہا راجہ راجہ نذر پرشاد پیشکار نے خدمت مدار الہامی کو مفرانہ انجام دیا۔

اسکا حال نہیں کہلا۔

تقرر سررشتہ دار انفضالی

۱۲۹۳ء میں نظر امن و آسائش خلق اللہ کے لیے بمقام قونی کاغذ
مہمہ معاملہ حقیقہ کی دریافت کے لیے ہر سال میں سررشتہ دار انفضالی قرار پایا اور اس کے لیے
ایک جداگانہ دستور العمل ۱۲۹۵ء میں مرتب ہوا مگر اس کے ہٹوڑے ہی زمانہ بعد سررشتہ دار
انفضال برخاست ہو گئے۔

۱۲۹۸ء میں جنوبی اضلاع پر قحط سالی کی مصیبت آئی تھی مگر سرکار دولت آصفیہ کی
طرف سے بڑی تیزی سے انتظام ہوا اور یہی نوع انسان کی حفاظت میں کوشش ہوئی
حضرت بندگان کا لقا متعالیٰ خداوند مکہ
اور پندرہویں سال جلوسی میں اعلیٰ حضرت اقدس علیہ
سلطنت کا دورہ اور ملاحظہ ملک کا حال
لے بذات خاص امور سلطنت کی طرف توجہ فرمائی

باوجود کم سنی کے خود ذہن عالی کی صفائی اور عقل خدا داد کی رسائی سے معاملات
سیاست و ملک داری کے رموز کی جانچ ہونے لگی چنانچہ آغاز ۱۳۰۰ء میں ملاحظہ ملک
دور یافت حالات کے لیے دو صدیوں کا دورہ فرمایا پہلے ۲۶ صفر کو سواری مبارک
حسن آباد گلبرگہ شریف میں پہنچی اور ۲ کو قلعہ کے ملاحظہ کے بعد بندوبست کا کام خطہ
فرمایا جسکی تفصیلی کارروائی مولوی سید محمد علی خان محسن الملک بہادر معتمد دارالہمام سرکار علیہ
لے عرض کئے اور آلات اور ادائے طریقہ عمل و بندوبست کے تاریخی حالات کو دلچسپی سے
بیان کیا اور مختلف قسم کے نقشہ جات مرتبہ سررشتہ بندوبست ملاحظہ اعلیٰ حضرت اقدس علیہ
سے بھی گزرے اور شام کو زیارت حضرت خواجہ سید محمد گیسو دراز سے مشرف ہو کر دینے
مراجعت فرما کر سواری فیصل خاصہ جلوسی شہر اور محبوب گلشن کی روشنی اور آفتاب بازی کا ملاحظہ ہوا
اور ۲۶ کو سواری اسب صبح کے وقت ہو سکے کے تالاب کو ملاحظہ فرمایا یہ تالاب قیام گاہ

اعلیٰ حضرت اقدس دہلی سے سات میل کے فاصلہ پر ہی پر دمان سے مراجعت فرما کر گلبرگہ شریف کے صد محبس کا ملاحظہ ہوا۔ اور ۲۹ کو تعلقدار ضلع و عدالت ضلع کے دفتر اور خزانہ ضلع اور دہانکی پہرہ بندی و خزانہ کے طریق حفاظت کا ملاحظہ فرماتے ہوئے نواب یار جنگ اکرام اللہ صد تعلقدار کے دفتر اور اسکے بعد عدالت سمٹ کے دفتر کا ملاحظہ ہوا۔ اور ۲۹ کو آخری چہارنہ کا دن تھا لہذا محبوب گلشن کو اپنی رونق افروزی سے زمینت دی اور چڑیا خانہ و مکان گلبرگہ کا ملاحظہ ہوا اعلیٰ حضرت کے شہر حسن آباد گلبرگہ شریف میں خیر مقدم میں کئی ایک اشعار نصب از آئینہ ایک قطعہ مدنیہ ناظرین ہے۔

شہ حبشید میر محبوب علی خان	چو آید سوئے گلبرگہ لب جہا
شیدم منتظم سالش زماقت	ندا سیکر و خیر مقدم شاہ

المحض بعد ملاحظہ گلبرگہ شریف کے بجانب صوبہ حبشہ بنیاد اور رنگ آباد نہضت فرما ہوئے اور دمان پر رونق افروز ہو کر بعد ملاحظہ ملک اور شرف اندوز زیارت بزرگان دین کے مع انجیر معہ خدم و حشم مراجعت فرمائے دار السلطنت فرخندہ بنیاد حیدر آباد ہوئے۔

وفات حسرت آیات مختار الملک بہادر	اسی سال ڈیوک آف میکیزک و اخل حید آباد ہوا
ذکر مدار المہامی مفرمانہ پیشکار بہادر	اور نواب مختار الملک بہادر ادنیٰ دعوت کا اہتمام

کیا ایک روز تالاب میر عالم پر دعوت کا اہتمام کیا گیا تھا کہ دفعتاً اسی شب آدمی رات کو مختار الملک کی طبیعت بگڑ گئی اور مبتلا رہی نہ ہو کر ۲۹ ربیع الاول سنہ ۱۲۸۵ بروز چہارشنبہ سارا ساتھ سات بجے شام کو ۵۶ برس کی عمر میں آخر وزارت کے جاہ و جلال کو چھوڑ کر عالم آخرت کا رستہ لیا اور بروز جمعہ دس بجے میر کے دائرہ میں مدفون ہوئے اور اون کے وفات کے بعد راجا جیان جہا راجہ راجہ نذر پر شاہ پیشکار نے خدمت مدار المہامی کو مفرمانہ انجام دیا۔

عظیم الشان نایب گاہ گلشن میں اعلیٰ حضرت
بذکاء کا بنفس نفیس شریک ہونا

۱۶۔ صفر کو اعلیٰ حضرت اقدس محلے غریت فرماے

گلشن ہوئے اور ہر کاب سعادت انتساب ہوا

پشکار بہادر اور نواب شمس الامراء نواب وقار الامراء اقبال الدولہ بہادر و نواب ظفر جنگ بہادر
و نواب میر لائق علی خان شجاع الدولہ و نواب میر سعادت علی خان نیر الملک و نواب میر سرور حسین
بہادر خیر الملک و نواب اکرام جنگ بہادر و نواب قدیر جنگ بہادر و محمد فوج و نواب آغا مرزا
نسر و جنگ بہادر و نواب مرزا محمد علی بیگ خان بہادر افسر جنگ و راجہ مرلی منور بہادر و راجہ
گرو داری پر شاہ بہادر و نواب میر حسرت علی صاحبزادہ و نواب میر منور علی صاحبزادہ و محمد ذریعہ علی صاحب
و ڈاکٹر صفدر علی دسی کلارک صاحب بہادر و دو لکنس صاحب بہادر و مستند ضیغہ تعمیرات عامہ ڈاکٹر صاحب
بہادر وغیرہ غرض کہ آگے بچھے قبل ارتحال عساکر ظفر پیکر معہ خدم و حشم سواری مبارک با عظمت
و شان و شوکت و جاہ و جلال کے روانہ ہوئی اور دار السلطنت گلشن رونق افروز ہوتے ہی
توپخانہ شاہی سے ۲۱ ضرب توپوں کی سلامی ہوئی۔

لاٹو پرن گورنر جنرل کشور ہند ہی اعزاز و اکرام سے پیش آئے اور ملاقات کی۔ اور بعد
ختم کلام امورات ریاست کے اعلیٰ حضرت اقدس محلے کی طبیعت مبارک کو معامات ریاست
کے ساتھ خاص قسم کی دلچسپی اور توجہ دیکھ کر کہا کہ اب آپ بالاسقلال حکمرانی کے لائق
ہیں اتنے مبارک کرے اور آخر ربیع الثانی میں جلسہ تخت نشینی مرتب ہوا پھر اعلیٰ حضرت نے
گورنر جنرل بہادر کو دار السلطنت حیدرآباد میں شرکت جلسہ تخت نشینی کی دعوت دی جسے
گورنر جنرل بہادر نے بطیب خاطر قبول فرمایا اور دربار برخواست ہوا۔

اور بعد اس کے ۲۹۔ صفر سنہ صدر کو محمد رحیم الدین اور نصیر الدین حیدر از خاندان سیوریہ

اور جہا نغور مرزا محمد واحد علی (از خاندان ادوہ) و نواب عبداللطیف خان بہادر سی آئی

نائبان صدر کمیٹی انتظامی مع ایک جماعت کثیر اسلامی مجلس تذکرہ علمہ کلکتہ ایوان دربار
 اعلیٰ حضرت اقدس اعلیٰ میں بوساطت ڈا بس صاحب بہادر باریاب ہو کر تہنیت نامہ بڑا لکھا جسکا
 خلاصہ مضمون یہی تھا کہ ہم عقیدت قرین اسلامی مجلس تذکرہ علمہ کلکتہ ان صوبوں کے اہالی اسلام
 کی جماعت کی طرف سے کہ جسکی نائب مینابی امور مفید عام میں عام موعون پر ہم سالہا سال سے
 کرتے آئے ہیں کہ اس تہنیت نامہ عجز ختامہ کے ساتھ تقریب رونق افروزی حضرت رفیع المنزلت
 ہمایونی اس شہر نرہت بہرین کہ جو گورنمنٹ عالیہ بنگالہ کا مستقر ال ریاست اور مملکت قاہرہ منیدہ
 کا دار السلطنت بھی ہے حاضر بارگاہ رفعت پایگاہ ہوں۔

حضرت رفیع المنزلت ہمایونی چونکہ اقلیم ہندوستانی کے اعظم ترین ریاستہا اسلامیہ کے مالک
 ہیں لہذا ذات والا صفات ہمایونی لامحالہ سائر طبقات اہل اسلام سرزمین ہندوستان کی عظیم
 وعقیدت کا مرجع ہے۔

وسعت اشاعت تعلیم و قلم اور از دیات تہیلات و سایل و ذرایع آمد و رفت و روابط مخلصانہ جو
 فیما بین دایار السلطنت پر شوکت حیدر آباد اور سلطنت ہندوستان کے کہ جسکے زیر فرمان
 معدلت تو امان جم غفیر و معدلت کثیر اہل اسلام امنیت شاملہ و رفاہیت کاملہ کے ساتھ بسر
 کرتے ہیں قایم ہیں یہ ساری باتیں اون کیفیات قلبہ کے فریدہ جوش کا باعث ہیں اور حضرت
 رفیع المنزلت ہمایونی کی اس شہر نرہت بہرین رونق افروز ہونے پر ہمارا دلی بہجت و شادمانی کا اظہار
 کرنا مجرد اپنے تمام ہم مذہب لوگوں کے خیالات کو منصباً اعلان پر جلوہ گر کرنا ہے۔

چونکہ اعلیٰ حضرت رفیع المنزلت ہمایونی اپنے خاندان رفیع المکان کے اول رکن رکین ہیں کہ جنہوں نے
 اس شہر لطافت ہنر کو تشریف قدم اُبت لزوم سے مشرف فرمایا ہے لہذا رونق اس روزی
 بندگان کے متعلق کی عظمت و خصوصیت کل پر عیاں ہندوستان کی نگاہوں میں بہت بڑھی ہوئی ہے۔

اسکے سوا ہم اس بات کو اس وقت اعظم ترین اہم امید خیر خیال کرتے ہیں کہ حضرت رفیع منزلت
ہمایونی نے اتنی زحماتیں اٹھیں مینو چہرین رونق افروز ہونے میں اس لیے اختیار فرمائی ہیں کہ اس
دلکش اور دانش آموز نمائش کو ملاحظہ فرمائیں گے جو ممالک غیر اور خود اس ملک کے باشندوں کے
اہتمام سے زیر سایہ حمایت لٹنٹ گورنر بہادر بنگالہ عالم ظہور میں آئے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ یہ
رونق افروزی نہ صرف واسطے ذات اقدس و اعلیٰ نندگان عالی متعالی کے ذریعہ تفریح و ازدیاد
معلومات ہوگی بلکہ یہ ایسے نتائج بھی پیدا کریگی جو علی الدوام حق میں اس رعایا اور ریاست کے
فائدہ مند ہوں گے جسکی عنان صلاح و فلاح خداوند برحق نے تفویض یہ قدرت قاہرہ ہمایونی
فرما رکھی ہے۔ اور اعلیٰ حضرت اقدس و اعلیٰ رفیع منزلت ہمایونی جو عنقریب عنان نظم و نسق ریاست
فرخ بنیاد حیدر آباد بدست خاص سینت اختصاص لینے والے ہیں ہم اس خیال مسرت
مالا مال سے کمال شادان فرحان ہیں۔ اور ہم بسر گرمی تمام امید کرتے ہیں کہ بعد جلوس سینت
مانوس حضرت اقدس و اعلیٰ رفیع منزلت ہمایونی تخت حکومت پر اپنے اسلاف ذوی الاہتمام
اور آباد اجداد کرام کے انتظام ملکی ساتھ اون ترقیات و عروج ہائے روز افزون کے جو مبنی ہیں
اجتماع معقول پر کل امور کے جو فنون حکمرانی میں ممالک شرق و غرب کے محمود و مسعود سمجھے جاتے
ہیں جلوہ گاہ امنیت و راحت کا ایک دائمی مرفع بنارہ کر ذریعہ افتخار و مباہات و اہتمام و
مسرت کا ذہ طبعات سلیمین براعظم ہندوستان ہوگا۔

اخیر میں ہم نندگان اطاعت قرین عجزا گین درگاہ انزلی میں بحضوع و خشوع تمام دست بدعا ہیں کہ
حضرت ظل الٰہی رفیع منزلت ہمایونی کے وقت مراجعت مبارک بطرف وطن مالوف سالک و عائبائے
سیاحت مبرا پانزہمت و عافیت شامل حال ہوا در خداوند کریم نندگان عالی متعالی کو عمر دراز عطا
فرمائے اور رعایاے مرفہ الحال و سعادت اتنا پر تمام عدل و داد کمال کامیابی و فیروز مندی کے دیوگاہ

فلک گستر ماطفت و مکنت رکھے۔ آمین

اور ایک قصیدہ بھی بجانب مالک مسمیٰ گلدستہ نتیجہ سخن و رین پر پس کلکتہ کے گدرا جو ذیل میں
ہد یہ ناظرین ہے۔

قصیدہ تہنیت رونق افروزی حضور پر نور نبد گالغالی متعالی نظام الملک
آصف جاہ خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

جلوہ انگن بیان ہوا ہے کونسا عالمی جناب نقش پا کے لوزے پر لوزے ہر ایک راہ ہالہ خورشید کا انداز بھی کاٹھی پہ ہے عکس عارض سے جہاں کیا مطلع انوار ہے قالب ہرزہ میں درآئی انجم کی چمک بے عیان فیض قدم جسکے سامان عیش کا	سرزمین اس شہر کی ہے خرچ چارم کا جواب ہر جگہ پر ہے صحران آفتاب مہتاب بنگیا ہے ماہ نوخم ہو کے توسن کی رکاب بے زمین پر چاد جانب چاندنی کی آفتاب آجکل اس شہر کا گویا ہے ایک عمد شباب اوسکی مدحت میں رقم کرتا ہوں مطلع انتخاب
---	---

مطلع ثانی

کون ہے دنیا میں تجساوی شہم گردون قباب میر محبوب علیخان دالی ملک و کن غیظ سے پیشانی اذریہ گراے شکن بستے دریا پر پہنچ جائے اگر دشمن ترا استان پر تیرے جگتے ہیں جہاں کسب امیر سرکشان و ہر تیرے رعب سے قابلی تری ہینیت سے بوقت رزم ہو جاتے فرار	آسمان جاہ و مکنت کا تو ہی ہے آفتاب رستم دوران نظام الملک فرزند خطاب قالب رستم کو ہو کنج لمحہ میں اضطراب موج جو پانی سے اوٹھے وہ بنی موج مراب اب زبانی نہیں تجسا کوئی عالمی جناب ہے ہلا غیظ و غضب کی ترے کسے واکتاب رستم نزال پشن اسفندیار افراسیاب
---	--

تجسس روشن دل زمانے میں کہاں ہی دوسرا
اس قدر نور و ضیا کیونکر اسے حاصل ہوئی
طبع اقدس پر ترے انجام بینی ختم ہے
کہتے ہیں دربار جسکو وہ ترا دربار ہے
سو میں اک کی لاکھ میں بھی ایک لکھ سکتا نہیں
تیرے گلگون صبا رفتار کی لکھون جو مدح
کبک اور طادس شرمندہ خرام ناز سے
تیری گاڑی کے لیے ہے اشب غلام کا قول
کوہ پیکر خیل ایسے ہیں تری سرکار میں

صاف ظاہر تجھ پہ ہے ہر ایک کا عیب صواب
صغیر خورشید پر لکھا ہے کیا تیرا خطاب
کام میں تیرے نہیں ہی دخل تاخیر و شتاب
ابریساں سے فزون ہے تیری بخشش کا سحاب
وصف تیرے فیض کا لکھون جو تار و حساب
صغیر کا غدر و ان ہو جیسے گردون پر سحاب
تیز رفتاری سے اسکی قاف میں پہنان عقاب
ہے زمانہ میں یہی تخت سکندر کا جواب
چراغ نبی کو ہمیشہ جسکی عظمت سے حجاب

وصف اب تیرے ہر پایا کا مجھے منظور ہے
صنعت بنزاد و مانی ہوگی مجھکو دستیاب

اے رہے فرق ہمایون امیر لا جواب
لکھنے کو تعریف کیسوی مجھے منظور ہے
نکھت زلف من بو جیسے پہیلی ہر طرف
بکھل گئے چہرہ گلرنگ کی تشبیہ کے
دونوں رخساروں کی صفو سے روز روشن ہر مسما
ہے وہیں سے تیرے ہر خیمہ میں رنگ تازگی
لعل لب کے فیض سے لعل بدخشان میں چمک
دیکھ کر شمع گلو پروانہ میں سارے حسین

دن کو صدقے آفتاب اور شب کو قربان ماہتاب
عبر سارا کا خامہ اور مداد امشک ناب
ریشم سنبل کو بھی گلزار میں ہے بیچ و تاب
مدح عارض لکھ کے خامہ بنگیا شلخ گلاب
تیری مینی کا الف بے شبہ تاج آفتاب
ریشم ندان سے سدا گو ہر عدن میں آباب
اور ہے چاہہ دقن سے چاہ کفان کو حجاب
بزم ہستی میں اسی کا نور ہے بے انقلاب

یوسف مصری یہاں آکر دکھائے اپنا منہ
 بچہ قدرت نے بخشا بازو و نین ایسا زور
 زرقشان و درفتان از بس کہ ہے لیل و نہال
 بسکہ مردم کو ادب سرکار ہے فرض عین
 تیری بخشش سے سدا حاتم کی بخشش ہی جمل
 قدردان اہل ہنر کا تو ہی ہے آفاق میں
 میر گلشن کو اگر تشریف لیمائیں حضور
 دیکھ کر ایوان عالیشان میں کتنا ہے ہلال
 شرم سے ہزار دمانی آجکے پوش ہین
 جلوہ فرما رخس پر جب آپ ہوں باغ و جاہ
 دست بوسی کی تمنائیں ہین دو دن روز و شب
 مطلع الزار ہے فیض قدم سے صحن باغ
 اس قصید سے کو دعا پر ختم کرتا ہے وزیر
 جاہ دولت ہو زیادہ عمر دولت ہو فزون
 حکم تیرا فیض تیرا خلق میں جاری رہے

سینہ پر نور میں ہے آئینہ کی آب تاب
 تذکرہ رستم کی قوت کا ہر جیکے آگے خواب
 اہل حاجت ان سے رہتے ہین ہمیشہ کامیاب
 و بستہ مثل فرکان صف بصف شیخ و شتاب
 رستم دست کرم سے ابر نیسان آب آب
 حاضر دربار عالی ہوں نہ کیونکر شیخ و شتاب
 مثل شبنم گل بھی ہو جائیں جیسے آب آب
 دیکھ لو برج قرین جلوہ گر ہے آفتاب
 ہو گیا سکتا کھینچے ذرہ نہ تصویر جناب
 بچہ خورشید سے پر فلک تمارے رکاب
 گنجفہ میں شب کو ہے متابین کو آفتاب
 نقش پابین یا کر روشن ہین ہزاروں آفتاب
 یا الٰہی فضل سے اپنے لڑکرنا مستجاب
 جب تلک روشن فلک پر ہین یہ ماہ آفتاب
 جب تلک بحر روان میں ہر روانی بہر آب

شمع دولت بزم ہستی میں سدا روشن رہے

مثل پروانہ جلیں ب حاسب خانہ خراب

غرض کہ اس تہنیت نامہ کے اختتام پر اعلیٰ حضرت اقدس و اعلیٰ نے ارشاد فرمایا کہ آپ
 لوگوں کے اڈیس دینے کا میں نہایت مشکور ہوا۔ چنانچہ اس ارشاد کے ساتھ ہی منجانب

نندگان عالی متعالی حضور پر نور خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ کے لواب آغا مرزا اسرور جنگ بہادر
 نے کہا کہ نندگان عالی متعالی علیٰ حضرت اقدس و اعلیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ مجھ کو اچھی طرح
 معلوم ہوتا ہے کہ اس مملکت کے باشندے ہنود اور اہل اسلام و دونوں فریق حصول علم و
 اکتساب ہنرمیں ہمہ تن سرگرم ہیں اور اگلے وقتوں میں بھی یہ ملک تمدن اور نشاۃ الہی
 میں دیگر ممالک سے کچھ کم نہ تھائیں جب ایسا ایک گروہ کہ جسکی موجودہ حالت قابل تقلید
 و گذشتہ کیفیت لائق تعریف ہو مابعد ولت کی نسبت ایسا اخلاص عقیدت آمیز ظاہر
 کرین تو یہ امر بڑا سایہ شادمانی اور ہمیشہ اظہار اخلاص قابل قدر ہے۔

اس سفر میں سرکار نظام کو بہت بڑی خوشی اس بات سے حاصل ہوئی کہ اپنے ہم منصب
 لوگوں کو فی الحال سرکار عظمت مدار ہندوستان کے ظل حمایت میں کہ جس میں اور سرکار
 نظام میں روابط مستحکم و محبت قلبی سلف سے قائم ہے مرقع حال و خرم و شاد پایا۔

اور علیٰ حضرت اقدس و اعلیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ مجھ کو سیر و سیاحت کا کمال درجہ شوق ہے اور حجتہ
 اس ملک کی تعریف اور اہل ملک کی توصیف سن کر تاتا اس قدر شوق یہاں آنے کا
 زیادہ ہوتا جاتا تھا۔

دارالسلطنت کن بنگالہ سے بہت دور واقع ہے اور چونکہ اگلے زمانہ میں اس قدر دور و دراز کا سفر
 تکلیف دہ و شوار گزار و خطرناک تھا بانیو جہ میرے ملکی لوگ آسودہ حالی کے قطع نظر ادھر بہت
 کم آتے تھے اور یہی وجہ ہے کہ اس ملک کے مسلمانوں میں دہلی دکن کے باشندوں میں کسی
 قسم کی شناسائی نہ ہونے پائی۔ اب سرکار ہند کے فیض عام و حسن انتظام کے باعث نکوئی معویہ
 راہ نہ کسی قسم کا خطر باقی رہا اور اگرچہ اپنے خاندان میں ہی پہلی پہل اس ملک میں قدم رکھا
 ہوں مگر مجھ کو امید کامل ہے کہ اس ملک کے لائق و قابل باشندوں میں اور میرے ملک کے

لوگوں میں بھی سلسلہ آمد و رفت قائم ہو جائیگا۔ اور میں یقین کرتا ہوں کہ میرے اس سفر کا نتیجہ میری رعایا کے واسطے بھی مفید ہو گا یعنی جس قدر تجربہ اور علم مجھ کو اس سفر میں حاصل ہوا ہے اچھی طرح اپنی ریاست کے انتظام اور رعایا کی فلاح میں جرح کروں گا اور یہی بہت بڑا مقصود اس سفر تھا اگرچہ جو درجہ آپ نے میرے اس سفر کی بیان کی ہے وہ بھی درست ہے اور آپ لوگوں کا یہ بھی خیال ٹھیک ہے کہ جلسہ تخت نشینی و حصول اختیارات و عنان نظم و نسق سلطنت جو عنقریب ظہور میں آئے گا اور میں ہمہ تن اپنی رعایا اور سلطنت کی بہبودی اور راحت و ترقی علوم و فنون میں بدل و جان کوشش کرتا رہوں گا اور نیز اس بات کا بڑا لحاظ رکھا جائیگا کہ تہذیب مشرقی گم نہ ہو جائے اور تقلید محمود و مغربی ہاتھ سے بچانے پائے۔

ختم کلام پر میں بہت بڑی خوشی اپنی ظاہر کر کے کرتا ہوں کہ آپ صاحب ایک ایسی مشہور اور نامی مجلس کے ارکان ہیں کہ سالہائے دراز سے بظلم حمایت سرکار عظمت مدار اکتساب علوم و فنون میں بدرجہ غایت کوشش کر رہے ہیں اور زیادہ تر مسرت اس بات کی ہے کہ آپ اپنی کوشش تبلیغ کے نتائج پر کامیاب بھی ہوئے اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں آپ کی جستجو اور حکیمانہ کوشش کی پیروی اور حمایت کی ساری طاقتیں تبدیل موجود ہوں اور جو عمدہ نتائج آپ کی کوششوں کی نسبت بہ تعلیم و تہذیب مسلمانان بنگالہ و قافلاً حاصل ہوتے رہیں ان کے سننے کا ہمیشہ مشتاق رہوں گا اور اب میں بہت خوشی سے آپ کی اڈریس قبول کرتا ہوں اور اس دعا کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جو آپ صاحبوں نے میری اور میری سلطنت کی نسبت اڈریس میں منبج کی ہے بعد اسکے جماعت مذکور رخصت ہوئی۔

المختصر علی حضرت اقدس واعلیٰ اربع الاولین ^{۱۳} حج کو سفر کلکتہ سے منع الخیر مع عدم حشم داخل بلدہ فرخندہ بنیاد حیدر آباد ہوئے۔

جس روز کہ سواری مبارک داخل بلدہ ہوئی اسٹیشن ریلوے خوب ہی آراستہ کیا گیا تھا اور نہراہا جھنڈیاں سرخ و سبز دورو یہ سڑک و اسٹیشن پر لگائی گئی تھیں اور خاص افضل گنج شفا خانہ کے روبرو ایک شامیانہ پر تکلف تانا گیا تھا اور اہلکاران صفائی کی طرف سے بھی کمائین خوش وضع بنائی گئی تھیں افضل گنج شفا خانہ دورو یہ روشنی اور قندیلین روشن و عامی سکنا شہر نے بھی اپنی اپنی مقدور کے موافق روشنی کی اور اظہار مسرت و شادمانی کا کیا۔

حسب قرار و اسباق ۲۸ ربیع الاول ۱۳۳۱ھ کو لاہور میں وکیرا گورنر جنرل بہادر مع اپنی لیڈی صاحبہ کے کلکتہ سے بسواری جہاز دوسری ربیع الآخر کو مدراس ہوئے ہوئے وہاں سے تیسری ماہ مذکور کو بارا بجے بذریعہ اسپتال ٹرین راہی حیدرآباد ہوئے اور وہاں السلطنت حیدرآباد سے راجا یان راجہ مہاراجہ نرندھ پرست و پیشکار اور نواب علی خان بہادر استقبالا راہیچور تک گئے اور چوتھی مذکور کو گورنر جنرل بہادر اسٹیشن حیدرآباد پر اترے جہاں ۳۱ ضرب توپوں کی سلامی سر ہوئی پانچ منٹ پیشتر سے سواری مبارک علی حضرت اقدس معہ ارکان سلطنت و امرا یان دولت پہونچ گئی تھی اسٹیشن کو اہلکاران اسٹیشن نے آراستہ کر کے گلزار بنادیا تھا عام طور پر کسی کو اجازت نہ تھی اور بریقین رنگارنگ کی آویزان تھیں اور خلوق کا ازدحام اور اہلکاران کو توالی کا عہدہ انتظام تھا جو وقت گورنر جنرل بہادر اپنی گاڑی پر سے اترے تو نظمی گاڑی نے اپنا سلام ادا کیا اور بیاتہ باجا بجنا شروع ہوا۔

علی حضرت اقدس و اعلیٰ سے ہاتھ ملایا پھر ویراے بہادر نے عامی امر اردو دولت سے ہاتھ ملایا اور سواری لگی جو اسپسی گورنر جنرل بہادر مع اپنے بدرقہ دورو میں سوار و کچالوال روانہ ہوئے۔

دربار علی حضرت اقدس اعلیٰ ۶ ربیع الآخر سنہ مذکور کو گورنر جنرل بہادر مغز پور میں کچے ساتھ

چار بجے کے بعد مجلسِ شاہی میں ملاقاتِ اعلیٰ حضرت اقدس اعلیٰ کیلئے آئے۔ احوال سے ایوان
شاہی تک جو سرک آئی ہوئی ہی اسپر کمال اہتمام اور انتظام کیا گیا تھا۔ کوئی شخص سرک پر سے گزرنے نہیں
پاتا تھا۔ اور ہر طرف پولس سرکار نظام و جوانان میں سواران باقاعدہ آئین فوجی کے ساتھ باادب و نظام
استادہ تھے۔ وافر ان پولیس زیر حکمرانی محمد غیاث حسین خان بہادر کو قوال شہر اور محمد ستم علی خان ناظم
سہتم کو قوالی ہر درجنات بلندہ وافر ان فوجی سرکاری کے ساتھ اہتمام و انتظام میں منخول تھے جسوقت
لارگو گورنر جنرل بہادر ایوان شاہی میں داخل ہوئے، حسبِ دستور تو پچانہ سرکار نظام سے اسے ضربِ تلوار
کی سلامی سر ہوئی اور بعد ملاقاتِ اعلیٰ حضرت اقدس اعلیٰ گورنر جنرل بہادر اپنی قیام گاہ کی طرف لوٹ
ہوئے۔ اور اسکے دو سرے ہی روز شنبہ کو اعلیٰ حضرت اقدس اعلیٰ کا دربار منعقد ہوا۔ چنانچہ صبح
سے تمام شہر میں سات بجے سے لشکرِ قاہرہ باقاعدہ اور رسالہ جات وغیرہ کا فراہم ہونا شروع ہوا۔ اور
اہلکاران کو قوالی نے ہر طرف ناکہ بندی استقر کی کہ سواری بگنی میاں واسپ وغیرہ کا تو کیا پیدل بھی ہر طرف
سے رک گئے تھے۔ ہر طرف تماشا یوں کا ہجوم اور سرکوں کے دونوں طرف باقاعدہ سواروں کا انتظام ہوا۔ تمام راستے
پانی سے چھتر کے لگے تھے۔ امراد اغزا و سرداران اہل سیف قلم بغیر دکھلانے پاس کے شاہی محل میں داخل نہیں
ہو سکتے تھے۔ اور دارالارماۃ پر ایک طرف جہتی و کار سال اور دوسری طرف خاص جمعیت علاقہ میسر نظام
محبوب متعلقہ عوض بالیل جان شارجنگ بہادر و طرفہ نصف بستہ استادہ اور دوسو جوانان باقاعدہ مع بیابو بطور
جدید بیرونی کیلئے کہ استادہ غرضک دربار آہستہ ہوا اقبال کا رعب و لب لیکر قدتِ خدا یا ذاتی نئی چٹا
جس جگہ دربار بہانادہ چو محلہ علا شاہی میں سے زیادہ وسیع و باکالاطالی و خوش منظر جمیں کئی عوض اور بڑے بڑے
پانچ لاکھ ہین اور ہر دلائین ساتیات درواہین ہیمان و ہانک روئے کریاں بھی ہوئی تھیں اور خلوتِ شاہی میں ایک
شاہی زربفت جملی بلاسی دریا فور کی طرح لہراتا ہوا نئے روپے کی چوہوں پر استادہ تار کا دسکے کریاں اور چوکن
ایچا پری مرتبہ سے بھی ہوئی تھیں اور تخت پر مکمل زرد منہ شاہی راستہ اور عین میارام لہنا یا دار و لکھ دولت و عیان

سلطنت نراجہ راجہ اور ملک ملک کے حاکم امیر اور وزیر اپنی عہدہ پر مکر تمام فرمان برداروں کی کنکین بنیں اور گوشت
 اپنی فرمانروا کے حکم پر لگے تھے اور باہر کے والان میں اور عہدہ اور منصب داران شاہی حکم کے منتظر حاضر اس سے
 آگے کے دروغین تین تین جتنی مردیاں پہنے ہتیار و نہیں ڈبے اورنگی تلوار میں علم کیے ہوئے قائم تھے پہرانی برابر بہادر
 سپاہی خاص بادشاہی دایں بائیں عرب افغان اپنی دریاں پہنے جسے تھے بھر دہان دروازا تک سوار و سیکرے
 دورستہ یا بستہ آستین تھے جو درباری لوگ تھے پہرے پر پرکٹ بتاتے اور چلتے جاتے مگر وہ بدہود و نہت کا یہ عالم تھا
 کہ ہوش و حواس قدم ہراتے تھے القصبہ سے پہلے رزٹینٹ ملت انگلشیہ کی گاڑی اس کے بعد سپہ سالار ہند کی گلی چوتھے
 معہ شاہ خاص ابرو شہنشاہی اور سپہ سالار اس معہ لیڈی صاوشاہ اس کے گورنر صاوشاہ اس کے لیڈی صاوشاہ چار سپاہی گلی پر
 وارد ہو کر اس کے چنگل کے لارڈ ورن گن زرخزل بہاگوشہ ہندون جاگھور ونگی گلی پر سوار ہیں میں اس کے دوسو سوار ورن میں او
 عقب میں شاہی پونچ کی چھوڑیں ہر ایک میں چھ چھ گھوڑی لگے ہوئے جب الامارہ پرائمر اعظم و ملحقہ اقدس و تائب گلی استقب
 کیلئے آئے ملائی ہو اور انکو اپنی ساتھ لیکر وہ اون کے مصاحبین محل شاہی میں اور حافیزن بات نام کھڑی ہو تو چاند سرکار بیت
 اقصیہ اسم ضرب سلامی کی سر ہوئے اعلیٰ حضرت اقدس و گورنر خزل بہا مطلقا کر سیز و رونق افروز ہو اور ارکان دولت و واعیہ سلطنت
 اہل باجپہ راستے پس پشت اعلیٰ قدر ان کے ہی نشین تھے بعد از ان زرخزل بہا باج منٹ بھی نہیں گنری تھے کھڑی ہو گئے نواب
 سرالراجہ معہ کم کھڑا شاہ کر کے کہا کافوس جلیبہ یہ شخص خالی ہو جاسکی تمنا ہی میں گیا اور سرکار انگریز کا محسن اور
 سرکار نظام کا خیر خواہ تھا یہ قریب ایک مایا کر باؤ کی طاہرین ہر واماؤ رہنا تھا او باؤ کو رعایا پر سی شفقت کئی تھا کہ جیسے لیدین اپنی اولاد
 تنہا انصاف شفقت کا جو عظم ہو گئے خزل بہا اپنی تمام سپہ سالار اپنی کرسی پر بیٹھ کر ایک یورپین انفسر کھڑی ہو کر زبان فارسی
 میں اسے کاترجمہ حضار دربار کو سنایا اس طور سے کہ کوئی ایرانی گفتگو کر باہی۔

ترجمہ اسپہ سالار ورن بہادر

آپ یقین جاکر میں نہایت شکر گزار ہوں کہ جو قصہ منہ کی طرف سے اپنی تخت نشینی کو جلسے میں شریکین کا موقع ملتا آپ کے
 اختیار پر درنیکے فرض ادا ہو ورن چہ پیشتر مجھے معلوم ہوا کہ آپ اس موقع پر بلا شریک ہو جاتے ہیں اور بیوقت

سے میرے دل میں ارزو پیدا ہوئی کہ اپنی اوس خوشی کو پورا کروں جس سے آپکا اتحاد اور
سرکار انگیزی سے دوستی کا استحکام مجھ پر ثابت ہوا۔ میں یقین کرتا ہوں کہ میں پہلا و سیرا
ہوں جو دارالسلطنت حیدرآباد میں آیا اور میرا یہاں ہونا ثابت کرتا ہے کہ آپکا اور قیصر ہند کا سلسلہ
الفت کس قدر مضبوط ہے بلکہ یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ قیصر ہند کو آپکی صغر سنی میں جو ایک زمانہ دراز تھا آپکی
صحی و عافیت کا کس قدر خیال رہا ہے اپنے اور آپکی رعایا ایسے شخص کے منظم ہونے سے بہت فائدہ
اوٹھایا ہے جو ہندوستان کے سبب انشوران ملکی میں سرور تھا۔ ایسا شخص جو اپنی لیا و دانائی اور وفاداری اور
خیر خواہی باعث ہر وقت کی مشکوٰۃ ہو جائے جس کے کم سن ہو کر واقع ہوتی ہیں غالب ہا اور امورات یاس کے کامیابی
کے ساتھ انجام دیا۔ ان خوبیوں کے سبب وہ نیک شخص اس قابل تھا کہ دونوں سرکارین یعنی قیصر ہند اور آپ کو
نیک اور شکر گزاری کے ساتھ یاد کریں۔ سرسار رنگ نے آپ کے یام صغر سنی میں ریاست کے بہت سے فریقوں میں
اصلاح کی ہو مثلاً مالگنداری کا بڑا ہانا رعایا جان مال کو محفوظ رکھنا اور وقت مرگ تک ایک بڑی ترقی کی فکر میں
مجلوسیتھی کہ جب آپ سن بلوغت کو پہنچیں تو وہ اپنے شعر بھر کے تجربوں اور شوق کی بہری ہوئی کوششوں کو ایک
ہر وقت مدد دینے کو مستعد رہے گا۔ مگر اللہ پاک کی مرضی یونہی تھی کہ ٹھیک ایسے وقت میں جب آپ کو ایسے شخص کی امداد
و معاونت درکار ہو اس کو اوٹھالے ایسی شادی افزا مسرت زار رسم جلوس ادا ہو نیکی روز جب کسی ہر شخص کو خوشی تھی
اوس کے موجود نہ ہونے سے رونق پر اندہ برا چھایا جاتا، مگر اوسکی کارگزاری آپ کے پاس باقی ہے اور مجھے بھر دیا ہے
کہ آپ کے اہلکار اپنے لیے اوسکی کارگزاری کو دستور العمل سمجھیں گے اور طریق انتظام ریاست میں ہر قدم پر اوس سے
ہدایت حاصل کریں گے۔ اب میں چند باتیں کہتا ہوں جو مجھ کو تجربوں کے بعد حاصل ہوئی ہیں آپ یہاں کی
مالگنداری کو ملاحظہ فرمادیں کہ خزانے کی اتہری اور ریاست کی بربادی کا باعث ہوتی ہے۔ ہر جگہ عوام اور
ہندوستان میں خصوصاً غفلت اور فضول خرچی کے سبب بے حدی محصول لگانا پڑتا ہے۔ ہر خلقت ضعیف اور
محتاج ہوتی جاتی ہے۔ بعد ازاں بید سود پر قرض کشی کی نوبت آتی ہے۔ اور آخر کو دوا لے کر نکل جاتا ہے کہ کفایت نہ تھی

اور کم محصول سے روز بروز ترقی ہوتی ہے۔ اور خلقت آسودہ رہتی ہے۔ مالگداری کا انتظام اچھا ہونا ہندوستان میں اچھی حکومت کی بنیاد ڈالتا ہے۔ اگر یہ نہ تو بادشاہ کو آفت اور رعیت کو مصیبت نصیب ہوتی ہے۔ پھر میں کامل توقع کرتا ہوں کہ آپ ایمان اور انصاف پر خوب نگاہ رکھیں گے۔ فی حکام عدالت کا بے لوث ہونا اور ایسا مضبوط اور مستقل ہونا کہ کسی خوف یا لالچ سے جادۂ انصاف کے باہر قدم نہ کریں تاکہ رعیت بادشاہ کی ممنون رہے اور گرد و نواح کے رئیسوں اور باشندوں کو اس کا مداح و ثنا خوان بنانا ہی انصاف عمدہ ترین زیر سلطنت کا ہی جو نتائج شاہی کو آہستہ کر سکتا ہے۔ آپ کو ایک بڑی ہماری ہم ملے کرنی ہے۔ آپ تقریباً ایک کروڑ آدمیوں کے مالک ہیں اور انکی بہبودی آپکی دانشمندی اور استقلال پر منحصر ہے۔ میں التجا کرتا ہوں کہ آپ اپنی ظاہری قوت مال و دولت جاہ و حشمت اور لوگوں کی خوشامداندہ اطاعت و میکہ آپ ہرگز مطمئن نہ ہوں گے۔ آپ کی ریاست وسیع اور ملک زرخیز اور آبادی بشمار ہے مگر ادن میں سے آپ کسی چیز پر فخر نہ کریں گے۔ آپ ابھی کم سن ہیں اور طرح طرح کی غبتیں آپ کے دل میں جیسا کہ عالم شباب میں قاعدہ ہے پیدا ہوتی ہیں۔ مگر آپ کسی کو اپنے اوپر قادر نہ ہونے دیں گے۔ آپ کو بڑے بڑے کام کرتے ہیں اور عمدہ راہ چلتی ہے۔ اگر آپ روسا ہندوستان میں اپنی ناموری چاہتے ہیں تو اسکی شہرت پذیر ہو سکتا صرف ایک ہی طریقہ ہے۔ عدلت جسکو سب لوگ عدلت کہیں اور خلقت کی بہبودی جسکو سب محمود کہیں آپکے لوگوں کی یعنی امراء و ارکان دولت کی وفاداری اور آپکے خاندان سے محبت رکھنا ظاہری سیانگی حاجت نہیں کہتا۔ لیکن اسکا قائم رکھنا خود بدولت پر موقوف ہے۔ اور آپکی عمدہ حکمرانی اس بات کا پیرا کرنا ہے کہ جسقدر زمانہ گزرتا جائے اسقدر رعیایا کو سچی محبت ہوتی جائے۔

اللہ پاک نے خلقت کو آپکے سپرد ایسے نہیں ہے کہ آپ ادن کو اپنی خوشی اور محشر کا آئینہ بنا بلکہ ایسے کہ آپ ادن پر اس طرح حکمرانی کریں اور اس طرح انکو ہدایت کریں

کہ وہ آسودہ رہیں اور احکام الہی و خداوند عالم کو نہ بھولیں اور ان کی یہودی میں آپکی سچی خوشی ہے اور ان کے اطمینان میں آپ کی مافیت مضمر ہے۔

اس سے کم آپکا مدعا اور اس سے کم آپکا مقصود نہ ہو کہ جب آپ اپنے بزرگوں کے حالات طہرین اور اپنے خاندان کو یاد کریں تو آپکے دل میں شوق پیدا ہو کہ آپکے بعد لوگ کہیں۔

(دکاش اسکے سائے میں ہم ہمیشہ زندہ رہتے)

اور اس سخت مصم میں جس میں مشکلیں اور دقیقین اکثر مواقع پر واقع ہونگی میں وعدہ کرتا ہوں کہ ضرور سرکار قیصر ہند ہمیشہ آپکو مدد دیگی۔

سرکار انگریزی کا منشا نسبت دار السلطنت حیدر آباد اور دوسری ریاستوں کے یہ ہے کہ وہ آسودہ رہیں اور ان پر ظالمانہ برتاؤ نہ کیا جائے۔ جہاں تک ہماری مدد آپکو اس کام کے انجام دینے میں درکار ہو ہم کو اسکے دینے میں مستعد تصور فرما دیں۔ آجکل انگریزی پالیسی کا عین مقصود ہندوستان ریاستوں کا قایم و برقرار رکھنا ہے۔ اور میری دانت میں انکے لیے ہندوستانی ریاستوں

کا قایم رہنا بہت ہی مفید ہے۔ آپکی حکومت کا استحکام اور رستی انتظام خزانے کا عہدہ انصرام بھاصل پر ہوگا۔ اعتدال آپکے امراء کی وفاداری آپکی رعیت کا اطمینان۔ میں یہ کہتا ہوں اور اس ملکہ معظمہ قیصر ہند کی دلی خواہش ہے جسکی طرف سے میں آج یہاں وکالتہ موجود ہوں اور ان کا خیال ہمیشہ آپکی کارروائی کی طرف متوجہ رہیگا ایسا نہ ہو کہ آپ اور ان کی امیدوں کو غارت کر دیں۔ اور اب اسے میرے مہربان جسکی منفعت کا میں دل سے خیال رکھتا ہوں میرے واسطے یہ خیال باقی ہے کہ آپ کو تخت سلطنت پر بٹھانا اور دعا دیں کہ خدا سے تعالیٰ آپکو ایسی برکت اور توفیق عطا فرماے کہ آپکا نام حکمرانی یہودی و انصاف و عزت سے رونق پائے تاکہ آپکا وعدہ غلط نہ ہو اور آپکی رعایا کی اولاد

آجکے دن کو دکن کی تاریخ میں عمدہ زمانے کا شروع روز لکھیں۔ یہ کمکرویسراے بہادر
اعلیٰ حضرت اقدس و اعلیٰ کو سند کی جانب لے گئے اور پھر کہا کہ ملکہ قیصر ہند کی طرف سے
میں کہتا ہوں کہ آپ کو اپنی سلطنت کے پورے اختیار حاصل ہوئے۔

اعلیٰ حضرت ہنگام عالی متعالیٰ حضور نظام نے جواب فرمایا کہ میں شہنشاہ ہوں کہ مجھے دارالسلطنت
حیدرآباد میں آپ کے خیر مقدم کئے کا موقع ملا۔ اگر آپ میری رسم مندر نشینی میں شریک نہ تو تھے
مجھے اور میری رعایا کو بہت افسوس ہوتا۔ بیشک یہ شرف ہلو اس سبب سے حاصل ہوا کہ آپ کو اس
دارالسلطنت کی بہبودی کا بہت خیال اور مجھ سے آپ کو ذاتی محبت ہے یہ امر خوب ثابت ہو گیا
اور یہی کہی نہ ہو لون گا۔

آپ دو وزن صاحب (گورنر جنرل بہادر اور مسٹر گرانٹ ڈٹ صاحب بہادر گورنر مدراس)
یقین چاہیں کہ دو وزن کے احسان کو میں خوب سمجھتا ہوں اور توقع رکھتا ہوں کہ آپ میری اس
دلی شکر گزاری کو کہ آپ نے میرے لیے اتنے سفر دور و دراز کی زحمت اٹھائی۔ اور یہاں تک
قدم رنج فرما کر میری مندر نشینی کی رسم میں شریک ہو کر مجھے شرف اندوز کیا متبول فرمائیں گے۔
میری حکمرانی میں آئندہ کے لیے یہ اچھا شگون ہوا اور میں خوشی سے تسلیم کرتا ہوں کہ وہ اتحاد
جو بابین سرکار انگریزی اور میرے بزرگوں کے چلا آتا ہے اس موقع پر تازہ ہو گیا۔ اور جو محبتیں
آپ نے ثقافتانہ مجھے کی ہیں میں بڑی خوشی کے ساتھ قبول کرتا ہوں۔ اور ہمیشہ کوشش کروں گا کہ
اون معاملات میں جن کو اس ملک کی بہبودی و ترقی سے تعلق ہو آپ سے اور سرکار انگریزی سے
جس کے آپ ایک مہتر سر دار ہیں صلاح لیا کروں گا۔ اور میں یقین کرتا ہوں کہ ان باتوں کے خیال
رکھنے میں میرا اور میری رعایا دو وزن کا فائدہ متصور ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپ جہاں تک
ممکن ہو جلدی میرے اتحاد اور وفاداری کی خبر قیصر ہند کو پہونچائیں گے۔

بعد اسکے گورنر جنرل بہادر اور تمام مغزیز و رہبرین نے مع لیڈیوں کے درجہ بدرجہ اعلیٰ حضرت
 اقدس و اعلیٰ کے نزدیک اکرم مبارکبادی اور پھول و عطر سے مالا مال ہو کر رخصت ہوئے
 اور ان کی برخاست کے بعد بوقت دو بجے امراے عظام و ارکان دولت اور راجاؤں کی نذرین
 گزرتی شروع ہوئیں اور ہر ایک کو خطاب ترقی و منصب کے احکام سنائے گئے۔

چنانچہ نواب میر لائق علیخان بہادر کو سالار جنگ منیر الدولہ خطاب او خلعت خاصہ و خدمت
 وزارت اور ہفت رقوم جواہر اور نواب میر سعادت علیخان بہادر غیر جنگ شجاع الدولہ خلعت و جواہر
 سے سرفراز و ممتاز ہوئے۔ اور راجہ راجایان راجہ نرنندر بہادر کو خطاب ہمارا بہ اور اصل اضافہ
 منصب ہفت ہزاری و یک ہزار سوار و علم و نقارہ و پالکی چار دار اور نواب ظفر جنگ بہادر کو شمس الدولہ
 خطاب اصل اضافہ منصب چار ہزاری و نہ ہزار سوار و علم و نقارہ اور نواب بام جنگ بہادر کو نور شمس الدولہ
 خطاب از اصل و اضافہ منصب چار ہزاری و نہ ہزار سوار و علم و نقارہ و میر جہاندار علی کو خطاب
 خانی و بہادری یک ہزار پانصدی منصب پانصد سوار و آغا مرزا بیگ کو خانی و بہادری و سردار جنگ
 خطاب دو ہزاری منصب و یک ہزار سوار و علم و ہری کشن کو راجہ و بہادری خطاب دو ہزار پانصدی
 منصب و یک ہزار سوار و علم و مولوی حافظ محمد انور کو خانی و بہادری محبوب نواز جنگ خطاب دو ہزاری
 منصب و یک ہزار سوار و علم و میر ریاضت علی کو خانی و بہادری خطاب و یک ہزاری منصب
 اور مولوی محمد انور اللہ کو خانی و بہادری خطاب یک ہزاری منصب و رگدہاری پرشاد کو راجہ
 بہادری خطاب یک ہزار و پانصدی منصب پانصد سوار اور میر حشمت علی کو خانی و بہادری خطاب
 دو ہزاری منصب یک ہزار سوار و علم و حکیم وزیر علی کو خانی و بہادری خطاب یک ہزاری منصب
 اور مرزا نصر اللہ کو خانی و بہادری دولت یار جنگ خطاب دو ہزاری منصب یک ہزار سوار و علم اور
 مرزا محمد علی بیگ کو خانی و بہادری خطاب یک ہزاری منصب اور نواب حیدر نور اللہ کو خانی و بہادری

خطاب منصب یکنہاری دھیر غصنفر علی عر ضیگی کو خانی و بہادری اور قوی جگ خطاب و نہاری
منصب یکنہار سوار و علم اور میر منور علی کو خانی و بہادری خطاب و نہاری منصب یکنہار سوار و
سرفراز و ممتاز ہوئے

جشن متبانی اور اس کو جشن متبانی ہوا کہ تمام دیوان عام ایک بقعہ نور نظر آنے لگا فرشتے
میں سفید ٹھلین سفید ہی قالین در دیواروں پر براق اطلین زر نفعت و کجواب کے پردے
گروہ بھی روپیلی آرائش کے سامان اور روشنی کے سب لوازمات موجود مگر تمام بلور و شیشے
سفید سامنے چمن اور درختوں کے ہول تمام سفید بیان تک کہ انگوٹھی پر الماس سفید غر منک
زمین سے آسمان تک نور کا عالم تھا گویا دریا سے مناب لہر اتنا نظر آتا تھا۔

اور عموماً تمام شہر میں پل افضل گنج سے لیکر لوال تک پانچ کوس کا فصل ہے برابر اس راستے میں
ایسی روشنی تھی کہ دن رات میں تیز نہ تھا چار منیا پر چاروں طرف دو دو برقی قندیلیں اور گلابی
میں جو قرارے چھوٹے تھے اہل نظر اس سے لطافت و ہد کا مزہ لوٹتے تھے اسی شب باور چخاؤ شاہ
خاص و عام کھلا ہوا تھا اور گورنر جنرل بہادر و گورنر جنرل مدراس اور کمانڈر انچیف بہادر ہند مدراس
وہابی وغیرہم معزز یورپین اور ہندوستانی بھی مدعو تھے اور قریب دس بجے کے منیر سے فراغت حاصل
ہوئی۔ پھر آتش بازی شروع ہوئی انواع و اقسام کی آتش بازی ہزار ہا روپے کی چھوڑی گئی بعد اس کے
اعلیٰ حضرت قدس و عالی نے ویراے بہادر کو پہنوں کا ہار پہنا کر عطر وغیرہ کی وضع فرمائی اور قریب
بارہ بجے دعوتی جلسہ برخواست ہوا چنانچہ اس موقع پر میرے ایک دوست منشی امداد حسین صاحب نے
جو اس اجمال میں نظم کیا ہے ہدیہ ناظرین ہے۔

کہ خزان کا رہا نام کو بھی نام و نشان

سبزہ عارض نورستہ روحان حبان

لئے الحمد بہار آئی ہے کس ہوم سے بیان

سبزہ یون سبز ہے ہر کوہ و بیابان جس طرح

جوش گل کثرت بلبل سے چمن کا ہے یہ حال
 حمد باری ہے زبان پر تو کبھی گل کی شفا
 ہن تر و تازہ چمن سبز ہن کوہ و ہامون
 نہ تو لیلیٰ کی شکایت ہے نہ غمخواری تیس
 نہ کیسا کوئی عاشق نہ کسی کا معشتون
 پیچ سنبھل میں نہ لاکے کے جگر میں کی دغ
 سر جہکا تا ہے فلک عجز سے خود سے زمین
 ہے کہیں جشن طرب اور کہیں نرم نشاط
 شاد دیا نے کہیں بجے ہیں تو نغارے کہیں
 شہر کا حال کون کیا کہ عجب ہے شادی
 ہر گلی کو چہ میں یہ روشنی کا عالم ہے
 اور ہر راہ میں روشن ہیں چراغان ایسے
 روشنی ہے کہیں برقی کہیں مٹابی کی
 دور تک ایسی تھی یہ روشنی عالم میں محیط
 کو نہی جا سے تیرا یہاں وہ چراغوں کا ہجوم
 جنتیادان نصیب تھیں اوڑھتے تھے ہر پر ہر سو
 جو طرف دہرم مبارک کی سلامت کی صدا
 دل تو پہو لون نہ سہا یا میرا یہ دیکھ کے حال
 ہا تفت یقیب سے اتنے میں صدا یہ آئی

قالب خاکی میں جس طرح سے آجاتی ہے جان
 بلبلین پھرتی ہیں ہر شاخ پر یوں نثر کن
 غمخلی سرش کا ہر سمت پہ ہوتا ہے گمان
 نہ کہیں دامن مسد چاک زیر تما کا بیان
 نہ کیسا کوئی مظلوم نہ وہ جو رتبان
 چپ ہے ہوسن بھی مگر کہنے کو رکھتی ہے زبان
 اب وہ پکڑ ہے کدہر اور وہ گردش ہر کمان
 عیش و عشرت کا یہاں بنگیا ہر ایک مکان
 دہل دہل سے عشرت کی صدا میں ہن عیان
 دیکھئے جسکو وہ ہے خرم و شادان شادان
 سوئی رستہ میں ٹہری ہو دے تو ہو با عیان
 کہ زمین پر مجھے افلاک کا ہوتا ہے گمان
 اوس میں پھرتے نظر آتے ہیں حنیان جہاں
 صاف آتا تھا نظر چشمہ آب حیات
 آنکھ کی پتلی میں بھی شمع کا ہوتا تھا گمان
 عیش و عشرت کا اگر پوچھو تو یہی ہی نشان
 خرب جب پائے گئے جھکویہ عشرت کے نشان
 پر کھلا صاف نہ مجھ پر کہ ہے راز پنہان
 تجھ پہ اب تک نہ کھلا راز نہاں اسے نادان

جلد تخت نشینی حضور پر نور

نام نامی گرامی ہے ہسان میں مشہور

قد دیارے عطا بحمد کرم ابر سنا

لکھنؤ بر جہتہ میں ایک اور بھی مطلع ایسا

مفقد آج ہی کے دن تو ہوا ہے وہ یہاں

میر محبوب علیخان فلک تدر و جوان

پوچھتے اور ہو کیا مجھ سے بہلا نام و نشان

جس کو سن سن کے کرین و جد و خندان بہاں

مطلع ثانی

ستم و جور کا عالم سے مٹا نام و نشان

کوئی مظلوم ستم دیدہ نہ دیکھا ہم نے

عدل و انصاف سے تیرے ہے زمانہ فرم

اب سخاوت میں نہیں کوئی تیرا مثل و نظیر

کیون نہ ہو جائیں زمانے کے گدا مال مال

جم و کینسر و ہر ویز کو نسبت تجھ سے

جام جمشید کی کیا تیرے در میں ہو

جم و کئے کی ابھی کسل جانی ہیں انگلیں ایک بار

محفل جشن میں تیری نہیں پر ویز کو بار

پہلو انان جہاں جمع ہیں لشکر میں تیرے

تیری تحریر میں مضمین ہزاروں مہنی

اس زمانے میں نہ ہوتا ہے کوف اور خوض

جانتا ہے کہ بہا تخت نشین عدل شمار

ڈرے مرے فلک نہ دکھائے تجھ کو

کوئی آزار کسی کو دے یہ جرات ہر کمان

ہے ترے عہد میں اس طرح کا اب امن امان

کوئی کہتا بھی زبان سے نہیں اب نوشہرہ ان

اس ترے عہد میں حاتم کا مٹا نام و نشان

آجکل دست کرم تیرا ہے گہرا نشان

کیونکہ ہو قیصر و فقہور ہیں تیرے دربان

مٹیکروں میں ترے میخانہ کے ہو دیگانہاں

خواب میں بھی جو ترا دیکھیں وہ بخت جوان

جشن جمشید ہے یار شکدہ قلد و جہان

غیرت رستم و سہراب ہے ہر ایک جوان

اور تقریر جو سنئے تو ہے رشک سبحان

عہد میں تیرے ہوا شمس و قمر سے یہ عیان

کر کے ظلم و جفا کیونکہ یہ چرخ دوران

لے کے تیر کو اگر چلے تو سوسے میدان

<p>اشتب برق جسندہ کی اگر باگ اوٹھے تو جو سوار ہو دین بوسے رکابوں کو تری کیا میں تحریر کردن حال سبک گامی کا وقت رفتار جو تیز روی مد نظر خبر آفاق کی اس طرح وہ لائے سوار قبر میں ہول سے رستم کا جگر پیٹ جائے</p>	<p>باد صحر کی نظر سے بھی ہوا یکدم میں نہان دیکھیں کجگو اگر شاہ سواران جہان جس زمین پر وہ قدم رکھے نہ مطلق ہوش صورت برق نظر سے ابھی ہو جائے نہان دل سے جس طرح کہ بات آئے کوئی تازیان یک بیک آئے جو مستی میں تیرا پیل دمان</p>
--	--

دعا یہ

<p>ختم کر ختم قصیدے کو دعا پر عازم نظر آتی رہے جب تک کہ فلک میں گردش نالہ عاشق صادق سے ہو ظاہر بیتک در سے مشرق کے نکلتا رہے میرا نور جس طرح پانی کو دریا میں روانی ہے مدام منظر مہر ہوا حجاب و مصاحب پہ تری خیر خواہان ریاست جو ہیں آباد رہیں خضر سے بڑھ کے مذاہن تری کرے عمر دراز جلے تخت نشینی ہو مبارک کجگو</p>	<p>اوس کا مدح نے تجھ میں یہ طاقت ہو کمان سطح خاک کا پانی پہ ہے جب تک کہ نشان غمرہ و ناز و ادا ہاے حنیان جہان اور جب تک کہ ستاروں کا فلک پر ہو نشان یون رہے حکم جہان میں تیرا ہر روز روان اور دشمن ہوں ترے قابلِ شمشیر و سان ترے بد خواہ جو ہیں اونچے ہو قہر نیروان آشنائیت ہے اس جملہ سے ہر وقت زبان دل سے آتا ہے یہی حرف میرا تیرا زبان</p>
--	--

انقاد کو نسل آف اسپٹ | اسی سال سلج رنج الثانی بروز پنجشنبہ کو نسل آف اسپٹ کا جلسہ منعقد ہوا جسکے میر مجلس اعلیٰ حضرت اقدس ذاعلیٰ اور ارکان میں نواب سالار جنگ منیر الدولہ بہادر اور زاہد جاہان حماما جہ زنندہ پرست و بہادر پیشکار اور نواب عمدة الملک اعظم الامراء امیر اکبر

بشیر الدولہ بہادر اور نواب شمس الامراء امیر کبیر سرخوردشید جاہ بہادر اور نواب وقار الامراء
 اقبال الدولہ بہادر اور نواب شمشیر جنگ بہادر اور نواب شہاب جنگ بہادر اور نواب میر سر فرز حسین
 بہادر اور محمد مجلس مولوی سید حسین موتمن جنگ بہادر اعلیٰ حضرت اقدس داعی نے اجلاس فرما کر
 ارکان مجلس کے روبرو ارشاد فرمایا کہ آج شاید دارالسلطنت حیدرآباد کی تاریخ میں یہ اول
 روز ہے کہ یہاں کے امراء دولت بالا اتفاق رئیس وقت کے سامنے سرکاری کاموں میں مدد
 دینے کے واسطے جمع ہوئے ہیں۔ ہندوستان میں ایسی تجویز دن کا بہت کم رواج ہے مگر اب
 سرکار انگلشیہ کا طریقہ حکومت دیکھ کر ہندی ریاستوں میں بھی کچھ کچھ شروع ہو چلا ہے۔ میری
 بڑی خوشی تھی کہ یہ کونسل مقرر ہو مجھے امید ہے کہ جن امراء کو میں نے انتخاب کیا ہے ان سے
 جھگڑا اور ملک کو بہت مدد ملیگی اور میں یہ بھی امید کرتا ہوں کہ آپ لوگ اپنی ذاتی اغراض کو سرکاری
 امور میں راہ ندیکر اور سب ملکر بالا اتفاق کام کریں گے آپ لوگ اگر چاہیں تو اپنے ملک کی
 بہت بہلائی کر سکتے ہیں اور ملک کی بہلائی میری بہلائی اور میں آپ کی اپنی اس واسطے میں ہرگز
 پسند نہ کروں گا کہ کوئی رکن اپنی رائے کے خلاف میری رائے کی تقلید کرے بلکہ مجھے
 یہ امید ہے کہ آپ لوگ ہر مقدمہ میں نیک نیتی اور خبر خواہی کے ساتھ آزادانہ رائے دینگے
 البتہ جو امر کہ ایک مرتبہ بالا اتفاق طے ہو گیا ہو پھر اس میں خلاف کرنا جائز نہ ہو گا خواہ رائے
 کسی رکن کی اس کے مخالف ہو یا موافق۔ آپ لوگ یقین جاؤ کہ مجھے ہر فرقہ و ہر گروہ کی رعایت
 منظر ہے میں نہیں چاہتا ہوں کہ کسیکے واجب حقوق تلف ہوں میں سرکار اور رعایا دونوں کے
 حقوق کی یکساں رعایت کروں گا اور امراء کی بھی اس قدر رعایت کروں گا جس قدر غربا کی
 اور میں امید کرتا ہوں کہ کونسل بھی اسی طریقہ کو پسند کرے گی اور بہ صلح و احوط و اتفاق اپنی خدمت
 ادا کرے گی۔ کونسل کے واسطے جو قواعد قرار پائے ہیں ان کو میں جلد آپ لوگوں کے پاس بھیج دوں گا

کو نسل کی کارروائی بلا کم و کاست قواعد مذکورہ کے موافق چلے گی اور مینے میں دوبارہ پختہ کرنے روز کو نسل منعقد ہوا کر گئی چونکہ آجکا جلسہ ابتدائی ہے اس واسطے کوئی کام کو نسل کے سامنے پیش نہیں ہو سکتا آئندہ جلسے سے کام شروع ہوگا۔

پھر لواب ثمثیر جنگ بہادر نے اعلیٰ حضرت اقدس داعی سے اجازت چاہی کہ دو چار کلے عرض کروں بعد حصول اجازت لواب ثمثیر جنگ بہادر نے عرض کیا۔

آج بڑا مبارک دن ہے آج وہ دن ہے کہ ہمارے قدر دان جو ہر سناں خداوند نعمت اعلیٰ حضرت اقدس داعی کو اللہ پاک نے ہمارا حاکم اور سردار کر کے ہمارے سر پر اوسکا سایہ ڈالا ہے اب ہمارے جوہر کھلین گے اور ہماری قدر دانی ہوگی۔

اور اس تقریر کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔

جشن روز و سرفرازی اور اسکے تیس روز بعد ۲۳ جمادی الاول روز شنبہ کو جشن روزہ کا خطبات و منصب کا ذکر ترتیب پایا اور دربار اعلیٰ حضرت اقدس داعی بآئین شایستہ منعقد ہوا۔ ارکان دولت و اخیان سلطنت حاضر دربار شاہی ہوئے اور ترقی و منصب کے احکام

سنائے گئے ہر ایک نے خلعت فاخرہ و اضافہ منصب سے سرفرازی پائی چنانچہ میر وزیر علی صاحبزادہ کو نہ ہزاری منصب بہشت ہزار سوار از انجملہ چار ہزار یک اسپہ و چار ہزار دو اسپہ علم و نقارہ و پالکی چھار دار بہ خطاب خانی و بہادری برقرار جنگ و آصف یار الدولہ آصف یار

اور میر الدولہ بہادر کو نہ ہزاری منصب پنجہزار سوار و علم و نقارہ و پالکی چھار دار اور خطاب مختار الملک عماد السلطنۃ اور شجاع الدولہ بہادر کو میر الملک خطاب و بہشت ہزاری منصب چار ہزار سوار علم و نقارہ و پالکی چھار دار اور سعید الدولہ کو سعید الملک خطاب سے ہزار و پانصدی منصب دو ہزار پانصد سوار علم و نقارہ و پالکی چھار دار اور لواب میر اکبر علیخان بہادر کو اکبر جنگ

خطاب اور دونهزری منصب و ایک ہزار سوار عطا ہوئے اور دار السلطنت حیدرآباد کی خدمت
 کو توالی پر ۳ جمادی الثانی کو سفر فرمایا پائی۔ اور محمد علی قاسم قسیم منصبداران کو خانی و بہادری کا
 خطاب اور ایک ہزار منصب۔ اور مہارم جنگ بہادر بخشی کو عزیز الدولہ خطاب اور سہ ہزاری منصب
 و دونهزار سوار علم و نقارہ اور مستحکم جنگ بہادر کو محبوب یار الدولہ خطاب سہ ہزاری منصب
 و دونهزار سوار علم و نقارہ۔ اور اگر ام جنگ بہادر کو بدر الدولہ خطاب و سہ ہزاری منصب
 و سہ ہزار سوار علم و نقارہ۔ نواب امتیاز الدولہ بہادر کو قیام الملک خطاب چار ہزاری منصب
 و سہ ہزار سوار علم و نقارہ و پالکی جھاردار۔ اور میر تنہور علی کو خانی و بہادری اور مختاریا جنگ
 خطاب و دونهزار منصب یک ہزار سوار علم۔ اور میر ریاست علیخان بہادر کو محبوب یار جنگ خطاب
 دونهزری منصب و یک ہزار سوار علم۔ اور سردار دلیر جنگ کو سردار دلیر الدولہ خطاب سہ ہزاری
 منصب و پانصد سوار علم۔ و مرزا محمد علی کو خانی و بہادری و شجاعت شہر جنگ خطاب دونهزری
 منصب پانصد سوار علم و مرزا علی محمد کو خانی و بہادری محمد جنگ خطاب دونهزری منصب یک ہزار
 سوار علم۔ اور میر محمد علی کو خانی و بہادری خطاب اور ایک ہزاری منصب اور اگر ام اللہ خان کو
 خانی و بہادری نواب یار جنگ خطاب دونهزری منصب پانصد سوار علم و مولوی سید حسین کو علی یار خان
 بہادر موتمن جنگ خطاب اور دونهزری منصب پانصد سوار علم اور مولوی محمد علی علیخان کو
 خانی و بہادری میر نواز جنگ خطاب اور دونهزری منصب پانصد سوار علم اور سید کلیم اللہ خان
 بہادر کو قادر جنگ خطاب دونهزری منصب و یک ہزار سوار علم اور حکیم فیض اللہ خان کو
 خانی و بہادری افضل الحکما خطاب ایک ہزار پانصدی منصب اور مولوی محمد صدیق کو خانی و
 بہادری خطاب ایک ہزاری منصب اور مرزا محمد علیگ خان بہادر کو افسر جنگ خطاب اور
 دونهزری منصب سوار علم۔ اور حکیم وزیر علیخان بہادر کو سلطان الحکما خطاب یک ہزار پانصدی

منصب۔ وحکیم مرزا علی کو خانی بہادری و حکیم الممالک خطاب یکنہار و پانصدی منصب
اور گجائن پرست کو راجہ بہادر خطاب دہنہاری منصب یکنہار سوار و علم و ایسری پرست کو
راجہ بہادر خطاب یکنہاری منصب پانصد سوار و علم اور سوامی راو کو راجہ بہادر خطاب
سہ دیکنہاری منصب عطا ہوا۔

اعلیٰ حضرت اقدس داعی کے شکار کا
ذکر اور دہری فریادوں کی شکار گاہ پر
اسی سال حضرت نبد گانالی متعالی خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ
نے شیر کے شکار کا ارادہ فرمایا چنانچہ شکار گاہ موضع میلواڑہ پر
قرار پایا اور سواری مبارک اعلیٰ حضرت اقدس داعی ۱۶ اشعبان بروز شنبہ ۱۰ بجے شکار گاہ
روانہ ہوئی اور ہمہ کاب سعادت لنتاب رزڈنٹ صاحب بہادر اور ذاب میر لائق علیخان
عقاد السلطنت مختار الملک مدار المہام سرکار کا اور ذاب فسر جنگ بہادر ذاب محبوب یار جنگ
بہادر مدد خدم چشم ساڑ ہے گیارہ بجے رات کو نہضت فرماے شکار گاہ ہوئے اور صبح کے
۵ بجے اسٹیشن ناوندگی پر سواری مبارک پہنچی پھر دہان سے بسواری اسب خاصہ موضع میلواڑہ
خیمہ گاہ پر رونق افروز ہوئی اور اعلیٰ حضرت اقدس داعی نے شکار گاہ کا رخ لیا اور ایک شیر کو
نبدوق سے مار ڈالا۔ اوس روز راستہ میں ایک مقام پر عایانے استفانہ پیش کیا اوکئی دھڑکین
اعلیٰ حضرت اقدس داعی نے لین اور اوس پر مدار المہام کو مخاطب فرمایا اور شام کو صاحب عالیہ
بہادر بارگاہ سلطانی میں باریاب ہو کر جام سلامتی اعلیٰ حضرت اقدس داعی کا نوش کیا۔ اور
کڑے ہو کر مبارکباد و بیکر عرض کیا کہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ اعلیٰ حضرت اقدس داعی
نہ صرف شکار کے لیے ہی دار السلطنت سے باہر رونق افروز ہوئے ہیں بلکہ شکار کے سادھی
اپنے ملک کی رفاه کی طرف بھی توجہ فرماتے ہیں اور عجب امید ہے کہ جب سواری مبارک
شکار گاہ پر رونق افروز ہوا کر لگی اور جس قدر شیر و ن کا شکار فرمائیں گے اسطرح اور شکار

و خرابیان بھی ملک کی دور ہو جائیں گی۔ اور میں زیادہ تر شکر گزار ہوں کہ شکار میں شریک رہا اور محانداری بھی آرام سے ہوئی۔ اعلیٰ حضرت اقدس و اعلیٰ نے سر اولیور سنڈ جان ریڈنٹ کی طرف مخاطب فرمایا کہ میں بھی مشکور ہوں کہ آپ نے میری صحت کا پیالہ نوش فرمایا اور مبارکباد دی اور شکار گاہ ہی پر ۸ اشبان کو بالمشافہہ ملا انہام سرکار عالی کے دریافت مستفتین آقا نے ہوائی چانچہ کو زالی کے مستغنیوں کی شکایتوں کے مقدمات سردار دلیر الدولہ بہادر نے صبح ہی مرتب کر لیے اور اس کے ملاحظہ پر ظہور الدین امین سٹیرم اور یوسف علی جمعدار اور محمد علی دفعدار موصول کر دیے گئے۔ اور مولوی چراغ علی نے صفیہ مالگنداری کے متعلق شکایتوں کو تسلیم نہ کیا اور سرسری تحقیقات کر کے بمقامی عمدہ داروں کے پاس مزید تحقیقات اور رپورٹ کے لیے کاغذات بھیج دیے اور ادسی روز ساڑھے دس بجے صبح کو اور ایک شیر کا شکار ہوا۔ انحضرت اقدس و اعلیٰ سات بجے شام کے سواری اسپ غرمت فرماے دارالسلطنت حیدر آباد ہوئے۔ چونکہ شب تاریخی خرامان خرامان سواری مبارک اعلیٰ حضرت اقدس و اعلیٰ اسٹیشن نازندگی پر آئی اور وہاں سے بعد تناول خاصہ سواری اسپٹل ٹرین روانہ حیدر آباد ہوئے اور پانچ بجے صبح کے داخل مجلسرا ہوئے۔

اور اسکے تیسرے ہی جینے میں پندرہ ذی قعدہ ۱۳۳۰ ہجری ذاب میر لائق علیخان بہادر مختار الملک مدار المہام سرکار کا سفر بجانب کلکتہ پیش آیا اور وہاں پہونچ کر گورنر جنرل بہادر سے ملاقات فرمائی اور چند ہی روز بعد وہاں سے روانہ ہو کر بروز چہار شنبہ دوسری محرم ۱۳۳۰ کو داخل بلہہ ہو گئے اور انہیں ایام میں بذریعہ لارڈ پرن گورنر جنرل بہادر و سیر اسے ہندوستان ملکہ معظمہ فیضہند کے اعلیٰ حضرت اقدس و اعلیٰ کے لیے نائٹ گرینڈ کمانڈر اسٹار آف انڈیا خطاب اور بارگاہ عالیہ میں خریطہ پیش ہوا۔

اور ۱۹ صفر ۱۰۳۱ ہجری کو لارڈ ڈفرن گورنر جنرل ہند مقرر ہو کر ولایت سے بھی داخل ہوئے اور ۲۴ صفر کلکتہ پہنچے۔ لارڈ پرن صاحب بہادر نے اپنے جانشین کا استقبال کر کے ایوان خاص میں داخل کیا اور خود غزہ ربیع الاول شام کے وقت بھی سے سواری جہاز ولایت کی طرف روانہ ہوئے۔

لارڈ پرن کی وجہ بعض قوانین و تنبیج کے جو بالخصوص اہل ہند کے لیے مفید ثابت ہوئے رعایا سے ملک ہند کی نظروں میں ہر دلوں پر تھے۔

اور اسی سال بسبب پیشقدمی نثار روس لارڈ ڈفرن گورنر جنرل ہند نے بمقام راولپنڈی ایک عظیم الشان دربار منعقد کر کے امیر عبدالرحمن خان بہادر امیر کابل کو راولپنڈی میں دعوت دی اور سرکار نظام کی طرف سے بھی منیر الملک مع چند افسران گئے اور بہت سے راجہ لوگ بھی آئے ہوئے تھے سرکار انگریزی کا دربار راولپنڈی میں علاوہ تحائف وغیرہ کے اڑتالیس لاکھ بائیس ہزار چھ سو روپیہ نقد خرچ ہوئے جس میں سے فقط چار لاکھ روپیہ نقد امیر کابل کو اکیس ہزار روپیہ یومیہ کے حساب سے دیے گئے باقی ماندہ فوج وغیرہ اور دیگر سامان کی فراہمی و درستی میں خرچ ہوا۔

مہنگا فغانی متالی کے سفر اور اسی سال ۲۳ رجب ۱۰۳۱ ہجری بروز جمعہ اعلیٰ حضرت اقدس دہلی

بجانب نیلگری کا حال بطور ہما خوری کے نیلگری کی طرف غریت فرما ہوئے اور ہما کا

سعادت انتساب دارالمہام سرکار علی و عہدۃ الملک اعظم الامراء امیر اکبر نواب بشیر الدولہ سر اسحاق بہادر اور نواب غلام وراز جنگ بہادر و غیر نواز جنگ بہادر و موتمن جنگ بہادر و محبوب یار الدولہ بہادر و افسر جنگ بہادر و حکیم الممالک بہادر و مولوی محمدی حسن مستحق نواز جنگ بہادر و آغا شمشتری صاحب و راجہ مرلی منوہر بہادر وغیرہ رونق افروز ہوئے اور وہاں پر

مدارالمہام سرکار عالی نے اعلیٰ حضرت اقدس و اعلیٰ کی ضیافت کی جس میں انواع و اقسام کے مشروبات لذیذ و لطیف موجود تھے اور ۱۳ رمضان ۱۳۲۲ھ ہجری کو اعلیٰ حضرت کی طرف سے دعوت ہوئی اور تاجہ رونق افروزی اعلیٰ حضرت اقدس و اعلیٰ کا دست کرم کھلا ہوا ہزار ہا غریب و معزورین کو روپیہ تقسیم ہوتے رہے۔ اور ۱۶ رمضان ۱۳۲۲ھ ہجری بروز شنبہ قریب دس بجے دن کو اعلیٰ حضرت اقدس و اعلیٰ کی خاص ٹرین مع ہمراہین و خدم و حشم داخل بلدہ ہوئے اور مسٹر کارڈری صاحب بہادر رزیدنٹ، مہمہ اسٹاف ادرار دولت و ارکان سلطنت و افسران اسٹیشن کے پلاٹ فارم پر حاضر تھے۔ اعلیٰ حضرت اقدس و اعلیٰ کی سواری مبارک اترتے ہی سلامی بیٹری سے ۲۴ توپیں سر ہوئیں اور وائٹ سواروں نے جو باڈریس فاخرہ جمے ہوئے تھے حب قاعدہ شاہی سلامی ادا کی راستوں کا انتظام اور پولیس کمانڈ و ثبت زیر نگرانی نواب اکبر جنگ بہادر کو قوال دار السلطنت بناتہ عمدہ تھا۔

تقریر مجلس بدب و واقع ہونے دسہرہ ۱۳۲۳ھ میں دسہرہ ایام عشرہ شریف میں واقع ہوا تھا عشرہ شریف میں بلحاظ عدم وقوع فساد باحتمال موقع قصہ و سناد مابین ہندو و اہل اسلام منجانب سرکار نظام مولوی محمد صدیق خان بہادر غلام جنگ معتمد مدارالمہام سرکار عالی کے ایک مجلس منعقد ہوگی جس کے ارکان راجہ شیو راج بہادر و ہرم و نت اور راجہ گردہاری پریشاد بہادر اور رکنتا راؤ علاقہ دار راجہ راے راجہ راجہ اور نواب رسول یار خان بہادر جمعی الدولہ الغرض باتفاق راے مجلس منظوری سرکار عالم اذیکچہ ۱۳۲۳ھ میں اس مضمون کا اشتہار جاری کیا گیا۔

اول تمام ہند و بلدہ و اضلاع کے اپنے اپنے گروہ میں بلا کسی باجے کے رسم پوجا و آدرش کرین

دوم جو لوگ سنگن کے واسطے باغون میں جانا چاہیں وہ بلا کسی بابے اور سامان خوشی کے باغون میں جا کر پوجا ادا کر سکتے ہیں۔

سوم تکما یا ہر لیکر نہ نخلین۔ اور منہد و لوگ اپنے اپنے گہروں کے چوٹے چوٹے دیولون میں بھی باجانہ بجائیں۔

چہارم بڑے بڑے خاص دیولون میں جو محاط ہوں وہاں دیولون کے احاطے کے اندر منہد و سیاہ پوجا عامہ معمولی بابے کے کر سکتے ہیں۔ لیکن ہرگز دیولون کے باہر نہ نخلین اور سلمان مندروں کے اندر سیاہ اور پوجا میں کسی قسم کی مزاحمت نہ کریں۔ منہد و لوگ کے گہر کی چھوٹی چھوٹی دیولین اس حکم سے بالکل مستثنیٰ ہیں۔ اور جنہوے ۱۵ محرم کو نصب کیے جائیں۔ اور جو سوم کہ جنہوے دن کے نصب سے متعلق ہیں مثل ذیج کو سفند وغیرہ وہ بھی اسی روز ادا کیے جائیں۔

اگر کوئی شخص خواہ منہد و یا سلمان اس حکم کے برخلاف کر گیا مجرم مقصور ہوگا اور اس کی نسبت حسب ضابطہ کار روائی ہوگی۔

انفاق و مجلس انتظام	اور غرہ محرم سن ۱۳۸۵ میں ایک مجلس بنام ذرا انتظام صرف خاص مسند صرف خاص کا ذکر
---------------------	---

ہوئی جسکے میر مجلس سی کلڈک صاحب بہادر اور نائب میر مجلس بدر الدولہ بہادر اور نواب قدیر جنگ بہادر اور متمد مجلس مولوی سید یوسف الدین صاحب اس مجلس سے انتظام خارج و داخل تعلقات صرف خاص متعلق تھا۔ مگر اسکے تھوڑے ہی زمانہ بعد مجلس بر خاست ہوگی اور نواب سید عبد الرزاق آصف نواز الملک بہادر نے خدمت سمندی سے سرفرازی پائی۔

سفر اعلیٰ حضرت قدس اعلیٰ بجانب مدراس | اور ۴ جمادی الاول سن ۱۳۸۵ ہجری صبح کے اٹھ بجے

اعلیٰ حضرت اقدس و اعلیٰ عازم مدراس ہوئے ہر کتاب سعادت انتساب دار المہام سرکار کا
 مہر زینت کارڈ سی صاحب بہادر اور لؤاب موئن جنگ بہادر اور لؤاب فر جنگ بہا
 اور لؤاب محبوب یار جنگ بہادر و لؤاب مختار یار جنگ بہادر اور لؤاب منیر لؤاب جنگ بہا
 اور مولوی ہمدی حسن صاحب اور مرزا علی خان بہادر حکیم الممالک اور مولوی میر محمد صاحب
 اور مسٹر فریدون جی کے شہر مدراس کو خاص ریل پر روانہ ہوئے۔

اور اسی تاریخ لارڈ ڈفرن صاحب بہادر گورنر جنرل کا دھانی جہاز کلا یو نامی بھی سٹل
 مدراس پر گیارہ بجے ۳۰ منٹ کو لنگر انداز ہوا۔

شہر مدراس تمام آراستہ و پیراستہ کیا گیا تھا اور شاہراہ پر بابا بیرقین رنگارنگ اور کھین
 خوش وضع لگائی گئی تھیں واکسرا کے جہاز پر سے اترتے ہی ۳۱ شلک توپین سلامی کی
 سر ہوئیں اور گورنر جنرل بہادر ساڑھے پانچ بجے گورنمنٹ ہوس میں جا اترے اور ادنیٰ
 شب نو بجے ۲۰ منٹ پر گورنر جنرل بہادر کا دربار ہوا۔

سواری مبارک اعلیٰ حضرت کے دیکھنے کے لیے ادس راستے پر سے جو ریلوے اسٹیشن سے
 عمدہ باغ کو جاتا ہے ہزار ہا مخلوق خدا کا اثر دھام تھا اور اعلیٰ حضرت اقدس و اعلیٰ کی تعظیم کے
 واسطے پندرہویں مدراس پلیٹن کے سوجوان کا ایک نظمیں گارڈ منہ بیانڈ نشان استادہ
 کیا گیا تھا اعلیٰ حضرت اقدس و اعلیٰ کی فرین وقت مقررہ پر داخل مدراس ہوتے ہی فضیل
 قائد مدراس سے ۲۱ ضرب توپوں کی شلک سلامی ہوئی اور اعلیٰ حضرت اقدس و اعلیٰ سواری
 بگھی جو گورنمنٹ ہوس سے آئی ہوئی تھی مع بدرقہ سواران باڈی گارڈ گورنری مونٹ روڈ پر
 سے ہوتی ہوئی داخل عمدہ باغ ہوئی پہنچ خاص خیر النساء بیگم صاحبہ کا ہے جو لؤاب کرناٹک
 مرحوم کی بیگم ہیں۔ دوسرے دروازے گیارہ بجے گورنمنٹ ہوس میں اعلیٰ حضرت اقدس

گورنٹ ہوس میں رونق افروز ہوئے اور گورنر مدراس سے ملاقات فرمائی اسکے تھوڑے ہی دیر بعد
مراجعت فرمائے عمدہ باغ ہوئے اوسمی روز شہلیم کے ہم کچے ۳۰ منٹ پر گورنر صاحب بہادر مدراس
بھی عمدہ باغ میں قیام کا اعطی حضرت اقدس اعلیٰ پراکرم اسم باز دید ادا فرمائے

الغرض سرکارانگیزی و اہل اسلام مدراس اور ہندوستان اعطی حضرت بندگ فانی کے خیر مقدم میں کوئی
دقیقہ اٹھا نہیں کیا اور انجمن اسلام اہل ہندوستان نے جو تہنیت نامے بارگاہ اعطی حضرت اقدس اعلیٰ
میں گذرانے اسکے جواب میں اعطی حضرت اقدس اعلیٰ نے ارشاد فرمایا کہ میں بہت مسرور اور خوش ہوا
کہ اہل مدراس نے میرے آنے سے ایسی خوشدلی اور اس قدر حسن عقیدت ظاہر کی ہے۔ اور
اپنے اپنے نیک ارادے اور مہربان خواہشیں جو میری جانب ظاہر کی ہیں میں اودن کا شکر یاد ادا
کرتا ہوں اور یہ امر بھی یقینی ہے کہ یہاں کی قلیل اقامت کی بہت خوشنمایدگار میں اپنے ہمراہ واپس
لیجاؤ گا۔ اور اعطی حضرت اقدس اعلیٰ نے باپنہزار روپیہ کی خیرات بذریعہ کشن پورس غریبا کو تقسیم فرمائی
اور اوسمی شب عمدہ باغ میں کثرت سے روشنی ہوئی اور اتنا بازی کی بھی کثرت رہی۔ اور خیر النساء بگیم صفا
کی طرف سے اعطی حضرت اقدس اعلیٰ کی ضیانت عمدہ طور سے ادا ہوئی۔

اور گورنر جنرل بہادر تین روز تک شہر مدراس میں رہ کر ۷ جمادی الاول سن ۱۲۶۵ ہجری کے ۳۰ منٹ پر
رات کو کلکتہ جانے کے لیے کلیو نامی جہاز پر سوار ہوئے اور صبح کو ہمازلنگر انداز ہو کر سمت کلکتہ روانہ
اور انہیں ایام بین فیما بین اعطی حضرت بندگان عا دذاب سرالار جنگ لایق علیخان
عماد السلطنہ ناچا قی ہو گئی۔ اوس ناچا قی کو طرفین کے حاشیہ نشین حضرات نے اس حد تک بڑھا
دیا کہ مصالحت نامحکم ہو گئی بلکہ کشش اور تلخی میں روز افزون ترقی ہوئی گئی اور اعطی حضرت بندگان عا
سلخ جمادی الاول بروز یکشنبہ آٹھ بجے دن کو ممہ خدم و حشم دارالسلطنت حیدر آباد کا
ارادہ فرمایا اور غرہ جمادی الثانی بروز دوشنبہ دارالخلافہ حیدر آباد میں رونق افروز ہوئے

۲۱ ضرب توپخانہ شاہی سے سلامی کی سرہوین اور فوج باقاعدہ نے سلامی ادا کی۔ اور
اہلکاران و افسران پولیس متعلقہ ذاب کیر جنگ بہادر کو ال دار السلطنت حیدر آباد سوار
مبارک کے انتظام اور اہتمام میں مصروف تھے۔

ادرا میر وزیر کی باہمی مصالحت کے لیے سلطنت کے بعض دوراندیشوں کے سوا گورنٹ
انگریزی نے بوجہ ذاتی فتنہ رنواب مختار الملک سالار جنگ اول کے بہت کوشش کی
جہاںچہیلی صاحب سابق رزیڈنٹ حیدر آباد منجانب گورنٹ ہند بغرض مصالحت بھیجے گئے
مگر کوئی مفید اثر مترتب نہوا بالآخر خود لارڈ ڈفرن فیصلہ کے لیے فترت فرمائے بلکہ ہوئے
انہوں نے بھی بجز اسکے اور کچھ نہ کیا کہ کرنل مارشل کو علیحضرت کا پریویٹ سکرٹری مقرر کر کے
مدارالمہام کے تعلقات کو بہت کم دیا پریویٹ سکرٹری مدارالمہام تھے یہی پریویٹ سکرٹری آئندہ
کے نقصانات کا سخت خوف والا کر نواب عباد السلطنت سے استعفا دلایا اور اس طرح یہ سلسلہ
وزارت ٹکولنے شکست ہوا۔

معزولی نواب میر لائق علیخان بہادر مختار الملک	چانچہ سیکرٹری
خدمت وزارت اور سر فرمازی خلعت وزارت	سر سالار جنگ نے وزارت سے استعفا پیش
سر آسمان جاہ بہادر کا ذکر	کر دیا چند روز تک علیحضرت اقدس اعلیٰ علیہ السلام

ملکہ و سلطنت نے بذات خاص عنان وزارت بھی اپنے دست قدرت میں لیکر انصرام کار فرمایا اور
پیشی میں اعلیٰ حضرت اقدس و اعلیٰ کے امور مدارالمہام کے لیے کرنل مارشل صاحب بہادر کا گڈا
رہے مگر اسکے جذبہ ہی روز بد آخرت سیکرٹری نواب فتنہ جنگ بشیر الدولہ عمدۃ الملک اعظم الامراء
امیر اکبر محمد مظفر الدین خان سر آسمان جاہ بہادر نے خلعت وزارت سے سر فرمازی پائی اور عنان
حکومت وزارت سنبھالی جہاںچہ تاریخ وزارت جو نواب خان فرخ دہلوی لکھی ہے یہیہ ناظرین ہے

تاریخ وزارت	
<p>پہلے سلطان این سامان خسرو ملک کن قابل مدح و دعا بین لایق وصف و ثنا یہ دلاور ہے سکتا دروہ بہادر ہمت حبذا خاقان دوران مر جا نواب ہمد یہ اگر ابر کرم ہے وہ ہے دریائے زوال</p>	<p>پھر بشیر الدولہ عادل امیر ابن امیر بادشاہت بے بدل ہے تو وزارت بے نظیر شاہ عالمگیر دستور نظم شیر گیر اوس سے جان آرام میں تاس محل را پذیر کیون رہے ملک کن میں نام کو بھی اب فقیر</p>
<p>داع تاریخ وزارت اتفاق شہ سے لکھ مرد ماہ آسمان نورین شاہ و وزیر ۱۳۰۵</p>	
ایضاً	
<p>ملا آج نواب کو خاص خلعت کئی داغ نے خوب تاریخ اسکی</p>	<p>ہوئی دھوم سے دھوم ماہی سے تار ماہ وزیر شہنشاہ سر آسمان بہا ۱۳۰۵</p>
<p>انتظام ملکی کی اصلاحیں اور اسکا انتظام وقیم ملک قلم و سرکار نظام کا حال</p>	<p>اب بن ختم کرتا ہوں اسکا انتظام ملکی کی اصلاح اور تقسیم ملک قلم و سرکار نظام پر واضح ہو کہ ملک سرکار کی ضلع بندی</p>
<p>کی گئی اور وقت پہلے تو ہر ایک ضلع میں ایک عدالت قائم ہوئی تھی اور عدالت ماتحت عدالتا صدر میں مراعات دیا ہوئے تھے اور ان کا مراعات خود وزیر اعظم دارالہمام دارالسلطنت سرکار نظام پاس ہوتا تھا یہ شہنشاہ ایک مجلس عالیہ عدالت خاص دارالسلطنت حیدر آباد میں قائم ہوئی جس میں عدالتا اضلاع قلم و سرکار کے مراعات سننے جانے لگے اور اس میں ایک میر مجلس اور چار ارکان مقرر کیے گئے اور کچھ سیدی سپاہی قاعدے باندہ دیے گئے تھے جب اعلیٰ حضرت اقدس و اعلیٰ تخت نشین ہوئے تو اسکے انتظام و درستی کی طرف توہم فرمائی ہے پہلے صوبہ اورنگ آباد میں دیوانی کے کاموں کو علیحدہ کر کے عدالتا منصفی قائم کی گئیں اور چار ضلعوں پر ایک ناظم عدالت</p>	

اور سمت میں ایک ناظم صوبہ کا قنقرہ ہوا جس کے فیصلہ کا آخری مراجعہ دارالسلطنت حیدرآباد کی مجلس عالیہ عدالت
ہائی کورٹ میں ہوتا ہے اور اس کیلئے ایک ضابطہ کارروائی مقرر کیا گیا اور اس طرح عدالت کا دیوانی اور فوجداری
کام ایک مجموعہ قوانین تیار ہوا اور قانونی کارروائی کا رواج پایا اور جسے بڑھکریہ انتظام ہوا کہ عہدہ دار اور
افسروں کی تنخواہیں بڑھادی گئیں جس خدمت زمانہ سابق میں چھ سو روپیہ ماہوار تھی دو سو ہزار روپیہ ماہانہ پر
اضافہ اور ترقی کی گئی جس سے منسلک سرکاری ہے کہ عہدہ دار اپنی ذاتی غرضوں کو راہ ندین اور اس کے پردہ
میں انصاف کو کھنچوڑیں اور طریق ناجائز سے روپیہ کمانے کے لیے کچھ عذر باقی نہ رہے۔ پھر اس خیر اندیشی
کے ساتھ یہ بھی قاعدہ جاری کیا گیا کہ جہاں کسی افسر نے کوئی خطا کی وہیں بیدہش اسکو قنقرہ واقعی
منزوا کیا جائے۔ اور انہیں دنوں میں دارالسلطنت حیدرآباد میں بنظر آسائش خلق اللہ بند رہے نلون کے
آبرو سانی کی گئی اور انہیں ایام میں محکمہ حربہ سہی بھی قائم ہوا اور دارالسلطنت کے انتظام کے لیے چار
وزرا کا قنقرہ ہوا۔ وزارت صیفہ فوج پر راجہ راجا جان ہمارا جہ راجہ کشن پرشاد بہادر اور وزارت صیفہ عدالت
سرکار کا امور عامہ پر نواب سرفراز حسین خان صدقہ جنگ مشیر الدولہ فخر الملک بہادر۔ اور وزارت صیفہ
مالگزاری سرکار کا نواب فضل الدین خان بہادر سکنہ جنگ اقتدار الملک اقبال الدولہ وقار الامرا بہادر کے
تقدیریں ہو رہی ہو صیفہ وزارت کو تو اسی ہا سرکار کا وزیرات عامہ پر نواب شہاب جنگ فخر الدولہ افتخار
بہادر پایاے اور ان کے اقتدارات کے لیے جدا گانہ قواعد منضبط ہوئے مگر ان چاروں وزراؤں
پر وزیر اعظم کی نگرانی رکھی گئی اور چواہد امورات سلطنت کیے گئے۔

اور تقسیم ملک بلحاظ انتظام گورنمنٹ کل ملک قلم و سرکار نظام چار صوبوں اور پندرہ ضلعوں پر منقسم
کیا گیا اور ہر ایک صوبہ میں ایک صوبہ دار کی ایک ضلع قلعہ دار کی حکومت کی گئی جسکے اسانویل میں ہر

صوبہ ورنگل

ناظرین ہیں۔۔

صوبہ ورنگل سمت مشرقی میں واقع ہے اور اسکے حدود اربعہ۔ میں۔ حد شمالی ضلع ایلمگنڈل۔ حد جنوبی

دریا سے کرشنا۔ حد شرقی دریا سے گوداوری۔ مد غربی ضلع لنکس گور دریا پور ہیں۔
 اور اس صوبہ کی مردم شماری اکیس لاکھ باون ہزار تین سو پچانوے اور آمدنی تینتالیس لاکھ
 تریپن ہزار تین سو روپیہ ہے رقبہ (۲۰۴۰۰۰) میل مربع اور اس صوبہ میں تین ضلع اور ایک ضلع
 اطراف بلدہ صرف خاص کے تعلقات واقع ہیں۔

ضلع اطراف بلدہ متعلقہ اور ضلع اطراف بلدہ دارالسلطنت حیدرآباد کے آس پاس ہے اسکی
 صرف خاص کا تذکرہ حد شمالی ضلع میدر میدک الیگندل جنوب میں ضلع محبوب نگر اور
 مغرب میں ضلع گلبرگہ اور مشرق میں ضلع نلگنڈہ و محبوب نگر ہے رقبہ (۳۳۶۳) میل مربع
 اور مردم شماری (۴۱۵۰۳۹) کل آمدنی اسکی اکتالیس لاکھ سے کچھ زائد ہے اور کل
 دیہات اسمیں (۱۴۴۳) واقع ہیں اور یہ ضلع چار سمتوں پر منقسم کیا گیا ہے اور ایک تعلقہ
 ٹیلور ہے۔ سمت غربی اور سمت جنوبی سمت شرقی و سمت شمالی علاوہ اسکے تمام علاقہ
 دیوانی میں تعلقات اور دیہات صرف خاص کے واقع ہیں۔

ضلع درنگل کے حدود درنگل کی حد شمالی ضلع الیگندل۔ حد جنوبی دریا سے کرشنا اور مشرق
 اسکے تعلقات کا ذکر میں دریا سے گوداوری و ضلع چھپلی میں در متعلقہ سرکار انگریزی اور
 مغرب میں ضلع نلگنڈہ و الیگندل۔ رقبہ (۹۷۷۹) میل مربع اور مردم شماری (۸۵۳۱۲۹)
 اور آمدنی اس ضلع کی سالانہ سترہ لاکھ تریپن ہزار نو سو روپیہ اور اس میں کھم اور مدہ
 و پالونچہ اور پاکمال اور کندیکنڈہ اور ورونا پیٹہ اور درنگل پور کال اور چریال ایسے نو
 تعلقات ہیں اور ہر ایک تعلقہ میں ایک ایک تحصیلدار اور ایک امین پولیس اور دو دو
 مدرسہ تعلیم کے لیے ہیں۔

ضلع نلگنڈہ کے اربہ حدود اور تعلقات کا تذکرہ اور ضلع نلگنڈہ کے حدود شمال میں ضلع

درنگل جنوب میں دریا کے کشنا۔ مشرق ضلع محبوب نگر اور ضلع اطراف بلدہ رقبہ (۴۱۳۱) میل مربع اور مردم شماری (۶۲۴۶۱۴) آمدنی سالانہ بارہ لاکھ تیس ہزار چار سو روپیہ۔ اور اس ضلع میں پانچ تعلقہ منقسم ہیں۔ نلگنڈہ۔ دیول پٹی۔ دیور کمنڈہ۔ سرپا پٹی۔ اور ہر تعلقہ میں ایک ایک تحصیلدار اور ایک ایک امین کو توالی ہے اور مدرسہ تعلیم کے لیے ہیں۔

ضلع محبوب نگر کے حدود اور ضلع محبوب نگر کے حدود ہیں۔ شمال میں اطراف بلدہ جنوب اربعہ اور تعلقات کا ذکر میں دریا کے کشنا۔ اور مشرق میں ضلع نلگنڈہ اور مغرب میں گلبرگہ شورا پور ورا پچور۔ رقبہ (۵۵۴۹) میل مربع اور مردم شماری (۶۷۶۴۹۹) اور یہ ضلع آٹھ تعلقوں پر منقسم کیا گیا ہے۔ ناگر کر نول۔ کو ملیکندہ۔ ناراین پٹی۔ کتھل۔ کلو اکرتی۔ چڑچولہ دیور کمرہ۔ ابراہیم پٹن۔ اور امراباد و پرگی کی دو پٹیان۔ جس میں نائب تحصیلدار ہیں اور باقی آٹھوں تعلقوں پر ایک ایک تحصیلدار اور ایک ایک امین پولیس اور دو مدرسہ تعلیم کے لیے ہیں۔

صوبہ محمد آباد بیدر

صوبہ محمد آباد بیدر سمت شمالی میں واقع ہے۔ اور اس صوبہ کی حد شمالی مان لنگا اور دریا سے وردہا۔ بڑاڑ اور مالک متوسط۔ جنوب میں اطراف بلدہ اور ضلع درنگل مشرق میں گودامدی اور وردہا۔ مغرب میں پرہنی و نانڈیڑ و دریاے مانجرا رقبہ (۲۱۶۱۴) میل مربع آبادی کل صوبہ کی (۳۰۰۹۱۸) اور یہ صوبہ چار ضلعوں پر منقسم کیا گیا ہے۔

ضلع میدک کے حدود ضلع میدک جبکہ گلشن آباد بھی کہتے ہیں اسکے شمال میں ضلع اندور اربعہ اور تعلقات کا ذکر جنوب میں اطراف بلدہ مشرق میں ضلع یلگندل مغرب میں ضلع بیدر ہے اور آمدنی اس ضلع کی سترہ لاکھ بہتر ہزار روپیہ ہے اور مردم شماری

(۳۶۷۳۵) اور یہ ضلع پانچ قلعوں پر تقسیم کیا گیا ہے اور ہر قلعہ میں ایک تحصیلدار اور ایک امین پولیس اور دو مدرسہ تعلیم کے لیے کل قلعوں کے نام یہ ہیں۔
میدک۔ ٹیکمال۔ اندول۔ ریاہم پیٹ۔

ضلع اندور اسکے تعلقات و حدود ارضی کا تذکرہ و تحت تعلقات میں ضلع میدک مشرق میں ضلع بلگندل۔ اور مغرب میں مانجرا۔ اور گوآوری ندی۔ و اضلاع نانڈیڈور پرہنی جبکار قبہ (۷۷۰۷) میل مربع اور سالانہ محاصل اکیس لاکھ چھ ہزار تین سو روپیہ اور مردم شماری (۶۳۹۵۹۸) ہے اور یہ ضلع نو قلعوں میں منقسم کیا گیا۔ اندور۔ بودھن۔ ارمور۔ نرمل۔ اوسہ۔ نرسا پور۔ یلار پیٹ۔ بلولی۔ ادلور۔ بالنواڑہ۔

ضلع بلگندل کے حدود اربعہ اور اسکے تعلقات کا تذکرہ اور ضلع بلگندل کی حد شمالی سرپور تانڈور ہے جنوب میں اطراف بلدہ اور ضلع ونگل مشرق میں حد دیاے وردھا مالک متوسط سندھ اور مغرب میں حد ضلع میدک اور اندور کے ضلع ہیں کل رقبہ (۷۷۸) میل مربع اور آبادی (۱۹۷۶۰) اور سالانہ آمدنی بارہ لاکھ بیس ہزار ہے اس میں آٹھ قلعہ ہیں اور ہر قلعہ میں دو مدرسہ اور ایک ایک تحصیلدار و امین کو توالی ہے جسکے نام یہ ہیں۔ کریم نگر۔ ملنگور۔ پلاس۔ تسپور۔ گجیل۔ چتور۔ حمادیو پور۔ حسن آباد۔

ضلع بیدر اور اسکے حدود اربعہ و تعلقات کا ذکر۔ اور ضلع بیدر کی حد شمالی جاگیر راجراے ریان و ضلع نانڈیڈور اور جنوب میں قلعہ ہمالکی و دھاراسیون اور مشرق میں ضلع اندور و میدک اور مغرب میں ضلع بڑی رقبہ (۲۱۳۱) میل مربع اور مردم شماری (۹۰۱۹۸۷) آمدنی سالانہ نو لاکھ چوبیس ہزار تین سو روپیہ اور یہ ضلع پانچ قلعوں پر تقسیم کیا گیا ہے۔ سید

اور دیگر انگول۔ راجدہ۔ ورول۔ لنگا۔ اور اسکے سوا دو تعلقہ صرف خاص کے ہیں۔

عمداری سرپور تانڈور اور عمداری سرپور تانڈور کے حدود شمالی دریا سے وردھا۔ اور کے حدود تعلقات کا ذکر مان لنگا۔ اور جنوب میں ضلع یلگندل اور اندور و مشرق میں دریا

وردھا اور مغرب میں دریا سے مان لنگا جس کا رقبہ (۵۰۴۲) میل مربع اور آمدنی سالانہ تین لاکھ چار ہزار ایک سو روپیہ۔ مردم شماری (۱۹۵۱ء) اور یہ عمداری سرپور ایدلہ بادراچوہ ناسک گڈہ تین تعلقوں میں منقسم کی گئی ہے اور اسکے علاوہ تین تعلقات صرف خاص کے بھی اس میں واقع ہیں۔

صوبہ محبتہ بنیاد اورنگ آباد

یہ صوبہ سمت مغربی میں واقع ہے اور اس صوبہ کے حدود شمالی میں ناسک در ضلع مفوضہ بڑار اور جنوب میں ندرک اور بیدرا اور مشرق میں سرپور تانڈور اور مغرب میں خاندیس اور احمد نگر ہے۔ اور رقبہ کل صوبہ تخمیناً (۱۵۴۳۷) اور مردم شماری (۱۹۵۱ء) آمدنی سالانہ ترسٹھ لاکھ پینتیس ہزار ایک سو انتالیس روپیہ اور اس صوبہ میں چار ضلع واقع ہیں۔ اورنگ آباد۔ بیڑ پرہنی۔ ناندیڑ۔

ضلع اورنگ آباد کے ضلع اورنگ آباد کی حدود شمالی و مغربی احمد نگر۔ ناسک۔ خاندیس اور مشرق میں مفوضہ بڑار۔ ویرہنی اور جنوب میں گوداوری و تعلقات کا ذکر۔

ضلع پرہنی و بیڑ احمد نگر۔ علامتہ سرکار عظمت مدار اس ضلع کا رقبہ (۶۹۸۶) میل مربع اور مردم شماری (۱۹۵۱ء) اور سالانہ حاصل تخمیناً بیس لاکھ ساٹھ ہزار روپیہ اور یہ ضلع آٹھ تعلقوں پر تقسیم کیا گیا ہے۔ اورنگ آباد۔ امبڑ۔ بیضاپور۔ پٹن۔ جالندہ پور کٹھر گاندھاپور بہو کرون۔ اسکے علاوہ اس میں دو تعلقہ صرف کے بھی واقع ہیں۔

ضلع بڑکے حدود اربعہ اور ضلع بڑکی حد شمالی مین دریا سے گوداوری اور جنوب مین دریا۔
 اور تقسیم تعلقات کا ذکر مانجرا اور مشرق مین تعلقات راجورہ و پالم منعلقہ صرت خاص اور
 مغرب مین دریا سے سینا اور پھاڑیاں لکھ ڈوگر کل رقبہ اس ضلع کا (۳۸۹۵) میل مربع
 اور مردم شماری (۶۴۲۷۲۳) اور سالانہ آمدنی بارہ لاکھ اٹھانوے ہزار تین سو روپیہ
 ہے اور یہ ضلع چھ تعلقوں پر مشتمل پذیر ہے۔ بڑا نہر جو گاؤں پاترور۔ کیچ۔ کپورائی۔ ہٹی
 اور اس مین ایک تعلقہ صرت خاص بھی واقع ہے۔

ضلع پرہسنی کے اور ضلع پرہسنی کے شمال مین مان لنگا اور اضلاع مفوضہ بڑا۔ جنوب
 حدود اربعہ کا ذکر مین دریا سے گوداوری۔ مشرق مین ضلع ناندیڑ۔ مغرب مین ضلع
 اورنگ آباد۔ کل رقبہ اسکا (۵۳۳۵) میل مربع۔ اور سالانہ آمدنی تیرہ لاکھ ستاسی ہزار
 نو سو روپیہ۔ اور مردم شماری (۸۰۵۳۳۵) یہ ضلع چھ تعلقوں پر منقسم ہے۔ پرہسنی۔
 مانجرا۔ حد گاؤں۔ اوڈا۔ چنور۔ نرسی۔

ضلع ناندیڑ کے حدود کا ذکر اور ضلع ناندیڑ کے شمال مین ضلع پرہسنی جنوب مین ضلع بیدر
 مشرق مین دریا سے مانجرا گوداوری و ضلع اندور۔ مغرب مین ضلع بڑکے کل رقبہ (۷۱۲۳)
 میل مربع سالانہ آمدنی پندرہ لاکھ اٹھاسی ہزار ایک سو روپیہ اور مردم شماری (۶۳۲۵۲۹)
 ہے اس مین آٹھ تعلقہ واقع ہیں۔ ناندیڑ۔ وگلور۔ مدہول۔ رتھار۔ ساڑ باڑ (لاٹ)
 بسنتہ نگر۔ اردھاپور۔ ہینہ۔ اور دو تعلقہ صرت خاص کے بھی واقع ہیں۔

صوبہ حسن آباد گلبرگہ شریف

یہ صوبہ سمت جنوب مین واقع ہے اسکی حد شمالی جاگیر پاننگا۔ حد جنوبی دریا سے
 تکبہ دہ ضلع کرول۔ و ضلع بلہاری۔ حد مشرقی ضلع محبوب نگر جاگیر گدوال۔ مغرب مین

حدود ضلع بمبئی رقبہ (۱۳۶۳۲) میل مربع۔ اور سالانہ آمدنی پینتالیس لاکھ بارہ ہزار نو سو تین روپیہ ہے۔ اور مردم شماری (۲۴۳۰۹۹۹) اور یہ صوبہ چار ضلعوں پر منقسم ہے گلبرگہ شریف راجپور۔ لنگسور۔ تلدرک۔

جب تک کہ گلبرگہ اس سرزمین پر قائم رہیگا نواب یا جنگ بہادر سابق صوبہ دار گلبرگہ کا نام یاد رہیگا۔ جنہوں نے نہایت مالیشان محلات اور باغات و بازار وغیرہ بنا کر گلبرگہ کو بہت ہی قابل وقت شہر بنادیا ہے۔

ضلع گلبرگہ شریف کے اور گلبرگہ شریف کی حد شمالی ضلع سیدر۔ حد جنوبی دریائے سیہرا۔ تعلقات کا ذکر۔ اور حد غربی کلاڈگی شہر راجپور۔ حد شرقی ضلع محبوب نگر دارالسلطنت

حیدرآباد ہے۔ رقبہ اس ضلع کا (۳۸۰۰) میل مربع اور آمدنی سالانہ گیارہ لاکھ یا نکل دو سو تین روپیہ اور مردم شماری (۶۴۹۲۵۸) اور ساتھ قلعوں پر یہ ضلع تقسیم پذیر ہے۔ گلبرگہ۔ کونگل۔ سیٹرم۔ گورمشال۔ مہاگانہ۔ چنچولی۔ جیسورگی۔

ضلع راجپور کے حدود اور ضلع راجپور کے شمال میں دریائے کرشنا جنوب تنگبدرہ علاقہ اربعہ اور تعلقات کا ذکر۔ حد اس۔ مشرق میں دریائے کرشنا ضلع محبوب نگر مغرب میں

ضلع لنگسور ہے اور کل رقبہ (۶۹۶۹) میل مربع سالانہ آمدنی تیس لاکھ ترانوہی ہزار دو سو روپیہ۔ اور مردم شماری (۵۱۲۴۵۵) اس ضلع میں راجپور۔ مانوی دیودرگ۔ الپور۔ برگیرہ۔ اسکا نام بدل دیا گیا ہے۔ یادگیر۔ ایسے چھ تعلقہ ہیں۔

ضلع لنگسور کے حدود اور ضلع لنگسور میں چھ تعلقات ہیں۔ لنگسور اور گنگاوتی۔ اندولہ اور تعلقات کا ذکر۔ کشنگی۔ سندھور۔ شوراپور۔ اور ضلع ہذا کی حد شمالی تعلقات

اندولہ اور یادگیر۔ جنوب میں دریائے تنگبدرہ۔ مشرق میں ضلع راجپور۔ مغرب میں ضلع

دہارواٹ علاقہ احاطہ بمبئی کل رقبہ اسکا (۶۹۰) میل مربع۔ اور مردم شماری (۱۸۷۰ء) اور سالانہ آمدنی خود لاکھ چھیانوے ہزار پانسو روپیہ ہے۔

ضلع نلدرک کے تعلقہ کا ذکر اور نلدرک کی حد شمالی دریا سے مانجھڑ ضلع بڑے حد جنوبی ضلع بڑے جاگیر پانیکا اور علاقہ بندر بمبئی سرکار عظمت مدار مشرق میں تعلقہ ساکلی جاگیر پانیکا۔ تعلقہ دہاراسیون ضلع میدر مغرب میں دریا سے سنیا اور احمد نگر علاقہ سرکار عظمت مدار تعلقہ بندر بمبئی کل رقبہ (۳۲۷) میل مربع اور سالانہ آمدنی چار لاکھ پچتر ہزار روپیہ۔ اور مردم شماری (۱۸۷۲ء) اور اس ضلع میں صرف تین تعلقات نلدرک۔ تلجا پور۔ او۔ سہ۔ اور چار تعلقہ یعنی قلم اور دہاراسیون۔ واسی۔ پرنبڈا۔ ضرغھاس کے ہیں۔

اضلاع مفوضہ بڑار

یہ ملک بڑار جو دار السلطنت حیدرآباد کا شمالی حصہ ہے فوج کنٹنٹ کے خرچ کے لیے سرکار انگریزی کو عہد نامہ کی رو سے براے چندے تفویض کیا گیا ہے اور فوج وغیرہ جملہ اخراجات ملک سے جو کچھ بچتا ہے وہ رقم داخل خزانہ عامہ۔ سرکار کا ہوتی ہے اسکے حدود اربعہ یہ ہیں۔ شمال و مشرق میں تالک متوسط مہند جنوب میں صوبہ غزنی و شمالی سرکار کا اور مغرب میں احاطہ بندر بمبئی اسکا رقبہ (۱۷۱۱) میل مربع اور مردم شماری تخمیناً (۲۶۷۲۶۳) اور یہ ملک چھ ضلعوں پر تقسیم ہے امراتی۔ ایچ پور۔ بیلڈانہ۔ دن۔ باسم۔ حراج گذار۔ راجاؤن کا تذکرہ

سرکار عالی کے قلمرو میں راجہ گدوال بسکی آمدنی چار لاکھ روپیہ سالانہ ہے اور راجہ کرکٹا اور رانا ناگندی و راجہ سگر و راجہ وپرتی و راجہ ٹیپول۔ ورائی گوبال پیٹ۔ دیسکھ۔ نرکھوڑا۔ راجہ امر چنتا۔ راجہ بانسواڑہ۔ راجہ دوم کٹھہ۔ راجہ چلو اور راجہ چنولی وغیرہ ہیں۔

جاگیرت کے اقسام اور تسمیہ و دار السلطنت حیدرآباد میں جاگیرت بھی پانچ قسموں پر
 منقسم ہیں۔ اول صرف خاص اعلیٰ حضرت اقدس و اعلیٰ کی خانگی آمدنی کا بہت بڑا
 حصہ تعلقات صرف خاص سے وصول ہوتا ہے اور یہ تعلقات اس ریاست کے مختلف
 اضلاع میں واقع ہیں اور اس کی جملہ آمدنی اسی نو دہ لاکھ سے کم نہیں ہے۔ ان تعلقات
 کے معاملات کا تصفیہ اعلیٰ حضرت اقدس و اعلیٰ کے حکم سے بذریعہ ذاب آصف نواز
 بہادر مہتمم صرف خاص ہوتا ہے اور اس کام میں بڑا حصہ اعلیٰ حضرت اقدس و اعلیٰ کے
 وقت کا صرف ہوتا ہے۔

دوم جاگیر پائگاہ ہے جس کی کل آمدنی تین دہ لاکھ روپیہ کے قریب ہے اور ان کے تعلقات
 الہند۔ ناراین کیٹر۔ کوٹ کر۔ گندل وارڈی۔ ولندی۔ مہنورا۔ جب گڑا۔ یلغڑپ
 سندھو کی۔ چنچولی۔ گلیر جاگیرت صرف خاص وغیرہ جن کی تفصیلی کیفیت ظاہر نہیں ہو سکتی ہے۔

قطعہ تاریخ اختتام کتاب محبوب السلاطین از
 رہنما سے سالکان طریق سنخندانی و پیشو آرہروان
 مراحل نکتہ دانی افضل دوران اکمل زمان عالیجناب
 مولانا مولوی علی احمد صاحب فاروقی الصغوی المتخلص

سرسشته دارم حکم کو تو الی دارالسلطنت منت خنم بنیاد وید آباد

سپهر معانی محمد حسین به خلق وفا سچو باد بهار کتاب گرانمایه تالیف کرد همه نسخه را بخش بر پنج کرد همه واقعات سلاطین و ملوک کتابت یا نقش تسخیر دل	که داند بمبے از ہاے نہان بصدق و صفا سچو آب روان در احوال شاہان گیتی ستان بیار است ہر بخش را داستان ہمہ حادثات زمین و زمان جہانیت یا گلشن سخنران
ز دل سال تالیف خرسند حضرت بگفتا نشاط دل خسروان ۱۱۳۵ھ	

قطعه تاریخ طبع از مولف

<p>طبع گردید است با طرز نگو چون ختم سال تاریخ حسین</p>	<p>مرجا این نسخه دانش فزا گفت ہاتف ارمغان بہا ۱۲۳۵ھ</p>
--	---

قطعه تاریخ طبع از طبع وقاد مصنف اہل کمال افتخار شعرائے نازک
خیال جناب شاہ کریم اللہ چشتی النظامی المتخلص بہ عاشق
اعظم ترین خلفاء نامدار شیخ العالم و عالمیان حضرت محمد مصطفیٰ

احمد آبادی گجراتی قدس اللہ سرہ و تلمیذ میر الشعر اجنباب میر
احمد علی خان بھسا در شہید دہلوے

ہین جو محبوب السلاطین کے مولف نامو نکتہ سنج و نکتہ دان و عاقل و دانا عصر منتخب فرد فرید و کامل و ممتاز خلق کتے ہین اپنی زبان سو پڑ پکڑ اسکو اہل ذوق بحرِ موانِ فنون گو ہر درج علوم نسخہ تاریخ جو تالیف اونسے ہو گیا	سعدی و جامی و عرفی زمانہ خوش عمل ہمسر سحبان و ایل افصح روز ازل یار درویش و امیر و مونس اہل دول اوسکی بابتیں ہین نبات و شہر و قنہ و غسل آشنا بمیشال خالق عنہ و وطن ہین جداگانہ تمامی اسکے حصہ بر محل
--	--

لکھدیا عاشق نے سال طبع اس تاریخ کا
خوبی ب السلاطین ہر کتاب بے بدل
۱۲۱۳ھ

قطعہ تاریخ طبع کتاب از سورج بہان میکیش تہانوی

سلاطین دوران کے کہنے ہین نقشہ ابھی اسکی تاریخ میکیش یہ لکھد	زمانہ مین اب جان تاریخ ہے یہ تاریخ کیا کان تاریخ ہے یہ
--	---

۱۲ ۱۳

تفصیل

عالیجناب جلالت انتساب ندیم السلطان مقرب الخافتان نواب
داور جنگ و اورالدولہ داورالملک بہادر دام شوکتہ۔

حق تو یہ ہے کہ سینے آج تک کوئی کتاب ایسی سودمند اور فائدہ بخش نہیں دیکھی میرے
خیال میں یہ تاریخ اخلاق کا حشریمہ اور نصیحتوں کا معدن ہی عوام کے لئے
عامتہ اور خواص بلکہ سلاطین جو اخص الخواص ہیں ان کے لئے نہایت فائدہ
بخش ہی حکام کے لئے میری رائے میں یہ کتاب رہنمائے شفیق ہے اور اکابر
قوم کے لئے رفیق مجھے امید ہے کہ گورنمنٹ عادل اس گرانمایہ تاریخ کو قدر اور
عزت کی نگاہ سے دیکھی گئی اور مولف کی قدر افزائی میں کوتاہی نہ کیگی۔

داورالملک

تقریظ

عالیجناب مستطابنے اب اسدیار جنگ اسدیارالدولہ بہادر ایڈیکانگ
عالیحضرت بندگانہ عالی دام دولہ شاگرد رشید ابوالقاسم مولوی فضل صاحب
میں بھی اپنے محترم اور معظم جناب والد صاحب قبلہ و کعبہ کی رائے سے

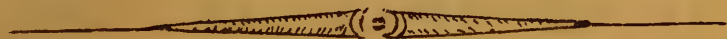
اتفاق کرتا ہوں۔ سلاطین اور حکام کے لئے اس سے بڑھ کر مشیل و زندیم نہائی
نہیں مل سکتا اس تاریخ کے دیکھنے والے کو جو کچھ فائدہ حاصل ہو سکتا ہے
اوسکا بیان دیکھنے والوں کی زبان سے پوچھنا چاہئے خداوند تعالیٰ قوم کو
اس کتاب کے دیکھنے اور پڑھنے سے فائدہ حاصل کرنے کی توفیق دی اگر مدد اس
میں یہ کتاب شریک کجائے تو میری رائے میں نہایت سود بخش ثابت ہوگی۔

اسدیارالدولہ

تقریظ

عالیجناب جلالت شیم سخنور یگانہ عالیجناب نواب مظفر جنگ بہادر خلعت
 عالیجناب المناقب نواب رفیع الدولہ بہادر حیدر الملک از اجلاہ تلمیذ مولوی
 ابوالقاسم فضل رب صاحب عرشى۔ این نگارین نور و نامہ فراوان نمودش
 ازین سرتا آن سر خواندم نگویم چہ مایہ گران آرزو در جہد یافتہم ہم برائے
 ملک و ہم برائے ملک ہم برائے قوم اسلام خاصہ و ہم برائے عامیان
 عامہ۔ خدا کند کہ این گرامی نامہ بدیدہ حق بین گوئیم گزرد و براہ قدر
 افزا نگریستہ شود اگر عالیجناب ناظم تعلیمات نواب عماد الملک دامت
 این کار نامہ خرد را در مدارس و تعلیمات پذیرا کنند ہم خرد افزا ثابت شود
 و ہم دماغ از وقائع گرانمایہ روشن گردد۔

مظفر جنگ



صحت نامہ کتاب محبوب السلاطین

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵	۱	اور کس کس میں	اور کس کس میں	۶۳	۱۶	چڑھاتے تھے	چڑھاتے تھے
۵	۱۳	اسمیں شک نہیں کہ	بہر تقدیر مولف نے	۶۵	۶	طلم	طلم
۶	۱۲	ازین جانہ بردار غینہ با	ازین کیسہ بردار غینہ با	۱۶	۱۶	مار دیا	مار ڈالا
۱۰	۶	دوستری	دوسری	۶۸	۱۷	توقب	تقاب
۱۰	۱۳	اور اصطلاح	اور اصطلاح	۷۰	۱	فضیل بن ربیع	فضل بن ربیع
۲۵	۷	گور کے	گور خر کے	۷۰	۱۲	کیا	کی
۲۵	۸	بہرام گور خر	بہرام گور	۷۰	۱۳	آوین	رہین
۲۹	۱۲	مت کر	مت کر و	۷۰	۱۷	اتالیق	اتالیقی
۳۱	۱۷	گور کی پاگ	گور کی پاگ	۷۶	۶	سید دار عین	سید دار عین
۳۳	۱	بیان کرین	بیان کرو	۷۶	۱۶	مطلو مونکی ہی	مطلو مونکی
۳۵	۲	بہادر ہوئے	بہادر ہو	۷۷	۲	حکم موافق	موافق حکم
۳۵	۱۷	سو برس کی عمر رسیدہ	سو برس کی عمر کا	۷۸	۱۸	جو سزا چاہیں دے	جو سزا چاہیے دے
۴۰	۱۲	خز نے تھے	خز نے تھے	۸۱	۱	خلیفہ جاتہا	خلیفہ جاتہا
۴۱	۹	کیا جاتہا	کیا جاتہا	۸۲	۴	دیکھتے لگا	دیکھتے لگا
۴۵	۶	براہ ظلم و خیر جو کچھ کیا ہے	براہ ظلم و خیر جو کچھ کیا ہے	۸۲	۱۳	پروہ لونڈی کو	پروہ لونڈی کو
۴۵	۱۰	اوسے	اوسے	۸۵	۱۹	منہسا	منہسا
۵۷	۱۷	غماض	غمازی	۸۷	۱۹	شان شوکت کے	شان شوکت کے
۵۷	۱۹	کرنا چاہئے	کرنا چاہئے	۸۸	۱۰	نہایتین انساات زفر	نہایتین انساات زفر
۵۷	۱۸	نکرنا چاہئے	نکرنا چاہئے	۹۵	۱۷	محاصل خلاف شرع	محاصل خلاف شرع
۵۸	۶	محبس میں	محبس میں	۱۰۹	۱۱	ورنہ غم کہا	ورنہ غم کہا
۵۹	۹	منصور سنہ	منصور	۱۰۹	۱۷	یاسس	یاسس
۶۰	۶	کب سیر چشم ہوگا	کب سیر ہو سکتا ہے	۱۱۱	۱۰	ہاتھی کی پیشانی	ہاتھی کی پیشانی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۱۱	۱۴	مندر کا رخ کیا	مندر کا رخ کیا	۱۸۸	۵	۱۲۷	۱۲۷
۱۱۲	۱	محمود کوہ غور	محمود نے کوہ غور	۱۹۱	۱۴	تخطیہ	تخطیہ
۱۱۳	۲	محمود عمر جستان	محمود نے عمر جستان	۲۰۰	۱	دردا	دردہ
۱۱۵	۲	فتح نصیب غازیان ہوا	نصیب غازیان ہوا	۲۰۱	۵	خطر	خط
۱۱۶	۹	وہ دینار و نکلی	ادن و دینار و نکلی	۲۰۴	۱۰	اماحسن	امام حسن
۱۱۷	۱۷	قصاعت سے	قصادت سے	۲۰۷	۱۲	تم ہونے ہوئے	تمہاری ہوتے ہوئے
۱۲۰	۷	قطع الطریق	قطاع الطریق	۲۰۹	۱۹	رضی اور عنہ	رضی اللہ عنہ
۱۲۱	۸	مزاہم	مزاہم	۲۱۰	۸	خاریہ	خارجیہ
۱۲۲	۱۱	خونریو کے	خونریو کے	۲۱۱	۱۱	مارنے	مارنے کے لئے
۱۲۶	۱۷	عدل و انصاف	عدل و انصاف	۲۱۲	۷	کوچے	کوچے
۱۲۷	۱	ڈرتے ہیں	ڈرتے ہیں	۲۱۹	۱۶	ہو	ہوا
۱۲۹	۴	مرض پر رکھا	مرضی پر رکھا	۲۵۲	۹	غلبہ بکر	غلبہ بکر
۱۲۹	۱۴	خضر	حضرت	۲۸۰	۱۳	ابتک بتاد	ابتک بنیاد
۱۳۰	۳	علما	علما	۲۹۱	۳	گدبے	گدی
۱۳۵	۷	کنجواب	کنجواب	۲۹۲	۳	شکر	شکر
۱۳۶	۱۴	یا قوت گل رنگ	یا قوت گل رنگ	۲۹۲	۶	بادشاہ وہین	بادشاہ نے وہین
۱۳۶	۵	فرما بردار	فرمان بردار	۲۹۳	۳	پاکر	پاکر
۱۳۷	۷	کنہ دن	کنہ ہون	۲۹۳	۱۷	کرین	کرد
۱۳۷	۱۹	سینون	سینونین	۲۹۷	۱	شکر	شکر
۱۳۷	۱۸	لاہی	لاتا ہے	۳۱۶	۱۲	بوالت	طوالت
۱۳۸	۸	کاروان	کاروایان	۳۱۷	۷	دینے	دینے
۱۴۳	۱	بہرتی	بہرتی ہے	۳۲۱	۵	طرفہ تر	طرفہ
۱۴۴	۹	والمنظومون	اور منتظمون	۳۲۱	۱۱	قتل دا	قتل ہوا
۱۴۷	۱۳	دادی	داؤدی	۳۴۴	۸	پورس	پورس

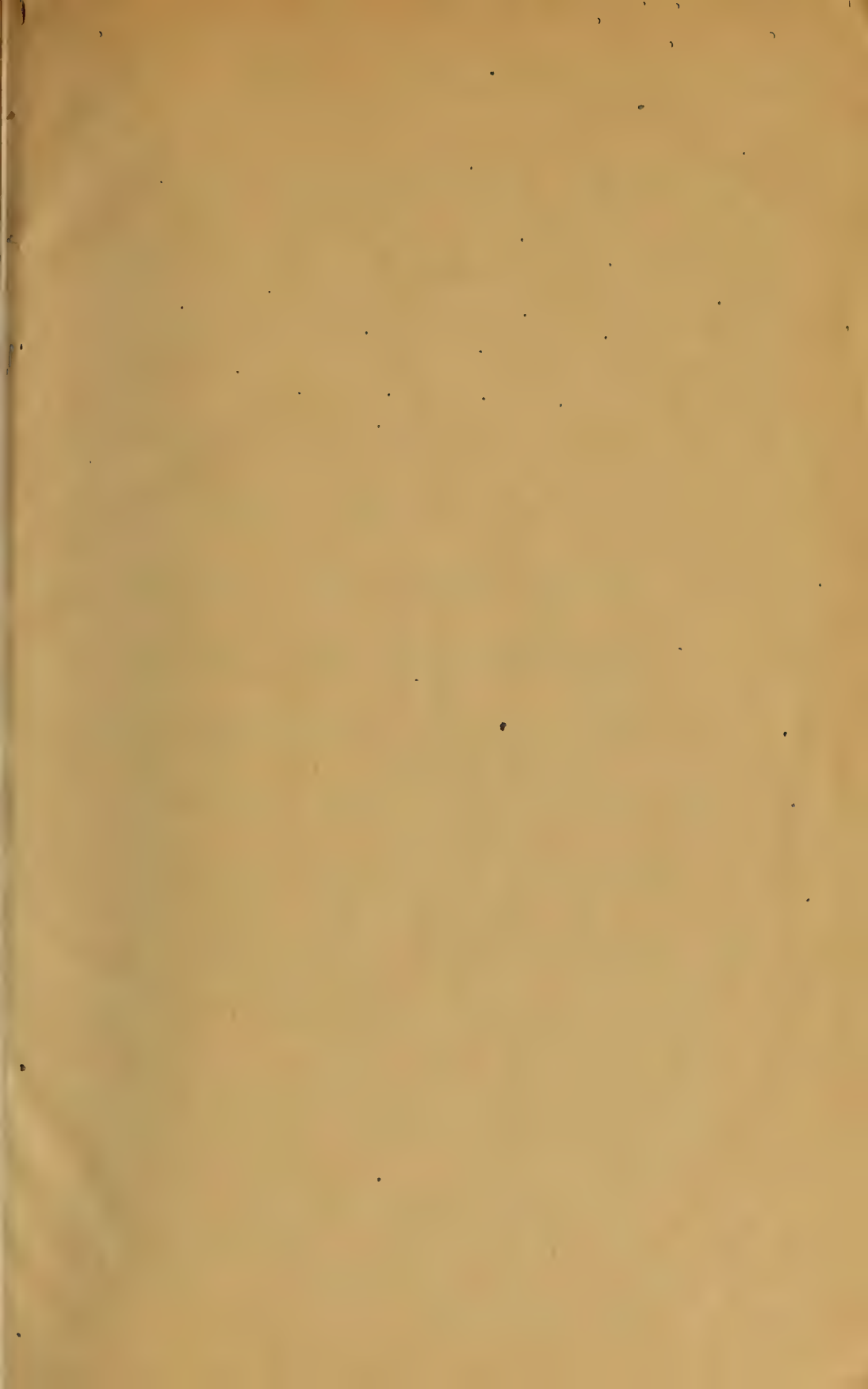
صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۵۲	۱۸	بیٹا	بہتیجا	۲۸۴	۱۲	کورنر جنرل مدراس	کورنر مدراس
۲۹۱	۱۲	اگر	اگر	۲۸۷	۷	مناج	مناج
۳۷۲	۱	سادات بارر	سادات بارہہ	۲۹۲	۱۲	منقد ہوگی	مجلس منعقد کی
۱۸	۱۸	کو بمقا	کو مقابلہ	۳۷۷	۳	قیام گاہ	قیام گاہ
۱۹	۱۹	ہونچا یا	ہونچا	۳۹۸	۱۱	وزارت سکونے	وزارت اونسے
۳۸۳	۱۲	شورسیت	شورسیت	۵۰۰	۱۳	افتخار الدولہ	افتخار الدولہ
۳۸۷	۱۹	میرے	برٹسے				
۳۹۲	۲	ادگر	ادگر				
۴۹۳	۱۸	لعین لدو	معین الدولہ				
۴۹۴	۳	ہوا	ہوئی				
۴۰۷	۱۳	معالج	معالجہ				
۴۰۸	۱۶	کورنرل	کورنر جنرل				
۴۲۰	۱۹	بہالی مین	بہائیونمین				
۴۲۱	۶	مگر آخر مین	لیکن آخر مین				
۴۲۲	۳	نخت نشین ہوئے	پیدا ہوئے				
۴۲۵	۵	بچا س ہزار	بچا سی ہزار				
۱۸	۸	بل بنا کر	بل بنا کر				
۴۲۸	۲	خلم کئے تھے	خلم آدر ہوئے تھے				
۴۵۵	۱۳	ولمان برگور	ولمان برگور				
۴۵۶	۱۷	داستانے	دستانے				
۴۵۷	۹	شہوار کے	اور شہواروں کے				
۴۷۳	۱۸	ارش دفرما	ارشاد فرمایا				
۴۸۰	۱۸	اسلئے نہیں سمجھ	اسلئے نہیں کیا سمجھ				
۴۸۱	۱۸	وعاریوں	وعادوں				

خاتمہ الطبع

سر سبزی گلستان سخن حمد حلیقہ آرا سخن نگار و شادابی و نصارت بوستان کلامت سرور الش
 جان ہر مین بود کلچینان گذار سیر کو فرود ہو کہ ان ایام تازی انجام مین بہارین چہستان سیر و سیر بہ خیرت
 سلاطین دران صحیفہ انیقہ موسوم بہ احکم التاریخ المعروف بہ محبوب السلاطین دوس
 مد بادشاہ اسلام اعظم حضرت قدر قدرت خلد و نعمت حضور پر نور رستم دوران سیر محمد علی خان بہادر
 ادام اللہ دولہ و سلطنتہ جسکی تاریخ (افسانہ و چسپ روان زمان) کی عبارت بالکل صادق اہی ہو بلکہ
 (فسانہ خرد آموز سلاطین زمین) کھی جائزہ سیریا ہر اور تاریخ اختتام طبع کتاب (مکملہ ستہ لطیف قابل
 تاجداران) کا مضمون خبر دے رہا ہو کہ یہ مجموعہ علم و حکمت و بلاغت ہی نہیں بلکہ جامع حالات سلاطین
 مقدمہ میں متاخرین اور شاہان گذشتہ و سلاطین موجودہ کا بیش بہا کا نامہ و تحفہ نوال ارباب پند و نصائح
 کا خزانہ ہے جو کوئی خوش طبع و خیال سخن آفرین بہتر سے در نشی محمد حسین خان صاحب نے زیور تالیف سے آراستہ
 اور اخلاقی حالات کا فوٹو کھینچا یا یا بتاریخ سلاطین عمدہ سیرایہ میں بیان فرمایا ہو۔

بیتاب کنندہ دل اہل بصر	بحریت کہ موج آن جز لطف حور است
باسنبل تر بوستان تو حید	ترطیب و دماغ اہل تفسیر یہ

اطلاع حق تصنیف محفوظ ہو کوئی صاحب بلا اجازت مصنف و مہتمم مطبع قصد طبع کا نہ فرمائیں
 بجائے نفع نقصان نہ اور ہٹاویں









$\frac{10^4}{29}$ 5 mi

112 —







3 1761 07936822 1